# فہرست مضامین

## باب اول

دھرم شاستر کی بنا، وخصوصیات۔ دھرم شاستر کے مختلف ذرائع۔ رواج کی عظمت
قانون کس حد تک تسلیم کرتا ہے۔ جائز رواج کے لوازمات۔ دھرم شاستر میں
مختلف طبقے۔ فرق مختلف اسنادکی اہمیت۔ صفحہ (۱) تا (۲۴)

## باب دوئم

### شادی

اغراض شادی۔ اقسام شادی پسندیدہ وناپسندیدہ اشکال۔ مختلف اقسام اولاد۔
شادی وسگائی میں فرق۔ خلاف ورزی سگائی کے نتائج۔ جائز شادی کے لوازمات
شادی کرنے کا اختیار۔ خاندان مقسمہ میں شریک خاندان کی شادی۔ امر واقعی
طلاق۔ حقوق زوجہ وزوج۔ علیحدگی کے وجوہات۔ قانون ازدواج ثانی بیوہ۔
ازدواج ثانی بیوہ۔ ازدواج ثانی بلحاظ رواج کی تمثیلات۔ زوجہ کا حین حیات زوج
ازدواج ثانی کرنا۔ بیوہ کے حق وراثت پر ازدواج ثانی کا اثر۔ صفحہ ۲۴ تا ۵۱۔

## باب سوئم

### ولایت و ہدویت

قانون ہنود کی رو سے سن بلوغت قانون موضوعہ کی رو سے اسمیں کسقدر تبدیلی
ہوئی۔ شرائط ایکٹ سن بلوغ (ایکٹ ۹) بابتہ ۱۸۷۵ء) نابالغ اولاد اور نابالغ
بیوہ کی ولایت کے متعلق احکام قانون ہنود۔ باپ ماں اور نابالغ کی تبدیلی مذہب

کا اثر۔ اختیارات ولی کی نابالغ کی جائداد پر وسعت۔ کہان تک وہ اپنے ولی کے فعل اور اپنے خود فعل کا پابند ہو سکتا ہے۔ قانون ودوپت کہان رائج ہی کن جہ عنوان مین۔ رہن پر اسکا اطلاق۔ صفحہ (۵۱) تا (۶۷)

## باب چہارم

### تبنیت

اغراض ونوعیت تبنیت۔ اسناد متعلقہ مسئلہ تبنیت۔ لوازمات تبنیت جائز۔ متبنٰی کون لے سکتا ہے۔ عورتون کا متبنٰی لینا۔ بیوہ کا متبنٰی لینا جبکہ دو بیوائین ہون۔ ناکتخدا عورت کا متبنٰی لینا۔ کون متبنٰی دیسکتا ہے۔ کون متبنٰی لیا جاسکتا ہے۔ اکلوتے بیٹے کا متبنٰی لینا۔ عمر کی قید۔ ضروری مراسم۔ دت ہوم۔ ناجائز بنانے والے واقعات۔ بیوہ کا اختیار متبنٰی لینے کے متعلق۔ خاندان منقسمہ وغیر منقسمہ مین کس حد تک عدالت متبنٰی لینے والی بیوہ کی وجہ تحریک پر بحث کرسکتی ہے۔ مسئلہ امر واقعی کا تبنیت پر اطلاق دوی ہوشیانا فرزند۔ ایسے اقرار کا جواز جو تبنیت کے قبل کیا جاوے۔ جائز تبنیت کے نتائج۔ صلبی فرزند کے بعد کو پیدا ہونیکی صورت مین متبنٰی بیٹے کا حصہ۔ ناجائز تبنیت کا اثر۔ امر بالغ تقریر مخالف۔ بیوہ کی جانب سے متبنٰی نہ لینے کے متعلق اقرار کا اثر۔ نامزد لڑکا متبنٰی لینے کے لیئے نہ ملنے کی صورت مین بیوہ کا حق۔ متبنٰی بیٹے کا متبنٰی مان کے انتقالات پر اعتراض کرنیکا حق۔ کرترما تبنیت اور اُس کی خصوصیات الاتم تبنیت۔ جین۔ سکھ اور گوسائیون مین تبنیت۔ مقدمات تبنیت۔ میعاد سماعت رجسٹری۔ اسٹامپ۔ رسوم۔ صفحہ (۵۱) تا (۱۴۳)

## باب پنجم۔ (خاندان مشترکہ)

خاندان مشترکہ کی تعریف۔ خاندان مشترکہ کے لوازمات۔ دہرم شاستر مین اشتراک خاندان کا قیاس۔ اشتراک۔ مختلف اقسام کی جائداد۔ جائداد خاندان مشترکہ۔ جائداد موروثی اور جائداد مکسوبہ۔ خاندانی جائداد کے متعلق مقدمات مین شرکا کی

حقوق۔ منتظم کی حیثیت و اقتدارات اور ذمہ داریاں۔ صفحہ (۱۴۳) تا (۱۷۷)

باب ششم (قرضہ)

غیر اشخاص کے قرضہ ادا کرنیکی ذمہ داری کی وجہ۔ بیٹا۔ معمولی شریک خاندان شوہر اور باپ کی ذمہ داری در بارۂ ادائی قرضہ متعلق باپ متوفی شریک منتظم۔ بیوی اور بیٹا۔ خاندانی جائداد کا ایسی ڈگری کی تعمیل میں جو باپ کے خلاف صادر ہوئی ہو نیلام ہونے سے بیٹے کی حقیت پر کب اثر پڑیگا۔ مسئلہ کہ "قرضہ جائداد کیساتھ ہے" صفحہ (۱۷۷) تا (۲۰۶)

باب ہفتم (تقسیم)

تقسیم کسے کہتے ہیں۔ اُسکے لازمی اجزا کیا ہیں۔ اقرار تقسیم۔ تقسیم کا اظہار کن واقعات سے ہو سکتا ہے۔ کسکی مرضی پر تقسیم ہو سکتی ہے۔ بیٹا۔ پوتا۔ بیوہ۔ ماں۔ نابالغ محروم الارث کا بیٹا۔ شخص اجنب۔ عام اور جزوی تقسیم۔ تقسیم مکرر کرانا۔ تقسیم نہ کرنیکے معاہدہ کا اثر حقوق جو تقسیم سے پیدا ہوتے ہیں۔ کون جائداد قابل تقسیم ہے۔ ناقابل تقسیم جائداد کے متعلق قاعدہ۔ بعد انقسام مکرر اشتراک۔ صفحہ (۲۰۷) تا (۲۵۲)

باب ہشتم۔ (انتقال ہبہ و اوقاف مذہبی)

باپ۔ شریک۔ منتظم و بیوہ کا اقتدار متعلقہ انتقال۔ شریک کے حصہ کے خریدار کی حیثیت۔ لوازمات ہبہ۔ واقعات جن سے ہبہ باطل ہوتا ہے۔ ہبہ اور قبول کرنے کا اقتدار۔ ہبہ مرض الموت۔ استرداد ہبہ۔ ہبہ بہ جماعت۔ اوقاف مذہبی۔ بینامی معاملات۔ صفحہ (۲۵۲) تا (۲۹۷)

باب نہم (وصیت)

ابتدا اور ضوابط وصیت۔ اقتدار انتقال۔ وراثت سے محروم کرنا۔ عورت کا وصیت کرنیکا اختیار۔ ہبہ بغرض دہرم۔ اختیار احد الامرین۔ قانون وصیت اہل ہنود۔ ناجائز ہبہ بذریعہ وصیت۔ تعبیر وصیت۔ (۲۹۸) تا (۳۱۲)

باب دہم (نان و نفقہ)

عام اصول متعلق قانون نان ونفقہ۔ اشخاص مستحق نان ونفقہ۔ بیوی کا حق علحدہ رہ کر نان ونفقہ پانے کے متعلق۔ بیوہ کا خسر کے مقابلہ مین حق نان ونفقہ۔ غیر صحیح النسب اولاد کا حق نان ونفقہ بے عصمتی کا اناث کی استحقاق نان ونفقہ پر اثر۔ مقدار نان نفقہ بقایا پائے وصول کرنیکا حق خاندانی مکان مین سکونت رکھنے کی پابندی۔ صفحہ (۳۱۳) تا (۳۲۵)

## باب یازدہم (قانون وراثت وترکہ)

وراثت ترکہ اور تقسیم مین فرق۔ اپرتی بندہ اور سپرتی بندہ وراثت۔ جائداد معلق نہین رہ سکتی اصول متعلقہ وراثت۔ سپنڈ۔ گوتر ج سپنڈ دیبا ہو۔ سکلیہ ساماندک۔ خاص قواعد وراثت متعلقہ جین۔ سکھ۔ غیر ملکی وغیرہ۔ نوعیت اثر ناقابلیت وراثت۔ ناقابلیت کے رفع ہونیکا اثر شاستر اگرو شرع کا وراثت مین فرق۔ صفحہ (۳۲۶) تا (۳۶۱)

## باب دوازدہم (ترتیب ورثا)

مقررہ سلسلہ ورثائے خاندان منقسم۔ ورثائے خاندان مشترکہ۔ ایسے شریک کے ورثاء جن کا اشتراک مکرر ہوا ہو۔ سدابرہم چاری۔ سنیاسی۔ صفحہ (۳۶۲) تا (۴۰۸)

## باب سیزدہم (عورتون کی جائداد)

اناث ورثاء۔ عورتونکی حقیت کی نوعیت۔ عام قاعدہ مین استثنا بیوہ۔ ماں۔ دادی۔ بیٹی۔ بہن کی حقیت کی نوعیت بذریعہ وراثت حاصل شدہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ اور بچت کے متعلق اقتدار انتقال۔ بیوہ سے مشتری کی حیثیت۔ اغراض ضروری۔ ناقابلیت۔ بے عصمتی یا ازدواج مکرر کا اثر۔ ورثائے عودی بیوہ کے افعال کے کہانتک پابند ہین۔ انکی قانونی حیثیت۔ ورثائے عودی کی حقوق کی نوعیت۔ اتلاف بیوہ کے روکنے کا طریق۔ اس کے انتقالات کون تنسیخ کرا سکتا ہے۔ حق قبضہ بیوہ کا ورثائے عودی کے حق مین دست بردار ہونا۔ بیوہ اور ورثائے عودی کا آپس مین معاہدہ کرنا۔ بیوہ کیجانب سے برضامندی وارث عودی انتقال۔ صفحہ (۴۰۹) تا (۴۳۶)

## باب چہاردہم (استری دہن)

لفظ استری دہن کی تعریف۔ بلحاظ مختلف اسکولون کی تعریف۔ تمثیلات۔ جائداد موروثی کسحد تک استری دہن ہے۔ متاکشرا میتہ کہا اور دایا بہاگ کی رو سے طریقہ وراثت استری دہن۔ استری دہن کے متعلق عورت کا اقتدار تصرف۔ بے عصمتی کا اثر۔ ناکتخدا عورت کا استری دہن۔ صفحہ (۴۳۷) تا (۴۵۴)

تمت

# باب اول

سلیم

دہرم شاستر کی بناؤ خصوصیات۔ دہرم شاستر کے مختلف ذرائع۔ رواج کی عظمت قانون کس حد تک تسلیم کرتا ہے۔ جائز رواج کے لوازمات۔ دہرم شاستر مین مختلف طبقے فرق۔ مختلف اسناد کی اہمیت۔

دہرم شاستر کی بنیاد۔ قانون ہنود اُن خارج از ذہن قدیم زمانہ کے رواجات پر مبنی ہے جن کا وجود برہمنی عقیدہ سے پیشتر اور علیحدہ پایا جاتا ہے۔ مین صاحب کی رائے کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

"جب آریہ ہند مین داخل ہوے تو انہون نے متعدد رواجات ایسے پائے جو یا تو اُن کے رواجون سے مطابقت رکھتے تھے یا کم از کم بالکل غیر متشابہ نہ تھے۔ اُنہون نے ان رواجات کو بلا ترمیم و تبدیل تسلیم کر لیا۔ صرف ایسے چند رواجات کو ترک کر دیا جو اُن کے خود کے رواجات مین ملجانے کے قابل تھے۔ مثلاً کثرت ازدواج وغیرہ۔ جب عقیدۂ برہمنی کا عروج ہوا اور برہمن علمار نے قانون کی جانب توجہ مبذول کی انہون نے ابتدا محض واقعات جس حالت مین کہ اُن کا علم ہوا اُسی حالت مین بیان کر دیئے اور اُن واقعات کے ساتھ کوئی مذہبی مقاصد شامل نہین کیے۔ مذہبی جزو بعد کو پیدا ہوا اور اُس جزو نے قانونی خیالات کے ساتھ اتصال پا کر واقعات کو مختلف طریقون سے پیچیدہ بنا دیا۔

(۱) محض دنیوی افعال مین مقاصد روحانی ظاہر کرکے۔ (۲) ان افعال کیساتھ بے شمار ایسے قواعد اور پابندیان جمع کرکے جو قیاسی یا خیالی روحانی مقاصد کے لیے موزون نظر آئین (۳) اور بتدریج خود رواجات اس طرح تبدیل کرنے سے جس کے ذریعہ سے مذہبی عقیدہ کے مخصوص اغراض کی ترقی مقصود تھی[۱]۔

**خصوصیات دھرم شاستر**۔ سب سے اہم خصوصیات خاندان کا غیر منقسم ہونا طریقۂ وراثت اور تبنیت کا رواج ہین۔ آخر الذکر دو برہمنی عقیدہ سے بالکل متاثر ہوگئے ہین۔ خاندان پر اُس کا اثر صرف تقسیم کے لیے ڈالا گیا ہے۔ مگر برہمنی عقیدہ کو قانون کی اِن شاخون کی ابتدائی تاریخ سے کوئی تعلق نہین ہے ان کو ابتداءً برہمنی و نیز آریہ عقیدہ سے مطلق تعلق نہ تھا اور اگر کہین مذہبی جزو اُن مین داخل ہوگیا ہے اور اس طرح اُن مین نیا طرز پیدا ہوگیا ہے تو ایسی تبدیلی بالکل حال کی ہے[۲]۔

**دھرم شاستر کے ذرایع**۔ دھرم شاستر کے ذرایع تحریری و غیر تحریری ہین غیر تحریری قانون عمل درآمد یا رواج ہے۔ اور تحریری ذرایع اصل سنسکرت کی کتابین اور اُن کی شرحین اور فیصلجات عدالتی اور قوانین نافذہ ہین۔

**یحیناولک کی رو سے دہرم کی ابتدا۔**

**شرتی۔ اسمرتی**۔ نیک اشخاص کا طرز عمل محبت (پریم) اور نیک کام کرنیکی رغبت ہین۔

**کتب اصلی۔ منو۔ وید پاک**۔ قانون کا پہلا مخزن ہے۔ اس کے بعد روایات اور وید جاننے والون کے نیک طرز عمل اور نیز متبرک اشخاص کی

---

[۱] مین طبع ہفتم صفحہ ۴۔ [۲] مین طبع ہفتم صفحہ ۶۱۵

روایات اور سب سے آخر مین اطمینان قلب۔

یگیناولک۔ علم اور دہرم کے چودہ ذرایع۔ وید۔ پوران۔ نیائی۔ میمانسہ۔ دہرم شاستر اور انگا ہین۔ دہرم کے ذرایع حسب ذیل بیان کیے گئے ہین وید۔ سمرتی۔ نیک اشخاص کے طرز عمل۔ قلب کو اطمینان دینے والی شئے اور نیک افعال کی رغبت۔

دھرم شاستر۔ منو۔ وشنو۔ سمرتیا۔ یگیناولک۔ اوشان۔ انگرا۔ یم۔ اپاس تنب۔ سمبرت۔ کاتیان۔ برہسپتی۔ پراسرا۔ ویاس۔ سانکہہ لکھتیا۔ وکشا۔ گوتم ستاتپتھ اور وسیشٹہ دہرم شاستر کے مصنفین کے نام ہین۔

اسکند پوران۔ منو کا قانون چار رشی بہرگو۔ نارد۔ برہسپتی اور انگرا نے منظوم کیا ہے۔

ترتیب باعتبار فضیلت برہسپتی۔

(بہر کیف) اول درجہ (مقننین مین) منو کا ہے کیونکہ اُس نے وید کا انش یعنی اصل اصول اپنی تصنیف مین رکہا ہے۔ ایسی سمرتی یا کتاب قانون جو منو کے قوانین کے خلاف ہو قابل تسلیم نہین ہوتی۔

سند بصورت اختلاف۔

جبکہ وید اسمرتی اور پوران مین اختلاف ہو تو وید قابل پابندی ہون گے۔ آخر الذکر دو مین اسمرتی مرجح ہے قانون ہنود یعنی شاستر کی حالت موجودہ مین خاص ذرایع حسب ذیل ہین (ملاحظہ ہو مین باب ۲ صفحہ ۱۴)۔

(۱) سُرتی۔ یعنی جو الہام مین غیب سے سنا گیا اور وہ چار وید اور اُپنشدون پر مشتمل ہے۔ سُرتی کی ابتدا خدا سے ہے۔ وہ جملہ قانون کا سرچشمہ ہے۔ وید الہام اور ابدی تسلیم کئے جاتے ہین۔ یہہ دو حصص مین منقسم ہین۔ منتر اور

برہمن۔ اور ہر شاخ قانون سے متعلقہ واقعات بہی سرسری طور سے مذکور ہین۔
(۲) اسمرتی یعنی یادداشت۔ یہہ وہ کتابین ہین جن مین رشی یا قدیم علمائ
جن کی بینائی باطنی پر ویدون کا الہام ہوا تہا۔ ہوم۔ مراسم روزانہ اور عام فرائض
انسانی اپنی یاد سے ضبط تحریر مین لائے ہین۔ روایات مروجہ کی رو سے یہ
شمار مین چہتیس ہین۔ ان کے مصنف وہی رشی ہین جن کے نام پر یہہ موسوم
ہین بخلاف شرتی کے ان کی ابتدا انسانی ہے۔ ان مین سے چند جن کا حوالہ
اکثر دیا جاتا ہے حسب ذیل ہین۔

کاتیان۔ برہسپتی۔ گوتم۔ اپاس تنب۔ وشیشٹ۔ منو۔ یجناولک۔
نارد۔ وشنو۔ وسوامتر۔ سانکہہ۔ والخ

دہرم سوتر۔ سمرتی ہین اصل وہ سوتر ہین جو مراسم سے متعلق ہین اور گرہیہ سوتر
کہلاتے ہین۔ دوسرے الفاظ مین جو عملی زندگی کے قواعد سے متعلق ہین اور
دہرم سوتر کے نام سے موسوم ہین۔ ان مین سے خاص وہ مین جو گوتم۔ بدہیان۔
وشنو۔ وشیشٹ اور اپاس تنب کے مصنفہ ہین۔

## مختلف اسمرتیون کا زمانہ۔

گوتم سب مین قدیم ہین اور بدہیانہ بعد کے ہین۔ دوسرون مین گوتم کا حوالہ آیا ہے
گوتم سام وید کے زمانہ کے ہین۔

بدہیانہ۔ آپ کے سوتر یجر ویدی ابتدائ مطالعہ کرتے تہے مگر من بعد تمام برہمن
انہین قانون مقدس پر سند شمار کرنے لگے۔ یہ غالباً دکہن کے تہے۔

اپاس تنب۔ یہہ بہی بدہیانہ کی طرح دکہن کے باشندے تہے اور اسی وید
کے پیرو تہے اکثر رواجات پر جو قانون ہنود تسلیم کرتا ہے انہون نے اعتراض
کیا ہے اور اس کے خلاف تحریک کی ہے۔ مثلاً ازدواج نیوگ۔ پشاچ بواہ۔

اور مختلف اقسام اولاد۔

وسیشٹ۔ آپ شمالی ہند کے ہین۔ ان کی تاریخ کا پتہ نہین چلتا ہے۔

وشنو۔ آپ یجر ویدی تھے۔ وشنو سوتر کے مصنف کے متعلق کوئی روایت نہین ہے۔ اکثر حصّہ تصنیف کے طرز عبارت و مضمون سے کتاب کا بہت قدیم ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

ہرتیا۔ ہرتیا کشپ۔ تواس۔ تیمہ۔ کاتب اور سا کہا جن کا حوالہ کول برک صاحب نے دیا ہے سوتر زمانہ کے ہین۔ ان مین سے ہرتیا بودہیانہ سے قبل کے ہین ڈاکٹر جالی صاحب کی رائے ہے کہ اسمرتیون مین بدہیانہ سب سے قدیم ہے[1]

دہرم شاستر کا بیان۔ اصل اسمرتیان جو حقیقتاً اسمرتی کہلانے کے قابل ہین منو۔ یجناولک اور نارد ہین۔ ان مین محض سابق کے دہرم سوتر نظم مین تحریر ہین۔ منو۔ سب اسمرتیون مین یہہ زیادہ مشہور ہے اور بہت مستند شمار کیجاتی ہے۔ اس کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شخصیت مصنف محض فرضی ہے اس سمرتی مین علماء منو سے استدعا کرتے ہین کہ وہ قوانین مقدس اُن کو بتلائین اور منو اولاً اپنی پیدائش برہما سے بیان کر کے اور دنیا کی ابتدا بتا کر بیان کرتے ہین کہ مجموعہ قوانین اُن کو برہما سے ملا اور اُس کو انہون نے دس رشیون کو بتلایا منجملہ ان رشیون کے ایک رشی مسمی بھرگو سے یہہ درخواست کیجاتی ہے کہ وہ باقی نو رشیون کو پڑھ کر سناوین۔ اسطرح بقیہ تصنیف بھرگو کے زبانی بیان کی گئی ہے۔ اس تصنیف کا زمانہ بارہ سو اسّی سال بقول ڈبلو جونس اور تخمیناً پانچسو سال بقول مونیر ولیمس اور تخمیناً دو سو سال بقول میکسمیولر صاحب

---

[1] مین صفحہ ۱

قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے قائم کیا گیا ہے - اس پر متعدد شرحین
ہین - منو کی تعظیم نہ صرف ہندو مقننین نے کی ہے بلکہ بدھ موئفین بہی اسکا حوالہ
اس طرح دیتے ہین کہ وہ سب سے زیادہ مستند ہے[1]۔
یجناولک - آپ بمقابلہ منو زمانہ اور مذہب ہردو کے لحاظ سے بعد کے ہین -
اسٹینزلر کا قول ہے کہ یہہ منو پر مبنی ہے - اسپر بے شمار شرحین لکہی گئی ہین
جن مین سے خاص متاکشرا ہے - اصلی مصنف کے متعلق کچھہ نہین معلوم ہوتا
ہے - مین صاحب کا بیان ہے کہ اس تصنیف کا زمانہ تعین کرنا غیر ممکن ہے بجز
اس کے کہ وہ چودہ سو سال سے زیادہ پرانی ہے[2]۔
نارد - مکمل منظومہ دہرم شاستر مین نارد آخری ہے - اس کا ترجمہ ڈاکٹر جالی
صاحب نے کیا ہے مین صاحب کا خیال ہے کہ یہہ یجناولک سے بہی حال
کی ہے کیونکہ بعض ضوابط انگریزی اصول معدلت پر مشتمل ہین - اس کی تاریخ
پانچوین یا چھٹی صدی رکہی جاتی ہے - مصنف نیپال کے باشندہ تہے -
مکمل دہرم شاستر - منظومہ دہرم شاستر کے دیگر اجزا مین کاتیانہ اور برہسپتی
کے نظم ہین - یہہ دونون قریب قریب ایک زمانہ یعنی چھٹی صدی کے قریب
کے ہین - یہہ منو پر مبنی ہین - صرف کہین کہین ضروری اضافہ ہوا ہے - اور
حال کی اسمرتیون مین - انگرہ - اتری - دکش - دیوالہ - پرجاپتی - یمہ - لکہیتا
دیاس - سانکہہ - وردہ - شتاتپہہ ہین - ان مین سے اکثر یجناولک نے ابتدائی
ذرائع قانون بتائے ہین - اس سے نتیجہ یہہ نکلتا ہے کہ وے اُس کے زمانہ
کے بہت قبل سے موجود ہون گے -

---

[1] مین صفحہ ۱۷۸  [2] مین صفحہ ۲۳

اسمرتی مذکورہ کی اہمیت۔ یہہ سب اسمرتیان اگرچہ ان مین ایک دوسرے کا حوالہ ہے ایک دوسرے سے جدا اور علحدہ مستند ہین۔ ان کے بیانات مین بوجہ مرور زمانہ اور خصوصیات مقام بہت ہی زیادہ فرق آگیا ہے پراسرا مین ہے کہ منو پہلے زمانہ یعنی کرت یگ کے لیے موزون ہین۔ گوتم دوسرے زمانہ یعنی ترتیا کے لیے سنکہہ اور لکھیتا تیسرے زمانہ یعنی دواپر کے لیے اور اُس کا خود یعنی پراسرا چوتھے زمانہ یعنی کالی جگ کے لیے۔

## (۳) اسمرتیون پر شرحین (قانون تحریری)

(الف) متاکشرا مؤلفہ وجنانیشور قوانین یجنا ولک کی شرح ہے اور آخر الذکر کتاب غالباً دہرم سوترون کی نظم کی شکل مین ترتیب دی گئی ہے۔ یہہ کتاب زیادہ تر ابتدائی ہے اور بالکل شرح نہین ہے اس لیے اس کا شمار ایک مجموعہ قوانین مین ہونے لگا۔ بقول ویسٹ اور بولر صاحب یہہ شرح دسوین اور گیارہوین صدی کے درمیان کی لکھی ہوئی ہے اور اُن کا یہ بیان ہے کہ مصنف کا وطن تھانہ بمقام کلیان تھا اور وے بکرماجیت کے زمانہ کے ہین۔ اس کی وضاحت اور بھی زیادہ لکشمی دیوی الملقب بہ بالم بھٹ کی شرح سے ہوتی ہے۔

(ب) ویوہار مہوکہا مؤلفہ نیل کنٹھ۔ یہ تالیف سولہوین یا سترہوین صدی مین بالعموم رائج ہوئی تھی۔

(ج) دایا بہاگ مولفہ جمت واہن جو صرف مشرقی بنگال اور اُس کے نواح مین رائج ہے یجنا ولک پر سب سے پہلی شرح وسوروپ کی ہے یہہ شرح وجنانیشور کی شرح موسومہ متاکشرا سے دو صدی قبل کی ہے۔ یہہ بنارس مین بہت مستند ہے۔ اور اُن تصانیف کی بنا رہے جن سے متہلا مین قانون

ہستا تہا۔ صرف بنگال کے کچہہ حصہ مین د آیا بہاگ نے اس کی جگہہ لے لی ہے اور گجرات مین بصورت اختلاف ہیو کہا کو اُس پر ترجیح دی جاتی ہے۔[1]

یہہ پدم ناتہہ بہٹ کے بیٹے تہے اور سادہو تہے۔

اپارارک۔ یہہ دوسرے شارح بیجنا ولک پر ہوے ہین۔ بیجنا نیشور سے کچہہ بعد کے ہین۔ آپ کی تصنیف کشمیر مین بہت مستند ہے۔ آپ کے خیالات بیجنا نیشور سے متفق ہین۔

علاوہ برین متاکشرا پر بہی شرحین ہین۔ منجملہ اُن کے ایک بالم بہٹ ہے یہہ کتاب ایک عورت مسماۃ لکشمی دیوی کی تصنیف کردہ ہے جو ستر ہوین صدی مین گزری ہے۔ احاطۂ بمبئی مین ان ہی کی تصنیف کا حوالہ متاکشرا کی تعبیر کے لیے لیا جاتا ہے۔ دوسرے شارحین مدن پریجات اور سبودہنی ہین۔

تصانیف مستند بہ ممالک مدراس (ملک دراوڑ)

علاوہ متاکشرا کے چند خاص کتب جو جنوبی ہند مین تسلیم کیجاتی ہین حسب ذیل ہین:-

سمرتی چندرکا۔ دآیا د بہاگ۔ سرسوتی ولاس۔ ونہوا رنرنے۔ ذتک چندرکا پراسر مادہو۔ منجملہ ان کے اسمرتی چندرکا تیرہوین صدی مین دلونڈ بہٹ نے تصنیف کی ہے اور سرسوتی ولاس چودہوین مین پرتاپ رودو دیو نے تصنیف کی ہے۔ ونہوا رنرنے سولہوین صدی اور دآیا د بہاگ مادہو نے چودہوین صدی مین تصنیف کی ہے پراسر مادہو مصنفہ مادہو چاری ہے اور پراسر اسمرتی کی شرح ہے۔ بقول متاکشرا اور سمرتی چندرکا پراسر مادہو

---

[1] ۱۲ بمبئی ہائی کورٹ صفحہ ۶۰۵ - ۲ بمبئی ۱۰ ۴

ممالک ورآوڈ مین مسٹر کول بروک مسٹر ٹامس اسٹرینج اور مسٹر ولیم میگناٹن مسلمہ طور سے مستند بتاتے ہین[1]۔ دتک چندرکا تبنیت پر ایک خاص تصنیف ہے۔

مدراس مین متاکشرا سب سے زیادہ مانی جاتی ہے اور شارحین کے متفق الرائے نہونے کی صورت مین اور جبکہ خلاف مین کوئی رواج موجود نہو متاکشرا کے عام اصول کو اسمرتی چندرکا پر ترجیح حاصل ہے[2]۔

نوٹ۔ رگھونندن جنوبی ہند مین تسلیم نہین کیجاتی ہے[3]۔

مغربی ہند۔ علاوہ متاکشرا کے چند کتب جو مغربی ہند مین تسلیم کیجاتی ہین حسب ذیل ہین:۔

دیہوار میوکہا۔ نرنے سندہو۔ دتک میمانسہ۔ کوستبھ اور ویرامترودیا۔ مصنفہ متر مصر۔

متاکشرا مسائل وراثت کے بارہ مین اول جگہ رکھتی ہے اور اس کے بعد میوکہا تسلیم کی جاتی ہے۔ ضلع رتناگری مین متاکشرا اعلی ترین سند ہے متاکشرا اور میوکہا کا مفہوم جہان تک ہوسکے ایک ہی نکالنا چاہیے۔ اگر میوکہا مین متاکشرا سے اختلاف کیا گیا ہو تو میوکہا پر عمل ہوگا[4]۔ بمبئی مین یہ عمل مسلمہ ہے کہ اگر کسی مسئلہ پر متاکشرا ساکت ہو یا اُس کا مفہوم سمجھ مین نہ آتا ہو تو تعبیر کی غرض سے میوکہا کی امداد لیجاتی ہے[5]۔ شرح بالم بہٹ بمبئی مین مستند نہین شمار کی جاتی ہے۔ اور یہی کیفیت نند پنڈت کی شرح

---

[1] ۲ اموز انڈین اپیلز ۳۴۷ ؂ [2] ۲۹ مدراس ۳۵۸

[3] ۳۱ مدراس ۱۰۰ = ۸ مدراس لاجرنل ۷۵ ؂ [4] ۱۴ بمبئی ۶۰۵ - ۶۱۲

[5] ۳۰ بمبئی ۴۳۱ (پریوی کونسل) - ۱۰ کلکتہ ویکلی نوٹس ۸۰۲ ؂ [6] ۳۲ بمبئی ۳۰۰

سے متعلق ہے[۱]

دیو ہار میو کہا گجرات اور جزیرہ بمبئی میں اعلیٰ ترین سند ہے۔ احمد نگر، پونا اور خاندیش میں متاکشرا کے مساوی تصور کیجاتی ہے اگرچہ حاوی تسلیم نہیں کیجاتی ہے[۲]

نرنے سندہو مصنفہ کملاکر ہے۔

مسائل تبنیت میں نند پنڈت مستند ہے بجز اُس صورت کے جب یہ ثابت ہو کہ اُس میں اسمرتیوں کے خلاف یا زائد تحریر ہوا ہے یا جب اُس کی عبارت کسی رواج مسلمہ عدالت کے مخالف ہو[۳]

متھلا۔ (ترہوت اور شمالی بہار) جن کو چاند یشورا اور وچسپتی مصر نے پندرہویں صدی میں قائم کیا۔

علاوہ متاکشرا کے حسب ذیل کتب مروج ہیں۔

دیہوار چنتامنی اور ووادچنتامنی۔ وواد رتناکر۔ دتک میمانسا۔ وویت نرنے سدہی ودیک۔ وویت پرنیشٹ۔

دیہوار چنتامنی اور وواد چنتامنی مصنفہ وچسپتی مصر ہیں۔ وواد رتناکر مصنفہ چاند یشور ہے۔ وویت نرنے وچسپتی مصر نے لکھی ہے۔ سدہی دویک اردو ر دہار کی مصنفہ ہے۔ وویت پرنیشٹ تھاکر مصر کی مصنفہ ہے۔

بنگالہ۔ قائم کردہ جمت دیہوان اور رگھونندن ہے۔ اس کی تاریخ پندرہویں صدی شمار کیجاتی ہے۔ یہاں حسب ذیل کتب مروج ہیں۔

---

[۱] ۲ بمبئی ۳۰۰ [۲] ۳ بمبئی ۳۵۳۔ ۴ بمبئی ۶۲۴۔ ۱۱ بمبئی ۲۸۵ و ۴۹۴

[۳] ۱۰ بمبئی لا رپورٹر ۹۴۸

دایا بھاگ۔ ویا نتو۔ دیا کرم سنگرہ شرح مؤلفہ سری کرشن۔ دتک چندر کا مؤلفہ رگھونتھی۔

دایا بھاگ اعلیٰ ترین سند متصور ہوتی ہے۔ قریب قریب اس کے اصول متاکشرا پر حملہ ہین۔ اگر دوسری کتب اور دایا بھاگ مین اختلاف ہو ہوتو دایا بھاگ پر عمل ہوگا[1]۔ مگر دایا بھاگ تنہا قطعاً واجب التعمیل نہین ہوتی یعنی یہہ ثابت کیا جاسکتا ہے[2] مسائل ہجوتہ رواجاً تسلیم نہین ہوتے ہین اور متن مستدلہ محض مصنوعی اور لغو[3] ہے۔

بنارس یہان حسب ذیل کتب مروج ہین۔

متاکشرا۔ سبودھنی۔ ویرامترودیا۔ کل پترو۔ دتک میمانسا۔ نرنے سندہو۔

بنارس مین بھی کی متاکشرا بطور قانون مختص المقام تسلیم کیجاتی ہے[4] جبکہ کسی کام کے کرنیکی ہدایت ہو اور ایسا نہ کرنا گناہ ہو تو ایسی ہدایت وگیانیشور کے مطابق واجب التعمیل ہوجاتی ہے[5]۔ وگیانیشور نے یہہ اصول بیان کیا ہے کہ جبکہ تمام اسمرتیان بلحاظ اہمیت مساوی درجہ رکھتی ہون اور دو یا زیادہ اسمرتیون مین تخالف ہو تو عدالت کو اختیار ہے کہ اُن مین سے کسی پر عمل کرے[6]۔ سبودھنی شرح متاکشرا ہے جسکو وسوسیشور بھٹ نے تصنیف دیا ہے۔ ویرامترودیا مصنفہ مترمصر کا اُس صورت مین حوالہ لیا جاتا ہے جبکہ متاکشرا مین کوئی امر مبہم ہو۔ اور بنارس کا قانون اس سے معین ہونا پایا جاتا ہے[7]۔ کال پترو مصنفہ لکشمی دھر ہے۔ اور سترہوین صدی کی ہے

[1] ۲۸ کلکتہ ۳۱۱۔ [2] ۸ کلکتہ لاجرنل ۳۶۹۔ [3] ۵ ناگپور لارپورٹر ۱۳۔ [4] ۲۵ بمبئی ۳۶
[5] ۱۱ بمبئی لارپورٹر ۸۰۷۔ [6] ۱۲ مورز انڈین اپیل ۴۴۸-۴۶۶-۳۰ بمبئی ۳۶۹ - ۲۵ کلکتہ ۳۶۷

دتک میمانسا مصنفہ نند پنڈت ہے جس کی تصنیف کو تقریباً دو سو یا تین سو سال ہوئے ہین۔ نرنے سندہو مصنفہ کاملکر ہے اور ۱۶۱۳ء مین تحریر ہوئی ہے۔

برار اور ناگپور۔ متاکشرا اُس تعبیر کے مطابق جو بمبئی مین کیجاتی ہے برار کا قانون مقامی ہے[1] ویہوار میوکہا اور ویرامترودیا بلحاظ اہمیت اسکے بعد ہین اور ان پر صرف اسی وقت تک عمل ہوتا ہے جب تک ان کے مندرجہ مسائل متاکشرا کے صریحی اور عام اصول کے مخالف نہ ہون[2]۔

ممالک محروسہ سرکار عالی ریاست حیدر آباد دکن۔

یہان باعتبار پابندی دہرم شاستر ملک کے دو حصص کیئے جا سکتے ہین مرہٹواری۔ تلنگانہ۔ اول الذکر حصہ ملک سے مہاراشٹر یعنی مغربی ہند کا قانون دہرم شاستر متعلق ہوتا ہے اور آخر الذکر حصہ ملک سے دراوڑ یعنی جنوبی ہند کا دہرم شاستر متعلق ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ایسی اقوام واشخاص کے لیے جو باہر سے آکر سکونت گزین ہوئے ہون اُن کے قدیم قانون وطن ہی پر عمل ہوگا۔ بہرکیف متاکشرا کی مختلف شاخ ہی اس ریاست مین مرتبچ ہین۔ (دربارۂ نظائر ملاحظہ ہو تتمہ نظائر سرکار عالی) اور عام اصول یہہ ہے کہ جو حصۂ ریاست جس حصۂ ملک سرکار عظمت مدار سے ملحق ہے اور بلحاظ آبادی اور رواجات اُس سے متشابہ ہے اُسی حصۂ ملک سرکار عظمت مدار کا مروجہ دہرم شاستر اس ریاست مین بھی واجب العمل ہوگا۔

کتب اصلی کی قواعد کی تعبیر گر ایک ہی تصنیف مین ایک ہی متن کے دو مختلف

---

[1] ۴ ناگپور لا رپورٹر ۱۳
[2] سلکٹ کیس حصہ ۶ نمبر ۳۴ بابتہ ۱۸۷۷ء

معنے لیے گئے ہون تو آخری تعبیر صحیح تسلیم ہونی چاہیے۔ جبکہ دو کتب ایسی ہون کہ ایک ہی مضمون کے متعلق ہون اور اُن مین سے اول مین دو الفاظ یا عبارات ایسے آئی ہون کہ ایک ہی مضمون کے متعلق ہون اور اُن مین سے اول مین دو الفاظ یا عبارات ایسے آئی ہون جن مین صرف ایک کا اعادہ دوسری مین کیا گیا ہو تو دوسری لفظ یا عبارت خارج کر دینی چاہیے اس لیے کہ وہ اول صورتون سے متعلق نہین ہو سکتے جو دوسری کتاب مین مذکور ہین۔ بمبئی ہائی کورٹ کا مسلّمہ قاعدہ یہہ ہے کہ جس مقام پر متا کشرا صاف ہو یا واضح نہ ہو عدالت کو تعبیر مین میوکہا کی امداد لینی چاہیے اور اسطرح تعبیر کرنی چاہیے کہ دونون ایک معقول حد تک ایک دوسرے سے موافق ہوجاوین[1] جبکہ عام اسمرتیان برابر اہم ہون اور دو یا زیادہ مصنّفین اسمرتیون مین اختلاف ہو تو عدالت اُن مین سے کوئی بھی انتخاب کر سکتی ہے[2]

(۴) خارج از ذہن قدیم زمانہ کے رواجات۔

اس کے متعلق ملاحظہ ہو آیندہ۔ یہہ غیر تحریری قانون ہین۔

(۵) فیصلہ جات عدالتی۔ حکومت برطانیہ کے قیام کے زمانہ سے فیصلہ جات انگریزی نہ صرف ہندوون کے لیے قانون کا ایک ذریعہ بن گئے ہین بلکہ تغیر و تبدل کے ایک خاص آلہ ہین اور یہہ عمل حکومت برطانیہ بمطابق نہو اسے قانون منسوخ ہے ملاحظہ ہو منو باب ۸ صفحہ ۴۱ ۔ فرمان اور رواج مقدس قانون سے واقف ہو اُس کا فرض ہے کہ ذات، ضلاع اور گروہ اور خاندان

---

[1] ۳۲ بمبئی ۳۰۱	[2] ۳۳ بمبئی ۳۳۴

کے قانون کو دریافت کرے اور اُس کے مطابق ہر ایک کی تجویز عمل مین لائیے۔"

(۶) قوانین نافذہ۔ (الف) قانون مکرر ازدواج بیوہ (ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۵۶ء) جس کے نفاذ سے سابقہ شوہر کے انتقال کے بعد ہر قوم و ملت کی بیوہ شادی کر سکتی ہے اور ایسی شادی سے جو اولاد پیدا ہو جائز اور صحیح النسب شمار کیجاتی ہے۔

(ب) ایکٹ آزادی مذہب (نمبر ۲۱ بابتہ سنہ ۱۸۵۰ء) جس کے نفاذ سے ذات سے باہر ہونا کسی وجہ بھی حق وراثت زائل نہین کرتا۔

(ج) ایکٹ نابالغان۔ (نمبر ۹ بابت سنہ ۱۸۷۵ء) جس کے نفاذ سے بالغ ہونے کی عمر بالعموم ۱۸ سال کی مقرر کر دی گئی ہے

(د) ایکٹ وصیت اہل ہنود۔ (نمبر ۱ بابتہ سنہ ۱۸۷۰ء) جس کے نفاذ سے بنگال اور بمبئی مین وصیتون کی تکمیل و جوازی کے لیے چند ضوابط مقرر ہین۔

(ہ) قانون ولایت (نمبر ۱۳ بابتہ سنہ ۱۸۹۰ء) مطابق قانون ولایت سرکار عالی نشان ۵ بابتہ سنہ ۱۳۱۷ف جس کے نفاذ سے آخری اختیار تقرر ولی شاہنشاہ وقت کے ہاتھ مین دیا گیا ہے۔

(و) دیسی عیسائیون کے انفساخ ازدواج کا قانون۔ (نمبر ۲۱ بابت سنہ ۱۸۶۶ء) جس کے نفاذ سے ایک ہندو بیوی یا شوہر کے مذہب تبدیل کر دینے سے پہلے کی شادی کا تعلق منقطع نہین ہو جاتا[1] لیکن ہندو شوہر یا بیوی جو عیسائی ہو گئے ہون ازدواج فسخ کرا سکتے ہین

[1] سنہ ۱۸۷۴ء بمبئی ۔ ۳۰۳

اگر بیوی یا شوہر جو ہنوز ہندو مذہب مین ہو مباشرت سے انکار کرے ۔

(ے) پوران ۔ اکثر ہندو قانون کے متعلق جن کا حوالہ دیا جاتا ہے مثلاً کالک اور دشنو پوران ۔ مہابھارت کا بھی شمار پوران مین ہے ۔ محمود صاحب جج کی رائے ہی کہ پوران کا نمبر بلحاظ اہمیت شرتی اور اسمرتیون کے درمیان ہے یا ان دونو کی بعد[1]

رواج ۔ ہر پہلو سے ہندوؤن کے قانون کی بنا رواج قرار دیجا سکتی ہے ۔ اگر رواج ثابت ہو جائے تو اُس حد تک عام قانون منسوخ سمجھا جاتا ہی مگر جو کچھ کہ اُس حد سے خارج ہوتا ہے وہ قانون ہی کے تابع ہوتا ہے[2] منو نے کہا ہے ۔ " خارج از ذہن زمانہ کا رواج قانون الہی ہے " اسقدر ذہن مین رکھنا چاہئے کہ ایک خاندان اپنی ذات کے لیے رواج نہین بنا سکتا اور نہ چند اشخاص کسی باہمی معاہدہ کے ذریعہ سے عام قانون مُلک کے خلاف کوئی رواج بنا سکتے ہین ۔ یہہ دریافت ہونا ضرور ی ہے کہ آیا خاندان نے اُس کو بجبر اختیار کیا ہے یا کم از کم یہہ ثابت ہونا چاہیئے کہ اُس خاص فرقہ مین ایک بڑا گروہ اُس کا پابند ہے ۔

رواج ملک کے ساتھہ نہین چلتا ہے اور بار ثبوت اُس شخص پر ہے جو ایسا بیان کرے ۔ رواج محض عمل سے جُدا شئے ہے ۔ اُس کے جواز کے لیے یہہ شرط لازمی نہین ہے کہ عدالت نے اُسے تسلیم کیا ہو کسی خاص قاعدہ کو اختیار کرنے کے متعلق اشخاص کے مابین معاہدہ ہونے سی کوئی ایسا نیا رواج پیدا نہین ہوجاتا جو دوسرون پر قابل پابندی ہو ۔ رواج دو قسم کا ہوتا ہے ۔ کل آچار اور دیش آچار ۔ کل آچار سے انحراف کیا جا سکتا ہی[3]

---

[1] ۹ الہ آباد ۳۰۵ (فل بنچ) [2] ۵ بمبئی ۱۱۰ [3] ۴ ۳ الہ آباد ۹۵

مگر دیس آچار مین اس وجہ سے فرق نہین آسکتا کہ بعض اشخاص نے اُسکی پابندی چھوڑ دی ہے[1]

**کاتیان** - کسی ملک کا خاص قانون جو خارج از ذہن زمانہ سے رائج ہو اور جو وید اور اسمرتی کے متضاد نہو رواج مقامی کہلاتا ہے۔

**نارد** - جبکہ اسمرتیون مین اختلاف ہو تجویز عقل پر مبنی ہونی چاہیے۔ رواج ایک قوی چیز ہے اور اُس سے پاک قانون منسوخ ہوجاتا ہے۔

**لوازمات رواج** - ایسے رواج کا جو عام قانون ملک مین ترمیم کرے یہ لازمی اجزا ہین کہ وہ (الف) قدیم ہو (ب) مستقل اور معین ہو (ج) مسلسل جاری رہا ہو[2] اگرچہ خارج از ذہن زمانہ کا نہ ہو۔ (د) خلاف تہذیب نہ ہو۔ (ہ) خلافِ عقل نہ ہو (و) مصلحت عامہ کے خلاف نہ ہو۔

**رواج کی عظمت** - عدالتین اور مجالس وضع قوانین پورا نفاذ رواج کو دیتی ہین۔ تمام ایکٹ ہائے حال مین جن کے ذریعہ سے قانون کا نفاذ کیا جاتا ہے رواج کا حوالہ لینے کی ہدایت پائی جاتی ہے۔ عدم تسلسل رواج اُس کی عدم موجودگی کی کسی ایک تمثیل سے ثابت نہین کیا جا سکتا ہے۔ رواج کو ناثابت قرار دینے کے لیے متحقق اعدام تسلسل ثابت ہونا چاہیئے[3]۔ ایک ایسی جاگیر کی وراثت کے متعلق جو اُس خاندان کی کامل ملکیت نہ ہو خاندانی رواج پیش نہین کیا جا سکتا۔

**ثبوت رواج** - حسب ذیل قواعد کسی رواج منسوبہ کے اثبات کے متعلق

---

[1] ا کلکتہ ۱۸۱

[2] ۱۵ انڈین کیسز ۲۴۷-۱۴۰- انڈین کیسز ۳۲۲-۳- انڈین کیسز ۲۰۷-۲۰۹-

[3] ۲۷- الہ آباد ۲۱۶ ۳۶ کلکتہ ۵۹۰

خلاصتاً تحریر کئے جاسکتے ہین (۱) شہادت ایسی ہونی چاہیئے جس سے رسم کی یکسانیت اور تسلسل ثابت ہو اور اُن لوگون کا جو اُس رواج پر عمل کرتے ہون یہہ اعتقادِ دلی ثابت ہو کہ وے قانون کی پابندی کر رہے ہین۔ یہہ سب شہادت سے اخذ کیا جاسکتا ہے (۲) اس قسم کی شہادت پیش ہون۔ اُن افعال کا تسلیم کرنا۔ عدالتون کے فیصلہ جات یا پنچون کی تائیدی رائے۔ تجربہ کار اشخاص کے بیانات اس امر کے متعلق کہ ایسے افعال قانوناً جائز تھے۔ (۳) رواج بیّنہ معیّن ہونا چاہیئے تاکہ اُس کا اطلاق کسی خاص واقعہ مین واضح۔ متحقق۔ اور معقول ہوسکے[1]۔ ایسی صورت مین دفعات ۱۳ و ۳۵ و ۴۸ قانون شہادت ہند مطابق ۱۲ و ۲۹ یا ۹۳ قانون شہادت سرکار عالی حیدر آباد دکہن عاید ہوتے ہین۔ مگر متوفی اشخاص کا بیان غیر متعلق ہوگا اگر وجود رواج واقعہ تنقیحی ہو۔

## تمثیلات

ایسا رواج جس کے ذریعہ سے کوئی عورت بغیر طلاق یا اپنی ذات کو جرمانہ ادا کئے بغیر دوسری شادی کرلینے کی مجاز ہو خلاف تہذیب ہے[2]

(۲) رواج جس کی رو سے ایک بیوہ متبنی نہ لے سکتی ہو بادی النظر مین نامنظور ہے بجز اُس صورت کے جب یہہ ثابت ہو کہ اُس ذات پر ایسا رواج مستحکم طور پر موثر ہوگیا ہے[3]

(۳) بہن کا بیٹا یا بیٹی کے بیٹے کو متبنی لینے کا رواج کارو آرمے کے سارسوت

---

[1] ۱۵ انڈین کیسز ۴۴۷۔ [2] ۷ بمبئی ہائیکورٹ ۱۳۳۔ اختلاف ۱۷ مدراس ۴۷۹

[3] ۱۶ بمبئی ۴۷۰۔

مین جائز خیال کیا گیا ہے[۱]

(۴) ماسی زاد یا ماموں زاد بہن کے ساتھ شادی سارسوت اور پربھو اور چند دوسری اقوام دکھن مین رواجاً جائز ہے۔

(۵) مندر کی داسیون مین لڑکی کو بغرض کار شنیعہ متبنی لینا درست نہین ہے[۲]۔ رواج خلاف تہذیب نہ ہونا چاہیئے۔

(۶) جینیون مین لاولد بیوہ کا بلاحصول رضامندی شوہر یا بزرگ خاندان متبنیٰ لینا غلط نہین ہے[۳]

(۷) کسی قوم مین ایسا رواج جس کی بنا پر کوئی ذات سے باہر بلا نوٹس دیئے ہوے خارج کیا جا سکتا ہو صحیح نہین ہے[۴]

(۸) کسی ذات کا ایسا رواج جس کی رو سے فریقین برضامندی یا بشرط ادائی اخراجات شادی طرفین طلاق دے سکتے اور مکرر ازدواج کر سکتے ہون خراب ہے[۵]

(۹) ایسا رواج جس کی رو سے غیر صحیح النسب اولاد جو زنا سے پیدا ہوئی ہو وارث قرار پا سکتی ہو برا ہے[۶]

(۱۰) ایسا رواج جس کی رو سے لڑکیاں وراثت سے محروم قرار دی گئی ہون بُرا نہین ہے[۷]۔

---

[۱] ۴ بمبئی لا رپورٹر ۱۲۰

[۲] ۲۷ کلکتہ ۳۷۹

[۳] ۱۷ مدراس ۴۷۹

[۴] ۱۱ بمبئی ہائیکورٹ ۲۴۹

[۵] ۲۱ مدراس ۲۲۹ - مدراس ویکلی نوٹس بابتہ (۱۹۱۳ع) صفحہ ۲۴

[۶] ۱۰ مدراس ۱۳۳ - ۲۳ مدراس ۱۷۱ - ۲۳ بمبئی ۲۲

[۷] ۲ بمبئی ۱۴۰ و ۸ الہ آباد ۳۸۷

(۱۱) ایسا رواج جس کی روسے کوئی عورت اپنے خاوند کو چھوڑ کر اسکی حین حیات بلا حصول رضامندی شادی کرسکتی ہو ناجائز ہے۔ اس لیے کہ منشار قانون کے منافی ہے[۱]

(۱۲) ایسا رواج جس کی روسے ایک چھوٹے ہندو خاندان مین جائداد خاندانی صرف اولاد اکبر کو ملتی ہو اور دوسرے بیٹے صرف گزارہ پانے کے مستحق ہون قابل استدلال نہین ہوسکتا[۲]۔ اور رواج جہانسی ثابت کرنے کے لیئے اُس کا مستقل اور معین ہونا قوی شہادت سے ثابت ہونا چاہیئے[۳]

(۱۳) ایسا رواج جسکی روسے طوائف کی کوئی خاص جماعت مجاز ہو کہ جملہ آمدنی تنہا اُن کے اختیار مین رہے بُرا ہے[۴]

دہرم شاستر کا اطلاق کن پر ہوتا ہے۔ دہرم شاستر کا تعلق ذات سے ہے اور تمام ہندوؤن سے متعلق ہے۔ مگر اِس کا اثر ایسے شخص پر نہین ہوتا (الف) جو کسی مقامی یا ذاتی قانون کا تابع ہو اور جس سے عام قانون دہرم شاستر مین ترمیم ہوتی ہو یا (ب) جو کسی خاص رواج کے تابع ہو اور وہ رواج عام طور سے عدالتون مین تسلیم کیا گیا ہو یا (ج) جس نے ہندو مذہب کو ماننا چھوڑ دیا ہو اور کسی دوسری قوم یا فرقہ کے رواجات کی پابندی کرتا ہو۔ اس کے علاوہ دہرم شاستر کا ان فرقون پر بھی اطلاق ہوتا ہی جو عام اصول دہرم شاستر مانتے ہون اگرچہ تمام مذہبی باتون کو تسلیم نہ کرتے ہون۔ مثلاً جین سکھہ وغیرہ۔ ان کے علاوہ دہرم شاستر کا اطلاق حسب ذیل

---

[۱] ۲ بمبئی ہائی کورٹ ۱۲۴ [۲] ۱ بمبئی ہائی کورٹ ۴۲

[۳] ۲۳ کلکتہ ۹۵ (پریوی کونسل) ۳ انڈین کیسز ۲۰۷ - [۴] ۱ مدراس ۱۶۸ اخ ا مدراس ۳۵۶

فرقون پر بہی ہوتا ہے۔

(الف) خوجے۔ ان پر وراثت اور ترکے کے معاملات مین جب تک کوئی رسم قوی شہادت سے خلاف مین ثابت نہ ہو دہرم شاستر پر عمل ہوتا ہے[۱] اور تمام حقوق وذمہ داریان جو دہرم شاستر کی روسے پیدا ہوتی ہین خوجون کو حاصل اور اُن پر عائد ہوتی ہین[۲] اگر اُن مین کسی ایسے رواج کے وجود کا ادعا کیا جائے جو دہرم شاستر کے منافی ہو تو بار ثبوت اُس شخص پر ہوتا ہے جو ادعا کرے۔ اور ثبوت کے لیے اسی قدر کافی ہے کہ یہ واضح ہو جاوے کہ یہہ ایک عام رواج ہے اور خوجے بالعموم اور بکثرت اُس رواج کو تسلیم کرتے ہین[۳] مگر محض قوم کے سربرآوردہ اشخاص کی اظہار رائے کافی نہین ہے۔ نظائرون کا حوالہ بہی ہونا چاہیئے[۴] ایک غیر منقسمہ خوجہ شریک خاندان کی بیوہ نان ونفقہ کی مستحق ہوتی ہے[۵] یہہ دیکھنا چاہیئے کہ دہرم شاستر کے کون قواعد خوجون نے اختیار کیئے ہین اور کون چھوڑ دیئے ہین[۶] بمبئی ہائی کورٹ صیغۂ ابتدائی نے بمقدمہ جان محمد عبداللہ داتو وغیرہ بنام داتو جعفر وغیرہ مقدمہ نمبری ۱۰۲۱ بابتہ ۱۹۱۳ء یہہ طے کیا ہے کہ طریقۂ وراثت مین دہرم شاستر کا اطلاق صرف مکسوبہ اور جداگانہ جائداد پر محدود ہے۔ دہرم شاستر کا قانون متعلق خاندان مشترکہ اور تقسیم کا اطلاق خوجون اور میمنون پر نہین

---

[۱] ۱۲ بمبئی ہائیکورٹ ۲۸۱ – ۱۳ بمبئی ۵۳۴ – ۳ کلکتہ ۶۹۴۔

[۲] ۲۹ بمبئی ۸۵۔ [۳] ۱۲ بمبئی ہائی کورٹ ۲۹۴۔

[۴] ۳ بمبئی ۳۴ – ۱۳ بمبئی ۵۳۱ – [۵] ۲۹ بمبئی ۸۵۔

[۶] ۳ انڈین کیسز ۱۲۳ و ۱۵۷ و ۱۵۸۔

ہوسکتا ہے[1]

(ب) کچھی میمن۔ ان کی بھی خوجون کی سی حالت ہے[2]۔ میمنون مین جن پر کہ دہرم شاستر کا اطلاق ہوتا ہے اولاد باپ کی جائداد پر قابض ہوسکتی ہے۔ اور اُس کا اہتمام کرکے قرضہ وغیرہ ادا کرسکتی ہے۔ اور اُس پر کوئی جوابدہی عدالت کی جانب سے عائد نہین ہوسکتی ہے[3]

(ج) سنی بورے ساکن گجرات۔ یہہ بھی معاملات وراثت اور ترکہ مین دہرم شاستر کے تابع ہین[4]۔

(د) مولا سلیم گریسے۔ ان کی بھی حالت معاملات وراثت اور ترکہ مین وہی ہے[5]۔

(ہ) نومسلم۔ عام طور سے ان پر بھی دہرم شاستر کا اطلاق ہوتا ہے جب تک کہ کوئی خاص مستحکم رواج خلاف مین ثابت نہ کیا جائے۔ اور ایسے ثبوت کا بار اُس پر ہوتا ہے جو ادعا کرے[6]۔ مگر اس کا اطلاق معاملات وراثت اور ترکہ تک محدود ہے۔ تبدیل مذہب کا اثر یہہ ہوتا ہے کہ جملہ جائداد جو بیٹے اور باپ کے پاس مشترکہ قبضہ مین ہو باپ کے تبدیل مذہب کرنے سے بیٹے کی ملکیت ہو جاتی ہے[7]۔ مگر وہ جائداد جو بعد تبدیل مذہب

[1] انڈین کیسز جلد ۲۲ حصہ ۲ صفحہ ۱۹۵

[2] ۱۴ بمبئی ۱۸۹۔ ۳۰ بمبئی ۲۷۰۔ ۷ بمبئی لا رپورٹر ۴۴۴۔ ۵ بمبئی لا رپورٹر ۱۰۱۰۔

[3] ۳ بمبئی ۲۷۰

[4] ۲۰ بمبئی ۵۳۔

[5] ۲۰ بمبئی ۱۸۱

[6] ۲۹ الہ آباد ۱۸۱

[7] ۱۰ مورز انڈین اپیلز ۵۳۷۔ خلاف ۲۰ بمبئی ۵۳

حاصل ہو اُس کی وراثت شرع شریف کی رو سے ہوگی۔
جین-جینی ویش قوم کے ہین اور مرتد ہندو مذہب کے ہین۔ اُن پر عام قانون ہنود وو جنمی ذاتون کا متعلق ہوتا ہے-جب تک کہ اس کے خلاف ثابت نہ کیا جائے۔ ان مین چار ذاتین ہوتی ہین۔ پار وار۔ اوسوال- اگروال-کہنڈیل وال[1] یہہ لوگ ویدون کو الہام تسلیم نہین کرتے اور نہ شرادہ کرتے ہین جو ہندو مذہب کا ضروری جزو ہے-جب تک خلاف مین ثابت نہ ہو اُس مقام کا قانون جہان جین ساکن ہون اُن سی متعلق ہوگا[2] سکھہ-جب تک رواج خلاف مین ثابت نہ ہو دہرم شاستر کا ان پر اطلاق ہوتا ہے[3]
لنگایت-یہہ شودر قرار دیئے گئے ہین[4]
کرسٹان ہندو-ایسے ہندو جنہون نے عیسائی مذہب اختیار کیا ہے معاملات وراثت مین قانون وراثت ہند ایکٹ ۱۰ بابتہ ۱۸۶۵ء کے تابع ہین-قبل نفاذ قانون ایسے ہندوؤن کو اختیار تہا خواہ وہ دہرم شاستر کی پابندی کرین یا عیسائی مذہب کی[5] اب اس امر کی شہادت نہین پیش کیجا سکتی کہ اُن مین دہرم شاستر مروج ہے[6] قانون وراثت مذکورۂ بالا سے اُن

---

[1] ۲۳ بمبئی ۱۵۷-۶ انڈین کیسز ۳۷۲-۱۲ کلکتہ ۱۱-۳ انڈین کیسز ۸۰۹-[4] ۴ کلکتہ ۷۴۴ و ۱۷ کلکتہ ۵۱۸-۲۳ بمبئی ۲۵۷-

[3] ۱۳ کلکتہ ۱۱-　　[2] ۳ بمبئی ۲۷۳-۶ بمبئی ۵۲۴

[5] ۹ مورز انڈین اپیل ۱۹۵-　　[6] ۲ مدراس ۲۰۹-۹ مدراس ۱۶-۱۴۳ بمبئی ۲۸۳-

حقوق پر اثر نہیں ہوتا ہے جو قبل نفاذ قانون حاصل ہو چکے ہون - اور ان حقوق کی وراثت کے متعلق بھی دیکھا جائے گا کہ بعد تبدیل مذہب کس رواج کی پابندی اُس شخص نے پسند کی[۱]

**باشندگان یورپ کی غیر صحیح النسب اولاد** - ان پر بھی قانون وراثت ہند مذکورہ بالا کا اطلاق ہوتا ہے - قبل نفاذ قانون کے یہہ دیکھا جاتا تھا کہ اولاد نے کس مذہب کے رواج کی پابندی اختیار کی ہے - بصورت اس کے کہ ہندو مذہب پر عمل کرنا پسند کیا ہو تو دہرم شاستر کا اطلاق اُن پر ہوتا تھا[۲]

**نوٹ** - صور تہائے متذکرۂ بالا مین جبکہ غیر اقوام پر دہرم شاستر کا اطلاق بتلایا گیا ہے وہ معاملات وراثت اور ترکہ پر محدود ہے - دیگر معاملات کے متعلق اگر دہرم شاستر اُس کے فرقہ کے کسی خاص رواج متعلقہ کے خلاف ہو دہرم شاستر کی امداد نہین لیجا سکتی[۳] - مگر جبکہ خاندان مین ہندوانی اور مسلمانی ہر دو مراسم مروج ہون تو دہرم شاستر کا اطلاق ہوگا[۴] اور جب اس امر کا صحیح اندازہ نہ کیا جا سکتا ہو کہ بعض فرقہ جات ہندو مین یا مسلمان تو معاملات شادی اور وراثت کے بارہ مین قواعد اصول عدل و انصاف یا رواج مروّجہ پر عمل ہونا چاہیے[۵] یہہ تجویز ہوئی ہے کہ ہندو جو بُدھو مذہب

---

[۱] ۲۳ بمبئی ۵۳۹ -　　[۲] ۸ مورز انڈین اپیل ۴۰۰ (پریوی کونسل)
[۳] ۶ بمبئی لا رپورٹر ۵ -
[۴] ۴ الہ آباد ۳۴۳ -
[۵] ۲۰ مدراس لا جرنل ۴۹ -

کو اختیار کرے ہندو ہی رہتا ہے۔ اور دہرم شاستر کا اطلاق ایسے ہندوؤں پر بھی ہوگا جنہوں نے ہندو طریقۂ خورد و نوش اور رسم کو ترک کر دیا ہو[۱]

غیر ملکی خاندان۔ ہندوستان کے کسی ایک مقام سے دوسرے مقام پر چلے جانے سے اُس قانون مقامی پر اثر نہین پڑتا ہے جس کے تابع وہ خاندان پہلے رہا ہو۔ ہندوستان مین قانون مقامی کوئی چیز نہین ہے دہرم شاستر ذاتی قانون ہے اور تبادلۂ سکونت سے اُس پر اثر نہین پڑتا ہے۔ تاہم یہہ قیاس کہ خاندان اپنے قدیم وطن کے قانون کا تابع ہے ایسی قوی شہادت سے تردید ہو سکتا ہے جس سے یہہ ثابت ہو کہ اُس نے اپنے جدید مقام سکونت کا قانون اختیار کر لیا ہے[۲] اور بار ثبوت اُس شخص پر ہوتا ہے جو اس کا ادعا کرے[۳]

# باب دویم شادی

## اغراض شادی۔ اقسام شادی۔ پسندیدہ و ناپسندیدہ اشکال مختلف اقسام اولاد۔ شادی و سگائی مین فرق۔ خلاف ورزی سگائی کے نتائج۔ جائز شادی کے لوازمات۔ شادی کرنے کا اختیار

---

[۱] ۳۰ کلکتہ ۹۹۹-۳۱ کلکتہ ۱۱-۳۳۰-

[۲] ۱۲ مورز انڈین اپیل ۸۱ و ۵ کلکتہ ویکلی نوٹس ۲۵۳- ۲۹ کلکتہ ۳۳۴ (پریوی کونسل)-۱۳ انڈین کیسز ۱۶۹-۱۷ انڈین کیسز ۲۵۷-

[۳] ۳۱ الہ آباد ۷۷-۲۹-۷۴ کلکتہ ۳۳۴-۳۴ بمبئی ۵۵۳-۱۷ کلکتہ ویکلی نوٹس ۱۰۲-

**خاندان غیر منقسمہ مین شریک خاندان کی شادی۔ امر واقعی۔ طلاق۔ حقوق زوجہ وزوج۔ علیحدگی کے وجوبات۔ قانون ازدواج ثانی بیوہ۔ ازدواج ثانی بیوہ۔ ازدواج ثانی بلحاظ رواج کی تفصیلات۔ زوجہ کا حین حیاتِ زوج ازدواج ثانی کرنا۔ بیوہ کے حقوق وراثت پر ازدواج ثانی کا اثر۔**

---

**اغراض شادی۔** شادی سے غرض یہہ ہے کہ اولاد پیدا ہو اور مذہبی مراسم بطریق مناسب ادا ہوسکین۔ شادی سے زوجہ اپنے زوج کے گوتر کی ہوجاتی ہے۔ زوج اور زوجہ مذہبی مراسم مذہبی قابلیت اور دنیوی مقبوضات کے استفادہ مین ایک دوسرے کے ساتھہ ہوجاتے ہین۔ ان مین کبھی علیحدگی نہین ہوسکتی۔ ہندوؤن مین شادی ایک فرض مذہبی ہے جس کا حکم شاستر مین ہے۔ دیگر مذاہب مثلاً اسلام وغیرہ کی طرح ہندوؤن مین شادی محض معاہدہ نہین ہے[1] ہندوؤن مین دس سنسکار یعنی متبرک بنانے کے مراسم ہوتے ہین جو حمل کی ناپاکی کو دور کرنے اور مکمل دوجنما بنانے کے لیے ضروری قرار دیئے گئے ہین منجملہ اُن سنسکارون کے شادی ایک ہے۔ حال کے ایک مقدمہ مین چندرواکر صاحب جج بمبئی نے ایک طول طویل تجویز کے ذریعہ سے یہہ قرار دیا ہے[2] کہ شادی ایک مذہبی رسم ہے اور اِس لیئے ضرورت

[1] ۲۳ مدراس لا جرنل ۲۸۸ (اجلاس کامل)۔ ۱۲ مدراس لا ٹائمز ۲۹۳ (۱۹۱۲ء) مدراس ویکلی نوٹس صفحہ ۲۰۳۰۔ حوالہ ۳۴ مدراس ۳۲۴ خلاف ۲۷ مدراس ۲۰۶۔ [2] ۳۲ بمبئی (۸-۱۹۱۱) ۷ الہ آباد لا جرنل ۹۶۷۔

شاستری ہے جیٹس موتو سوامی ایر نے ہندو شادی کے مراسم کی تین تقسیمیں کی ہیں اول وگدانم یعنی وعدہ دینے کا (۲) کنیادان گدانم لڑکی کو واقعی دیدینا (۳) شادی کی رسم جس کا آغاز لڑکی کا ہاتھہ پکڑنے کسے ہوتا ہے جسکو پانی گرہنم کہتے ہیں اور جس کی تکمیل ساتویں پھیرے سے ہوتی ہے جس کو سپت پدی کہتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو ۴ مدراس صفحہ ۲۱۶ عبارت مندرجہ صفحہ ۲۳۱ و ۲۳۰۔ وینکٹا چار لو بنام رنگا چار لو) اور جگیند چندر گھوش صاحب اپنی مشہور تالیف دھرم شاستر میں ہندو شادی کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ وہ آنڈو یوروپین شادی ہے یعنی پہلے دو جزو میں یورپین طرز موجود ہے اور آخری جزو میں ہندوانی طرز پایا جاتا ہے (ملاحظہ ہو ہندو لا مؤلفہ گھوش صاحب صفحہ ۵۹۳)۔ مدراس میں بھی یہہ قرار پاگیا ہے[1] کہ ایسے قرضہ کی ادائی جو کسی نابالغ کی شادی کے لیے لیا جاوے اُس پر واجب ہے بشرطیکہ رقم مصارف نابالغ کی حیثیت سے زیادہ نہ ہو۔

## اقسام شادی

شاستر میں آٹھہ قسم کی شادی تسلیم کی گئی ہیں منجملہ اُن کے باستثنا دو کے باقی سب متروک ہیں۔ اول چار اقسام پسندیدہ ہیں باقی ناپسندیدہ۔

پسندیدہ اور ناپسندیدہ شادی میں جو فرق کیا گیا ہے وہ استری دھن کے تقسیم کے معاملہ میں اہم ہے۔ اگر شادی پسندیدہ طریقہ پر ہوئی ہو تو استری دھن اولاد نہ ہونے کی صورت میں خاوند اور سپنڈوں کو ملے گی اور اگر پسندیدہ طریقہ سے نہ ہوئی ہو تو اُس عورت کے بھائی بہن ماں وغیرہ یعنے

---

[1] رگھوناتھہ جہنت (۱۹۱۰) ۱ مدراس ویکلی نوٹس ۱۹۵۔

اُس کے والدین کے خاندان کو حاصل ہوگی۔

(۱) برہما۔ اس طریقۂ شادی مین یہہ ہوتا ہے کہ لڑکی کا باپ ایسے شخص کو دعوت دیتا اور مہمان نوازی کرتا ہے کہ جو ویدون کا عالم ہوتا ہے اور اُس کو اپنی دختر کو ایک سادہ لباس پہنا کر دیتا ہے۔ یہہ قسم شادی لازمی طور سے برہمنون تک محدود نہین ہے۔ اس طریقۂ شادی مین یہہ تجویز ہوئی ہے کہ ایسی رقم کی ادائی جو رواج کی رو سے جائز ہے مثلاً پانسو دیپو یا پچھو دبدل زوجہ نہین کہلائے گی۱۔ اگر روپیہ ادا کردیا گیا ہے تو اُس کے بازیافت کا دعوی نہین ہوسکتا۲۔

(۲) دیو۔ اس قسم کی شادی مین باپ اپنی بیٹی کو لباس شادی پہنا کر بوقت ہونے پرود کارگزار کو سپرد کرتا ہے۔

(۳) ارشا۔ اس قسم کی شادی مین دولہے کی جانب سے دلہن کے باپ کو ویدون کے مقررہ مقاصد کے لیئے ایک یا دو گائین دینی پڑتی ہین۔

(۴) پرجاپتی۔ اس قسم شادی مین باپ اپنی بیٹی کو بڑی تعظیم کے ساتھہ یہہ کہکر دیتا ہے کہ "تم دونون کو مذہبی و دنیوی فرائض بخوبی انجام دینے مین خدا کامیاب کرے"

(۵) اسُر۔ اس قسم کی شادی مین لڑکی والے کو نقد رقم بدل مین ملتی ہے اگر باپ یا دوسرے رشتہ دار کو جو لڑکی کی شادی کرے کوئی مالی فائدہ شادی سے نہ ہوا ہو تو شادی اسُر طریقہ کی نہ کہلائے گی۳۔ اور اسُر طریقہ شادی ہر ذات سے متعلق ہے۴۔ یہہ خیال رکھنا چاہیئے کہ محض اس وجہ سے کہ

---

۱ ۳۲ مدراس ۵۱۲۔ ۳ انڈین کیسز ۱۴۸ ۲ ۳۲ مدراس ۱۸۵ (جلسہ کاملہ)۔ ۱۳ بمبئی ۱۲۶

۳ ۴۴ بمبئی لا رپورٹر ۱۱۸۲ ۴ ۱۳ مدراس ۸۳

بدل لیا گیا ہے شادی کالعدم نہین ہو جاتی[۱۱]۔ مگر بدل دینے کا معاہدہ خلاف مصلحت عامہ ہونے کی وجہ سے عدالتہاے قانون مین نفاذ نہین پا سکتا[۱۲]۔ وجہ یہہ ہے کہ اگر ایسے دعاوی جائز رکھے جائین تو والدین و دیگر ولیون کو اس امر کی ترغیب ہوگی اور وہ بچّی کی راحت و خوشی کے خیال کو چھوڑ کر دوسرے خیالات سے شادی کرنے لگ جائینگے۔ ایسا معاہدہ قابل نفاذ نہین ہے[۱۳]۔ اگرچہ کسی ذات مین ایسا رواج بھی ہو تاہم اُس کا نفاذ نہین ہوسکتا۔ گجراتیون مین ایک یہہ رواج ہے کہ دولہے سے پلہ لیا جاتا ہے۔ مگر یہہ وہ رقم ہے جو دلہن کے لیے علیحدہ جمع کردی جاتی ہے پس اگر نابالغ لڑکی کے لیئے اُس کا باپ ایسی رقم حاصل کرے تو اس وجہ سے شادی اسُر طریقہ کی نہ قرار پائے گی[۱۴]۔ اسُر شادی وہ ہے جسمین دلہن کے ماں باپ اپنے لیئے بدل زر نقد حاصل کرین۔ اور اگرچہ شادی برہم طریقہ سے بھی ہوئی ہو ایسی صورت مین اسُر طریقہ کی کہلائے گی۔ نقص ماں باپ کے جو لڑکی شادی مین دیتے ہین اپنے لیے زر نقد حاصل کرنے مین ہے[۱۵]۔ منو فرماتے ہین اسُر مراسم کبھی انجام نہ دینی چاہیئن۔ اگر رقم دی جا چکی ہو تو اسکی بازیافت کا دعوی نہین ہوسکتا جبکہ کسی قوم مین اسُر طریقہ شادی زمانہ حال تک مروّج رہی ہو تو عدالت خلاف قیاس نہین کرسکتی[۱۶]۔

---

[۱۱] ۳ مدراس ۳۰۸ و ۲۳ الہ آباد ۵۹۵ ۴ خ ۷ مدراس ۹۔ [۱۲] ۲۲ بمبئی ۸۵۸ پینڈکیا گیا ۲۳ الہ آباد ۹۵۴۔

[۱۳] ۱۰ الہ آباد لا جرنل ۱۵۹۔　　[۱۴] ۳ بمبئی ۱۲۴ و ۲۲ بمبئی ۸۵۸ و ۲۶ الہ آباد ۲۹۸۔

[۱۵] بمبئی پولیس جنرل ۱۸۸۷ صفحہ ۲۰۷۔　　[۱۶] ۳۳ بمبئی ۴۳۳ - ۱۷ انڈین کیسز ۹۴۹۔

[۱۷] ۶ مدراس لا ٹائمس ۱۸۳۰۔

(۶) گندھرو۔ یہہ وہ قسم شادی ہے جسمین عشق کی وجہ سے تعلق پیدا ہوتا ہے خواہ وہ عشق محض خواہشات تک محدود ہو یا گھر گرستی کرنے کے لیے ہو۔ گندھرو شادی چھتریون مین رائج ہے[۵۱] اور اڑیسہ اور ٹیپرا کے راجاؤن مین جائز ہے[۵۲]۔ منو کے قول کے مطابق ہر ذات کو اس طریقۂ شادی کی اجازت ہے (منو باب سوئم صفحہ ۲۳)

(۷) راکشش۔ یہہ وہ طریقۂ شادی ہے جسمین کنواری یعنی نا کتخدا لڑکی جنگ مین یا یون ہی بھگا لائی جاتی ہے۔

(۸) پشاچ آخری اور بدترین طریقۂ شادی ہے جسمین فریب اور مغالطہ دہی سے بیوی حاصل ہوتی ہے۔

اعلی تین ذاتون مین فی زمانہ صرف برہم شادی مروّج ہے۔ آسر طریقۂ شادی کا بھی رواج ہے۔ اور اکثر مقامات پر عام طور سے مروّج ہے مدراس مین برہمنون مین بھی یہی طریقہ مروّج ہے۔ ادنی ذاتون مین اگرچہ خیال یہی ہوتا ہے کہ شادی برہم طریقہ پر انجام پاتی ہے[۵۳] مگر پسندیدہ طریقۂ شادی اُن کے لیے ممنوع نہین ہے[۵۴]۔ گندھرو طریقۂ شادی اگرچہ بنگال صدر عدالت نے قرار دیا تھا مگر الہ آباد ہائیکورٹ نے اُس کو محض ایک مستقل زناکاری تجویز کیا ہے[۵۵]۔ اور یہہ ثابت ہونے پر کہ

---

[۵۱] ۱۷ ویکلی رپورٹر ۱۰۴ = ۱۴ مورز انڈین اپیل ۳۶۷۔

[۵۲] ۳ ویکلی رپورٹر صفحہ ۱۱۶ و ۲۵ ویکلی رپورٹر ۴۴۔

[۵۳] ۸ بمبئی ہائیکورٹ ۲۴۴ و ۲ بمبئی ۹۹ و ۵ بمبئی لا رپورٹر ۲۴۴ و ۱۹ بمبئی ۶۳۱۔

[۵۴] ۲ بمبئی ۹۔

[۵۵] ۳ الہ آباد ۷۳۔ ۲۴ مدراس لا جرنل ۷۱۔

یہہ طریقہ عرصہ سے متروک ہوگیا ہے عدالت اس کی جوازی کو تسلیم نہین کرسکتی۔ مگر رسم ہوَن کی انجام دہی اس کے لیے لازمی ہے[1]۔ بادی النظر مین قیاس یہی ہوتا ہے کہ ہر ہندو شادی برہم طریقہ سے انجام پائی ہے اگرچہ اس قیاس کی تردید شہادت سے ہوسکتی ہے[2] لیکن خاص خاص اقوام مین اس قیاس کو احتیاط سے متعلق کرنا چاہیے مثلاً کناریون کے متعلق جہان کہ بواہ ہوم یا سپت پدی کی رسم نہین ہوتی[3]۔

**اقسام اولاد۔** اولاد چودہ[14] قسم کی تسلیم کی گئی ہین۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان اقسام سے مراد وہ مختلف طریقہ ہین جن سے اولاد پیدا ہوسکتی ہے۔ مگر فی زمانہ بجز آرسہ۔ دتکا و کرتریا کے دیگر اقسام متروک ہین۔

(۱) **آرسا**۔ یہہ نام اُس صحیح النسب بیٹے کا ہے جو معمولی شادی سے پیدا ہوا ہو۔ (۲) **پتر کا پتر** اُس بیٹے کو کہتے ہین جو ایسی دختر سے پیدا ہو جسکی شادی کرتے وقت بوجہ اولاد ذکور نہ ہونے کے باپ نے یہہ اقرار لیا ہو کہ پہلی اولاد ذکور اُس کی ہوگی۔ (۳) **چھیترج** وہ اولاد کہلاتی ہے جو کسی ایسے رشتہ دار سے پیدا ہو جو اُس شخص کے حکم سے جسکی اولاد ہے اُس کی بیوی کے ساتھہ وطی کرے۔ (۴) **گدہج** وہ اولاد کہلاتی ہے جو خفیہ تولد ہوئی ہو۔ (۵) **کینا** وہ اولاد کہلاتی ہے جو عورت اپنے ساتھہ شادی کے وقت لائی ہو۔ (۶) **پنر بہاو** وہ اولاد ہے جو ایسی عورت سے پیدا ہوئی ہو جس کا ازدواج ثانی ہو۔ (۷) **دتک** وہ اولاد کہلاتی ہے جو حقیقی والدین دوسری

---

[1] ۱۲ مدراس ۷۲۔
[2] ۲۳ بمبئی ۳۳۴۔ ۱۲ بمبئی لا رپورٹر ۵۴۵
[3] اہتی کنیشلو (۱۹۰۹) ۶ مدراس لا ٹائمس ۱۸۳۔

کو تبنیٰ دیتے ہیں۔ (۸) کریتی تک وہ اولاد ہے جو خرید کی گئی ہو۔ (۹) کرترما جو بوجہ یتیم ہونے کے اپنی خوشی سے آگیا ہو۔ (۱۱) سویم دت وہ اولاد کہلاتی ہے جو بوجہ انتقال یا غفلت والدین اپنے کو خود تبنیٰ دیدے (۱۱) شہودا۔ وہ اولاد کہلاتی ہے جو ایسی بیوی سے پیدا ہو جو بوقت شادی حاملہ ہو۔ (۱۲) اپاودھا وہ اولاد کہلاتی ہے جسے اُس کے والدین نے نکال دیا ہو اور محافظ نے بطور بیٹے کے اُسے رکھا ہو۔ (۱۳) نشاد وہ اولاد کہلاتی ہے جو دوجنمی ہندو کو شودر عورت سے پیدا ہو۔ (۱۴) پراسو طوائف سے پیدا ہوئی اولاد کو کہتے ہیں۔ غور طلب امر یہہ ہے کہ اول الذکر چھہ اقسام وہ ہیں جن میں واقعی قانونی باپ سے تعلق خون رہا ہے یا کم از کم ایسے تعلق کے وجود کا قوی شبہہ ہے۔ آخر الذکر چھہ صورتوں میں یہہ تعلق یا تو مطلقاً رہا ہی نہیں یا اگر رہا ہے تو اتفاقاً۔

نیوگ۔ یہہ قدیم زمانہ میں طریقہ تھا جس کے ذریعہ سے لاولد بیوہ اولاد حاصل کرسکتی تھی۔ فی الحقیقت یہہ طریقہ کشیترج بیٹا حاصل کرنے کی وسیع شکل ہے۔ فرق یہہ ہے کہ نیوگ کا تعلق اُس وقت جائز نہیں سمجھا جاتا تھا جبکہ اولاد موجود ہو۔ اور بجز اُس حد تک کہ قیام حمل ہو جائے قائم نہیں رہ سکتا تھا۔ اور بیوہ صرف شوہر کے بھائی اور اُس کے نہ ہونے کی صورت میں قریبی سپنڈ کے سوائے کسی اور سے مباشرت نہیں کرسکتی تھی۔

کتب اصلی۔ منو (۱) منجملہ بارہ قسم اولاد کی جن کو منو نے بتلایا ہے چھہ رشتہ دار اور ورثہ ہوتے ہیں۔ اور بقیہ چھہ بجز باپ کے اور کسی کے ورثہ ہو نہیں سکتے مگر رشتہ دار ہوتے ہیں۔ (۲) زمانہ شادی میں خود کی پیدا کی ہوئی اولاد یا بطریق متذکرہ ماقبل اپنی بیوی سے کسی دوسرے کے ذریعہ سے پیدا کرائی ہوئی

یا ایسی اولاد جو اُس کو دی گئی ہو یا بیاہی ہوئی یا تبنی اولاد۔ مخفی پیدائش سے اولاد یا ایسی اولاد جس کے حقیقی باپ کا پتہ نہ ہو یا جسکو باپ نے نکال دیا ہو یہی چھہ رشتہ دار اور ورثہ ہین۔ (۳) نوجوان ناکتخدا عورت کی اولاد۔ حاملہ دلہن کی اولاد یا خرید کی ہوئی اولاد یا ایسی عورت سے اولاد جسکی دوسری شادی ہوئی ہو اور ایسی اولاد جو خود آگئی ہو اور شودر عورت سے اولاد۔ یہہ چھہ رشتہ دار ہوتے ہین مگر پچھلیون کے وارث نہین ہوتے۔ **یجنا ولک**۔ اس مین حسب ذیل اولاد کا شمار کیا گیا ہے۔ اولاً اپنی اولاد مقرر کی ہوئی بیٹی کی اولاد۔ دوسرے رشتہ دار کے ذریعہ سے اپنی بیوی سے پیداشدہ اولاد۔ خرید کی ہوئی اولاد۔ یا تبنی اولاد۔ حاملہ دلہن کی اولاد۔ اور گھر سے نکالی ہوئی اولاد ہین۔ ان مین سے کسی ماقبل اولاد کی موجودگی یا عدم موجودگی مین اولاد مابعد پنڈ دے سکتی ہے اور وراثت کی دعویدار ہو سکتی ہے۔

**شادی اور سگائی مین فرق**۔ سگائی لڑکی کی شادی کرنے کا ایک اقرار ہے۔ یہہ شادی کے قبل ہوتا ہے۔ یہہ فی الواقعی شادی نہین ہے[1] اس مین اور شادی مین یہہ فرق ہے کہ یہہ فسخ ہوسکتی ہے مگر شادی فسخ نہین ہوسکتی ہے اور اگر سگائی کے بعد لڑکا فوت ہوجاوے تو لڑکی کی شادی دوسرے لڑکے کے ساتھہ ہوسکتی ہے[1]۔ شادی کی تکمیل اُس وقت ہوجاتی ہے جبکہ دولہا اور دُلہن سات پھیرے یعنی سپت پدی ہون کے گرد پھر لیتے ہین۔ ہندوؤن مین شادی سے منشار تولید نسل ہے۔ موروثی قرضے روحانی اور دنیوی بیباق کرنے کے لیے اور مراسم پنڈ وغیرہ ادا کرنے

---

[1] کلکتہ ۷۷ ہے ۷۷۔

کے لیئے ضروری ہے ورنہ سورت دوزخ مین جاتے ہین اور معاملت شادی عام طور سے فریقین کے والدین طے کرتے ہین۔ بچون کو کوئی دخل نہین ہے۔ اور یہی صورت منگنی کی بھی ہے۔ پس کوئی ایسی شرط صریحی تسلیم نہین کیجا سکتی جس سے کہ معاہدہ کی تکمیل کا انحصار لڑکی کی رضامندی دینے پر ہو۔ لیکن لڑکی کو خواہ مخواہ ایسے لڑکے کے ساتھہ شادی کرنے پر مجبور نہ کرنا چاہیئے جسے وہ پسند نہ کرتی ہو یا جو حدود ارضی عدالتہائے ہند کے باہر ساکن ہو۔

خلاف ورزی سگائی کے نتائج۔ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ جب ایک بار شادی مکمل ہو جاتی ہے وہ ناقابل انفساخ ہو جاتی ہے۔ شادی کے عین وقت سے عورت کی ذات کا قانونی ولی شوہر ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ کسی عمر کا ہو ان پر یہہ فرض ہوتا ہے کہ ساتھہ رہین۔ بصورت اس کے کہ ان مین سے کوئی ایسے فرائض کی خلاف ورزی کرے اور ساتھہ رہنے سے انکار کرے تو دوسرا شخص نفاذ حقوق زناشوئی کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ مگر سگائی جو کہ محض اقرار ہے دوسرے معاہدات کی طرح خلاف ورزی کی صورت مین شخص متضرر کو حق دعویٰ عطا کرتی ہے۔ عام طور سے فریق معاہدہ کے لیئے دو چارہ کار بتلائے گئے ہین۔ اول تعمیل مختص۔ دوئم دعوے ہرجہ۔ قانون دادرسی خاص مین ذکر ہے کہ تعمیل مختص ایسے معاہدہ کی جائز نہین ہے کہ جس مین تکمیل معاہدہ فریقین کی رضامندی پر منحصر ہو۔ نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ شادی کرنے کے معاہدہ کی تعمیل مختص کا دعویٰ نہین ہو سکتا۔ اور تنہا چارہ کار جو شخص متضرر کو حاصل ہے وہ دعویٰ ہرجہ دلایا نے کا ہے۔ ایسے دعوے مین والدین

یہہ کہکر بری الذمہ نہین ہو سکتے کہ وہ تو شادی کرنے کو تیار ہین مگر لڑکی نہین
مانتی[۵۱] - ایسی صورت مین لڑکی کے والدین کو وہ زیورات بہی واپس کرنی پڑینگے
جو لڑکے کی جانب سے بیوی کو استعمال کی غرض سے دیئے گئے ہون[۵۲] - وہ
تمام اخراجات جو ایسے معاہدہ کی وجہ سے عائد ہوئے ہون قابل وصول
ہوتے ہین - بجز اُس صورت کے جبکہ معاہدہ کی تعمیل شخص متضرر کی غفلت سے
ہوتی ہو[۵۳]

**جائز شادی کے لوازمات** (۱) دولہا اُسی ذات کا ہونا چاہیئے - مختلف
ذاتون مین شادی نہین ہو سکتی - مثلاً راجپوت لڑکا اور برہمن لڑکی مین یا برہمن
لڑکی اور شودر لڑکے مین[۵۴] - ایک ہی ذات کی مختلف شاخون مین شادی اکثر
ممنوع نہین ہے اور اکثر ممنوع ہے - رواج پر دار مدار ہے - شودرون
مین ایک ہی ذات کی مختلف شاخون مین اگر شادی ہو تو وہ ناجائز نہین ہو
لنگایت شودر ہین[۵۵] - ایک شودر ہندو نے ایک عیسائی عورت کے ساتہہ شادی
کی جو ہندو ہو گئی تہی تجویز ہوئی کہ شادی جائز ہے[۵۶] - دیش اور کالستہہ مین
ضلع ٹپرا مین رواجاً شادی جائز ہے[۵۷]

**ممنوع** - دو مختلف ذات والے مرد کے لیے پہلی شادی مین اُسی قوم کی عورت
پسندیدہ ہوتی ہے - مگر اُن لوگون کے لیے جو کہ دوسری کرنا چاہتے ہون

---

[۵۱] ۲۱ بمبئی ۳۲۳ - ۱۰ کلکتہ ۱۰۵۴ - [۵۲] ۶ بمبئی ۶۷۳ - خلاف ۲۲ بمبئی ۹۵۸ - [۵۳] ۱۱ بمبئی ۴۱۲ -
[۵۴] ۲ بمبئی لا رپورٹر ۱۲۸ - ۱۰ الہ آباد لا جنرل ۱۹۱ - ۱۶ انڈین کیسز ۲۲۲ - ۱۴ بمبئی لا رپورٹر ۵۴۷ -
[۵۵] ۵ کلکتہ ۷۰۸ [۵۶] ۲۲ بمبئی ۲۷۷
[۵۷] انڈین کیسز ۳۴۲ - [۵۸] ۷ کلکتہ ویکلی نوٹس ۶۱۲ -

ترتیب وار عین مابعد کی ذات کی عورتین مرجح ہین صرف شودر عورت شودر کی بیوی ہونی چاہیئے۔ شودر عورت اور ویش عورت ویش ذات مرد کی بیوی ہونی چاہیئے یہہ دونون اور چھتری عورت چھتری مرد کی ہونی چاہیئے۔ یہہ تینون اور برہمن عورت برہمن مرد کی ہونی چاہیئے۔

(۲) عورت اُسی خاندان کی نہ ہونی چاہیئے یعنی اُسی گوتر یا پرور کی نہ ہونی چاہیئے لیکن شودرون مین اس کا لحاظ لازمی نہین ہے۔ اگر گوتر ایک ہی ہو تو شادی ناجائز ہے[1]۔ بجز اس کے کہ رواج خلاف مین ہو[2]۔ اسیطرح اگر پرور بھی ایک ہی ہون تو شادی ناجائز ہے[3]۔ پرور سے مراد وہ منی ورشی ہین جن کے نام سے ہر ایک گوتر کو رسوخ ہے۔

(الف) ایک ہی گوتر اور پرور کی لڑکی شادی کے قابل نہین ہوتی۔

(ب) نہ ایسی لڑکی شادی کے قابل ہوتی ہے جو مان کی سپنڈ ہو۔

(ج) بوا، ماسی اور مامی کی بیٹی بھی قابل شادی نہین ہین۔

مان مین سوتیلی مان اس قاعدہ کے لیئے شریک ہے۔ ایسی لڑکی جو گوتر سے جدا ہو گئی ہو شادی کے لائق ہوتی ہے۔

منو۔ ایسی لڑکی جو نہ مان کی سپنڈ ہو اور نہ شوہر کی گوتر کی ہو دوجنمی ذات کے اشخاص کے لیئے پسندیدہ ہے اور اتحاد زن و شوہر کے لیے مفید ہے

(۳) رشتہ ایسا نہین ہونا چاہیئے جس سے تعلق حرام ہو یعنی ورودہ بندہ نہ ہونا چاہیئے۔ دوسرے الفاظ مین ایسی رشتہ داری مین شادی ممنوع ہے جسمین

---

[1] ۱۱ مدراس ۸۹۔　　[2] ۱۸ مدراس ۳۹۰۔

[3] ۳۲ بمبئی ۶۱۹ (۶۲۳)۔

لڑکی اور لڑکا باپ اور بیٹی کی طرح ہون مثلاً سالی کی بیٹی یا چچی کی بہن کے ساتھہ شادی ممنوع ہے۔

منو۔ وہ شخص جو اپنی پوا کی بیٹی۔ ماسی یا ماما کی بیٹی سے ازدواج کرے اُس کو پراشچت (کفارہ) کرنا چاہیئے۔ عقلمند آدمی کو ان مین سے کسی کے ساتھہ اس وجہ سے شادی نہ کرنی چاہیئے کہ وے سپنڈ ہین۔ جو اُن کے ساتھہ شادی کرتا ہے ذلیل ہوتا ہے۔ ایسی لڑکی کے ساتھہ شادی کرنا جائز ہے جس سے کوئی ایسا رشتہ نہ ہو جو شادی کے لیئے ناموزون ہو۔ ایسا رشتہ جس سے میان بیوی باپ اور بیٹی معلوم ہون شادی کیلیے ناموزون ہے۔

(۳) ضروری رسم سپت پدی تکمیل پانی چاہیئے۔ اس مین دولھا کو ہوم کی آگ کے گرد سات پھیرے کرنے پڑتے ہین اور آخری پھیرا ہو جانے پر شادی تکمیل پا جاتی ہے۔ اسمرتیون مین یہہ تحریر ہے کہ دو جنمی ذات والون کے لیئے ہوم ضروری ہے اور شادی اُس وقت تکمیل پاتی ہے جبکہ ساتوان پھیرا ختم ہوتا ہے اور اُس کے بعد سے بیوی اپنے شوہر کے گوتر مین آ جاتی ہے اور مرنے جینے کی سوتک وورودھی (ناپاکیان) اُس سے اُسی طرح متعلق ہونے لگتی ہین اور مذہبی مراسم اور خاندان مین یگانیت پیدا ہوتی ہے۔ دوسری ذاتون مین جس مین یہہ مراسم ضروری قرار نہین دیئے گئے ہین۔ ہوم یا سپت پدی کی رسم انجام نہ ہونے سے شادی ناجائز نہین قرار پاتی اور نہ ان مراسم کی انجام دہی بروئے شادی لازمی ہے۔

سلسلہ ۳۶ مدراس ۴۹۷۔

کا انحصار ہے[1]۔ بیواؤں کے ازدواج ثانی کی تکمیل کے لیئے بھی مراسم کی ادائی کی ضرورت نہیں ہے[2]۔ دوئیرگمن یعنی رسم گونا ایسا جزو شادی نہیں ہے جس کی ادائی کے بغیر شادی تکمیل پذیر نہ ہووے[3] اور ناندی مکھہ سرادہ رسم وطی کی ادائی تکمیل شادی کے لیئے لازمی نہیں ہے[4]۔

متذکرہ بالا امورات لوازمات میں سے ہیں۔ ان کی عدم تکمیل کی صورت میں نقص مسئلہ امر واقعی سے رفع نہیں ہو سکتا۔ مثلاً اگر راجپوت اور برہمن لڑکی میں شادی ناجائز ہوگی اگرچہ شادی اور لحاظ سے تکمیل ہوگئی ہو اسی طرح سے بہن کی بیٹی یا ماسی کی بیٹی یا ماما کی بیٹی کے ساتھہ شادی ناجائز ہوگی۔ بجز اس صورت کے جبکہ ایسا رواج اس خاص فرقہ میں تسلیم کیا گیا ہو اس سوال کا تصفیہ کہ آیا مراسم کے لحاظ سے شادی تکمیل ہوگئی ہر ایک واقعہ کی صورت میں اس دوسرے سوال کے لحاظ سے ہونا چاہیئے یعنی یہہ کہ فریقین متعلقہ میں کون مراسم مروّج ہیں۔ ان عام مراسم کے ترک ہونے پر یہہ قیاس پیدا ہوگا کہ شادی جائز طور پر عمل میں نہیں آئی۔ اگرچہ بزمانہ حیض مراسم شادی کی ادائی ہندوؤں میں مناسب نہیں متصور ہوتی ہے تاہم شادی محض اس وجہ سے کالعدم قرار نہیں پا سکتی[5]۔

**شوہر کی قابلیت**۔ اگرچہ دھرم شاستروں میں لڑکے کی شادی کرنے کیلئے

[1] ۴۴ مدراس لا ٹائمس ۸۳۱ – ۳۰ مدراس لا جرنل ۴۹ – ۵ انڈین کیسز ۴۲ –

[2] ۱۹ کلکتہ ۷۱۶ – ۸ مدراس ۴۴۰ –

[3] ۱۳ کلکتہ ویکلی نوٹس ۹۹۴ –

[4] ۹ مدراس ۴۶۶ – ۱۰ بمبئی ۱۰۳ – ۱۲ کلکتہ ۱۴۰ – ۱۳۵ انڈین کیسز ۹۸۵ –

اُس وقت تک ہدایت نہین ہے جب تک کہ وہ ۲۱ یا ۲۹ سال کا ہوجائے
تاہم کہین صراحتاً یہہ بہی ذکر نہین ہی کہ نابالغ کی شادی کالعدم ہوگی قانون
نابالغی ہندسے بہی نابالغ ہندو کی شادی کا معاہدہ کرنے پر اثر نہین پڑتا۔
مین صاحب یون بیان کرتے ہین کہ "چونکہ ہندوؤن مین شادی ایک فرض
کا انجام دینا ہے اس لیے رضامندی کی کوئی ضرورت نہین ہے۔خواہ
رضامندی اس وجہ سے ظاہر نہ ہوسکتی ہو کہ اُس مین قابلیت نہ ہو۔یا اسوجہ
سے کہ وہ نابالغ ہو۔پس ایک فاترالعقل یا مجنون کی بہی شادی کالعدم
نہ ہوگی" مگر گہوش صاحب کا یہہ خیال ہے اور صحیح خیال ہے کہ دلہن کو بطور
ہبہ لینا اور نیز مراسم مذہبی مین شریک ہونا فاترالعقل سے غیر ممکن ہے اور
اس لیے اُس کی شادی بالکل کالعدم ہے۔ یہہ طے پایا ہے کہ گونگے
بہرے اندہے یا ایسے اشخاص جو اُن بیماریون مین مبتلا ہون جنکا علاج
غیر ممکن ہو شادی کرسکتے ہین اور وہ قانوناً جائز ہوگی مگر وے حقوق
زن و شو کا نفاذ نہین کراسکتے[1] مگر ہماری گوشائین شادی کرسکتے ہین[2]۔

اگر تکمیل شادی سے قبل ناقابلیت عدالت کو ظاہر ہوجائے تو ایسی
صورتون مین عدالت فریقین کو معاہدہ کی تعمیل سے بچاسکتی ہے مگر جب کہ
شادی ایک بار تکمیل پاجائے تو وہ ناجائز نہ ہوگی۔فاترالعقل کے ساتھ بہی
شادی ناجائز نہین ہوتی ہے[3]۔ہندو مرد ایک بیوی کی زندگی مین دوسری
شادی کرنے سے ممنوع نہین ہے مگر برہمو اور آریہ سماج کے عقیدہ کے

---

[1] ۵ بمبئی ہائی کورٹ ۲۰۹۔ [2] ۵ بمبئی لا رپورٹر ۲۱۸۔

[3] ۱ الہ آباد ۵۴۹ و ۲۸ الہ آباد ۴۴۳۔

مطابق ایسا نہین ہوسکتا۔[1] بھٹاچاری صاحب تحریر کرتے ہین کہ عنین کے ساتھہ شادی کالعدم قرار پانی چاہیے۔ اگرچہ شاسترون مین اجازت ہے (ملاحظہ ہو بھٹاچاری کا مؤلفہ ہندو لا طبع سوئم صفحہ ۱۶۲)

لڑکی کی شادی کرنے کا اختیار۔ لڑکی پیدا ہوتے ہی اُس کی شادی کرنیکا فرض اور حق پیدا ہوجاتا ہے چونکہ شادی ایک مذہبی رسم ہے۔ اس لیے شادی کرنا والدین پر شاستراً ایک فرض قانونی گردانا گیا ہے۔ مگر اکثر فیصلجات عدالتی خلاف مین ہین۔ یہہ سوال صرف مدراس ہائیکورٹ مین پیدا ہوا تھا اور کسی ہائیکورٹ مین پیدا نہین ہوا ہے۔ خاندان غیر منقسمہ مین اقربا جنکو شوہر تلاش کرنے کا اقتدار حاصل ہے ترتیب وار حسب ذیل ہین۔

(۱) باپ (۲) دادا (۳) بھائی (۴) چچا (۵) چچازاد بھائی (۶) ماں۔ ان کے نہ ہونے کی صورت مین دور کے رشتہ دار شادی تجویز کرسکتے ہین اور جب کوئی رشتہ دار موجود نہ ہو تو خود لڑکی اپنی شادی کرسکتی ہے۔ لیکن اگر خاندان منقسمہ ہو تو باپ کے نہ ہونے کی صورت مین ماں کو بھائی یا چچا پر ترجیح ہے[2] مگر چچا ماں کی رضامندی اور استرضا سے شادی تجویز کرسکتا ہے[3]۔ ایک مقدمہ مین جس کے واقعات یہہ تھے کہ دادا اور چچا نے ایک ہندو یتیم لڑکی کو چھوڑ دیا تھا یہہ تجویز ہوئی کہ لڑکی کا ماموں شادی تجویز کرسکتا ہے[4] یہہ رشتہ دار لڑکی کے گیارہوین برس پورا کرنے کے قبل شادی کرسکتے ہین ورنہ اس عمر کے بعد وہ خود شوہر تلاش کرسکتی ہے مگر عام طور سے باپ

[1] ۶ بمبئی لارپورٹر ۵۰۸ - ۲۸ بمبئی ۵۹۷ - [2] ۱۱ بمبئی ۲۴۷ - ۱۴ مدراس ۳۱۶ -
[3] ۱۴ بمبئی لارپورٹر ۷۶۶ - [4] ۱۳ انڈین کیسز ۹۸۵ - ۲۲ مدراس لا جرنل ۴۹ -

کی رضامندی ضروری ہے۔ بجز اُس صورت کے کہ اُس نے لڑکی کو چھوڑ دیا ہو۔ مگر ان رشتہ داروں کو یہہ حق حاصل نہین ہے کہ وہ لڑکی کو کسی ایسے مرد کے ساتہہ شادی کرنے پر مجبور کرین جس کو وہ پسند نہ کرتی ہو۔ عدالت کو اختیار ہے کہ ولی کے شوہر تلاش کرنے کے حق کو مشروط کر دے اور یہہ اُس صورت مین بہی جائز ہے جبکہ ولی باپ ہو۔ مگر اس اختیار کا استعمال صرف اُس حالت مین کیا جانا چاہیئے جب کہ باپ کی جانب سے اہم بے ضابطگی اور خلاف فطرت پدری عمل ہوا ہو۔ یہہ یاد رکہنا چاہیے کہ اگر شادی فی الواقعی انجام پاگئی ہو تو محض اس وجہ سے کہ اُن رشتہ دارون کی رضامندی حاصل نہین کی گئی تہی جن کو حق مرجح اپنے بارے مین حاصل تہا شادی کالعدم نہ ہوگی۔ بلکہ مسئلہ امر واقعی کا اطلاق ہوگا اور شادی جائز ہوگی۔ جہان کہین کتاب مین شادی کرنے کی قابلیت کے متعلق اشخاص مذکور ہین وہان عبارت ہدایتی ہے نہ کہ حکمیہ[1]۔

سیحنا و لک۔ باپ۔ دادا۔ بہائی۔ پدری ذکور رشتہ دار یعنی سپنڈ سگوتر وغیرہ اور ماں لڑکی کو شادی مین دین گے۔ بشرطیکہ دینے والا صحیح العقل ہو۔ اول کی عدم موجودگی مین دوئم اور اُس کی عدم موجودگی مین سوئم وغیرہ وغیرہ۔

یاجنیاولکیا۔ ہر آدمی کو اپنی بیٹی کی شادی کرنی چاہیے باپ کے نہونے کی صورت مین دوسرے پدری رشتہ دار اور اُن کے بعد نانا۔ ماما۔

مدراس مین ایک وقت یہہ طے ہوا تہا کہ لڑکی کی شادی کرنا باپ پر

---

[1] ۲۲ بمبئی ۱۲ ا۸ء۔

فرض مذہبی نہین ہے۔پس جو قرضہ اخراجات شادی کے لیئے لیا جائے وہ ضرورت خاندانی شمار نہین ہو سکتا[۵۱]۔ مگر اُس کے خلاف بمبئی مین قانون ہے۔اور مدراس مین بھی لڑکی کی شادی ہو جانے کے بعد مراسم گرہ پرویش اور رتو درشن کے اخراجات ضروری قرار دیئے گئے ہین۔اور وہ قانوناً خاندان پر موثر ہوتے ہین[۵۲]۔ چونکہ شادی ایک مذہبی کام ہے اس لیئے اُسمین فریقین یا اُن کے والدین کی رضامندی کوئی جزو اہم نہین ہے۔یہ ایک ناقابل انفساخ فعل ہوتا ہے۔چونکہ کم سنی مین لڑکی کی شادی اسمرتیون مین واجب قرار دی گئی ہے اور اُس عمر مین لڑکی خود انتخاب شوہر نہین کرسکتی ہے۔اس لیئے فرض ابتدا اً باپ پر عائد کیا گیا ہے۔ایسی نابالغ کی شادی جو بہ نگرانی کورٹ آف وارڈز ہو بلا رضامندی کورٹ نہین کیجاسکتی ہے اور اکثر ممالک کے کورٹ آف وارڈز کے دستور العمل مین خلاف ورزی حکم کے لیئے سزا مقرر ہوئی ہے (ملاحظہ ہو قانون کورٹ آف وارڈز مدراس[۵۳]) منو بیان کرتے ہین کہ باپ سے باز پرس ہونی چاہیئے اگر وہ اپنی بیٹی کی سن بلوغیت پر پہنچنے کے بعد شادی نہ کرے۔اگر باپ غفلت کرتا ہے تو دوسرے رشتہ دارون کو فرض ادا کرنا چاہیئے۔ایک مقدمہ مین جبکہ باپ نے بیوی اور بیٹی کو چھوڑ دیا تھا تجویز ہوئی کہ مان بیٹی کی شادی بلا استصواب باپ کے کرسکتی ہے۔لیکن کسی اور صورت مین معاہدہ شادی

---

باب[۵۱] ۲۶ مدراس ۵۰۹۔ ۸ انڈین کیسز ۸۵۴۔

[۵۲] ۲۶ مدراس ۴۹۷۔

[۵۳] اصول مندرجہ انڈین کیسز جلد ۲۵ صفحہ ۲۲۹۔

باپ کی رضامندی بغیر قابل پابندی نہ ہوگا[1]۔ نانا سوتیلی ماں پر حق مرجح رکھتا ہے[2] اور بھائی کو ماں پر ترجیح ہے۔

**مسئلہ امر واقعی**۔ اس اصول کا منشا یہہ ہے کہ کسی کام کی انجام دہی مین اگر کوئی بے ضابطگیاں واقع ہوئی ہین تو وہ جائز قرار دیجائین۔ یہہ مسئلہ اصول معدلت انصاف و نیک نیتی پر مبنی ہے۔ اور اس پر اُس وقت عمل کیا جاتا ہے جبکہ تفاوت کو دور کرنے کا منشا ہو۔ اس کا اطلاق اُن حالتون پر محدود ہے جن کے لیے کوئی حکمیہ امتناع نہین ہے۔ اور جہان جبر یا فریب عمل مین نہین آیا ہے[3]۔ اس کا اطلاق اُس صورت مین ہوتا ہے جبکہ شادی بلا اُن رشتہ دارون کی رضامندی کے انجام دی گئی ہو جن کو لڑکی کی شادی کرنے کا حق مرجح حاصل ہو۔ عدالتون کا یہہ رجحان رہا ہے کہ اس مسئلہ کا اطلاق وسیع ہو[4] حتیٰ کہ ایسی شادی جائز قرار دیگئی جس کی تکمیل عدالت دیوانی نے ذریعہ حکم امتناعی منع کی تھی[5]۔ جو کچھہ کہ لازمی ہے وہ یہہ ہے کہ شادی کرنے والے شخص نے لڑکی کے فوائد کو بلحوظ خاطر رکھا ہو اور عام مراسم شادی انجام پاچکے ہون۔ دغا یا جبر نہ ہونی چاہیے اور کوئی قانونی امر مانع نہ ہو۔ اس مسئلہ کا اطلاق تبنیت۔ انتقال اور پرورش بیوگان وغیرہ پر بھی ہوتا ہے[6]۔

---

[1] ۱۲ بمبئی ۱۱۰۔ [2] ۷ ویکلی رپورٹر ۳۲۱۔

[3] ۳ بمبئی ۲۷۳۔ ۱۹ بمبئی ۶۵۸ خ ۲۵ بمبئی ۵۳۷۔ ۲۴ بمبئی ۳۹۷ موافق ۱۴ الہ آباد ۶۷۔ ۱۸ انڈین کیسیز ۹۲۷۔

[4] ۱۴ مدراس ۳۱۶۔ [5] ۲۲ بمبئی ۵۰۹۔

[6] ۱۰ بمبئی ۳۰۔ ۱۲ کلکتہ ۱۴۱۔ ۱۹ الہ آباد صفحہ ۵۱۵۔

حال مین بمبئی کے ایک مقدمہ مین تجویز ہوئی کہ محض عدالت دیوانی کی احکام کی اطاعت نہ کرنے سے یا اُن لڑکو رشتہ دارون کے حق مرجح پر لحاظ نہ کرنے سے شادی کالعدم نہین ہو جاتی جب تک کہ جبر و دغا ثابت نہ ہو[۱] مگر گو شادی جائز رہے تاہم وہ اشخاص جو لڑکی کو حراست جائز سے بھگا لیجاتے ہین مجموعہ تعزیرات دفعہ ۳۶۲ کے تحت مستوجب سزا ہون گے۔

شادی کے متعلق قیاس۔ (الف) جب کہ رشتہ ازدواج کا وجود ثابت ہو جائے قیاس یہہ ہوگا کہ وہ رشتہ قائم ہے اور اُس کی انفساخ کا بار ثبوت اُس کے ذمہ ہوگا جو ایسا ادّعا کرے[۲]۔

(ب) اعلیٰ ذاتون مین قیاس یہہ ہوتا ہے کہ شادی پسندیدہ طریقہ مین ہوئی ہے جب تک کہ اُس کے خلاف ثابت نہ کیا جائے[۳]

(ج) جبکہ شادی فی الواقعی انجام پائی ہو قیاس یہہ ہوتا ہے کہ مراسم شادی کماحقہ عمل مین آئے[۴]

(د) دفعہ ۱۱۲ قانون شہادت ہند مین جو قیاس مندرج ہے وہ یہہ ہے کہ لڑکے کی ولایت تسلیم کیجاوے گی۔ اگر وہ انفساخ شادی سے اندرون ۲۸۰ یوم پیدا ہوا ہو۔ اور ماں کی دوسری شادی نہ ہوئی ہو۔ مگر یہہ قیاس صرف شادی شدہ اشخاص کے بچون سے متعلق ہے[۵]۔ یہہ قیاس اُس وقت بھی قائم رہے گا جبکہ عورت اپنے مرد کے انتقال کے چند ہی روز پہلی سے رہنے

---

[۱] ۲۲ بمبئی ۸۱۲۔

[۲] ۱۷ بمبئی ۱۱۴۔ ۲۵ بمبئی ۳۶۶۔

[۳] ۲۷ مدراس ۳۲۔

[۴] ۷ بمبئی لارپورٹر ۹۵۔

[۵] ۱۲ کلکتہ ۱۴۰۔ ۲۲ بمبئی ۵۱۲۔

آئی ہو اور اُس کی وفات تک اُس کے ساتھہ رہی ہو اور شوہر سخت بیمار ہوے[1]
(۵) دھرم شاستر کی رو سے محض مسلسل وطی کے ثبوت سے قانونی شادی کا قیاس پیدا نہیں ہوتا ہے[2]

طلاق۔ ہندوؤن مین طلاق جائز نہین ہے مگر اسٹیل صاحب اپنی کتاب "قانون اور رواج اقوام ہنود" مین صفحہ ۱۶۸ و ۱۶۹ تحریر فرماتے ہین کہ جب کہ زوج عنین ہو یا جب زوج اور زوجہ مین متواتر نزاع رہتی ہو یا جب شادی بے قاعدہ طریقہ سے عمل مین آئی ہو یا جب باہمی رضامندی سے زوج اپنی زوجہ کی چوڑی پہوڑ ڈالے اور چھوڑ چھٹی لکھدے ایسی صورت مین طلاق کی اجازت ہے۔ مگر ادنیٰ ذاتون یعنی شودرون مین رواج اس کا وجود پایا جاتا ہے۔ قوم کے پنچ طلاق دینے کے مجاز ہوتے ہین۔ عام وجوہات جن کی بنا پر طلاق دیا جا سکتا ہے حسب ذیل ہین۔

(۱) عادتاً بیوی کے ساتھہ بدسلوکی کرنا۔ (۲) خاوند کا نامرد ہونا۔ (۳) فریقین مین ہمیشہ جھگڑا رہنا۔ (۴) باہمی رضامندی۔ رضامندی کے لئے لازمی ہے کہ خاوند کی رضامندی ضرور حاصل کیجاوے ورنہ طلاق کالعدم ہوگا[3]

اول تین ذاتون مین اگرچہ طلاق جائز نہین ہے تاہم اُس کے بجاے تیاگ کا قاعدہ ہے۔ فرق یہہ ہے کہ طلاق سے شادی فسخ ہو جاتی ہے اور بیوی دوسرے سے شادی کر سکتی ہے مگر تیاگ کا اثر صرف اسیقدر

---

[1] ۲۹ کلکتہ ۱۱۱۔
[2] ۳ الہ آباد لا جرنل ۸۰۷
[3] ۲ بمبئی ہائیکورٹ ۱۲۴۔

ہوتا ہے کہ فریقین ایک دوسرے سے علحدہ رہنے کے مستحق ہوجاتے ہین۔ بیوی نان و نفقہ کی مستحق ہوتی ہے مگر دوسری شادی نہین کرسکتی۔

**ولایت۔ نفاذ حقوق زن و شو** خاوند بیوی کی ذات کا قانونی ولی ہوتا ہے۔ مدراس مین ایک استثنا اُس حالت کے لیئے قرار دیا گیا ہے جبکہ ایسا رواج ہو کہ بیوی بلوغیت کے زمانہ تک اپنے والدین کے ساتھ رہے[1]۔ عورت پر فرض ہے کہ اپنے مرد کے پاس رہے خواہ وہ کہین ہی رہے اور خاوند پر فرض ہے کہ اُس کی پرورش کرے اور یہہ فرائض محض اخلاقی نہین ہین بلکہ اِس کا حکم دہرم شاسترین ہے۔ کوئی ایسا اقرار جو خاوند شادی کے قبل کرے کہ وہ کبھی بیوی کو اُس کے باپ کے گہر سے نہ بلا دیگا حق طلبی زوجہ پر موثر نہوگا[2] اور نہ ایسا اقرار قبل شادی جائز ہے جسمین یہہ معاہدہ ہو کہ آئندہ اُنمین علحدگی ہوجاویگی اور حقوق زناشوی کے نفاذ کا دعوی نہین کیا جاوے گا[3]۔ اُس حالت مین جبکہ بیوی نابالغ ہو طلبی زوجہ کا دعوی ہوسکتا ہے اور خاوند اُسے اپنے پاس رہنے پر مجبور کرسکتا ہے[4]۔ لیکن اُس صورت مین دعوی نہین ہوسکتا جبکہ علحدگی کسی اقرار نامہ کی بنا پر ہو۔ با این ہمہ مرد کا فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کو اچھی طرح رکھے۔ اگرچہ مرد دوسری شادی کرنے سے ممنوع نہین ہے تاہم یہہ اُس پر لازمی قرار دیا گیا ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ عادتاً بدسلوکی نہ کرے اور نہ کسی ایسی فاحشہ عورت کو گھر مین لاکر رکھے کہ جس سے ذات باہر ہونے اور آبروریزی کا احتمال ہو۔ بیوی پر بھی یہہ فرض ہے کہ پاکدامن

---

[1] ۲۴ مدراس ۲۵۵۔
[2] ۲۸ کلکتہ ۷۵۱۔
[3] ۴ کلکتہ ویکلی نوٹس ۴۸۸۔
[4] ۲۸ کلکتہ ۳۷ و ۷۵۱۔

رہے اور اپنی خاوند کی اطاعت کرے۔ اگر بیوی کا کسی دوسرے شخص سے ناجائز تعلق ہو تو خاوند کو اختیار ہے کہ اس کو گھر سے نکال دے اور معمولی نان نفقہ دیا کرے۔ خاوند کے مقدمہ طلب زوجہ کو ناثابت قرار دینے کے لیے یہہ لازمی ہے کہ بیوی پر ایسا جرم متعلقہ ازدواج ثابت کرے جس کی بنا پر اُسکو عدالت علیحدگی کی ڈگری عطا کر سکے۔ محض یہہ امر کہ شوہر ذات باہر ہے قابل استدلال نہین ہو سکتا اور نہ ایسی ڈگری دی جا سکتی ہے جو اُس کے ذات مین آنے پر مشروط ہو[۵۱]

(نوٹ) حال کے ایک مقدمہ مین پنجاب مین صریحاً خلاف احکام دہرم شاستر یہہ تجویز ہوئی ہے کہ عورت کو اختیار حاصل ہے کہ بعد بالغ ہونے کے ہم خانگی سے انکار کرے[۵۲]

وجوہات موجبہ علیحدگی۔ (۱) تبدیل مذہب۔ جب کوئی فریق مذہب تبدیل کر دے اُس حالت مین علیحدگی کی اجازت ہے[۵۳] دہرم شاستر مین جو شخص مذہب تبدیل کرتا ہے وہ منشار قانون مین فوت خیال کیا جاتا ہے مگر اس سے شادی فسخ نہین ہو جاتی۔ دہرم شاستر مین ایسا حکم نہین ہے کہ مرتد جملہ فرائض قانونی سے بری الذمہ ہو جاتا ہے[۵۴]۔ ایک ہندو خاوند کو حق حاصل ہے کہ اپنی ایسی بیوی کی حراست کا دعویٰ کرے جو مسلمان ہو گئی ہو۔ اور محض عورت کا مذہب اسلام قبول کر لینے سے مرد کے حقوق پر اثر نہین پڑتا[۵۵]۔ اُس حالت

[۵۱] ۲۷ الہ آباد ۹۹۔
[۵۲] ۱۹۰۸ پنجاب لا رپورٹ نمبر ۸۲۔
[۵۳] ۶ الہ آباد ۶۱۷۔
[۵۴] ۱۷ انڈین کیسز ۴۲۵۔ ۱۱ انڈین کیسز ۸۷۴
[۵۵] ۸ کلکتہ ۲۹۹۔

مین جبکہ کوئی فریق عیسائی ہوگیا ہو تو وہ شخص جو عیسائی ہو جاے دوسرے سے
دریافت کرسکتا ہے کہ آیا وہ مباشرت کے لیے تیار ہے کہ نہین اور آخرالذکر
صورت مین عدالت حسب ایکٹ ۲۱ بابتہ سنہ ۱۸۶۶ع شادی فسخ قرار دیگی۔

**قانونی بے رحمی** ۔ بے رحمی کو وجہ موجہ قرار دینے کے لیے یہہ
ثابت ہونا چاہیئے کہ مرد اس نوعیت کی سختی کا مرتکب ہوا ہے جس سے
عورت کی صحت و عافیت مین خلل کا اندیشہ ہے اور یہہ عذر بیوی کی جانب سے
طلب زوجہ کے دعوے مین ہوسکتا ہے جس کی بنا پر شوہر کا دعوی ساقط
قرار دیا جاے گا یا کم ازکم اُس پر شرائط عائد کیئے جائینگے[1]۔ مگر حسب ذیل
حالتین علیحدگی کے لیے وجہ موجہ متصور نہ ہون گی۔

(الف) جبکہ خاوند محض کم سمجھہ یا فاتر العقل ہو[2] اور ہم بستری کبھی عمل مین نہ آئی ہو۔

(ب) جبکہ اُس نے دوسری شادی کرلی ہو اور کوئی دوسری وجہہ
مخالفت نہ ہو۔

(ج) جبکہ اُس نے داشتہ رکھی ہو۔ مگر یہہ صورت اُس وقت قابل اعتراض
ہے جبکہ داشتہ مسلمان ہو یا اسکو نئی مکان مین رکھی جاوے[3]۔

(د) جبکہ بیوی بدشکل ہو اور کسی ایسی بیماری مین مبتلا ہو جسکی وجہ سے
خاوند مباشرت نہ کرسکتا ہو۔ وجہ یہہ ہے کہ ہندوؤن مین شادی محض مباشرت
کے لیے نہین ہے[4]

---

[1] ۱۹ کلکتہ ۱۹ ہہ ۔ ۱ بمبئی ۱۶۴ ۔ ۱۳ الہ آباد ۱۲۶ ۔ ۶ بمبئی ۲۶۹ ۔

[2] ۱۰ بمبئی ۳۰۱ ۔ ۲۱ بمبئی ۶۱۰ ۔ ۲۸ کلکتہ ۷۵۱ ۔ ۱۳ الہ آباد ۱۲۶ ۔

[3] ۴ صدر لینڈ ویکلی رپورٹر ۵۱ ۔ [4] ۲۱ بمبئی ۶۱۰ ۔

بیوی کے بدشکل ہونے کے متعلق مرد شکایت کرسکتا ہے نہ کہ بیوی خود علحدگی کے لیے اپنی جانب سے اُس کو ایک وجہ قرار دے لیکن یہہ امر کہ خود مدعی جو کہ حقوق زناشوی کا دعوی کر رہا ہے کسی وبائی یا خطرناک بیماری مین مبتلا ہے مانع سماعت دعوی ہے[۱]۔

(۵) خارج از ذات ہونا کوئی صورت نہین ہے اور ایسی ڈگری عطا نہین کیجا سکتی ہے جو ذات مین آنے پر مشروط ہو[۲]۔

**کثرت ازدواج اور ازدواج ثانی۔** ہندو شوہر جسقدر بیویان چاہے ایک وقت مین کرسکتا ہے۔ مگر ہندو بیوی اپنے پہلے خاوند کے حین حیات دوسری شادی نہین کرسکتی اگرچہ وہ اپنے شوہر سے علحدہ رہتی ہو یا اُس نے دوسرا مذہب قبول کرلیا ہو۔ بجز اُس صورت کے جبکہ وہ شودر قوم کی ہو جن مین طلاق کی اجازت ہے۔ اس مین کوئی شک نہین ہے کہ دہرم شاستر مین کثرت ازدواج کے خلاف احکام ہین مگر یہہ احکام ہدایتی ہین نہ کہ حکمیہ پس نتیجہ یہہ نکلتا ہے کہ ہندو شوہر کسی جرم کا مرتکب نہین ہوسکتا۔ مگر بیوی ہوسکتی ہے اگر دوسری شادی کرلے[۳]۔

**بیوہ کا ازدواج ثانی کرنا۔** شودرون مین رواج کی رو سے ازدواج ثانی کا وجود پایا جاتا ہے[۴] مگر تین اعلی ذاتون مین ایسا رواج نہین ہے۔ اگرچہ فی زمانہ چند شادیان ہوئی ہین۔ واضعان قانون نے یہہ طے کردیا ہے کہ اعلی ذات کی بیوہ بھی جائز شادی اپنے مرد کے انتقال کے بعد کرسکتی

---

[۱] ۵ بمبئی ۲۰۹۔
[۲] ۴ بمبئی ۳۳۰۔
[۳] ۲۷ الہ آباد ۹۶۔ ۱۳ الہ آباد ۱۲۶۔
[۴] ۱ بمبئی ۹۷۔

ہے۔ ملاحظہ ہو قانون ازدواج ثانی بیوگان ہندو ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۵۶ء۔ ایکٹ ہذا کا اطلاق یہہ طے کیا گیا ہے کہ شودرون پر بھی ہے۔ مگر الہ آباد ہائی کورٹ نے اس کے خلاف طے کیا ہے اور وجہ یہہ لکھی ہے کہ یہہ قانون اُن اشخاص کے حقوق زائل کرنے کے لیئے نہین نافذ ہوا ہے جو رواجاً دوسری شادی ایکٹ ہذا کے نفاذ کے قبل سے کر سکتے تھے[1]۔ قانون محولہ بالا کے حسب ذیل دفعات تحریر کیئے جاتے ہین۔ اِن دفعات کی روسے استحقاق بیوگان محدود کیئے گئے ہین۔

(الف) دفعہ ۲ قانون محولہ مین یہہ درج ہے کہ ازدواج ثانی سے پہلے خاوند کی جملہ جائداد مین جو حقوق بیوہ کو حاصل ہوتے ہین زائل ہوجاتے ہین۔ اور روسے وارث مابعد پر عود کرتے ہین[2]۔

(ب) دفعہ ۳ قانون محولہ کی روسے اطفال خاوند متوفی کے لیے ذریعہ عدالت دیوانی بر بنا درخواست اقربا ولی مقرر ہو سکتا ہے۔

یہہ خیال رکھنا چاہیئے کہ اپنے پہلے خاوند کے خاندان کے موجودہ حقوق مین بیوہ کا حق ازدواج ثانی سے زائل ہوجاتا ہے مگر حقوق آئندہ پر اس کا کوئی اثر نہین ہوتا نیز جو حقوق زائل ہونا بتلائے گئے ہین وہ وہی ہین جو اُس کو بحیثیت بیوہ حاصل ہوے ہون نہ کہ قطعی استحقاق جو اُسکو دوسرے

---

[1] ۲۲ بمبئی ۱۲۱ (احلاسکامل) ۲۱۲ کلکتہ ۹۸۹–۲۳ کلکتہ ۸۹ ۵–۱۴ کلکتہ ویکلی نوٹس ۳۴۶ ۱۱ الہ آباد ۳۳۲–۲۰ الہ آباد ۴۷۶–۳۱ الہ آباد ۱۶۱–۷ الہ آباد لا جنرل ۳۷۷–۳۰ مدراس ۴۰۲–۳۳ بمبئی ۱۲۱–۱ مدراس ۲۴۴۔

[2] ۴ بمبئی ہائیکورٹ ۲۵۵۔

رشتہ دارون سے حاصل ہون[۵۱]۔

## تمثیل

ایک ہندو اپنی وفات کے بعد ورثا مین اپنی بیوہ مسماۃ ہندہ اور فرزند مسمی زید اور ایک دختر مسماۃ حمیدہ چھوڑتا ہے مسماۃ ہندہ دوسری شادی کرتی ہے اور عین اُس کے بعد زید مرجاتا ہے۔ زید کے انتقال پر ہندہ بحیثیت وارث اپنے بیٹے کی جائداد کا دعویٰ کرتی ہے۔ دختر مسماۃ حمیدہ عذردار ہوتی ہے ایسی صورت مین دعویٰ ہندہ قابل ڈگری ہے۔

جہان کہ رواجاً ازدواج ثانی کی بیوہ کو اجازت ہے قانوناً ایسی بیوہ کو اپنے نئے شوہر کے خاندان مین وہی استحقاق حاصل ہین جو کہ دوسری بیواؤن کو ہوتے ہین۔

عورتون کے معاہدات۔ ہندو عورت محض ہندو ہونے کی وجہ سے معاہدہ کرنے سے ناقابل قرار نہین دی گئی[۵۲] ہے۔ ایسے قرضون کی ادائی کے لیئے جو کہ اُس نے اپنے شوہر کی شرکت سے لئے ہون اُس کا استری دھن ذمہ دار ہے نہ کہ وہ بذات خود[۵۳]۔ اگر اپنی بیوگی کے زمانہ مین وہ قرضہ لیوے تو اپنی ذات سے ذمہ دار ہوگی اور یہہ امر کہ اُس نے ازدواج ثانی کر لیا ہے غیر موثر ہے[۵۴]۔ شوہر صرف اُن قرضون کا ذمہ دار ہوگا جو عورت نے ضروریات لاحق کے لیئے لیا ہو یا جبکہ اُس کے نام پر عورت صراحتاً یا کنایتاً لینے کی مجاز ہو۔

---

۵۱ — ۲۶ بمبئی ۳۸۸ - ۲۸ مدراس ۴۲۵ - ۲۹ بمبئی ۹۱ - ۲۸ مدراس ۴۲۵۔

۵۲ — ۱۵ بمبئی ۱۲ - ۳ مدراس ۲۷۲۔ ۵۳ — ۶ بمبئی ۴۷۳۔

۵۴ — ۶ بمبئی ۴۷۰۔

جبکہ میان بیوی ساتھہ رہتے ہون قیاس یہی ہوتا ہے کہ بیوی مختار مجازی
مگر یہہ قیاس اُس صورت مین قائم نہین رہتا جبکہ بیوی عمداً بلا کسی وجہ موجہ کے
خاوند سے علحدہ ہوگئی ہو اگرچہ قرضہ ضرورت کے لیے ہی لیا گیا ہو۔[1]

# باب سوئم

## ولایت - دم دوپت

قانون ہنود کی رو سے سن بلوغیت۔ قانون موضوعہ کی رو سے
اسمین کسقدر تبدیلی ہوئی۔ شرائط ایکٹ سن بلوغ (ایکٹ ۹ بابتہ ۱۸۷۵ء)
نابالغ اولاد اور نابالغ بیوہ کی ولایت کے متعلق احکام قانون ہنود۔
باپ مان اور نابالغ کی تبدیلی مذہب کا اثر۔ اختیارات ولی کی
نابالغ کی جائداد پر وسعت۔ کہان تک وہ اپنے ولی کے فعل
اور اپنے خود فعل کا پابند ہوسکتا ہے۔ قانون دم دوپت کہان
رائج ہے۔ کن جماعتون مین۔ جن پر اس کا اطلاق۔

زمانہ نابالغی۔ قانون ہنود کی قدیم کتابون کے موافق ہندو اپنی سولھوین سال

[1] ۹ الہ آباد ۱۴۷ - ۱۳ الہ آباد ۱۲۲۔

کے اختتام پر سن بلوغ کو پہنچتا ہے - قانون بنگال ہیں اس کا معیار صرف
پندرہوین سال کے پورے ہونے پر رکھا گیا ہے - مگر قانون بلوغیت نمبر بابتہ
سنہ ۱۸۷۵ء نے اُس کو منسوخ کردیا ہے - نابالغ جو کورٹ آف وارڈز کے زیر نگران
ہو یا جس کے لیئے یا جس کی جائداد کے لیئے کورٹ آف جسٹس نے کسی
شخص کو ولی مقرر کیا ہو وہ اُس وقت بالغ سمجھا جاتا ہے جبکہ اُس نے اپنی
عمر کا اکیسوان سال پورا کیا ہو اور نہ کہ اس کے قبل ( دفعہ ۳ ایکٹ سن بلوغ )
اور تمام دوسرے ہنود اٹھارہوین سال کے اختتام پر بالغ متصور ہوتے
ہین اور اس کے قبل نہین - یہہ قانون کسی شخص کی اہلیت پر اسور ذیل کے
کرنے پر موثر نہ ہوگا -

(الف) شادی - (ب) جہیز - (ج) طلاق - (د) تبنیت - (ہ) اور نہ اُس
شخص کی اہلیت پر جو ۲ - جون سنہ ۱۸۷۵ء کے قبل بموجب اُس قانون کے جسکا
وہ تابع تھا اور جو اُس وقت نا قدر رہا ہو سن بلوغ کو پہنچا ہو موثر ہوگا - دفعہ ۲
ایکٹ ہذا کی رو سے یہہ مستثنیٰ ہے -

**اشخاص جو ولی ہو سکتے ہین** - قانون ہنود کی رو سے نابالغ کی ولایت
بادشاہ کو بطور والی ملک کے حاصل ہے - ضرورتاً یہہ فرض لڑکی کے رشتہ دار
کو تفویض ہوتا ہے کتابون سے بھی یہہ امر تسلیم شدہ ہے -

**منو** - بادشاہ کو نابالغ کی جائداد کی حفاظت جو ورثتاً ملتی ہے اُس وقت
تک کرنی چاہیئے جب تک وہ اپنے اُستاد کے مکان سے واپس نہ آجائے
یا وہ اپنے زمانۂ نابالغی کو ختم نہ کرچکا ہو -

**بودھیانہ** - بادشاہ کو چاہیئے کہ اُن کے حصّون کی حفاظت باحتیاط تمام کرے اگر
وے بوجہ نابالغی اپنے کاروبار کا انتظام نہ کرسکتے ہون -

اس طرح پر بادشاہ اپنی رعایا کا اعلیٰ ترین محافظ ہے اور یہہ حق تقرر ولی کا اُس کی جانب سے عدالتون کو جو ولی مقرر کرسکتی ہین تفویض ہوا ہے[۱] کسی معاہدہ مابین فریقین سے کوئی اثر اس اختیار پر نہین پڑسکتا[۲]۔ اپنے خانگی اقتدارات کی لحاظ سے بادشاہ اس اختیار کو خانگی اشخاص کے سپرد کرتا ہے۔ ذیل کے رشتہ دار علی الترتیب ایک دوسرے کی عدم موجودگی مین نابالغ بچے کی ذات کی نگرانی کے مستحق ہین۔ باپ۔ مان۔ بھائی۔ قریب تر پدری رشتہ دار۔ مادری رشتہ دار۔ پدری رشتہ دارون کو مادری رشتہ دارون پر ترجیح ہے[۳]

(۱) باپ اپنے بچون کا ولی قدرتی ہے اور اُس کا حق اُس وقت زائل ہوجاتا ہے جب (الف) وہ اپنے لڑکے کو تبنیت مین دیتا ہے[۴]۔ (ب) یا جبکہ وہ سنیاسی ہوجائے یا پاگل ہوجائے[۵] (ج) یا جب کہ اُس کی بے رحمی کی وجہ سے نابالغ کا اُس کے پاس رہنا خطرناک ہو۔ (د) یا جبکہ اُس کا مکان لڑکے کے رہنے کے لیے قرب وجوار کی خرابی سے نامناسب ہو۔ اُس کا حق صرف اس وجہ سے زائل نہین ہوجاتا (الف) کہ وہ مدخولہ عورت رکھتا ہے[۶] یا کہ (ب) اُسنے اپنا مذہب تبدیل کر کے دوسرا مذہب اختیار کیا ہے[۷] اس لیئے کہ باپ کے مذہب سے اُس کی ذات اور خاندان کے قانون معین ہوتے ہین اور بادی النظر مین باپ

---

[۱] ۲۵ بمبئی ۳۵۳۔

[۲] ۹ بمبئی لار پورٹر ۹۱۳۔

[۳] ۳ بمبئی ۱۔ ۵ بمبئی لارپورٹر ۹۱۳۔

[۴] ۲۱ مدراس لا جرنل ۲۰۲۔ دہرم شاستر مؤلفہ اسٹرینج صاحب جلد ۱ صفحہ ۱۰۵۔

[۵] ۷ مدراس ۲۹۔

[۶] ۵ ویکلی رپورٹر ۲۳۵۔ ۲۵ بمبئی ۱۵۱ و ۵۵۵۔

یہہ حق حاصل ہے کہ وہ یہہ معین کرے کہ اُس کا نابالغ بچہ کس مذہب مین تربیت پاوے۔ وہ اپنا مذہب تبدیل کرنے سے اپنے بچون کی نگرانی کے حق سے محروم نہین ہوجاتا۔ بشرطیکہ اُس مین غیر اخلاقی واقعات جس سے کہ بچے کی حفاظت مین مضرت پہنچے موجود نہ ہون[۱] (۳) یا کہ وہ اپنی نابالغہ لڑکی کی ضعیف العمر آدمی کے ساتھہ شادی کرنے کا ارادہ رکہتا ہے[۲]۔ (۴) یا یہہ کہ وہ ایک مرتبہ جیل بہیجا گیا تہا اور لڑکی کے لیے شوہر نہین تلاش کرتا[۳]۔ عدالت شاذونادر واقعات مین مداخلت کرے گی۔ باپ بذریعہ وصیت زبانی حق ولایت کو منتقل کرسکتا ہے لیکن مان کو ایسا اختیار حاصل نہین ہے اور وہ مان کے علاوہ کسی شخص کو بہی اپنے نابالغ بچون کا ولی مقرر کرسکتا ہے[۴]۔

**مان** - وہ اپنے بچون کی ذات کی ولی ہوسکتی ہے خواہ بچے صلبی ہون یا متبنیٰ ہون۔ اگرچہ وہ خود نابالغہ ہی کیون نہ ہو[۵] اُس کا درجہ باپ کے بعد ہے اور پدری رشتہ دار شوہر پر اُس کا حق مرجح ہے[۶]۔ خاندان غیر منقسمہ مین شرکا کے پس ماندگان بیشک خاندانی جائداد کے قبضہ کے مستحق ہوتے ہین مگر اس سے

---

[۱] الہ آباد ۵۴۹ - ۸ الہ آباد ۲۳۳۔
[۲] ۱۲ بمبئی ۱۱۰۔
[۳] ۲۰ کلکتہ ۱۸۰ - ۲ کلکتہ ویکلی نوٹس ۲۷۹۔
[۴] ۷ ویکلی رپورٹر ۳۳ - مدراس ویکلی نوٹس ۵۲۸ بابتہ سنہ ۱۹۱۲ء۔
[۵] ۵ لا رپورٹ ۲۴۵۔
[۶] مدراس لا ٹائمس ۵۷ - ۱۰ الہ آباد ۳۴۳ - ۱۰ ویکلی رپورٹر ۲۵۴۔

مان کے حق ولایت پر اثر نہین پڑتا ہے۔ اُس کا حق دوسرا مذہب اختیار کر لینے سے زائل ہوجاتا ہے[100]۔ ممالک متوسط مین یہہ طے ہوگیا ہے کہ ہندو مان کا حق ولایت دوسری شادی کرنے سے زائل نہین ہوجاتا[101]۔ وہ اپنے بچون کی نگرانی کر سکتی ہے خواہ باپ زندہ ہو لیکن اُس کے خلاف نہین ورنہ وہ بھگا لیجانے کے جرم کی مرتکب قرار پائے گی۔ وہ بذریعۂ وصیت حق ولایت منتقل نہین کرسکتی[102] وہ اپنے غیر صحیح النسب اولاد کی ولی قدرتی ہے[103]۔ لڑکے کے بیتی مان کو لڑکے کے اصلی باپ پر حق ولایت مین ترجیح حاصل ہے۔ سوتیلی مان بڑی چچا یا دوسرے رشتہ دارون کے مقابلہ مین مان کی جگہ لینے مین ترجیح رکھتی ہے۔ لیکن بمقابلہ دادی کے اُس کو ترجیح نہین ہے[104]۔ بموجب قانون ایتھلا نابالغ کی مان بمقابلہ باپ کے سارٹیفکٹ ولایت کی مستحق ہے[105] جب تک خلاف مین ثابت نہ ہو[106]۔ محض خارج الذات ہونے سے مان کا حق ولایت زائل نہین ہوجاتا ہے[107] اُس کو سارٹیفکٹ وراثت عطا نہین ہوسکتا اِس لیئے کہ اُس کا دعویٰ متوفی کی جائداد کے لیئے نہین ہوتا ہے بلکہ صرف بیٹے کی جائداد کا دعویٰ ہوتا ہے[108]۔ ازدواج ثانی سے ہندو بیوہ کا حق خواہ مخواہ زائل نہین ہوجاتا ہے اور عدالت پر فرض نہین ہوکہ ایسی بیوہ کو نابالغین کی ولایت سے ضرور علٰحدہ کردے[109] مگر اس کا تقرر دوسرے رشتہ دارون کو اطلاع دینے کے بعد کرنا چاہیے[110]۔

---

[100] ۴ مورز انڈین اپیل ۲۰۹۔ [101] (۱۹۱۱ء) ناگپور لا رپورٹ ۲۰۔ [102] ۲ مدراس ۱۰۴۔ [103] ۴ کلکتہ ۷۴۴

[104] ۷ ویکلی رپورٹر ۲۲۱۔ [105] ۵ کلکتہ ۳۴۳۔

[106] ۲۸ الہ آباد ۲۳۳۔ الہ آباد ویکلی نوٹس ۲۰۵ بابتہ (۱۹۰۶ء)۔

[107] ۲ مدراس لا ٹائمس ۲۴۶۔ [108] ۳۸ کلکتہ ۸۹۲۔

[109] ۱ مدراس لا جرنل ۳۰۹ ۔ ۳۳ بمبئی ۱۰۷ و ۱۱۴۔ ع ۱۷ انڈین کیسنز ۱۳۲۔

**بھائی۔ پدری رشتہ دار۔ رشتہ دار مادری۔** اگر والدین کا انتقال ہوگیا ہو تو قریب تر ذکور رشتہ دار ولی مقرر کیے جانے چاہئیں۔ رشتہ داران پدری کو مادری رشتہ داروں پر ترجیح ہے۔ نابالغ کے ولی کے انتخاب کرنے میں عدالت کو نابالغ کے نفع اور بہبودی کا خاص لحاظ رکھنا چاہیے[1] نابالغ کے ولایت کے لیے رشتہ داروں کا دعوی والدین کے دعوے سے ایک مختلف بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔ قریب تر پدری رشتہ داروں کو لڑکے کے والدین کے فوت ہوجانے کی صورت میں ولی ہونے کا کوئی قانونی حق حاصل نہیں ہے۔ باپ ماں یا دوسرے ایسے ولی کی عدم موجودگی میں جس کا تقرر باپ کی جانب سے ہوا ہو نابالغ کے ولی کے انتخاب کا اختیار عدالت کو ہے اس لیئے کہ عدالت سلطان وقت کی قائم مقام ہوتی ہے[2]۔

**نابالغ بیوہ کے ولی۔** اس کے شوہر متوفی کے رشتہ دار اس کے پدری رشتہ داروں کے مقابلہ میں اس کے ولی ہونے کے مستحق ہیں[3]۔ لیکن ایک مقدمہ میں یہ طے ہوچکا ہے کہ نابالغہ بیوہ کی ماں اس کی بڑی بھاوج کے مقابلہ میں اس کی ولی ہونے کی مستحق ہے[4]۔ احاطۂ بمبئی میں قریب تر ذکور رشتہ داروں کی عدم موجودگی میں ساس ایک پیشتر کے مقدمہ میں اپنی لڑکی کے نابالغہ بیوہ کی ولی قرار دی گئی ہے[5]۔

---

[1] ۲۳ بمبئی ۵۰۔

[2] ۲ کلکتہ ویکلی نوٹس ۱۹۱ — ۱۳ الہ آباد ۸۰ — ۳۲ بمبئی ۵۰۔

[3] ۱۶ کلکتہ ۵۸۴۔

[4] ویسٹ اینڈ بولر صفحہ ۷۳

[5] ۱۲ مدراس صفحہ ۶۷ — ۱۹ مدراس ۴۶۱۔

**غیر صحیح النسب بچہ کا ولی۔** مان غیر صحیح النسب بچہ کی ولی قدرتی ہے۔ بشرطیکہ اُس نے حق حفاظت قانونی کو اپنے عمل سے زائل نہ کر دیا ہو۔ مثلاً بچہ دوسرے کے یہان پرورش پانے کے لیے علٰحدہ کر لیا گیا ہو یا وہ آوارہ زندگی بسر کرتی ہو[1]

**ہندو خاندان اجمالی مین جائداد کا ولی۔** از روے قانون متاکشرا ہندو خاندان اجمالی کے شریک نا بالغ کی جائداد کا جس کی علٰحدہ جائداد نہین ہے ولی نہین مقرر ہو سکتا۔ تقرر ولی سے منشاء تقسیم ملحوظ ہوتا ہے کیونکہ اُس وقت تک یہہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ جائداد کا کونسا حصہ شریک خاندان نا بالغ کا ہے[2] اور اسی طرح جب صرف ایک شریک نا بالغ ہو اور بقیہ شرکا بالغ ہون تو ولی مقرر نہین ہو سکتا مگر ایسے نابالغ کی ذات کا ولی عدالت مقرر کر سکتی ہے[3] لیکن جب ہندو خاندان اجمالی مین ایسے شرکاء شامل ہون جو کل نا بالغ ہون اور ایک گروہ کی شکل مین ہون تو ایسی صورت مین عدالت گروہ کا بطور کل کے ایک ولی مقرر کر سکتی ہے۔ بہرکیف جب اُس گروہ مین سے کوئی ایک سن بلوغ کو پہنچ جاے تو اُس شخص کی ولایت جس کو عدالت نے ولی مقرر کیا ہے ختم ہو جاتی ہے اور عدالت پر خاندان اجمالی کی جائداد بالغ لڑکے کو واپس دینا لازم آتا ہے گو کہ دوسرے حصہ دار نابالغ ہی کیون نہ ہون[4]

---

[1] ۸ بمبئی ہائی کورٹ صفحہ ۱۴ ۔ ۱۸ مدراس ۶۷۔

[2] ۱۹ کلکتہ ۱۰۳ ۔ ۲۰ الہ آباد ۴۰۰ ۔ ۷ بمبئی لا رپورٹر ۹۰۸ ۔ ۲۵ الہ آباد صفحہ ۴۰۷ ۔ ۱۹ بمبئی ۳۰۶ ۔ ۱۷ الہ آباد ۵۹۲ ۔ ۳ بمبئی ۴۳۱۔

[3] ۵ انڈین کیسیز ۸۸۷ ۔ ۱۵ انڈین کیسیز ۴۲۳ (۱۹۱۲ء) مدراس ویکلی نوٹس ۱۱۰۸۔

[4] ۳۲ بمبئی ۲۵۹ ۔ ۳۰ بمبئی ۱۵۲۔

**نابالغ کی خواہشات** - خود نابالغ نہ تو اپنا مذہب تبدیل کر سکتا ہے اور نہ اُس وقت تک اپنے باپ کو چھوڑ سکتا ہے جب تک کہ سن بلوغ کو نہ پہنچے۔ ایسی صورت میں نابالغ کی خواہشات قابل لحاظ نہیں ہو سکتیں۔ زمانہ اختیار پدری نابالغ کی اٹھارہ سال کی عمر تک قائم رہتا ہے خواہ وہ معقول انصاف اور اختیار تمیز پر کے استعمال کرنے کے قابل ہو۔[۵۱]

**نابالغ کی نگرانی کا حق** - ولی کو نابالغ کی ذات کی نگرانی کا قطعی حق حاصل ہے اور بجز وجہ موجہ ہونے کے نابالغ کی خواہش پر ہی محروم نہیں کیا جا سکتا۔ والدین یا خود نابالغ کے مذہب تبدیل کر دینے کی حالت میں البتہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔

**حق کب زائل ہو جاتا ہے** - ولایت بمنزلہ حق نہیں ہے بلکہ بمنزلہ فرض ہے۔ اِس میں نابالغ کی بہبودی تنہا ملحوظ خاطر رہنا چاہیئے۔ پس وہ شخص جو اپنے افعال اور چلن کی وجہ سے ناقابل ہو جائے علیحدہ کر دیا جاتا ہے مثلاً باپ اپنے لڑکے کو تبنیت میں دینے سے محروم ہو جاتا ہے۔[۵۲] لیکن ہاں دوسری شادی کرنے سے محروم نہیں ہوتی۔[۵۳] ملاحظہ ہو دفعہ (۳۹) ایکٹ ولایت و نابالغان بابتہ ۱۸۹۰ء۔

**اختیارات ولی جن کی پابندی نابالغ پر لازم ہے** - نابالغ اپنے ولی کے کاموں کا جو اُس کی جائداد کے انتظام میں نیک نیتی سے اُس کے نفع کے لیئے کیئے گئے ہوں پابند ہے لیکن وہ اُس وقت پابند نہ ہوگا جب وہ اُس کے نفع کے لیئے نہ ہوں۔ بجز اِس کے کہ وہ اُن کو بالغ ہونے پر جائز قرار دے۔[۵۴]

---

[۵۱] ۹ مدراس ۳۹۱ - ۱۴ امور انڈین اپیل ۳۰۹ - [۵۲] ۳ بمبئی ۱ -
[۵۳] ۳ بمبئی ۱۰۱ - (۲۴ بمبئی ۸۹ میں تغیر کیا گیا) - [۵۴] ۸ انڈین اپیل ۱۱۹ -

محافظ کے وہ تمام کام جن کو نابالغ اگر وہ بالغ ہوتا خود کرتا قائم رکھے جائینگے جبکہ اُس کے محافظ نے اُس کے لیئے انجام دیئے ہوں[۵۱] مگر یہہ اختیار عام صورتوں مین جائداد کے منتقل کرنے پر جو اُس کے سپرد ہو محدود ہے۔ وہ نابالغ کو معاہدہ بالذات سے پابند نہین کرسکتا[۵۲] نابالغ اپنے ولی کی خیانت کا ذمہ دار نہین ہے لیکن وہ بشرط ضرورت ولی پر نقصان۔ فریب۔ اورافعال بیجا کی نالش کرسکتا ہے۔ اگر ولی نے خیانت کی ہے[۵۳] تو ہندو خاندان اجمالی کی جائداد مین نابالغ کا حصہ مواخذہ دار نہین ہے۔ ولی نابالغ کے قرضہ کے متعلق صرف اُس حد تک ذمہ دار ہے جسقدر کہ جائداد اُس کے قبضہ مین ہو[۵۴]۔ ماں کو بحیثیت ولی نابالغ منتظم خاندان سے زیادہ اختیارات حاصل نہین ہین[۵۵]۔ اگر ماں منجانب نابالغ تقسیم کرواے تو تقسیم جائز و قانونی ہونے کی صورت مین نابالغ پر واجب التعمیل ہے اور جائز نہونے کی صورت مین نابالغ بالغ ہونے پر اُس سے رجوع کرسکتا ہے[۵۶]۔

**اقرار صحت قرضہ**۔ اس مسئلہ کے متعلق کہ ولی کو کس حد تک یہ اختیار حاصل ہے کہ ذریعہ اقرار صحت قرضہ نابالغ کو پابند کرے ہائیکورٹوں مین

[۵۱] ۲۰ بمبئی ۶۷۷۔
[۵۲] ۱۴ امورز انڈین اپیل ۸۹۔ ۲۰ الہ آباد ۲۰۹۔ ۱۱ بمبئی ۵۵۱۔ ۳۴ کلکتہ ۹۲۸۔
[۵۳] ۶ بمبئی لاء رپورٹ ۱۲۲۔ ۲۸ بمبئی ۳۳۰۔
[۵۴] ۳ دیکلی ریپورٹر ۱۳۔
[۵۵] ۲۰ بمبئی ۲۸۶۔ ۲ بمبئی ۳۳۳۔
[۵۶] ۱۹ بمبئی ۵۹۳۔ ۱۰ انڈین کیسز ۲۲۱۔

اختلاف ہے۔ اصل امر غور طلب یہہ ہے کہ آیا وہ قانون میعاد سماعت
ہند کی دفعہ ۱۹ بہ مطابق دفعہ ۱۹ قانون میعاد سماعت سرکار عالی کے لیئے
مختار مجاز ہے۔ مدراس ہائی کورٹ نے اوس کا حق تسلیم کیا ہے[1] لیکن
کلکتہ اور الہ آباد ہائی کورٹ اِس کے خلاف ہین[2] بمبئی مین ایک مرتبہ یہ طے
ہوگیا تہا کہ ولی کو ایسا اختیار حاصل نہین ہے کہ وہ دائن کو از سر نو توسیع میعاد
دے لیکن اب اجلاس کامل (فل بنچ) نے یہہ طے کردیا ہے[3] کہ ولی جو
بموجب ایکٹ ۸ بابتہ ۱۸۹۰ء مقرر کیا گیا ہو توسیع میعاد کی غرض سے اقرار پر
دستخط کرسکتا ہے۔ بشرطیکہ یہہ ظاہر کیا جاسکے کہ ولی کا فعل نابالغ کی جائداد
کے تحفظ یا نفع کے لیئے کیا گیا تہا[4] لیکن ایسا اقرار نابالغ کی ذات پر کوئی
مواخذہ عائد نہین کرسکتا[5]۔

تجدید قرضہ۔ کل ہائیکورٹ اس امر کے تسلیم کرنے مین متفق الرّاے ہین کہ
وہ اوس کی تجدید نہین کرسکتا[6]۔

جائداد کا بیع کرنا۔ ولی کو بحیثیت منتظم واقعی جائداد نابالغ یعنی دوسرے
الفاظ مین جبکہ وہ عدالت سے ولی نہ مقرر ہوا ہو اختیار ہے کہ عند الضرورت
نابالغ کی جائداد بیع کرڈالے۔ اور وہ صرف اوس کو منتقل یا مکفول کرسکتا ہی

---

[1] ۱۸ مدراس ۴۵۶ – ۲۶ مدراس ۳۳۰ – ۲۷ مدراس ۲۴۳۔

[2] ۳ کلکتہ ۲۹۲ – ۱۸ مدراس ۴۵۶ (۱۹۰۴ء) الہ آباد ویکلی نوٹس ۱۳۷ – ۲۶ کلکتہ ۵۱ – ۲۹ الہ آباد ۵۹۸۔

[3] ۲۰ بمبئی ۱۱ – خ ۴ بمبئی لا رپورٹر ۸۱۲ – ۲۶ بمبئی ۲۲۱۔

[4] ۴ بمبئی لا رپورٹر ۸۱۲۔

[5] ۲۰ الہ آباد ۲۰۹

[6] ۲۰ بمبئی صفحہ ۱۵۵ – ۱۶ انڈین کیسز ۷۶۰۔

بشرطیکہ ایسا کرنا جائداد کے فائدہ کے لیئے ہو[1]۔ ضرورت کسے کہتے ہین یہہ امر ہر واقعہ کی نوعیت پر منحصر ہے۔ مثلاً نابالغ کے باپ کی تجہیز و تکفین[2] لیکن اُس وقت ایسی صورت مین اُس شخص کا جو نابالغ کی جائداد سے لین دین کیا کرے فرض ہے کہ جائداد کی حالت اور روپیہ لینے کے فرض اور ضرورت کو دریافت کرے[3]۔

**عدالتی کارروائی**۔ نابالغ اُس ڈگری کا پابند ہوگا جس مین اُس کی جانب سے پوری طور سے پیروی کی گئی ہو[4] اور اسیطرح سے اُن صلحنامہ جات اور دست برداری کا جو ولی نے مناسب طریقہ سے کیئے ہون پابند ہوتا ہے لیکن وہ منسوخ کیئے جائینگے اگر وے نابالغ کے حق مین سخت مضرت رسان اور مبنی بر فریب ثابت ہون[5] اور جب تک وہ منسوخ نہ کیئے جائین اُن کی پابندی لازم ہے۔ کارروائی تنسیخ زمانہ نابالغی کے اختتام سے ایک سال کے اندر آغاز ہونی چاہیئے[6]۔ اسی طریقہ سے وہ فیصلہ ثالثی کا بھی پابند ہوگا بشرطیکہ سپردگی بہ ثالثی خاندان کے فائدہ کے لئی منتظم خاندان کی جانب سے عمل مین آئی ہو[7]۔

**نابالغ کی اپنے افعال کی بابتہ ذمہ داری**۔ یہہ امر شرع کے تابع نہین ہے بلکہ اس سے قوانین موضوعہ سرکار متعلق ہین معاہدہ نابالغ

---

[1] ۴ کلکتہ ۷۶۹۔ ۲۰ کلکتہ ۵۸۵۔ ۲۶ کلکتہ ۸۲۔ [2] ۱۴ بمبئی ۵۶۲۔
[3] ۱۲ بمبئی ۱۸۔ ۲۳ الہ آباد صفحہ ۴۵۹۔ [4] ۲۶ بمبئی ۳۳۴۔ ۲۶ بمبئی ۳۲۶۔
[5] ۲۴ بمبئی ۵۴۷۔		[6] ۱۷ کلکتہ ۳۴۷۔
[7] ۲۷ بمبئی ۲۸۷۔

کالعدم ہے[51] لیکن وہ اُس فعل بیجا کا جو اُس سے سرزد ہو ذمہ وار ہوگا۔ سات برس کی عمر تک وہ کسی جرم کا سزاوار نہین ہے۔ اس عمر کو پہنچنے کے بعد اگر وہ نوعیت فعل کو سمجھنے لگا ہو تو سزاوار ہوگا۔ اگر نابالغ سن بلوغ پر پہنچنے کے بعد ولی سابق کے حق مین فارغخطی لکھدے تو وہ ناجائز ہوگی اگر واقعات سے نابالغ کی پوری دوراندیشی اور ولی کی معقول نیک نیتی نہ ظاہر ہو۔ کیونکہ فریقین مین تعلقات کی وجہ سے کاروبار یا معاملت مشتبہہ خیال کئے جاتے ہین[52] بر بنار نابالغی کسی فعل پر اعتراض صرف نابالغ ہی خود کرسکتا ہے۔ وہ اشخاص جو اُس سے معاملت کرتے ہین ہمیشہ پابند ہین حالانکہ وہ خود پابند نہین ہوسکتا[53] لیکن نابالغ اُس شخص کے فعل کا جس نے جائداد پر قابض ہونے کے وقت جسکا نابالغ حقیقتاً مستحق ہے کوئی ایسا فعل کیا جس کے کرنے کا اقرار اپنی جانب سے کرتا ہے پابند نہین ہی۔ اسی طرح پر معاہدۂ تقسیم جو حصہ دار کے نابالغی کے زمانہ مین ہوا ہو اُس کے بالغ ہونے پر منسوخ کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ وہ یہہ ثابت کردے کہ وہ ایمانداری سے نہین کیا گیا یا اُس کے حق مین مضرت رسان ہے[54]۔

**اصول معدلت**۔ اگر نابالغ اپنی نابالغی کے زمانہ کے بیع نامہ یا رہن کو منسوخ کرانا چاہے تو پابندی شرائط کے لیے اور منتقل الیہ کے

---

[51] ۳۰ کلکتہ ۳۳۹ (پریوی کونسل)، ۲۶ الہ آباد ۳۴۷۔

[52] ۱۳ بمبئی ۶۱

[53] ۱۲ بمبئی ۵۰۔ ۱۸ بمبئی ۲۵۹

[54] ۳۰ کلکتہ ۷۳۸۔

حق مین انصاف کرنے کے لیئے مجبور کیا جا سکتا ہے۔ یعنی واپسی زرثمن کیلئے جبکہ اُس کی جائداد کو اُس سے نفع پہنچا ہو یا یہہ کہ بہ قیام بار قرضہ جائداد پر قابض قرار دیا جائے[۱]۔

قانون دم دوپٹ۔ اس کا مطلب یہہ ہے کہ سود کا زیادہ بقایا کسی ایک وقت مین اصل رقم سے زیادہ وصول نہین کیا جا سکتا ہے۔ چند مقامات مین جہان کہ ایکٹ سود نمبر ۲۸ بابتہ ۱۸۵۵ع کا عملدرآمد ہے وہان اِس قانون کا عملدرآمد نہین ہوتا۔ ممالک محروسہ سرکار عالی مین ذریعہ روبکار مدارالمہام نشان دیوانی ۱۳۵ مورخہ ۸۔ صفر ۱۲۸۸ع مطبوعہ گشتیات دیوانی طبع آخر صفحہ ۲۰۴ اصل رقم قرضہ سے سود زیادہ نہ دلایا جائے گا۔ اسلیئے یہان اصول دم دوپٹ کے استعمال کی چندان ضرورت نہین ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روبکار مذکور ہم تمام کے اِسی اصول پر مبنی ہے۔ سوال یہہ ہے کہ بشکل سود ایک وقت مین کس قدر وصول کیا جا سکتا ہے۔ پس اگر زر رہن باقی ہو اور تھوڑا تھوڑا کر کے سود وقتاً فوقتاً ادا کیا جاتا ہو تو اُس تعداد کی جو سود کی نسبت کلاً وصول ہو جاتی ہے کوئی انتہا نہین ہے[۵۲]۔ یہہ سوال اکثر پیدا ہوتا ہے کہ کس قدر بقایا یا سود کی تعداد قانون دم دوپٹ کے اغراض کے لیے مانی جا سکتی ہے۔ اگر زر اصل مین کچھہ ادائی ہو چکی ہو تو اِس اصول اطلاق کیلئے زر اصل سے مراد ابتدائی رقم نہوگی بلکہ جو بعد منہائی رقومات اداشدہ باقی نکلے۔ اس کے برعکس صورتوں مین مثلاً جبکہ ایک مدت تک سود ادا نہ کیا گیا ہو اور ایک جدید دستاویز بغرض تصفیہ قرضہ سابق کے لکھی جاوے یعنی اصل و سود ملاکر (سود در سود اگر ایسا ہو)

---

[۵۱] ۳ بمبئی ۲۴۔ ۲۳۔ ۲۲ مدراس ۲۸۹۔ [۵۲] ۴ کلکتہ ۸۷۔ ۱ بمبئی ہائیکورٹ صفحہ ۱۷۔

تو قانون دم دوپت کے اغراض کے لیئے ایسی دستاویز کی مندرجہ رقم زر اصل شمار ہوگی اور نہ کہ بقایا اُس غیر اداشدہ زر اصل کا جو حقیقتاً کسی سابقہ دستاویز کی رو سے قرض دیا گیا ہو۔ نہ تو قانون ہنود کی کتابون اور نہ اُن کی شرحون اور نہ رواج اور نہ ضابطہ فیصلہ جات سے سود کا زر اصل قرار دینا منع ہے[1]۔

منو۔ روپیہ کے لین دین مین سود جبکہ یکمشت ادا کیا جائے (نہ کہ اقساط سے) زر اصل سے المضاعف نہ ہونا چاہیئے۔ غلہ۔ بیل۔ اون یا مال اور باربرداری کے جانور پر سود زر اصل کے پانچ گنا سے زیادہ نہ ہونا چاہیئے۔ قانون دم دوپت اُن حقوق سے متعلق نہ ہوگا جو پہلے پیدا ہو چکے ہین۔ یہ صرف حقوق آئندہ کو محدود کرتا ہے۔ ہندو قرضدار کے خلاف اُس سود کا مقدمہ جو حقیقتاً واجب الادا ہے صرف اس وجہ سے کہ زر اصل جو قرض دیا گیا تھا ادا ہو گیا ہے مانع نہین[2] ہے۔ لیکن تب محض یہہ امر کہ سود بموجب قانون میعاد سماعت اندرون ۱۲ سال حاصل کیا جا سکتا ہے۔ عدالت کو اُس قدر بقایا سود جو زر اصل سے بڑہ جائے نہ دلانے سے منع نہین کر سکتا[3]۔ یہہ قاعدہ اُس رقم سے متعلق نہین ہے جو کسی عدالت دیوانی کی کسی ڈگری کی اجرا مین وصول طلب ہو[4]۔

## تمثیلات

(۱) ایک ہندو بکر نامی بمبئی کا رہنے والا بربنار دستاویز زید کا پانچ سو روپیہ

---

[1] ۲۴ بمبئی ۳۰۹۔
[2] ۳۰ بمبئی ۲۰۵
[3] ۳ بمبئی ۳۱۲۔ ۹ بمبئی ۲۳۳۔
[4] ۱ بمبئی ۷۳۔ ۲۲ کلکتہ ۸۹۹۔

کا قرضدار ہے۔ شرح سود پچاس فی صدی ہے۔ اُس تاریخ سے تین سال ختم ہونے کے پیشتر زید نے بکر سے اقرار صحت قرضہ کیلئے کہا۔ بکر نے انکار کیا۔ زید نے بکر پر بارہ سو پچاس روپیہ دلاپانے کی نالش رجوع کردی۔ اس سے قاعدہ دم دوپت متعلق ہے۔ زید ایک ہزار روپیہ سے زیادہ نہین پاسکتا۔[1]

(۲) ایک ہندو زید نامی بکر کا ایک ہزار روپیہ کا قرضدار ہے۔ زید نے مبلغ دو سو روپیہ اصل مین ادا کیا۔ زید اس کا سود نہ ادا کرسکا اور تعداد واجب الادا سترہ سو ہوگئی اس مطالبہ کے حاصل کرنے کے لیئے بکر نے نالش رجوع کردی۔ مبلغ دو سو روپیہ ادا ہوچکے ہین اب بغرض قانون دم دوپت زر اصل آٹھ سو متصور ہوگا۔ بکر صرف مبلغ سولہ سو روپیہ پاسکتا ہے۔[2]

(۳) زید ایک ہندو بربنا دستاویز مبلغ چار سو روپیہ کا قرضدار ہے دو برس تک وہ سود نہ ادا کرسکا۔ بکر کے سخت تقاضہ پر زید نے مبلغ ساڑھے سات سو روپیہ کا جدید کہاتہ جاری کردیا۔ اس کے بعد زید واجب الادا سود نہ ادا کرسکا جس کی وجہ سے کل رقم واجب الادا نو سو روپیہ ہوگئی۔ اس مقدمہ مین جسکو بکر نے روپیہ دلاپانے کے لیئے دائر کیا زید قانون دم دوپت کا عذر کرتا ہے۔ مبلغ ساڑھے سات سو روپیہ دستاویز رقمی جدید مین درج ہونے کی وجہ سے قانون دم دوپت کے لیئے زر اصل ہی شمار ہوگا۔ بکر کل رقم مدعویہ پاسکتا ہے۔[3]

یہہ کہان سے متعلق ہے۔ اس کا استعمال کہان ہوتا ہے

---

[1] ا بمبئی ہائی کورٹ ۴۴۔
[2] ۲۰ بمبئی ۹۱۱۔
[3] ۲۵ بمبئی ۳۰۹۔

یہہ کہان رائج ہے۔ صرف بمبئی پریزیڈنسی اور بنگال ہائیکورٹ صیغۂ ابتدائی دیوانی اور ممالک محروسۂ سرکار عالی مین بطور قانون مروّجہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہہ مدراس - الہ آباد اور بنگال و پنجاب کے مفصل مین رائج نہین ہے۔ مدراس مین یہہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ یہہ قاعدہ جہان تک کہ رہن سے جو قانون انتقال جائداد کے تابع ہین متعلق ہے منسوخ کیا جاتا ہے[1]۔ وہان قانون سود نافذ ہے۔ اُس کا اطلاق اُن مقدمات پر جسمین قرضدار ہندو ہو اور اُس کے نفع کے لیئے ہو محدود ہے۔ اگر ہندو قرض دار اپنے قرضہ کو کسی مسلمان پر منتقل کرے تو آخر الذکر اِس قاعدہ سے استفادہ کا مستحق نہین ہے۔ اِس طرح پر اگر اصلی قرض دار کوئی مسلمان ہو تو وہ قرضہ کو ہندو پر منتقل کر کے اپنے دائن کو دہوکا نہین دے سکتا۔ پس ایسی صورت مین ہر دو یعنی اصل قرض دار اور قرض دار حال ہندو ہونے چاہیئن[2]۔ یہہ کہا جاتا ہے کہ یہہ امر بہی ضروری ہے کہ دائن ہندو ہو۔

**معاملات رہن پر اطلاق**۔ جیسا کہ ایک پُرانے مقدمہ مین طے ہو چکا ہے[3] کہ معاملات رہن اِس قانون کے اُسی طرح تابع ہین جس طرح معمولی قرضہ جات۔ جہان رہن بالقبض ہو اور منافع سود مین شمار ہوتا ہو اُس جگہ اِس قانون کا اطلاق نہین ہے[4]۔ لیکن جہان یہہ زرمنافعہ دستاویز کی شرائط کے بموجب زررہن کے صرف ایک جزو مین مجرا ہوتا ہو تو ایسے رہن کے

---

[1] ۲۲ مدراس ۲۶۲۔
[2] ۳ بمبئی ۱۳۔
[3] ۵ بمبئی ہائیکورٹ ۱۹۶
[4] ۱۸ بمبئی ۲۲۷ - ۲۱ بمبئی ۴۱ - ۲۱ بمبئی صفحہ ۸۵ -
[5] ۲۰ بمبئی ۷۴ -

حساب [۱] کتاب سے عام قاعدہ متعلق ہوتا ہے یہی رائے راناڈے جج کی ہے
کہ ان کا ضرور لحاظ رکھنا چاہیے۔ اِس قاعدہ کے نفاذ کی حد تک کوئی ذمہ داری
حساب وکتاب کی نہ ہونی چاہیے کیونکہ اُن صورتوں مین جہان زرلگان اورمنافع
مرتہن قابض کو ملتا ہے اور اس کا حساب روان رہتا ہے یہہ قاعدۂ قانون
اگر کوئی ایسی صریح شرط نہ ہو کہ زر لگان اور منافع سود کے جزو مقررہ کے
عوض مین لیئے جائین متاثر نہ ہو گا [۲]

سود - دہرم شاستر مین قانون متاکشرا کی رو سے ہر معاہدۂ قرضہ کے
ساتھہ اگر اُس مین سود دینے کا وعدہ نہ ہو یہہ شرط ملحق سمجھی جاتی ہے کہ
رقم عندالطلب بدنیتی سے ادا نہ کرنے کی صورت مین نقصان کی تلافی قرضدار
پر ہوگی [۳] مدراس مین یہہ تجویز ہوئی ہے کہ دہرم شاستر کا اطلاق ادائی سود وغیرہ
کی صورتون مین نہین ہوتا اور سود اُس وقت تک واجب الوصول نہین
ہوتا جب تک کہ قانون سود کی کوئی صورت واقع نہ ہو [۴]

# باب چہارم

## تبنیت

اغراض ونوعیت تبنیت - اسناد متعلقہ مسئلہ تبنیت - لوازمات

---

[۱] ۲۴ بمبئی ۱۱۴ -
[۲] ۲۲ بمبئی ۸۶ -
[۳] ۱۴ بمبئی ۳۰۵ -
[۴] ۳۱ مدراس ۲۵۶ -

تبنیت جائز۔ تبنی کون لے سکتا ہے۔ عورتون کا تبنی لینا۔
بیوہ کا تبنی لینا۔ جبکہ دو بیوائین ہون۔ ناکتخدا عورت کا تبنی لینا
کون تبنی دے سکتا ہے۔ کون تبنی لیا جا سکتا ہے۔ اکلوتے
بیٹے کا تبنی لینا۔ عمر کی قید۔ ضروری مراسم۔ دت ہوم۔ ناجائز
بنانے والے واقعات۔ بیوہ کا اختیار تبنی لینے کے متعلق۔
خاندان منقسمہ و غیر منقسمہ مین کس حد تک عدالت تبنی لینے والی
بیوہ کی وجہ تحریک پر بحث کر سکتی ہے۔ مسئلہ امر واقعی کا
تبنیت پر اطلاق۔ دوی موشیانا فرزند۔ ایسے اقرار کا جواز
جو تبنیت کے قبل کیا جائے۔ جائز تبنیت کے نتائج۔ صلبی فرزند
کے بعد کو پیدا ہونے کی صورت مین تبنی بیٹے کا حصہ۔ ناجائز
تبنیت کا اثر۔ امر مانع تقریر مخالف۔ بیوہ کی جانب سے تبنی
نہ لینے کے متعلق اقرار کا اثر۔ نامزد لڑکا تبنی لینے کے لیے
نہ ملنے کی صورت مین بیوہ کا حق۔ تبنی بیٹے کا تبنی مان کے
انتقالات پر اعتراض کرنے کا حق۔ کرتر ما تبنیت اور اسکی خصوصیات

## الائم تبنیت۔ جین سکھ اور گوسائیون مین تبنیت۔ مقدماتِ تبنیت۔ میعاد سماعت۔ رجسٹری۔ اسٹامپ۔ رسوم۔

---

**اغراض تبنیت۔** تبنی لینے سے اصل غرض روحانی منفعت ہے۔ اسکی تعبیر یون کیجاتی ہے کہ ہندوؤن مین ابتدا سے خاندان کا قائم رکھنا ایک ضرورت قدرتی خیال کیجاتی تھی اور یہہ ضرورت اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ ہندوؤن کے مذہب مین بیٹا نہونے کی صورت مین عقبی مین بانتہا تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ یہہ تعبیر لفظ پُتر سے صاف ہوجاتی ہے۔ سنسکرت مین پُتر بیٹے کو کہتے ہین۔ اور پُت دوزخ کو۔ ویدون مین تحریر ہے کہ اُس شخص کو بہشت نہین ملتا جس کے فرزند نہ ہو" (ملاحظہ ہو ہندو لا مؤلفہ بھٹاچاری طبع سوئم صفحہ ۶۳۴) پس جب کہ کوئی برہمن انتقال کرتا ہے اُس کے پنڈ اور پانی اور دوسرے مراسم کے لیئے بیٹے کی سخت ضرورت ہے۔ ایسا بیان کیا جاتا ہے کہ اس رسم کا آغاز عقیدہ برہمنی سے ہوا ہے مگر یہ کہانتک صحیح ہے تصفیہ طلب ہے۔ اِس لیئے کہ تبنیت کی رسم اُن ذاتون مین بھی مروج ہے جن مین آرزوہ وغیرہ نہین ہوتا۔ اگرچہ یہہ استحقاق نہی تاثیر رکھتا ہے۔ مگر فی زمانہ شخص دنیوی فوائد کے لیئے اس پر عمل درآمد ہے۔ یعنی بقائے خاندان اور نام کی غرض سے۔

**بدھیاتہ۔** وہ شخص متبنی بیٹا کہلاتا ہے جس کو اُس کے باپ اور ماں نے یا کسی ایک نے دیا ہو اور بجائے بیٹے کے لیا گیا ہو۔

**ڈہنک طریقہ تبنیت کی ابتدا۔** ابتداءً متبنی بیٹے کو ادنی درجہ دیا گیا

تہا۔ یعنی بیٹون کے اقسام کی ترتیب مین اُس کا نمبر چھٹا رکہا گیا تہا۔ لیکن بعدازان جبکہ دوسری اقسام کے بیٹون کی وقعت جاتی رہی تبنی بیٹون کا خیال بڑہتا گیا۔ یہہ لحاظ رکہا جاتا تہا کہ حتی الوسع وہ مانند صلبی بیٹے کے معلوم ہو۔ اسی وجہ سے وہ قواعد مرتب ہوے ہین جو جاتک کے حسب ذیل اشلوک پر مبنی ہین۔ "وہ بیٹے کا عکس ہوتا ہے"۔

**کتب مستند متعلقہ تبنیت۔** بمبئی مین ویہوار میو کہا مستند کتاب شمار ہوتی ہے اور ممالک محروسہ سرکار عالی کے اضلاع مرہٹواڑی مین بہی یہی کتاب مستند ہے۔ (ملاحظہ ہو محبوب النظائر بابتہ ۱۳۲۱ف حصہ عدالت دیوانی صفحہ ۲۳۲) اس کے علاوہ دوسری کتب جو اس بارہ مین پسند کی گئی ہین دتک چندرکا۔ دتک میمانسا اور ویرمترودیا ہین۔

**جائز تبنیت کے لوازمات۔** (۱) لینے کی قابلیت۔ (۲) دینے کی قابلیت۔ (۳) تبنی ہونے کی قابلیت۔ (۴) دینا اور لینا اور ضروری مراسم کی ادائی۔

**کون تبنی لے سکتا ہے۔** تبنی لینے کا وقت اُس وقت پیدا ہوتا ہی جب کہ اولاد سے مایوس ہوجائے۔ بیٹے یا پوتے کی موجودگی مین تبنی لینا غیر ضروری نہین ہے بلکہ ناجائز بہی ہے۔ تبنی ہمیشہ ذکور لیتے ہین اور اُنہین پر یہہ فرض عائد ہے۔ مگر ایسا ہوسکتا ہے کہ مرد اناث کو تبنی لینے کی اجازت عطا کرے یا اختیار تفویض کرے۔ (اور ایسی اجازت خواہ اپنے حین حیات تبنی لینے کے لیئے دے یا اپنے مرنے کے بعد کے لیئے) پس اگر بیوہ تبنی لیوے تو وہ تبنیت منجانب اُس کے شوہر کے ہوگی۔ یہہ بات لازمی ہے کہ تبنی لینے والا ہندو مذہب کا پیرو ہونا چاہیئے

ذکور مین حسب ذیل اشخاص تبنی لے سکتے ہین۔

(۱) ایسا مرد جس کی شادی نہ ہوئی ہو[1] مگر بہٹاچاری صاحب کی راے ہے کہ ایسا شخص صرف اُسی حالت مین مجاز ہے جب کہ یہہ ثابت ہو کہ وہ شادی کرنے کی مقدرت نہ رکھتا تہا۔ (۲) وہ جس کی بیوی مرگئی ہو[2]۔ (۳) وہ جسکو مرض جذام ہو[3] بجز اُس صورت کے جب یہہ ثابت ہو کہ بیماری ایسی تھی کہ وہ تبنی لینے کے قابل نہ تہا۔ (۴) بیوقوف تبنیٰ لے سکتا ہے۔ (۵) ایسا شخص جس کی بیوی وقت تبنیت حاملہ ہو تبنیٰ لے سکتا ہے۔ محض اسوجہ سے کہ ممکن ہے بعد کو لڑکا پیدا ہو تبنیت ناجائز نہین ہوجاتی[4]۔ (۶) نابالغ تبنی لے سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ عقل سلیم کو پہنچ گیا ہو۔ اور وہ اپنی بیوہ کو بھی تبنیت کی اجازت دے سکتا ہے[5] بہٹاچاری صاحب کا قول ہے کہ نابالغ اُس وقت تبنیٰ لے سکتا ہے جب اُس مین بلحاظ واقعات دنیوی اولاد پیدا کرنے کی طاقت آگئی ہو[6]۔ (۷) ایسا شخص تبنی لے سکتا ہے جو بوجہ کسی ناقابلیت کے محروم الارث قرار دیا گیا ہو۔ مگر ایسا بیٹا بھی محروم الورث رہتا ہے۔ بجز شودر قوم کے جہان بقول ٹریولین صاحب تبنی وارث ہوتا

[1] ۱۲ بمبئی ۳۲۹ - ۴ مدراس ہائیکورٹ ۲۷۰ - ہندو لا مولفہ بہٹاچاری طبع سوئم صفحہ ۳۴۸۔

[2] ۲ مدراس ہائیکورٹ ۳۶۷ - ۱۲ الہ آباد ۳۲۸ بصفحہ ۳۵۲ - ۱۲ بمبئی ۳۲۹ -

[3] ۲۸ کلکتہ ۱۶۸ - ۳۲ کلکتہ ۳۴۳ -

[4] ۱۲ بمبئی ۱۰۵ - ۲۹ الہ آباد ۳۱۰ - ۳ مدراس ۱۸۰ -

[5] ۱۵ ویکلی رپورٹر ۵۴۸ - ۱۵ بمبئی ۵۶۵ - ۱ کلکتہ ۲۸۹ -

[6] ہندو لا مولفہ بہٹاچاری صاحب صفحہ ۳۴۹ -

ہے (صفحہ ۱۰۱) اُس کو صرف گزارہ کا حق حاصل ہے۔ (ملاحظہ ہو اسٹیل صفحہ ۴۳۔ مین فقرہ ۱۱ طبع ہفتم)۔ (۸) ایسا شخص جس کی اولاد ہو مگر اُس اولاد مین کوئی نقائص محروم الورث قرار دینے کے ہون تو متبنی لے سکتا ہے۔ دوسرے الفاظ مین صرف دیکھنا یہہ ہوتا ہے کہ اولاد موجودہ قانوناً فوت ہے[1] پس (۹) اگر صُلبی اولاد ذات باہر ہو تو دہرم شاستر کی رو سے باپ متبنی لے سکتا ہے۔ مگر چونکہ ذات باہر ہونے سے بموجب ایکٹ (۱) بابتہ ۱۸۵۰ء حق وراثت زائل نہیں ہوتا۔ اس لیئے متبنی بیٹا ایسی صورت مین کامل جائداد کا مالک نہین ہوگا[2] مگر یہہ لازمی ہے کہ متبنی لینے والا ایسی حالت مین ہو کہ وہ مذہبی مراسم ادا کرنے کی قابلیت رکہتا ہو۔ مثلاً وہ صحیح العقل ہو۔ اور داب ناجائز اُس پر عمل مین نہ آیا ہو۔ (۱۰) گوسائین متبنی لے سکتے ہین[3]۔ (۱۱) گریسیا ذات کا شخص متبنی لے سکتا ہے[4]۔ (۱۲) سوتک کے زمانہ مین متبنی نہین لیا جا سکتا[5] (۱۳) اگر نابالغ زیر نگرانی کورٹ آف وارڈز ہو اور وہ متبنی لیا جائے تو کورٹ کی منظوری لازمی ہے۔ لیکن وطن دار کے لیئے ایسی اجازت کی ضرورت نہین ہے[6] ممالک محروسہ سرکار عالی مین اجازت لازمی ہے۔ (ملاحظہ ہو

---

[1] ہندو لا مؤلفہ گلاب چند سرکار طبع سوئم صفحہ ۲۶ ہندو لا مؤلفہ اسٹرینج صاحب جلد اول صفحہ ۷۷ نمبر ۱ امور زانڈین اپیلز ۲۹ ۴۴۔

[2] مین صاحب طبع ہفتم صفحہ ۱۳۷۔ ہندو لا مؤلفہ ٹریویلین صاحب صفحہ ۱۰۶۔

[3] ۲ بمبئی ۹۷۔ ۱۳ مدراس ۱۸۹۔ [4] ۲۷ بمبئی ۴۴۲ (پریوی کونسل)۔

[5] ۹ مور زانڈین اپیل ۵۰۶ ۔ ۱۴ مدراس ۲۱۴۔

[6] ۲۷ بمبئی ۷۵۔

گشتی انعام محکمہ صدر المہام مال نشان (۴) بابتہ ۱۳۲۸ف ۱۲۸۹ھ۔ اعظم العطیات صفحہ ۵۸۹)

**اناث کا متبنیٰ لینے کا حق۔** (۱) بیوی متبنیٰ بلا شوہر کی رضا مندی کے نہیں لے سکتی اور متبنیٰ اپنے خاوند ہی کے لئے لیتی ہے نہ کہ اپنے لیئے۔ صرف متھلا مین اپنے لیئے لے سکتی ہے۔ شوہر کا حق قطعی ہوتا ہے۔

**وسیشٹ۔** عورت کو اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر نہ متبنیٰ دینا چاہیئے اور نہ لینا چاہیئے۔

(۲) **بیوہ۔** بھی اپنے متوفی خاوند کے واسطے متبنیٰ لیتی ہے اور ایسا متبنیٰ لینے مین صرف وہ اُس اختیار کو استعمال مین لاتی ہے جو اُس کو شوہر نے تفویض کیا ہوتا ہے۔ نابالغ بیوہ متبنیٰ لے سکتی ہے اور یہہ امر کہ اُس کا شوہر وقت وفات نابالغ تھا مانع نہین ہوسکتا ہے[۱]۔ سارسوت برہمن کی بیوہ متبنیٰ لے سکتی ہے[۲]۔ اور شودرون مین سوتک کے زمانہ مین بھی جائز ہے[۳] مگر اس امر کے متعلق اجازت شوہری کس قسم کی ہونی چاہیئے مختلف آرا ہین۔ بنگالہ اور بنارس مین صریحی رضا مندی شوہر کی ضرورت ہے۔ متھلا کے روسے بوقت تبنیت رضامندی شوہر ہونی چاہیئے۔ جس کا نتیجہ یہہ ہے کہ بیوہ اپنے شوہر کے لیئے متھلا کے قانون کی روسے متبنیٰ کبھی نہین لے سکتی۔ مدراس اور پنجاب مین قریب ترین سپنڈ رشتہ دارون کی اجازت کافی متصور کی گئی ہے۔ اور یہہ خیال کیا گیا ہے کہ وے متوفی شوہر کے قائم مقام ہین۔ بمبئی مین شوہر کی رضامندی جب تک کہ خاص صریحی ممانعت ثابت نہ ہو

---

[۱] ۵ بمبئی ۵۶۵۔ ۱۰ کلکتہ ۶۹۔ [۲] ۱۸ مدراس ۹۷۔ ۲۷ مدراس ۵۳۸۔

[۳] ۵ مدراس ۲۵۸۔ ۵ کلکتہ ۷۷۰۔

اجازت شوہری معناً موجود خیال کر لی جاتی ہے۔ اور ایسی معنوی اجازت کی استعمال کا حق محض اس وجہ سے کہ بوقت انتقال شوہر علیحدہ گی تہی[1]۔ یا بوقت تبنیٰ لینے کے اُس نے بال نہین منڈوائے تھے[2]۔ یا یہہ کہ تبنیٰ بیٹا عمر مین اُس سے بڑا ہے زائل نہین ہو جاتا۔ جنکینس صاحب چیف جسٹس نے بمبئی کے متعلق اس بارہ مین یون رائے ظاہر کی ہے کہ بیوہ کا حق تبنیت فطرتی ہے نہ کہ محض تفویض شدہ یعنی وہ حق ہے جس سے بیوہ بوجہ بیوی ہونے کے مستفید ہوتی ہے۔ اگرچہ مانند دیگر اختیارات کے یہہ حق بہی شوہر کے حکم کی اطاعت کے تابع ہے[3]۔

پس بمبئی مین جب تک خاص طریقہ سے شوہر نے لفظاً یا عملاً یہہ خواہش ظاہر نہ کی ہو کہ بیوہ تبنیٰ نہ لے بیوہ کو تبنیٰ لینے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

**گوترج سپنڈ کی بیوہ کو تبنیٰ لینے کا حق۔** ایسی بیوہ جو بہ حیثیت گوترج سپنڈ کسی رکن خاندان کی جائداد کی قابض ہو جائز تبنیٰ نہین لے سکتی[4]۔

**دو بیوہ موجود ہونیکی صورت مین حق تبنیت۔** دو بیوائین ایک ساتھہ دو تبنیٰ نہین لے سکتین[5]۔ مگر بہٹاچاری صاحب اور گوپال چندر سرکار کی رائے ہے کہ ایسا جائز ہے اور فیصلہ جات صحیح نہین ہین۔ بیوہ اولیٰ کو بیوہ ثانی پر حق ترجیح حاصل ہوتا ہے۔ اور اُس کو بیوہ ثانی کی اجازت کی ضرورت نہین ہے

---

[1] ۱۱ بمبئی ۳۸۱۔ ۲۲ بمبئی ۵۹۰۔
[2] ۲۳ بمبئی ۲۵۰ خلاف ۲۹ بمبئی ۴۱۰۔
[3] ۲۴ بمبئی ۷۸۹۔
[4] ۲ بمبئی ۳۸۸۔ ۳۲ بمبئی ۴۹۹۔ ۳۶ بمبئی ۵۲۶۔
[5] ۴ کلکتہ ۴۱۳۔ ۳۸ کلکتہ ۶۹۴۔ ہندو لا مؤلفہ بہٹاچاری طبع سوئم صفحہ ۲۴۴۔ ہندو لا مؤلفہ سرکار طبع سوئم صفحہ ۱۲۶ و ۱۲۷۔

بیوہ ثانی بلا رضامندی بیوہ اولیٰ بموجودگی بیوہ اولیٰ تبنیٰ نہین لیسکتی[1]۔ بیشک اُس وقت لے سکتی ہے جبکہ (الف) خاص اختیار بیوہ ثانی کو تبنیٰ لینے کا دیا گیا ہو۔ (ب) بیوہ اولیٰ اپنے حق کو استعمال مین نہ لانا چاہتی ہو۔ (ج) بیوہ اولیٰ بدچلن ہوگئی ہو۔ (د) بیوہ اولیٰ کو خاص طریقہ سے شوہر نے منع کر دیا ہو۔ رضامندی عملاً ہو یا صریحاً یا معناً۔ محض عین وقت پر موجود ہونا بمنزلہ رضامندی شمار نہین ہو سکتا[2]۔

مسئلہ امر واقعی کا اُس صورت مین اطلاق نہین ہو سکتا جب کہ بیوہ ثانی نے واقعات بالامین تبنیٰ لے لیا ہو[3]۔ بیوہ اولیٰ کو بیوہ ثانی کی اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ اگر اجازت طلب کیجاوے تو بیوہ ثانی کا فرض منصبی ہے کہ رضامندی کا اظہار کرے[4]۔ اگر بیوہ اولیٰ اس نیت سے تبنیٰ لے کہ دیگر بیوگان شوہر کی جائداد مین حصہ سے محروم رہین تو ایسی تبنیت ناجائز نہین ہے[5]۔

جبکہ عام اختیار ایک تبنیٰ کی وفات پر دوسرے کو لینے کا دیا گیا ہو تو اُس کے خواہ مخواہ یہہ معنی نہین ہوتے کہ صرف دو ہی تبنے لیے جائین۔ بلکہ الفاظ کے معنی وسیع لیئے جائین گے اور بشرط ضرورت زیادہ تبنے بھی لیئے جا سکتے ہین (رانی دہرم کنور بنام بلونت سنگہ ۱۶ کلکتہ ویکلی نوٹس ۶۷۵ (پریوی کونسل)۔ ۳۴ الہ آباد صفحہ ۳۹۸) اگر دو بیواؤن کو بالاشتراک

---

[1] ۳ بمبئی ۱۶۔ ۱۲ کلکتہ ۶۸۶۔ ہندو لا مولفہ اسٹرینج صاحب صفحہ ۹۱۔ [2] ۲۹ بمبئی ۴۰۰۔
[3] ۵ بمبئی ہائیکورٹ ۱۸۱۔ ۱۳ بمبئی ۱۶۔ [4] ۲۸ مدراس ۳۱۵۔
[5] ۲۸ بمبئی ۲۰۶۔ ۲۸ مدراس ۳۸۵۔ ۲۲ بمبئی ۱۶۴۔

اختیار متبنیٰ لینے کا عطا کیا جائے تو نا جائز نہین ہے اور ایسے اختیار کو ایک
بیوہ دوسرے کے انتقال کے بعد استعمال کر سکتی ہے[۱]۔ اگر اجازت علٰحدہ
علٰحدہ دی گئی ہو تو بیوہ اولٰی کے انکار کرنے کی صورت مین بیوہ ثانی متبنیٰ
لے سکتی ہے[۲]۔ مگر یہہ خیال رکھنا چاہیے کہ اگر ایک بار کسی ذکور وارث کو
حق توریث حاصل ہو جائے اور اس ذکور کے ذریعہ سے اصل مورث کی
بیواؤن مین سے کوئی بیوہ وارث ہو تو گو وہ بیوہ ثانی ہی کیون نہ ہو اُسکی
موجودگی مین دوسری بیواؤن کا حق ساقط ہو جاتا ہے[۳]۔ اور ایسی بیوہ کا
یہہ حق اُس صورت مین بھی مؤثر نہین ہوتا جب کہ شوہر نے دوسری بیوہ
کو خاص طریقہ سے اختیار دیا ہو۔

## تمثیل

مثلاً اگر مورث ایک فرزند اور دو بیوہ چھوڑ کر مرے اور فرزند بیوہ ثانی
کے نطفہ سے ہو اور وہ فرزند بموجودگی ہر دو بیوگان فوت ہو جاوے و
بیوہ ثانی بہ حیثیت والدہ وارث جائداد ہو تو بیوہ اولٰی کو کوئی حق تبنیت باقی
نہین رہتا۔ اور بیوہ اولٰی بلا استرضائے بیوہ ثانی متبنیٰ نہین لے سکتی ہے[۴]

**خاندان مشترکہ اور منقسمہ مین بیوہ کا متبنیٰ لینا۔** ہم اُدھر بیان کر آئے
ہین کہ بیوہ متبنیٰ اپنے شوہر متوفی کے لیئے لیتی ہے۔ اور سرسری طور سے

---

[۱] ۲۹ مدراس ۴۳۷۔

[۲] ۱۸ کلکتہ ۶۹ و ۳۸۵ - ۲۶ مدراس ۱۴۳ - خلاف ۲۲ کلکتہ ۵۶۵۔

[۳] ۲۸ بمبئی ۴۶۱ - ۲۲ کلکتہ ۵۶۵ - ۹ کلکتہ ویکلی نوٹس ۷۹۵۔

[۴] ۱۳ بمبئی ۱۹۰ - ۱۷ الہ آباد ۱۴۷ و ۲۶ الہ آباد ۴۰۲۔

اِس مسئلہ پر بھی بحث کی تھی کہ رضامندی شوہر سے کیا مطلب ہے - اب ہم واضح طور سے اسی مسئلہ آخر الذکر پر حسب ذیل تحریر کرتے ہین -

سوال یہہ ہے کہ اگر شوہر مرجائے اور صریحی اجازت تبنیت نہ دی گیا ہو تو ایسی صورت مین بیوہ کو متبنیٰ لینے کے متعلق کیا حق رہتا ہے - جو مختلف آرا اِس مسئلہ کے متعلق پیدا ہوئی ہین وہ وشِشٹ جی کے اس اشلوک کے مختلف تعبیر پر مبنی ہین "عورت کو بیٹا دینے لینے کی اجازت نہین ہے بجز بہ رضامندی اپنے خاوند کے"

کلیہ (الف) خاندان منقسمہ بمبئی ہائی کورٹ نے اشلوک متذکرہ بالا کے معنی وسیع لیئے ہین - یعنی اس ہائی کورٹ کے مطابق حصول اجازت کے متعلق حکم صرف شوہر کی زندگی تک محدود ہے - یعنی شوہر کی زندگی مین بیوی بلا اُس کی اجازت کے متبنیٰ نہین لے سکتی - مگر بعد انتقال شوہر اُس کو اختیار [1] ہے - یہہ تجویز ہوئی کہ مرہٹواڑی مین ہندو بیوہ بلا اجازت خاوند اور بلا رضامندی عزیز متوفی متبنیٰ لے سکتی ہے - بشرطیکہ اُسنے نیک نیتی سے محض مذہبی مراسم کے ادا کرنے کی غرض سے لیا ہو - اور کوئی مفہوم بدنہ ہو [2] - اور گجرات مین بھی یہہ قاعدہ عام ہے بجز اس کے کہ کسی خاص مقام یا ذات کا رواج خلاف مین ہو [3] - بمبئی ہائی کورٹ نے یہہ قرار دیا کہ بیوہ کا متبنیٰ لینے کا حق فطرتی ہے نہ کہ تفویض شدہ اور اُس کا اختیار ویسا ہی

[1] ۵ بمبئی ہائی کورٹ ۱ -

[2] ۵ بمبئی ہائی کورٹ ۸۱ - ۱۴ بمبئی ۸۶ -

[3] ۱۵ بمبئی ۵۶۵ -

وسیع ہے جیسا کہ اُس کے خاوند کا تہا۔[۵۱] گجرات اور مرہٹواری مین اس بارہ مین کوئی فرق نہین رکہا گیا ہے (ملاحظہ ہو ۱۵ بمبئی ۵۰۶)۔ اس کا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ بمبئی ہائی کورٹ کی رو سے بیوہ کو تبنیت کے متعلق اختیار معنوی حاصل رہتا ہے اگرچہ شوہر نابالغ ہی کیون نہ مرا ہو۔ بیوہ کی وجہ تحریک موثر نہین ہو سکتی۔[۵۲]

جبکہ بیوہ تبنی لیتی ہے قیاس قانونی یہہ ہوتا ہے کہ اُس نے نیک نیتی سے اپنا فرض انجام دیا ہے۔ اور بار ثبوت اُس شخص پر ہوتا ہے جو تنسیخ تبنیت کا دعوی کرے۔ اگر بیوہ اولی شخص اس غرض سے تبنی لے کہ بیوہ ثانی کا حق مارا جائے تو ایسی تبنیت ناجائز نہین سکتی ہے۔[۵۳]

(ب) اگر بیوہ خاندان غیر منقسمہ کی ہو تو اُس کے تبنی لینے سے بظاہر حقوق شرکار خاندان زائل ہو جاتے ہین۔ کیونکہ ایسا نہ ہونے کی صورت مین متوفی کی جائداد کے شرکار ہی مالک ہوتے ہین۔ اور یہہ حق اُنکو بعد انتقال متوفی حاصل ہوتا ہے۔ پس خاندان غیر منقسمہ مین بیوہ اُس وقت تبنی لے سکتی ہے جب (الف) شوہر متوفی نے صریح اجازت دی ہو۔[۵۴] (ب) یا جب غیر منقسمہ شرکار خاندان نے رضامندی

---

[۵۱] ۲۳ بمبئی ۷۸۹۔ ۲۳ بمبئی ۲۵۰۔ ہندو لا مؤلفہ بہٹاچاری حصہ چہارم باب پنجم طبع سوم۔

[۵۲] ۲۲ بمبئی ۱۹۹۔ ۲۲ بمبئی ۵۰۸ (جلسہ کاملہ)۔ ۸ مدراس ۱۷۴۔ مگر تردید قیاس کے متعلق دیکھو ۸ انڈین کیسز ۶۲۵۔

[۵۳] ۲۲ بمبئی ۲۰۶۔ ۲۸ مدراس ۳۱۵۔

[۵۴] ۶ بمبئی لا رپورٹر ۲۲۲۔ ۲۹ بمبئی ۵۱۔

عطا کی ہو[1]

ایسی صورت مین تبنی بیٹا بعد تبنیت شوہر کے غیر منقسمہ شرکار کیساتھ جائداد خاندانی کا شریک متصور ہوتا ہے[2]

صورت دوئم کے لیئے اسی قدر کافی ہے کہ بزرگِ خاندان نے رضامندی دے دی ہوا ور دوسرے شرکار کی رضامندی کی ضرورت نہین ہے۔ چنانچہ اگر خسر راضی ہوجائے۔ اور بیوہ تبنی لے لے تو تبنیت محض اس وجہ سے کالعدم نہین ہوتی کہ شوہر متوفی کی بھائیون نے رضامندی نہین دی۔ اور بیوہ کا منشار تبنیت سے اُن کے حقوق زائل کرنے کا تھا[3]

خاندان غیر منقسمہ مین شرکار سے اجازت حاصل کرنے کی شرط جو رکھی گئی ہے وہ اس خیال پر مبنی ہے کہ بیوہ شرکار کے نان ونفقہ کی محتاج ہوتی ہے۔ اگرچہ بیوہ تمام شرکار کے اس نفقہ کے لیئے محتاج بنائی گئی ہے۔ اور اگرچہ ایک شریک یعنی تبنی کے داخل ہونے سے جملہ شرکار موجودہ کے حقوق پر اثر پڑتا ہے۔ تاہم بزرگ خاندان منتظم خاندان ہونے کا اُصول معاملہ تبنیت سے متعلق کیا گیا ہے۔ پس متوفی خاوند کی اجازت کافی رکھی گئی ہے۔ اور اُس کے فوت ہوجانے کی صورت مین بھائیون کی اجازت۔ ایسی اجازت جو خسر اپنی بیوہ کو تبنی لینے کے متعلق دے۔ وہ اُس کی زندگی کے بعد

---

[1] ۶ بمبئی ۴۶۸ (جلسۂ کاملہ)۔ ۶ بمبئی ۵۰۵ - ۱۲ الہ آباد ۳۲۸۔

[2] ۲۹ بمبئی ۵۱۔ [3] ۱۵ بمبئی ۱۱۰۔ ج ۲۹ بمبئی ۱۰۴۔

موثر نہیں رہتی خسر کے وفات کے بعد بیوہ اُس کی اجازت کی بنا ر پر تبنی نہیں لے سکتی - وجہ یہہ ہے کہ اگر ایسا جائز رکھا جائے تو وہ لوگ وراثت سے محروم ہوتے ہیں - جن کو حق وراثت حاصل ہوجاتا ہے[1] منو اور متاکشرا میں عورت کا تبنی لینے کے متعلق کوئی ذکر نہیں ہے - واسیشٹ میں خاوند کی رضامندی سے تبنی لینا جائز بتلایا گیا ہے - نند پنڈت نے وسیشٹ کی عبارت کا اعادہ کیا ہے اور تعبیر یہہ کی ہے کہ چونکہ اجازت شوہری شرط ہے اِس لیئے بیوہ تبنی نہیں لے سکتی - نیل کنٹھ وسیشٹ کا حوالہ دیتے ہیں اور اجازت شوہری لازمی قرار دیتے ہیں - مگر بیوہ کی صورت میں ایسی اجازت ضروری نہیں بتلاتے - بلکہ اُس کی جگہ عزیزون کی رضامندی کافی ہے - ویرمترودیا اِس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ اگر شوہر انتقال کرجائے تو بیوہ کو اُن لوگوں کی استرضای حاصل کرنی چاہیئے - جن کی وہ نفقہ کے لیئے محتاج ہوتی ہے -

**مدراس اور پنجاب** - اِن ممالک میں اجازت شوہری جب کہ شوہر زندہ ہو اور قریبی سپندون کی اجازت بعد انتقال شوہر کافی خیال کی گئی ہے - بمقدمہ رام ناتھ[2] پریوی کونسل نے یہہ قرار دیا ہے کہ دراوڑ ملک میں ہندو بیوہ کو اپنے شوہر کی صریحی اجازت حاصل کرنیکی ضرورت نہیں ہے بشرطیکہ اُس کے قریبی عزیز ایسی اجازت دیوین اسی تجویز کی تتبع بمقدمات برہامپور[3] و گنٹور[4] کی گئی ہے - مگر رضامندی

---

[1] ۲۹ بمبئی ۱۴۰ - [2] ۱۲ مور ز انڈین اپیلز ۳۹۷ - ۱ مدراس ۱۷۴ الصفحہ ۱۸۹ -
[3] ۱ مدراس ۲۹۹ - [4] ۱ مدراس ۱۷۴ -

متذکرہ کے لیئے یہہ لازمی نہین ہے کہ جملہ سپنڈون کی جانب سے ہو بلکہ صرف قریبی عزیزون کی کافی ہے۔ قریبی عزیزون سے مراد وہ ورثار مابعد ہین جنکو جائداد مین حق دعوی حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر خاندان غیر منقسمہ ہے تو اجازت محصلہ اُسی خاندان کے ارکان کی ہونی چاہیئے نہ کہ کسی منقسمہ عزیز کی اور جب کہ ورثار عودی ایک سے زیادہ ہون، تو اُن مین سے کثرت کی اجازت حاصل ہو جانے پر قیاس یہہ ہوگا کہ سب کی رضامندی بطریق صحیح حاصل ہوگئی ہے[1]۔ رضامندی بطریق جائز حاصل ہونی چاہیئے نہ کہ رشوت[2] دیکر اور نہ مشروط بہ شرط۔ مگر محض اِس سُقم کی وجہ سے تبنیت ناجائز نہین قرار دیجا سکتی[3] رضامندی فریب سے نہ حاصل کی گئی ہو۔ اگر ایسا ہوگا تو رضامندی کالعدم قرار پائے گی[4]۔ خاندان منقسمہ مین یعنی جبکہ وہ اپنے شوہر کی جائداد کی وارث قرار پائی ہو جملہ عزیزون کی رضامندی ضروری نہین ہے۔ اگر خسر زندہ ہو تو محض اُس کی رضامندی کافی ہوگی[5]۔ اُس کی عدم موجودگی مین جملہ دوسرے قریبی منقسمہ سپنڈون کی رضامندی ضروری ہوگی۔ اور اگر صرف ایک ہی سپنڈ کی رضامندی سے دوسرے سپنڈون سے درخواست کیئے بغیر تکمیل عمل مین آئے تو تبنیت ناجائز ہوگی اگرچہ صورت واقعہ ایسی ہو کہ دوسرے سپنڈ درخواست کرنے پر رضامندی نہ دیتے[6]۔ بہر کیف حصول رضامندی کی شہادت ایسی ہونی چاہیئے جس سے یہہ ظاہر ہو کہ تبنیت کا عمل بیوہ نے اپنے مذہبی

---

[1] ۲۳ مدراس ۸۶ ۴۔
[2] ۳ مدراس ۵۰ ۴۔
[3] ۱۲ مورز انڈین اپیل ۳۹۷۔
[4] ۱۱ مدراس لاجرنل ۲۰۔
[5] ۲۶ مدراس ۶۲۷ ۔ ۳۰ مدراس ۵۰ (پریوی کونسل)
[6] ۲۶ مدراس ۶۲۷ ۔ ۳۰ مدراس ۵۰ (پریوی کونسل)

فرائض کے جائز اور نیک نیتی کے ساتھہ انجام دہی مین کیا ہے اور نہ کہ محض اپنے نفس کے لیئے۔ رشتہ دارون کی اجازت جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے بیوہ پر اس لیئے لازمی رکھی گئی ہے کہ ہندوؤن کے خیال کے مطابق عورت کسی فعل کے انجام دینے کے قابل نہین ہوتی[1]۔ اس مین شک نہین کہ ظاہرا اور عمل در آمد سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ رضامندی مذکورہ حاصل کرنے کا منشا یہہ ہے کہ ورثا رما بعد کے حقوق جن پر تبنیت کا اثر پڑتا ہو محفوظ رہین۔
اگر بیوہ اولی سپنڈون کی اجازت لیلے مگر بیوہ ثانی کی اجازت حاصل کئے بغیر تبنی لے تو تبنیت ناجائز ہوگی[2] محض موجودگی بوقت ادائی رسم اور اعتراض نہ کرنا رضامندی کی حد تک نہین پہنچتا[3]۔
بنگال اور بنارس یہان کے خیال کے مطابق شوہر کی صریحی اجازت ہونی چاہیئے[4]۔ ایسی اجازت نہ اس وجہ سے مستنبط کیجائے گی کہ صریحی ممانعت نہین ہے اور نہ شوہر کے عزیزون کی رضامندی اُس کی قائم مقام ہوسکتی ہے[5]۔ امر واقعی کے مسئلہ کا اطلاق ایسی تبنیت پر نہین ہوتا۔ مگر حال مین کلکتہ کے ایک مقدمہ مین تجویز ہوئی ہے کہ بیوہ اپنے شوہر کی اجازت صریحی کے بغیر تبنی دے سکتی ہے[6]۔
متھلا۔ اس کی رُو سے وچسپتی کا قانون قابل تسلیم ہے۔ اگر تبنیت دتک طریقہ سے ہوئی ہو تو بوقت تبنیت شوہر کی اجازت لازمی ہے نتیجہ اس کا

---

[1] ۱۲ مورز انڈین اپیل ۴۴۱۔ [2] ۸ و ۲ مدراس ۳۱۵۔
[3] ۲۲ بمبئی ۵۵۱۔ [4] ۲۵ ویکلی رپورٹر ۲۳۵۔ ۱۴ کلکتہ ۴۰۱۔
[5] ۱۴ کلکتہ ۴۰۱ مین یہ غیر منفصلہ شدہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ [6] ۳۰ کلکتہ ۹۹۰ = ۷ کلکتہ ویکلی نوٹس ۸۶۔

یہہ ہوتا ہے کہ بیوہ اپنے شوہر کے لیئے متبنیٰ نہین لے سکتی۔ پس اُن حصص یعنی بہار مین کرترما طریقہ متبنیت مروّج ہے جسکی رو سے بیوہ متبنیٰ اپنے لیئے لے سکتی ہے[1]

خلاصہ۔ بمبئی۔ بیوہ کو جب تک صریحی ممانعت نہ ہو قدرتی حق متبنیٰ لینے کا حاصل ہے۔

مدراس۔ قریبی سپنڈون کی اجازت کافی ہے۔

کلکتہ اور بنارس۔ شوہر کی صریحی اجازت لازمی ہے۔

متہلا۔ بیوہ دتک طریقہ مین متبنیٰ نہین لے سکتی۔

بیوہ پر متبنیٰ لینا فرض نہین ہے۔ بیوہ کا یہہ حق ہے نہ کہ اُس پر فرض ہے۔ یعنی اِس وجہ سے کہ شوہر نے اُس کو متبنیٰ لینے کے لیئے کہا ہے وہ متبنیٰ لینے پر مجبور نہین کیجا سکتی۔ اگرچہ مذہبی اغراض کے انجام کے لیئے بھی ضرورت ہو۔ اگر کوئی صریحی ممانعت نہ ہو تو وہ ایسے اختیار کو کسی وقت استعمال کر سکتی ہے۔ اگر اُس کی جانب سے انکار کیا جاوے تو اُس سے اُس کے حق نان و نفقہ پر اثر نہین پڑتا[2] جب تک کہ خلاف مین کوئی حکم نہ ہو ایسے اختیار کے استعمال کے لیئے کوئی وقت معیّن نہین[3] ہے۔

اختیار مشترکہ۔ مگر صرف بیوہ اپنے شوہر کے لیئے متبنیٰ لے سکتی ہے شوہر اِس اختیار کو کسی اور کو تفویض نہین کر سکتا۔ اور نہ وہ اُس کے ساتھ کسی اور کو بہ حیثیت شریک متبنیٰ گیرندہ شامل کر سکتا[4] ہے۔ اگر وصیّت مین

[1] ۷ ویکلی رپورٹر ۵۰۰ - ۸ ویکلی رپورٹر ۱۵۵۔ [2] ۷ کلکتہ ۲۸۸۔

[3] ۲۸ الہ آباد ۳۷۷ (پریوی کونسل) ۷ بمبئی ۵۸۔ [4] ۲۵ کلکتہ ۶۶۲ - ۲۷ کلکتہ ۹۹۶۔

بیوہ بہو کو تبنیٰ لینے کی ہدایت ہو تب بہی تبنیت اُس بہو کے شوہر کے لیئے ہو سکتی ہے نہ کہ موصی کے لیئے[1]

بیوہ تبنیٰ لے کر دوسرون کو محصلہ استحقاق سے کن صورتون مین محروم کرسکتی ہے[2]

(۱) جب کہ تبنیت آخری ذکور قابض کے لیئے ہو اور اُس قابض کو استحقاق کامل حاصل ہون۔ ایسی صورت مین متبنیٰ بیٹے کے وجود سے ہر ایسی شخص کا حق زائل ہوجائے گا جسکو وراثتاً اُس سے کم درجہ حاصل ہو۔

(۲) جب کہ آخری ذکور قابض کے لیئے تبنیت عمل مین نہ آئی ہو بلکہ کسی قابض ماقبل کی بیوہ کی جانب سے عمل مین آئی ہو تو اگر تبنیت اور صورتون مین جائز ہو صرف بیوہ ہی کے حق پر موثر ہو گی۔ اور متبنیٰ کو صرف بیوہ ہی کا حق حاصل ہو گا۔

(۳) کسی صورت مین تبنیت سے ایسے شخص کا حق زائل نہین ہو سکتا جس کو جائداد کسی دوسرے شخص کے وارث ہونے کی حیثیت سے ملی ہو۔ متبنیٰ لینے والی بیوہ آخری ذکور قابض کے بیوہ ہونی چاہیئے۔ ایسی بیوہ ہونے کی حالت مین بہی وہ تبنیت سے دوسرون کے محصلہ استحقاق کو زائل نہین کرسکتی۔ مگر محض حق زائل ہونے کے قاعدہ سے متبنیٰ لینے کے استحقاق کا وجود صادق نہین آتا یعنی محض یہہ امر کہ کسی بیوہ کے تبنیت لینے سے صرف اُسی کا حق جائداد زائل ہو گا اِس بات کے

---

[1] ۱۲ بمبئی ۱۸۵۔ [2] ۲۳ بمبئی و ۳۲ بمبئی ۴۹۹۔

۱۶ کلکتہ ۴۰۔ ۲۵ الہ آباد ۲۶۶۔

ثبوت کے لیئے کافی نہین ہے کہ وہ متبنیٰ لینے کی مجاز ہے[1] درحالیکہ وہ آخری ذکور قابض کی بیوہ نہ ہو۔ اس عام قاعدہ سے مان کا حق مستثنےٰ کیا گیا ہے۔ مگر یہہ اُس صورت مین جب کہ مان بیٹے کی وارث قرار پائے اور بیٹا لاولد فوت ہوا اور اُس کی بیوی اُس کے قبل مرگئی ہو مگر دادی کی صورت مین یہہ استثنار نہین ہے۔ جب کہ بوقت انتقال ذکور اُس کی بیوہ بحیثیت مالک وارث جائداد ہو تو بیوہ کو اپنی جائداد شوہری مین حق حاصل ہوتا ہے۔ اور تبنیت کے ذریعہ کوئی نیا وارث اس طرح نہین کھڑا کیا جا سکتا کہ بیوہ اپنے حق سے محروم ہو جائے[2] جبکہ جائداد مین حق بیٹے کی بیوی کو حاصل ہو جائے تو ایسی صورت مین اگرچہ خسر نے اپنی حین حیات کسی دستاویز کے ذریعہ اپنی بیوہ کو یعنی اپنے بیٹے کی مان کو اختیار دیا ہو وہ اختیار کالعدم ہوگا[3]

بمبئی۔ بمقدمہ روپ چند بنام رکما بائی مندرجہ ۵ بمبئی ہائی کورٹ ۱۱۴ یہہ تجویز ہوئی تھی کہ جب جائداد مین بیوہ کا حق قائم ہو جائے اُس حالت مین اُس کو اختیار حاصل ہے کہ ورثائے عودی کے بلا رضامندی متبنیٰ لیلے۔ لیکن جب کہ جائداد مین حق علاوہ بیوہ کے اور کسیکو حاصل ہوتا ہو اور تبنیت سے اُن اشخاص کے حقوق زائل ہوتے ہون تو ایسی صورت مین انصاف اس امر کا متقضی ہے کہ اُن کی

---

[1] ۲۶ بمبئی ۵۲۶ (جلسہ کاملہ)۔ ۳۳ کلکتہ ۱۳۰۶۔ ۳۲ بمبئی ۴۹۹۔

[2] ۱۰ مورز انڈین اپیلز ۲۷۹۔

[3] ۸ کلکتہ ۳۰۲۔ ۷ مدراس ۴۰۱ (پریوی کونسل)۔ ۱۶ انڈین اپیلز ۲۹۔ ۵ بمبئی ہائیکورٹ ۱۱۴۔

رضامندی حاصل کرلیجائے[۵۱]۔ اور عدالت نے اس عام قاعدہ پر یہہ اضافہ کیا ہے کہ اگرچہ بیوہ کو اجازت شوہری تبنیٰ لینے کے متعلق حاصل ہو تاہم ایسی تبنیت سے ایسے شوہر کے یکجدّی رشتہ دارون کے حقوق محصلہ زائل نہین ہوسکتے جو کسی دوسرے شخص کے وارث ہونے کی حیثیت سے مستحق قرار پائے ہون اور وہ دوسرا شخص مالک رہا ہو۔ پس ایک مقدمہ مین جب کہ باپ فرزند کے حین حیات مین فوت ہوجانے کی وجہ سے فرزند مالکِ جائداد ہوا تہا اور اِس وجہ سے اُس کی وفات پر اُس کی بیوہ کو استحقاق حاصل ہوا تہا یہہ تجویز ہوئی کہ ساس اپنے شوہر کی اجازت کو عمل مین لاکر بہو کے حقوق محصلہ کو زائل نہین کرسکتی[۵۲]۔ برخلاف اُس کے جب واقعات ایسے ہون کہ باپ کے حین حیات بیٹا مرگیا ہو تو باپ کی وفات کے بعد اُس کی بیوہ کے حقوق محصلہ اُس کی بہو تبنیت عمل مین لاکر زائل نہین کرسکتی[۵۳]۔

**کلکتہ**۔ یہان وہی قاعدہ مروّج ہے جو بمبئی کے متعلق ذکر کیا گیا ہے۔ پس اگر کوئی یکجدّی رشتہ دار وارث قرار پایا ہو اور وہ فوت ہوجائے تو اُس کی وفات کے بعد ایسا لڑکا جس کو بیوہ نے تبنیٰ لیا ہو اُس یکجدّی رشتہ دار کا وارث شمار نہین کیا جاسکتا[۵۴]۔

---

[۵۱] ۱۴ بمبئی ۴۶۳۔ [۵۲] ۱۷ بمبئی ۱۶۴۔ ۳۳ کلکتہ ۱۳۶۔ ۲۷ بمبئی ۳۲۷۔ ۳۲ بمبئی ۴۹۹۔ ۴ انڈین کیسز ۳۸۹۔ [۵۳] ۲۰ بمبئی ۲۵۰۔
[۵۴] ۱۲ کلکتہ ۱۸۔ ۸ اکلکتہ ۳۸۵۔ ۲۲ کلکتہ ۵۶۵۔ ۱۸ کلکتہ ۶۹۔ ا کلکتہ ویکلی نوٹس ۱۲۱۔

مدراس۔ جب کہ ایک مرتبہ جائداد مین کسی کو حق حاصل ہوجاوے تو بعد کو تبنی لے کر ایسا حق زائل نہین کیا جا سکتا[1]

مستثنیات۔ اِس عام قاعدہ سے کہ تبنی صرف آخری ذکور قابض لے سکتا ہے اور استحقاق محصلہ زائل نہین ہوسکتا حسب ذیل صورتین مستثنیٰ ہین۔ (۱) جب کہ بیوائین متعدد ہون۔ (۲) جب کہ مان بیٹے کی وارث ہوئی ہو اور بیٹے کی یا تو شادی نہ ہوئی ہو۔ یا اگر شادی ہوگئی ہو تو اُس کی بیوی اُسکی حیات مین مرگئی ہو۔ بیٹا خواہ صُلبی ہو یا تبنی۔ ایسی حالت مین مان کو اپنے خاوند کے لیئے تبنی لینے کی اجازت دی گئی ہے اگرچہ یہہ تبنی آخری ذکور قابض کا وارث فی الواقع نہین کہا جا سکتا[2]۔ مگر یہہ استثنار سوتیلی مان کے لیئے نہین ہے[3]۔ اگر مان ایسے بیٹے کی وارث ہو تو وہ جائز تبنیت کی مجاز ہے اور وجہ یہہ ہے کہ مان کا اختیار تبنیت اس امر سے محدود نہین ہے کہ بیٹا جسکی وہ وارث ہوئی ہے اُس کی جنیو یا شادی ہوگئی ہے یا نہین۔ بشرطیکہ وہ اپنے حق سے زیادہ تبنی کو نہ دے[4]۔ اگر کوئی شخص اپنی وفات پر دو ورثار کو چھوڑے یعنی مان اور دادی کو اور دونون علیحدہ علیحدہ تبنی لین تو حق مرجح مان کے لیئے ہوئے تبنی کو حاصل ہوگا[5] اِس لیئے کہ دادی کو تبنی لینے کا حق ہی نہین ہے۔

---

[1] مدراس ہائیکورٹ ۸۔ ۱۰۷ مدراس ۱۹۴۔

[2] ۲۳ بمبئی ۴۲۶۔ ۶ بمبئی ۴۹۸۔ ۱۹ بمبئی ۳۳۱۔ ۳۵ بمبئی ۳۰۶۔

[3] ۱۲ کلکتہ ۲۴۴۔ [4] ۲۷ بمبئی ۴۹۲۔

[5] ۱۹ بمبئی ۳۳۱۔

(۳) جبکہ تبنیت اُس فریق کی رضامندی سے عمل مین آئی ہو جو وارث جائداد ہوا ہو۔ ایسی صورت مین رضامندی کی وجہ سے تبنیت جائز قرار دی گئی ہے[۱]۔ کیونکہ ایسی صورت مین تبنیت کا اثران ورثاؤن کے خلاف پڑے گا مگر جب وہ خود راضی ہین ناجوازی باقی نہین رہی۔ مگر اکثر مقدمات مین اب یہہ طے ہو چکا ہے کہ رضامندی جوازی تبنیت کے لیئے لازمی نہین ہے[۲]۔ اسیلیئے اب قانون یہ ہے کہ مدراس اور بمبئی مین حقداروں کی رضامندی کے اظہار سے ایک کالعدم تبنیت جائز نہین قرار دیجا سکتی۔ ٹریویلین صاحب اپنی تالیف ہندو لا صفحہ ۱۰۲ مین تحریر فرماتے ہین "اگر یہ تسلیم بھی کیا جائے کہ رضامندی حق زائل کر سکتی ہے۔ تاہم اُن صورتون مین تفریق کرنی چاہیے جبکہ رضامندی کا اظہار کرنے والا مالک حقیت کامل کا ہو اور جب کہ محدود حقیت کا مالک ہو۔ آخرالذکر صورت مین ورثائے عودی کے استحقاق پر اثر نہ پڑے گا" کس کی رضامندی حاصل ہونی چاہیئے اس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے یہان پر صرف اسی قدر کہدینا مناسب ہے کہ رضامندی متذکرہ بالا صرف اُن اشخاص سے حاصل ہونا چاہیئے جو مشترک ہون اور جائداد خاندان مشترکہ مین کسی قسم کا حق رکھتے ہون[۳]۔

(۴) جبکہ عمل یا تسلیم یا سکوت سے سقم رفع ہو جائے[۴] مگر اُس صورت مین عمل یا تسلیم یا سکوت ظاہر ظہور اور سمجھکر بعد غور و احتیاط کافی عمل مین آئی ہو[۵] محض

---

[۱] ۲۱ بمبئی ۳۸۹ – ۲۳ بمبئی ۳۲۷ – ۲۳ بمبئی ۲۵۰ –
[۲] ۲۸ بمبئی ۶۱ ۴ – ۴ انڈین کیسز ۳۸۶ –
[۳] ۲۱ بمبئی ۳۱۹ – ع ۲ بمبئی لا رپورٹر ۶۳۳ –
[۴] ۱۱ بمبئی ۳۸۱ – ۸ مدراس ۱۴۵ –
[۵] ۲۹ بمبئی ۴۰۶ – ۲۲ بمبئی ۵۵۱ –

شخص مقابل کا وقت تبنیت حاضر رہنا کافی نہین ہوا کرتا ہے۔ بمقدمہ باسدیو بنام رام چندر متذکرہ بالا چونکہ ایک لڑکی نابالغہ تھی اور وہ اپنی رضامندی اسطرح ظاہر نہین کر سکتی تھی کہ اُس کے حقوق محصلہ زائل ہو جاوین۔ یہہ تجویز ہوئی کہ رضامندی کافی نہین ہے۔

(۵) جب کہ مدراس و بمبئی مین مشترکہ خاندان کی بہو اپنے خُسر کی اجازت سے متبنیٰ لے لیکن راضی ہونے والا خُسر تبنیت کے وقوع کے وقت زندہ ہونا چاہیئے۔ بعد وفات ایسی اجازت مفید نہین ہو سکتی[۱]

(۶) جب کہ متوفی شریک خاندان کی بیوہ اپنے شوہر کی اجازت سے متبنیٰ لے اور اس طرح دیگر شرکار کے حقوق محصلہ کو زائل کرے۔ یہہ اِس اصول پر مبنی ہے کہ اگر متبنیٰ بوقت وفات پدر زندہ ہوتا تو اُس کو بھائیون کے مقابلہ مین بہترین حق حاصل ہوتا[۲]

دادی کا متبنیٰ لینا۔ جو استثنار مان کے لیئے رکھا گیا ہے اُس کی توسیع دادی کی صورت مین نہین کی گئی ہے۔ حال کے مقدمہ مین بمبئی ہائیکورٹ کے جلسۂ کاملہ نے یہ طے کیا ہے کہ اگر پوتا ناکتخدا فوت ہووے اور اسکی وارث دادی ہووے۔ تو ایسی صورت مین دادی کو اختیار متبنیٰ لینے کا نہین ہے اگرچہ ایسی تبنیت سے بجز اُس کے ذاتی استحقاق کے دوسرون کے حقوق محصلہ زائل نہین ہوتے ہین[۳] بمبئی کے اِس مقدمہ مین اپیلانٹ

---

[۱] ۲۹ بمبئی ۴۱۰ و ۴۱۴ و ۴۱۵۔ ۲۳ بمبئی ۲۵۰۔ ۱۵ بمبئی ۱۱۰۔

[۲] ۳۱ بمبئی ۳۷۳۔ ۱ مدراس ۶۹۔ ۴ انڈین کیسنر ۳۸۶۔

[۳] ۲۶ بمبئی ۵۲۶ (جلسۂ کاملہ)۔ ۳۳ کلکتہ ۱۳۰۶۔

کے کونسل نے یہہ بحث کی کہ بیوہ اُس صورت مین تبنی نہین لے سکتی جب کہ دوسرے وارث کو شوہر کی جائداد مین حق حاصل ہوگیا ہو۔ اور بیوہ کے تبنی لینے کے اختیار پر صرف یہی ایک شرط لگائی گئی ہے۔ مگر چندرو ارکر صاحب جج نے اِس خیال کی تائید نہ کی اور یہہ تجویز کی کہ یہہ بحث قانون کے منشا کے مخالف ہے اور اگر یہ جائز رکھا جائے تو مطلب یہ نکلتا ہے کہ بیوہ کو کامل حقوق حاصل ہوتے ہین۔ صرف یہہ حقوق اُس وقت تک ملتوی رہتے ہین جب تک کہ دوسرے کسی وارث کو جائداد مین حق حاصل نہ ہوجائے اور فوراً جب کہ اُس کو خود حق حاصل ہوگیا اُس کے کامل حقوق تازہ ہوجاتے ہین۔

ناکتخدا عورت کی جانب سے تبنی لیا جانا۔ عام طور سے ایسی عورت جسکی شادی نہ ہوئی ہو تبنی نہین لے سکتی چونکہ تبنی لینے سے شوہر کا وجود قیاس کرلیا جاتا ہے کیونکہ تبنی صرف شوہر کا قائم مقام ہوتا ہے۔ بمبئی ہائیکورٹ نے اِس اصول کی بنا پر طے کیا کہ نائکین جائز طریقہ سے لڑکی تبنی نہین لے سکتی[۱] مگر مدراس ہائی کورٹ مین اِس اصول کی تتبع نہین کی گئی ہے۔ اور وہان یہہ طے پایا ہے کہ نائکین کا تبنی لینا جائز ہے[۳]۔ بمبئی ہائی کورٹ نے بعد ازان یہہ طے کیا کہ ایسی مُرلیان جو دیول سے بحیثیت منتظم تعلق رکھتی ہون لڑکی تبنی لے سکتی ہین۔ کیونکہ عدالت مجاز نہین ہے کہ ایسے انسٹیٹیوشن کے متعلقہ اوقاف مین دست اندازی کرے۔ پس نظیر ہذا سی

---

[۱] ۴ بمبئی ۵۴۵ ۔خ ۱۱ مدراس ۳۹۳ ۔ ۲۶ بمبئی ۴۹۴۔

[۲] ۴ بمبئی ۵۴۵۔ [۳] ۱۱ مدراس ۳۹۳۔

فیصلہ مندرجہ بمبئی جلد ۴ محولہ بالا منسوخ نہین ہوتا۔ اور عام قاعدہ یہہ مستنبط ہوتا ہے کہ لڑکی کا تبنی لیا جانا اُس صورت مین جائز ہے جبکہ دیول سے متعلق ہوا ور رواج قدیم ہو مگر اُس صورت مین جائز نہین ہے جبکہ زناکاری اور کسب کی غرض سے ہوئے[1] بہرصورت وقت تبنیت ایسی نیت کا وجود ثابت ہونا چاہیئے۔[2] یہہ دیکھنے کے لیئے کہ آیا ایسی صورت مین تبنیت جائز ہے یا نہین معیار یہہ ہے کہ آیا اُس لڑکی کی ماں جس نے اپنی بیٹی کو تبنی دیا ہی تحت دفعہ ۳۷۲ مجموعۂ تعزیرات ہند مستوجب سزا ہو سکتی ہے۔ اگر ہو سکتی ہے تبنیت ناجائز ہے[3]

**طوائف کا تبنی لینا**۔ ایک ہندو طوائف اپنے لیئے تبنی نہین لے سکتی۔ اور ایسی تبنیت سے لڑکے کو کوئی حقوق حاصل نہین ہو سکتے ہیں[4]

**ناپاکی کا اثر**۔ ایک ناپاک بیوہ عورت تبنی نہین لے سکتی اگرچیکہ اُس کو خاوند کی اجازت بھی ہوئے[5] اِس کی وجہ یہہ ہے کہ آوارہ زندگی سے ضروری مراسم ادا کرنے کی قابلیت جاتی رہتی ہے۔ لیکن یہہ ناقابلیت پراپشچت (کفارہ) سے دور ہو سکتی ہے۔

**نابالغ بیوہ**۔ اگر اُس کو باضابطہ اجازت حاصل ہو چکی ہو تو وہ اپنے خاوند کے لیئے تبنی لے سکتی ہے۔ اور نابالغی کوئی سُقم نہین ہے۔ کیونکہ

---

[1] ۲۳ مدراس لا جرنل ۴۹۳۔

[2] ۱۲ مدراس ۲۷۳ بصفحہ ۲۷۶۔

[3] ۲۶ بمبئی ۴۹۱۔

[4] ۲۶ کلکتہ ۸۲۴۔ ۳ انڈین کیسز ۹۶۹۔

[5] بنگال لا رپورٹ ۱۴۔ ۵ کلکتہ ۷۷۶۔ ۲۲ کلکتہ ۳۴۷۔ مگر ٹریولین صاحب نے اقبال کیا ہی چونکہ تبنیت شوہر کے لیئے ہوتی ہے نہ کہ خود بیوی کی ذات کیلیے اسلیئے یہ خالی از سختی نہین ہے کہ عورت کے قصور پر شوہر تبنیت سے محروم کیا جائے۔

یہہ فعل اُس کے خاوند کا فعل ہے[1] لیکن بمبئی مین رجلا (بالغ) ہونیکے قبل تبنی نہین لے سکتی۔ کیونکہ وہان یہہ اُس کا ذاتی فعل قرار دیا گیا ہے جس کے نفاذ کے لیئے شوہر کی اجازت لازمی نہین قرار دی گئی ہے[2] نابالغ شوہر اپنی نابالغ بیوی کو تبنیت کی اجازت دے سکتا ہے۔

ایسی بیوہ جس نے سر نہ منڈوایا ہو۔ عام قاعدہ یہہ ہے کہ ایسے اشخاص جو ناپاکی مین ہون دو جنمی ذاتون مین تبنی نہین لے سکتے۔ اِس اصول پہ اگر ایسی بیوہ تبنی لے جس نے سر کے بال نہ منڈائے ہون عموماً تبنیت ناجائز ہوگی۔ مگر درحالیکہ تبنیت کے دیگر لوازمات تکمیل پاگئے ہون تو یہہ سُقم رفع ہوجائے گا اور محض اِس کی وجہ سے تبنیت ناجائز نہ ہوجاوے گی[3]

یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ اِس سوال کے متعلق پرانون کا حوالہ مستند نہین ہے۔ اور کسی سمرتی مین اِس کے متعلق مستند حوالہ نہین پایا جاتا ہی اِس لیئے عدالتون کو رواج مقامی اور عمل فرقہ کے لحاظ سے فیصلہ کرنا ہوگا۔

تبنی کون دے سکتا ہے۔ دہرم شاستر کی رُو سے دینا صریح ہونا چاہیے اور بجز والدین کے دوسرا مجاز نہین ہوسکتا ہے[4]۔ مگر اُس صورت مین جبکہ یتیم بچہ کو اُس کے بڑے بھائی نے تبنیت مین دیدیا ہو تو تبنیت بہ اطلاق مسئلہ امرِ واقعی جائز قرار پاوے گی[5] باپ کو مرجح حق حاصل ہے کہ وہ اپنے

---

سلہ ۸ کلکتہ ۶۹

سٹہ ۱۱ بمبئی ۳۸۱ - ۲۲ بمبئی ۵۹۵۔

سٹہ ۷ انڈین کیسز ۴۲۷۔

سٹہ ۱۵ بمبئی ۵۶۵۔

شہ ۱۲ بمبئی ہائیکورٹ ۳۶۲ بعد صفحہ ۳۷۹۔

بیٹے کو دیدے[1] اور یہہ ضروری نہین ہے کہ وہ اپنی بیوی کی یا خود بیٹے کی رضامندی حاصل کرے[2] اگرچہ بیوی کی رضامندی عام طور سے حاصل کرلیجاتی ہے۔ ماں کو تبنی دینے مین محدود حق حاصل ہے۔ یعنی یہہ کہ اگر شوہر زندہ ہو تو اُس کی رضامندی سے یا ایسی صورتون مین جن کی رضامندی مستنبط ہوتی ہو[3] صرف تبنی لینے کی حالت مین بیوی کو شوہر کی اجازت لینا چاہیئے۔ لڑکا تبنیت مین دینے کے لیئے اجازت کی ضرورت نہین ہے اگر شوہر رضامندی دینے کے قابل نہ ہو یعنی واقعتاً یا قانوناً فوت ہو تو وہ خود بیٹے کو تبنی دے سکتی ہے۔ بشرطیکہ صراحتاً منع نہ کی گئی ہو[4] میکلین صاحب جج نے یہہ تجویز کی ہے کہ اگر حالت ایسی ہو کہ شوہر اجازت دینے کے قابل نہ رہا ہو مثلاً فوت ہوگیا ہو تو شوہر کی صریح اجازت نہ ہونے کی صورت مین بیوہ اپنا بیٹا تبنیت مین دے سکتی ہے اور اُن کا استدلال متاکشرا اور منو پر ہے[5] یہہ رضامندی بجز والدین کے دوسرا نہین دیسکتا۔ اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ یتیم تبنی نہین لیا جاسکتا[6] سوتیلی ماں اپنے سوتیلے بیٹے کو تبنی نہین دے سکتی[7] اور نہ دادا[8] یا بھائی تبنی دے سکتا ہے[9] مگر بنگال مین بیوہ متوفی شوہر کی رضامندی کے بغیر بھی تبنی دے سکتی ہے۔

[1] ۱۱ بمبئی ہائیکورٹ ۹۹۔
[2] ۳ بمبئی صفحہ ۳۷۷۔
[3] ۱۱ مدراس ۴۳۔ خ ۴ بمبئی ۲۴۹ ۔ ۱۸ مدراس ۵۰۔ ۱۴ الہ آباد ۶۷۔
[4] ۳۰ کلکتہ ۹۶۵۔
[5] ۶ بمبئی ہائیکورٹ ۸۳۔
[6] ۱۴ مدراس ۳۸۴۔
[7] ۱۰ بمبئی ہائیکورٹ ۲۴۱ ۔ ۳ کلکتہ ویکلی نوٹس ۱۵۴۔
[8] ۱۰ بمبئی ہائیکورٹ ۳۶۶۔
[9] ۲۹ کلکتہ ۹۶۹۔

یہ نوٹ کرنا چاہیئے کہ مضمون مذکورہ بالا اجازت قانونی تک محدود ہے اگر اجازت یعنی رضامندی کسی والدین کی حاصل ہو گئی ہو تو عمل لینے کا کوئی دوسرا حصہ دار بھی انجام دے سکتا ہے۔

**عمل تبنیت تفویض ہونا۔** اگر اُس بیٹے کی ماں جو تبنی لیا گیا ہے تبنیت کے مراسم کی ادائی کے وقت جو اُس کی رضامندی سے ادا ہو رہی ہو موجود نہ ہو سکے یا کسی وجہ سے دینے کا فعل انجام نہ دے سکتی ہو تو تبنیت اس وجہ سے ناجائز نہ ہو جائے گی کہ دوسرے رشتہ دار نے اُس فعل کی تکمیل کی [1] اسی طرح بڑا بھائی اپنے چھوٹے بھائی کو اپنے والد کے عہد کی ایفا میں تبنیت میں دے سکتا ہے [2] یا جب باپ حسب ضابطہ رضامندی عطا کر چکا ہو مگر وقت تبنیت بوجہ بیماری حاضر نہ ہو سکا ہو تو بھائی کا تبنی دینا جائز ہے [3]

**مرتد باپ۔** اگرچہ کوئی شخص مذہب اسلام قبول کر لے تاہم وہ اپنے ہندو بیٹے کو تبنیت میں دیئے جانے کی اجازت دے سکتا ہے [4] قانون نافذہ کی رو سے دوسری شادی کرنے پر بیوہ کا اپنے پہلی شادی کے بچوں پر حق حضانت ضائع ہو جاتا ہے لیکن باپ کے متعلق ایسا کوئی قانون نہیں ہے۔ مزید برآں ایکٹ ۲۱ بابتہ سنہ ۱۸۵۰ء کے نفاذ سے

---

[1] ۹ بمبئی ہائی کورٹ ۳۴۴ - ۲۲ بمبئی ۵۹۰ - ۷ مدراس ۵۸ - ۲۱ مدراس ۴۹۷ -

[2] ۷ مدراس ۵۴۸ - [3] ۷ بمبئی ۲۲۵ -

[4] ۳۵ بمبئی ۱۵۱ - ۳۰ کلکتہ ۹۹۹ -

مذہب تبدیل کر لینے سے باپ کے حقوق پر اثر نہیں پڑتا۔ مگر یہ امر غور طلب ہوگا کہ آیا اُس صورت میں جب کہ فریقین دو جنبی ذات کے ہوں اور دت ہوم تبنیت کی جوازی کے لیئے لازمی جزو ہو تو باپ جس نے مذہب تبدیل کر دیا ہو تبنی دینے کا مجاز باقی نہ رہے گا۔ اِس مسئلہ کے متعلق ٹریولین صاحب کی رائے ہے کہ ایکٹ ۲۱ مذکورۂ بالا ایسی صورت سے متعلق نہیں ہو سکتا جہاں حقوق کسی قانون سے زائل ہوں بلکہ خود فریق نے عمداً بالارادہ زائل کئے ہوں۔ یعنی ایسے حقوق اختیار کر لیئے ہوں جو حقوق سابقہ کے مخالف ہوں۔ فیصلہ محولۂ بالا حق حفاظت پر مبنی ہے۔ (ملاحظہ ہو ہندو لا مؤلفۂ ٹریولین صفحہ ۱۳۷ و ۱۳۸)۔

کوئی بھی تبنیت میں اپنے بیٹے کو دے سکتا ہے۔[۵۱] وہ تبنے دینے کی اجازت دے سکتا ہے اور دوسرے کو ایسی اجازت دینے کا حق تفویض کر سکتا ہے جو کہ عام اصول دھرم شاستر کے مطابق ہے۔[۵۲]

ماں جس نے دوسری شادی کر لی ہو۔ دوسری شادی کر لینے سے خواہ مخواہ عورت کا اپنے شوہر اولی کی اولاد کو تبنیت میں دینے کا حق ضائع نہیں ہو جاتا اور ایکٹ ازدواج مکرر بابتہ ۱۸۵۶ء کا بھی یہ منشا نہیں پایا جاتا۔[۵۳]

مشروط رضامندی۔ والدین کو اختیار حاصل ہے کہ مشروط رضامندی

---

[۵۱] ویکلی رپورٹر ۱۸۶۴ء صفحہ ۱۷۳۔

[۵۲] ۱۰ بمبئی ہائی کورٹ ۲۶۸۔ ۲۵ کلکتہ ۶۶۹۔

[۵۳] ۳۳ بمبئی ۱۰۷۔ ۱۱ انڈین کیسز ۶۵۹۔ ج ۲۴ بمبئی ۸۹۔

ظاہر کرین۔ ایسی صورت مین اگر شرائط کی تکمیل نہ ہو تو تبنیت ناجائز قرار پائیگی[1]

**اجازت گورنمنٹ**۔ گورنمنٹ کی اجازت تبنیت کے جواز کے لیئے شرط مقدم نہین ہے۔ حتیٰ کہ وطن دار یا زمین دارون کو بھی کوئی ایسی اجازت حاصل کرنا لازمی نہین ہے[2] مگر ممالک محروسہ نظام حیدرآباد مین ذریعہ گشتی انعام محکمہ صدرالمہام مال نشان (۴۴) بابتہ ۱۳۲۹ف سے معاشداران کے لیئے تبنیت کی منظوری سرکار سے حاصل کرنا لازمی رکھا گیا ہے۔ وجہ یہہ ہے کہ اس کو اجرائی معاش سے تعلق ہے اور اس حکم کی خلاف ورزی سے حقوق سرکاری موثر ہوتے ہین۔

**کون متبنیٰ لیا جا سکتا ہے**۔ نارد۔ اولاً سپنڈ کے بیٹے کو لینا چاہیئے اور اس کی عدم موجودگی مین ایک ہی گوتر والے کو لینا چاہیئے اور اگر کوئی بھی بدست نہ ہونے کی صورت مین کوئی بھی متبنیٰ لیا جا سکتا ہے۔

**سکلہ**۔ ایسے دوجمنی شخص کو جس کے اولاد نرینہ نہ ہو چاہیئے کہ وہ کسی ایسے لڑکے کو متبنیٰ لے جو سپنڈ ہو یا اسی گوتر کا ہو۔ ایک ہی گوتر مین لڑکا بدست نہ ہونے کی صورتون مین اُسے دوسرے گوتر سے متبنیٰ لینا چاہیئے بجز نواسہ بھانجہ اور خالہ کے بیٹے کے۔

**لوازمات**۔ (الف) جس لڑکے کو متبنیٰ لینا ہے وہ گیرندہ ہی کی ذات کا ہونا چاہیئے۔ یہہ ضرورت نہین ہے کہ وہ قریب ترین سپنڈ ہو اس مسئلہ

---

[1] ۲ بمبئی ۳۷۷۔

[2] ۷ بمبئی ہائی کورٹ ۲۶ - ۷ بمبئی ۵۰۷ - ۳ کلکتہ ۵۸۷ - (پریوی کونسل) ۲۴ بمبئی ۲۲۹ - ۱۴ الہ آباد صفحہ ۶۷۔

کے متعلق جو ہدایات ہیں وہ محض اختیاری ہیں نہ کہ حکمیہ[51] یہ ہو مذہب کا بیٹا متبنیٰ لینا جائز ہے[52]

(ب) جو متبنیٰ لیئے جانے کو ہو وہ ذکور ہونا چاہیئے نہ کہ اناث[53] پارسن صاحب جسٹس نے اِس مقدمہ میں حسب ذیل تحریر کیا ہے" ہمارے روبرو دَتک میمانسا وسنسکار کوستبھہ کا حوالہ لڑکی کی تبنیت جائز ہونے کے متعلق دیا گیا ہے ۔ اِن حوالوں سے اِس مسئلہ کی تائید نہیں ہوتی ہے ۔ لڑکی کا متبنیٰ لینا تبنیت کے لوازم اور غایت کے تناقص ہے ۔ صرف بیٹوں کی اِس غرض سے ضرورت ہوتی ہے کہ ذکور اشخاص اُس قرضہ سے ادا ہو جائیں جو اُن کے بزرگوں کا اُن کے اوپر ہے ۔ لڑکی کی تبنیت کا سمرتی میں بھی کہیں ذکر نہیں آیا ہے ۔ صرف بعض جگہ پُرانوں میں ایسے واقعات کا ذکر ہے ۔ جگناتھہ کا قول ہے کہ صرف ذکور متبنیٰ لیئے جا سکتے ہیں اور عورت متبنیٰ نہیں لی جا سکتی ۔ ہماری رائے میں آخر الذکر کتاب مستند ہے اور قابل پابندی ہے ۔

(ج) وہ یتیم نہ ہونا چاہیئے ۔ کیونکہ دتک طریقہ تبنیت کا اہم جزو یہ ہے کہ والدین بیٹے کو دیں اور یتیم کے والدین نہ ہونے کی وجہ سے یہ جزو پورا نہیں ہوتا ہے اور نہ اختیارات دوسروں کو تفویض کرنا قانوناً جائز ہے[54] اور نہ خود بیٹا اپنے کو متبنیٰ دے سکتا ہے[55]

---

[51] ۱۰ بمبئی ۸۰ ۔ ۶ بمبئی ہائیکورٹ ۷ ۔　　[52] ۳ کلکتہ ۹۹۹ ۔

[53] ۱۳ بمبئی ۶۹۰ ۔　　[54] ۶ بمبئی ہائیکورٹ ۸۳ ۔

[55] ۱۰ بمبئی ہائیکورٹ ۲۶۸ ۔

(د) جسکو متبنیٰ لینا ہو اُس کے اور متبنیٰ گیرندہ کے مابین ایسا رشتہ ہونا چاہیے کہ اگر اُس کی ماں کی شادی نہ ہوئی ہوتی تو متبنیٰ گیرندہ اُس کے ساتھہ قانوناً جائز شادی کرسکتا۔ اِس قاعدہ کا اطلاق اول تین دوجنمی واتون پر ہی شودرون سے متعلق نہین ہے[۱]۔ الہ آباد کی باگل قوم پر اِس کا اطلاق نہین ہے[۲] لیکن اِس قاعدہ کا برعکس صحیح نہین ہے یعنی اُس صورت مین قاعدۂ ہذا کا اطلاق نہین ہوسکتا جب کہ بیوہ جو متبنیٰ لے رہی ہے اُس کے اور لڑکے کے اصلی باپ کے مابین ایسا رشتہ ہو کہ شادی نہ ہوسکے[۳] شادی جائز ہونے سے مراد یہہ ہے کہ قبل شادی ہونے کے ایسا رشتہ قائم ہوسکتا ہو[۴]۔ مگر یہہ قاعدۂ امتناعی صرف نواسہ اور بھانجہ اور خالہ کے بیٹے پر محدود ہے[۵]۔ اِس امر سے کہ دینے اور لینے والے کے تین شاخون کے منجملہ دو شاخین ایک ہی ہین تبنیت ناجائز نہین ہوسکتی[۶]۔ مگر بھٹاچاری صاحب کی راے ہے کہ تبنیت کے انتخاب کے لیئے یہہ معیار صحیح نہین ہے کہ تبنیٰ گیرندہ اور دہندہ کے مابین شادی شاستراً جائز ہو بلکہ یہہ ہے کہ اُس کے مابین نیوگ جائز ہو۔ ملاحظہ ہو ہندو لا مؤلفہ بھٹاچاری صاحب طبع سوئم صفحہ ۱۴۴۔

نواسہ اِس لیئے متبنیٰ نہین لیا جاسکتا کہ کوئی شخص اپنی بیٹی کے ساتھہ شادی نہین کرسکتا۔ ایسی تبنیت حرام وناجائز ہوگی اور مسئلۂ امر واقعی سے

---

[۱] ۱ مدراس ۹۲ - ۱۵ الہ آباد ۳۲۷-

[۲] ۱۵ الہ آباد ۱۷-

[۳] ۲۷ الہ آباد ۱۴۱-

[۴] ۳۰ مدراس ۱۵ - ۲۷ الہ آباد ۱۴۴ - ۲۲ بمبئی

[۵] ۳۰ - ۹ - ۱۱ مدراس ۹۴ = ۱۴ الہ آباد ۲۹۴-

[۶] ۲۲ بمبئی ۶۱۹-

اُس کی تائید نہین ہوسکتی[1] مگر رواج ثابت ہونے کی صورت مین جائز ہے[2]۔
مؤلف کی رائے مین ہنوز یہہ مسئلہ غور طلب ہے۔ اِس لیئے کہ بمقدمہ بھگوان
مندرجہ ۲۱ الہ آباد ۴۱۲ پریوی کونسل نے حقیقتاً جلسہ کاملہ الہ آباد ہائیکورٹ
کے فیصلہ کو محض اِس بنا پر منسوخ کیا ہے کہ ایک سلسلہ نظائر کا ایسی تبنیت
کے خلاف ہے اور عدالتہائے ہند ایسے مسلسل نظائر سے طے شدہ
امر مین ردو بدل نہین کرسکتین اِس سے واضح ہے کہ جلسہ کاملہ کی رائے
متعلق اصول مسئلہ ایک حد تک صحیح اور قابل تسلیم ہے۔ متاکشرا کی رُو سے
ایسی تبنیت جائز ہے پس اُن ممالک مین جہاں متاکشرا تنہا مروّج ہو اور
تبنیت کے متعلق اُسی پر عمل ہو مثلاً حصہ بنارس وہان ایسی تبنیت جائز
ہوگی۔ دکن مین چونکہ تبنیت کے متعلق دتک میمانسا و دتک چندر کا تسلیم
کی جاتی ہین اِس لیئے اِن مقامات مین ایسی تبنیت ناجائز ہوگی۔ ملاحظہ
ہو ٹیگور لا لکچرز بر مسئلہ تبنیت مرتبہ ڈاکٹر جالی صاحب صفحہ ۱۶۲ و ۱۶۳۔ گلاب چندر
سرکار صفحہ ۳۱۳۔ ہندو لا مؤلفہ گھوش صاحب صفحہ ۵۳۲۔
مستثنیٰ اشودر۔ کنارہ کے ہنریک برہمن[3] اور لنگایت[4] مستثنیٰ ہین۔
بھاسنجا۔ اِن ہی وجوہات پر بھاسنجا مستثنیٰ نہین لیا جاسکتا[5]۔

---

[1] ۳ بمبئی ۲۹۸۔ ۲۱ الہ آباد ۴۱۲ (پریوی کونسل)۔ [2] ۳۶ کلکتہ ۷۸۰۔

[3] ۸ الہ آباد ۹۱۳۱۔ ۲۷ کلکتہ ۳۷۹۔ ۳۱۹۔ ۹ مدراس ۴۴۔ ۱۴ الہ آباد ۵۳۔

[4] ۳ بمبئی ۲۷۳۔

[5] ۱۲ الہ آباد ۵۱ (پریوی کونسل)۔ خ ۱۶ انڈین اپیل ۱۱۶۔ م ۲۹ الہ آباد ۵۲۔ ۳۱ کلکتہ ۷۹
۳۲ کلکتہ ۱۰۷۹۔

مستثنیٰ۔ شودر۔ بمبئی کے کارڈ واڑ کے برہمن[1] ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کے پورے برہمن[2] اور کائستھ[3] مستثنیٰ ہین۔

خالہ کا بیٹا متبنیٰ نہین لیا جا سکتا[4] قدیم کتب مین ایسی تبنیت قانوناً ضروری طور سے ممنوع قرار دی گئی ہین اور نظائر عدالتی اِس مسئلہ کے متعلق اسقدر طے ہوگئے ہین کہ اب عدالت کو دست اندازی کرنا جائز نہین ہے۔ مدراس کے شودرون مین جائز رکھا گیا ہے[5]۔

بھائی متبنیٰ نہین لیا جا سکتا۔ سوتیلا بھائی غالباً لیا جا سکتا ہے لیکن مدراس ہائی کورٹ نے اِس کے خلاف طے کیا ہے[6]

بھتیجا متبنیٰ لیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح سے چچا کا بیٹا چچا کا پوتا اور ماموں زاد بھائی متبنیٰ لیا جا سکتا ہے[7]

متاکشرا کی رُو سے بھی سو مائی یا خالہ کی بیٹی کا بیٹا متبنیٰ لیا جا سکتا ہے[8]۔ سالی کا بیٹا متبنیٰ لیا جا سکتا ہے[9]۔ سالے کا پوتا اور سالی کا لڑکا بھی متبنیٰ لیا جا سکتا ہے[10] یہہ خیال رکھنا چاہیئے کہ اِن سب مین اِس اُصول کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ اگر متبنیٰ لینے والے مرد اور متبنیٰ کی ماں کے مابین کوئی ایسا رشتہ نہ ہو کہ اگر اُنکا

---

[1] ۴ بمبئی لار پورٹر ۱۴۰۔ [2] ۱۴ الہ آباد ۵۳۔

[3] ۱۰ کلکتہ ۶۸۸۔ ۱۲ الہ آباد ۳۲۸۔

[4] ۲۱ الہ آباد ۴۱۲ (پریوی کونسل)۔ ۴۳ بمبئی ۴۹۱ بصفحہ ۴۹۵۔

[5] ۱ مدراس ہائیکورٹ ۶۹۔ [6] ۳ مدراس ۱۵۔

[7] ۴۴ مدراس ۳۹۴۔ ۳۶ کلکتہ ۱۴۳۔ [8] ۷ مدراس ۵۴۸۔

[9] ۲۲ بمبئی ۹۷۲۔ ۲۷ الہ آباد ۴۱۷۔ [10] ۲۷ الہ آباد ۴۱۷۔

ازدواج باہمی ہوتا تو حرام ہوتا مگر اسکی برعکس صحیح نہین ہے پس اسطرح سالہ متبنی لیا جا سکتا ہے[1]
مگر بہٹا چاری صاحب اِس کے خلاف ہین کیونکہ داماد اور ساس مین نیوگ کا تعلق
نہین ہوسکتا یعنی یہہ نہین دیکہا جاتا کہ متبنی لینے والی عورت اور متبنی کے
اصلی باپ مین کوئی ایسا تعلق تو نہین ہے کہ اُن کا ازدواج باہمی شاستر
حرام ہوتا۔ وجہ یہہ ہے کہ تبنیت خاوند کے لیئے ہوتی ہے نہ کہ متبنی لینیوالی
بیوہ کے لیئے۔ علاوہ برین اِس آخری اُصول کا ذکر صرف دتک میمانسا مین
آیا ہے اور وہان بہی اُس کی پابندی اختیاری رکہی گئی ہے۔ اور
متاکشرا اور میوکہا کی اصلی کتابون کی شرحون مین اور نیز سمرتیون مین
ایسی ممانعت کا کہین ذکر نہین ہے[2]

(ہ) وہ اِس قابل ہونا چاہیئے کہ مذہبی مراسم کریا کرم ادا کر سکے کیونکہ
تبنیت کا منشا یہی ہے۔

(و) شادی شدہ لڑکے کو متبنی لینا اور عمر کی قید۔ دہرم شاستر مین
متبنی لیئے جانے کے لیئے کوئی عمر کی قید مقرر نہین ہے۔ لیکن شارحین نے
یہہ قرار دیا ہے کہ بعض مراسم متبنی گیرندہ کے خاندان مین انجام پانا چاہئین
دوجنمی ذاتون مین لڑکا ایسا ہونا چاہیئے جس کے اصلی خاندان مین رسم
زناربندی (اپنین سنسکار) نہ ہوا ہو۔ شودرون مین اتنا ہی کافی ہے کہ لڑکے
کی شادی اصلی خاندان مین رہتے ہوئے نہ ہوئی ہو[3] مگر یہہ نقص امرواقعی
سے رفع ہوجاتا ہے۔ دوسرے یہہ کہ متبنی لڑکا متبنی گیرندہ سے عمر مین کم ہو[4]

---

[1] ۳ مدراس ۱۵۔
[2] ۸ بمبئی ہائی کورٹ ۶۷۔
[3] ۶ کلکتہ ۱۴۴۔ ۲۷ الہ آباد ۲۱۷۔

ان قیود کے متعلق حسب ذیل وو مختلف رائے ہین -

(۱) مدراس - بنگال و بنارس - ان ممالک مین رسم زنار بندی (اُپنین) نہ ہونے کی قید قائم رکھی گئی ہے - صرف استثنا اُن صورتون کے لیئے ہین جبکہ لڑکا متبنیٰ گیرندہ ہی کے گوتر کا ہو[1] اگر لڑکے کی شادی ہوگئی ہو تو تبنیت ہر صورت مین ناجائز ہے[2] - مگر جبکہ شادی ہوئی ہو تو گو عمر چالیس سال کی کیون نہ ہو تبنیٰ لیا جاسکتا ہے[3] -

(۲) بمبئی و پنجاب - ان ممالک مین عمر اور زنار بندی کی قید سے متعلق احکام ہدایتی قرار دیئے گئے ہین نہ کہ حکمیہ - اور امر واقعی سے ایسے نقائص رفع ہو سکتے ہین - محض اس وجہ سے کہ تبنیت کے وقت لڑکے کی شادی ہو چکی تھی - یا لڑکا متبنیٰ گیرندہ بیوہ سے عمر مین کم نہ تھا تبنیت ناجائز نہین ہو جاتی - ایسا شخص بھی متبنیٰ لیا جاسکتا ہے جسکی شادی ہوگئی ہو اور اُس کے اولاد بھی موجود ہو - رینڈ صاحب جج کی بھی یہی رائے ہے[4]

جینی بھی اسی قاعدہ متاکشرا کے پابند ہین[5] جب رواج خلاف مین قوی شہادت سے ثابت نہ ہو - اس کے قبل یہہ طے ہوا ہے کہ جینون مین تبنیت محض دنیوی اغراض کے لیئے ہوتی ہے اس لیئے اُنکے یہان شادی شدہ مرد متبنیٰ کیا جاسکتا ہے[6] یہہ قاعدہ کہ متبنیٰ لینے والا لڑکی سے

---

[1] ۹ مدراس ۱۴۸ - ۱۳ مدراس ۱۲۸ - ۱۹ الہ آباد ۲۵۳ - ۳۱۶ لغایتہ ۳۲۴ - ۳۲۷ - ۳۲۸ -

[2] ۱۳ مدراس ۱۲۸ - ۶ مدراس ۴۳ -　　[3] ۱۶ مدراس ۲۸۴ -

[4] ۳۳ بمبئی ۱۵۱ - ۲۹ بمبئی ۱۰۴ - ۱ بمبئی ۸۰ -　　[5] ۳۲ الہ آباد ۲۴۷ = ۱۴ کلکتہ ویکلی نوٹس ۵۸۵ (پریوی کونسل)

[6] ۲۰ الہ آباد ۱۹۷ - ۲۹ الہ آباد ۴۹۵ -

عمر مین بڑا ہونا چاہیئے ذکور تک محدود ہے اور اناث پر حاوی نہین ہے۔
دتک چندریکا مین وضاحت کے ساتھہ لکھا ہے کہ دوجنمی ذاتون مین تبنیت زنار بندی کے رسم سے قبل ہونی چاہیئے اور شودرون مین شادی کے قبل۔ مدراس ہائیکورٹ نے اس اصول کو صحیح قرار دیا تھا وہ تجویز بعد ازان دوسرے فیصلہ سے منسوخ کی گیی[1] جب ایک بار تبنیت ہو جاے تو وہ منسوخ نہین کیجا سکتی جیسا کہ صاحب[2] جج نے تحریر کیا ہے کہ[3] اگر متبنی صحیح شخص نہین ہے تو اُس کا گناہ دینے اور لینے والے کے سر پر آئے گا مگر تبنیت قائم رہے گی"۔

(ز) تبنیت اس وجہ سے ناجائز نہین ہو جاتی ہے کہ متبنیٰ اپنے اصلی خاندان مین اولاد اکبر تھا یا اکلوتا بیٹا تھا۔ اس مین کوئی شک نہین ہے کہ کتب مین اولاد اکبر کو متبنیٰ دینا ممنوع تحریر ہے مگر یہہ احکام ممانعت ہدایتی ہین نہ کہ حکمیہ اور اس لیئے اگر تبنیت وقوع مین آجائے تو امر واقعی کے مسئلہ کی بنا پر تبنیت جائز رہے گی[4]۔

اکلوتے بیٹے کی تبنیت۔ اس کے متعلق بہت کچھہ اختلاف آرار ہے مگر یہہ اختلاف حال کے پریوی کونسل[5] کی دو تجاویز سے ایک گونہ رفع ہو گیا ہے۔ ذیل مین ہم اس مسئلہ کی تواریخ درج کرتے ہین۔
بنگال۔ یہان صرف دو نظائر اس مسئلہ کے متعلق سے پائی ہین اور ان

[1] ۳ مدراس ہائیکورٹ ۲۸ منسوخ بذریعہ ۹ مدراس ۱۴۸۔ [2] ۴ بمبئی ہائی کورٹ ۱۹۱۔
[3] ۷ بمبئی ۲۲۵۔ ۷ بمبئی ۲۲۱۔ ۱ بمبئی لا رپورٹر ۱۰۴۔ ۲ کلکتہ ۳۶۵۔
[4] ۲۲ مدراس ۳۹۸۔ ۲۱ الہ آباد ۴۶۱۔

دونون مین اکلوتے بیٹے کی تبنیت شودر قوم مین بہی ناجائز قرار دی گئی ہو۔ یہہ امر مشتبہہ ہے کہ پریوی کونسل کا حال کا فیصلہ بوجہ اس کے کہ وہ متاکشرا پر مبنی ہے اس ملک پر کہان تک حاوی ہوگا کیونکہ یہان دایابہاگ مروّج ہے[۱]

مدراس ۔ امرواقعی کے اصول کی بنا پر ایسی تبنیت ہمیشہ کے لیئے جائز رکہی گئی ہے[۲] جبکہ شوہر نے کوئی صریحی ممانعت نہ کی ہو۔

الہ آباد ۔ اوائل مین ایک مقدمہ[۳] مین جلسہ کاملہ سے یہہ طے ہوا کہ ایسی تبنیت عمل مین آجانے کے بعد ناجائز نہین ہوسکتی اور یہی رائے بمقدمہ مندرجہ الہ آباد ۱۴ صفحہ ۶۷ قائم رکہی گئی ہے اور پریوی کونسل سے بہی ہائیکورٹ کی رائے بحال رہی۔

بمبئی ۔ اولاً بمبئی ہائیکورٹ جلد ۷ صفحہ ۲۶ مین یہہ طے ہوا تہا کہ بیوہ بلااجازت اپنے خاوند کے اکلوتے بیٹے کو متبنٰی دے سکتی ہے ۔ مگر بمقدمہ مندرجہ بمبئی ہائیکورٹ صفحہ ۳۶۴ اِس رائے سے اختلاف کیا گیا ہے اور یہہ بہی طے پایا ہے کہ بیوہ کو ایسا اختیار حاصل نہ تہا ۔ مگر اس امر کا تصفیہ نہ ہوا کہ آیا خود باپ اپنے اکلوتے بیٹے کو متبنٰی دیسکتا ہے بمقدمہ وامن بنام کرشناجی مندرجہ ۱۴ بمبئی ۲۴۹ یہہ مسئلہ طے کیا گیا اور ایسی تبنیت ناجائز قرار دی گئی ۔ چونکہ اکلوتے بیٹے کی تبنیت ناجائز ہے

---

[۱] ۱ بمبئی لارپورٹر ۲۲۱ - ۳ کلکتہ ۴۴۳ -

[۲] ۱ مدراس ہائیکورٹ ۶۹ - ۱۱ مدراس ۴۳ - ۸ مدراس ۵۳ - ۲۲ مدراس ۳۹۸ -

[۳] ۳ الہ آباد ۴۴ ( جلسہ کاملہ ) [۴] ۱۴ الہ آباد ۶۷ -

اِس لیئے اِس امر سے کہ دوسری اولاد اصلی باپ کے بعد از ان پیدا ہوئی تبنیت جائز نہین ہو جاتی[1] مگر یہہ صرف دو جنبی ذاتون کے لیئے ہے۔ دکن کے اضلاع مین لنگا تیون مین بھی اکلوتے بیٹے کی تبنیت جائز قرار پائی ہے[2]۔ بمقدمۂ چمن لال بنام رام جینار مندرجہ ۲۴ بمبئی ۲۶۷ بمتابعت فیصلہ پریوی کونسل بمقدمۂ گر لنگ سامی یہہ تصفیہ ہوا کہ میو کہا کی رُو سے اکلوتے بیٹے[3] کی تبنیت ناجائز نہین ہے۔ اور اسی طرح بمقدمۂ مندرجہ ۲۵ بمبئی ۵۳۷ جس مین فریقین شودر تھے یہہ طے کیا گیا کہ گر لنگ سامی کے مقدمہ سے اب جواز تبنیت اکلوتے بیٹے کی تسلیم کی گئی ہے اور بیوہ کو اختیارات ضمنی اس طرح متبنیٰ دینے کے حاصل ہین جب تک صریحی ممانعت شوہری ثابت نہ کیجاوے[4] اگر صریحی ممانعت شوہر ثابت نہ کیجاوے تو ضمنی اختیار بیوہ تسلیم کیا جاویگا[5]۔

ضروری مراسم۔ (الف) فی الواقعی لڑکے کو دینا اور لینا لازمی جزو ہے۔ محض ظاہری لینا و دینا بذریعہ دستاویزات کافی نہین ہے[6] اگر جائز طریقہ سے دینا اور لینا وقوع مین آجائے تو نہ واقعہ تبنیت کی رجسٹری ہونے کی ضرورت ہے اور نہ کسی دوسری قسم کی تحریری شہادت کی ضرورت ہے۔

(ب) دت ہوم کرنا۔ دینے اور لینے کی رسم کے بعد دت ہوم کی رسم ہی

---

[1] ۱۹ بمبئی ۶۵۸۔
[2] ۱۹ بمبئی ۴۲۸۔
[3] ۲۵ بمبئی ۵۳۷۔
[4] ۲۳ بمبئی ۶۸۹۔
[5] ۱ بمبئی لا رپورٹر ۲۴۲۔ ۱۰ بمبئی ہائیکورٹ ۲۳۵۔ ۶ کلکتہ ۳۸۱۔

مگر اس رسم کے ادا نہ ہونے سے خواہ مخواہ تبنیت ناجائز نہین ہوجاتی۔ دوجنمی ذاتون مین یہہ ایک ضروری رسم قرار دی گئی ہے مگر شودرون مین ایسا نہین ہے۔

**ویسشٹ**۔ وہ جسکی خواہش متبنی لینے کی ہو اُس کا فرض ہے کہ اپنے عزیزون کو جمع کرے۔ بادشاہ وقت کو اپنے ارادہ کی اطلاع دی۔ وسط مکان مین ہون کرے اور بطور بیٹے کے دُور کا نہین بلکہ نزدیک سے نزدیک رشتہ دار متبنی لے۔

**مدراس و پنجاب**۔ یہان برہمنون کے لیئے بھی اس کی ضرورت نہین قرار دی گئی ہے[۵۱] یہہ تجویز ہوی ہے کہ اِس کی ضرورت اُس حالت مین نہین ہے جب کہ متبنی لینے والا باپ اور متبنی بیٹا ایک ہی گوتر کے ہون[۵۲] شودرون مین یہہ طے پایا ہے کہ دت ہوم ایسا جزو نہین ہے جسکے بغیر کام نہ چل سکی[۵۳] مگر مدراس مین ابھی یہہ مسئلہ مشتبہ ہے۔

**الہ آباد**۔ بمقدمہ آتمارام بنام مادھو ۱۶ الہ آباد ۲۷۶ جوکہ ۲۴ بمبئی ۲۱۸ مین تسلیم کیا گیا ہے یہہ طے پایا کہ دت ہوم یا کوئی دوسری مذہبی رسم ایسی ضروری نہین ہے کہ بغیر اُس کی ادائی کے بھتیجے کی تبنیت کی جوازی مین خلل واقع ہوجائے۔

**بمبئی**۔ یہان دت ہوم ضروری رسم ہے۔ بمقدمہ راؤجی بنام لکشمی بائی

---

۵۱ ۴ مدراس ہائی کورٹ ۱۶۵۔ ۷ مدراس ۵۴۸۔

۵۲ ۱۱ مدراس ۵۔ ۵ مدراس ۳۵۸۔ ۶ مدراس ۲۰۔

۵۳ ۱۲ مدراس ۴۹۷۔

۱۱ بمبئی ۳۸۱ فارن صاحب جج نے شبہہ ظاہر کیا کہ آیا اِس رسم کی ادائی کے بغیر برہمنون مین تبنیت جائز ہوسکتی ہے ۔ جبکہ بہتیجا متبنی لیا جاوے یہہ رسم لازمی نہین ہے[1] اِسی قدر کافی ہے کہ دینے اور قبول کرنے کی شہادت قابل اطمینان موجود ہوا ور اگر دیگر واقعات سے مثلاً قابض جائداد ہونے سے تائید ہوتی ہو تو اُس رسم کی ادائی کے ثبوت کی ضرورت نہین ہے ۔

بنگال ۔ ایک پُرانے مقدمہ مین یہہ تجویز ہوئی تہی کہ "دتست جگ" دوجنمی ذاتون مین دتک طریقہ تبنیت کے لیئے لازمی جزو ہے[2] شودرون مین اِس رسم کی ضرورت نہین ہے[3] اُس صورت مین تبنیت مکمل نہ خیال کیجاوے گی جبکہ مراسم کی ادائی عمداً چہوڑ دی گئی ہو[4] کیونکہ ایسی صورت مین یہہ قیاس کرلیا جاتا ہے کہ فی الواقعی رضامندی حاصل نہین ہوئی ہے ۔

پنجاب ۔ پنجاب مین اور جین مذہب مین کسی رسم کی ادائی کی ضرورت نہین ہے ۔ کیونکہ معاملہ محض اغراض دنیوی کے لیئے ہوتا ہے[5] تبنیت ناجائز کرنے والے واقعات ۔ جبکہ لوازمات متذکرۂ بالا کی تکمیل ہوجاوے لڑکے کو متبنی ہونے کی شان حاصل ہوجاتی ہے یہہ امر کہ

---

[1] ۲۴ بمبئی ۲۱۸ ۔

[2] ۱۱ بنگال لاء رپورٹر ۱۷۲ ۔ ۱۶ سدر لینڈ ویکلی رپورٹر ۱۷۹ ۔

[3] ۱۴ سدر لینڈ ویکلی رپورٹر ۲۸۵ ۔ [4] ۱۹ کلکتہ ۴۵۲ ۔

[5] ۸ الہ آباد ۳۱۹ ۔

اصلی باپ نے اپنا لڑکا متبنیٰ دینے کے عوض کچھہ رقم متبنیٰ گیرندہ سے حاصل کی تبنیت کو ناجائز نہین کردیتا۔ اگرچہ ایسے بدل کا لینا خلاف قانون اور مصلحت عامہ ہے۔ وجہ یہہ ہے کہ لڑکے کا دینا اور لینا ایک شئے دیگر ہے جسکو ناجائز اقرار اور ادائی بدل ناجائز سے کوئی تعلق نہین ہے[1]

ثبوت تبنیت۔ تبنیت کے وقوع کا مسئلہ ایک امر واقعہ ہے جس کی صحت ہر موقع کے حالات پر منحصر ہے۔ ایک مقدمہ مین پریوی کونسل سے تبنیت اس بنا پر غیر مشتبہہ قرار دی گئی کہ لڑکا تبنیت کے متعلق اخراجات کا حساب نہ پیش کرسکا اور نہ طرز عمل وقوع تبنیت کی تائید مین تھا[2]۔ جبکہ شہادت مین اختلاف ہو تو اس بات پر لحاظ کیا جاتا ہے کہ تبنیت منسوبہ اور متبنیٰ گیرندہ کی وفات کے درمیان فریقین کا طرز عمل کیا رہا۔ یہہ امر کہ اصلی خاندان مین بوقت تقسیم لڑکے کے حقوق فروگزاشت کئے گئے اور متبنیٰ باپ کا نام اسکول رجسٹر مین بطور ولی و پدر متبنیٰ درج رہا ہے تبنیت کے اثبات کی قوی شہادت ہے[3]۔

مسئلہ امر واقعی۔ قدیم کتب مین تبنیت کی جوازی پر بہت سے قیود عائد کئے گئے ہین مگر حال کے فیصلہ جات مین ان قیود بے ضابطہ کو دور کرنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ اگر حسب ذیل لوازمات کا وجود ثابت ہو جائے تو تبنیت جائز ہے۔ (۱) دینے کی قابلیت۔ (۲) لینے کی قابلیت۔ (۳) لئے جانے کی قابلیت۔ دیگر لوازمات کے متعلق یہہ طے پایا ہے کہ ہدایات مندرجہ کتب

---

[1] ۲۹ مدراس ۱۶۱۔
[2] ۶ مدراس لاٹائمس ۲۹۷۔
[3] ۳۱ الہ آباد ۱۱۶۔

محض ہدایتی ہین نہ کہ حکمیہ اس لیئے اُن پر مسئلہ امر واقعی کا اطلاق ہوتا ہے[1]۔ اِس مسئلہ کا اطلاق اُن لوازمات تک محدود ہے جو طریقہ کارروائی پر دلالت کرتے ہین اور جن سے نفس واقعہ پر اثر نہین پڑتا۔ دوسرے الفاظ مین لوازمات متعلقۂ تبنیت کی دو تقسیم ہو سکتی ہین۔

اول جو محض طریقۂ عمل سے متعلق ہین۔ دوم جو نفس واقعۂ تبنیت سے تعلق رکھتے ہین اور مسئلہ ہذا کا اطلاق صورت اول پر محدود ہے۔ ذیل مین مختلف واقعات جن مین اُس کا اطلاق ہونا چاہیئے یا نہ ہونا چاہیئے درج ہین۔

ذیل کی صورتون مین مسئلہ ہذا کا اطلاق ہوتا ہے۔

(۱) اکلوتے بیٹے کا متبنی لینا۔ (۲) اولاد اکبر کا متبنی لینا۔ (۳) خاندان مین قابل لڑکا ہوتے ہوے ایک شخص اجنب کو متبنی لینا۔ (۴) بغیر بال مونڈے ہوی بیوہ کا متبنی لینا۔ (۵) بیوہ کا ایسے لڑکے کو متبنی لینا جو اُس سے عمر مین کم نہ ہو۔ (۶) دت ہوم کی رسم ادا کیئے بغیر متبنی لینا۔

حسب ذیل صورتون پر مسئلہ ہذا کا اطلاق نہین ہوتا ہے۔

(۱) سہ وجنمی ذاتون مین نواسہ یا بھانجہ کو متبنی لینا (ملاحظہ ہو اصل مضمون تذکرہ ماسبق) (۲) بیوہ اولی کی اجازت کے بغیر بیوہ ثانی کا متبنی لینا[2]۔ بلا اجازت ضروری کے متبنی لینا[3]۔

یہہ مسئلہ صرف بنگال ہی مین رائج نہین ہے بلکہ تمام ممالک مین تسلیم کیا جاتا ہے[4]۔ یہہ مسئلہ دہرم شاستر کے کسی قاعدہ پر مبنی نہین بلکہ اصولِ معدلت و

---

[1] ۹ الہ آباد ۲۵۳۔ ۱۲ بمبئی ہائیکورٹ ۳۶۴۔ ۳ بمبئی ۲۹۳۔ [2] ۱۲ بمبئی ۱۹۰۔

[3] ۲ بمبئی ۳۷۷۔ [4] ۳ کلکتہ ۹۰۱۔

انصاف سے اخذ کیا گیا ہے۔

دویم اوشیانا بیٹا۔ یہہ اُس فرزند کو کہتے ہین کہ جس کا تعلق دو باپ سے ہوتا ہے اس طرح سے کہ متبنیٰ لیتے وقت یہہ شرط صریحی کرلیجاتی ہے کہ اصلی خاندان کا رشتہ قائم رہے گا۔ اس کے دو اقسام ہین۔ تتیہ دویم اوشیانا اور انتیہ دویم اوشیانا فرزند۔ یہہ صورت اُس وقت واقع ہوتی ہے جبکہ ایک بہائی کے اکلوتے بیٹے کو دوسرا لاولد بہائی گود لے۔ یہہ خیال رکھنا چاہئے کہ اگر کسی شخص اجنب کے بیٹے کو دو بہائی بالاشتراک متبنیٰ لین تو وہ حالت دویم اوشیانا کی نہین ہوتی۔ مگر ونک چندر کا مین اس کے خلاف تحریر ہے ملاحظہ ہو باب (۲) صفحہ ۲۸۔ یہہ طریقہ وہاردار کے لنگایت خواہ بہائی مشترکہ ہون یا نہ ہون اور ساحل ملیبار کے عنبودری برہمنون مین پایا جاتا ہے[۵۱] اور الہ آباد اور بنگالہ مین مروّج ہے[۵۲]۔ دہرم شاستر مین اس طریقہ تبنیت کی اجازت درج ہے مگر اس پر عمل عموماً اس وجہ سے نہین ہے کہ وہ دتک طریقہ تبنیت کے مانند مذہبی وقعت نہین رکھتا نہ صرف بہائی بلکہ اُن کی بیوگان بہی ایسا متبنیٰ لے سکتی ہین[۵۳]۔ شرائط اور شکل اس طریقہ تبنیت کی دتک طریقہ تبنیت کی ایسی ہین[۵۴] یہہ طریقہ تبنیت منقسمہ وغیر منقسمہ بہائیون مین یکسان طریقہ سے رائج ہے[۵۵] اور اس کی تمیز کسی رسم کے ادا ہونے پر نہین ہے بلکہ اُس کا دارومدار ایسے معاہدہ کے اوپر ہوتا ہے جو وقت

---

۵۱ امدراس ۱۷۴ – ۲۱ بمبئی ۱۰۵ – ۱۹ بمبئی ۵۵۴ – ۵۲ ۱۲ ویکلی رپورٹر ۲۹ – ۳ کلکتہ ۵۸۷ –

۵۳ ۲۵ بمبئی ۵۰۷ –

۵۴ صفحہ ۳۷۶ –

۵۵ ۲۱ بمبئی ۱۰۵ – ۱۹ بمبئی ۵۵۴ –

وقوع تبنیت اصلی اور متبنیٰ باپ کے درمیان منعقد ہو۔ اصلی ماں کا حقِ وراثت محض اس تبنیت کی وجہ سے زائل نہین ہوجاتا[۱]۔ دوئم اوشیانا بیٹا ہر دو باپ کی جائداد سے ترکہ پاتا ہے[۲] لیکن اُس صورت مین جب اصلی متبنیٰ باپ کے من بعد اولاد پیدا ہو اُس کا حصہ کم ہوجاتا ہے ایسی صورت مین اصلی باپ کی جائداد مین اُسے ½ اور دوسری بیٹے کو ½ ملتا ہے اور متبنیٰ باپ کی جائداد مین اُس کو ⅒ اور دوسرے کو 9/10 حصہ ملتا ہے یعنی عام طور سے ایسی صورت مین جسقدر حصہ متبنیٰ باپ کی جائداد مین متبنیٰ کے لیئے مقرر ہے اُس کا نصف اُسے ملتا ہے۔ لیکن اگر دونون باپ کے صلبی اولاد پیدا ہوجائے تو دوئم اوشیانا کسی باپ کو پنڈ نہین دیتا ہے بلکہ اپنے متبنیٰ گیرندہ باپ کے صحیح النسب اولاد کے حصہ کا ایک ربع پاتا ہے[۳]

میوکھا کی رُو سے اگر کسی باپ کے بھی کوئی اور اولاد پیدا ہوجائے تو دوئم اوشیانا بیٹے کے حقوق اصلی خاندان مین زائل ہوجاتے ہین۔

تبنیت مشروط ایسی اقرار کا جواز جو تبنیت سے قبل کیا جائے۔

اب ہم ایسے معاہدات کے جواز پر بحث کرتے ہین جو متبنیٰ گیرندہ اور متبنیٰ کے ولی کے مابین قرار پائین۔ اصول یہہ ہے کہ جب باوائی مراسم و تکمیل لوازمات تبنیت وقوع مین آجاتی ہے تب وہ قانوناً قابل اجرائی اور قطعی ہوجاتی ہے۔ شرط ماسبق یا مابعد پر اُس کا نفاذ منحصر نہین کیا جاسکتا

---

[۱] ۲۹ الہ آباد ۲۷۴۔ [۲] ۱۱ مدراس ۱۵۷۔ ۱۹ بمبئی ۴۲۸۔

[۳] مین صاحب طبع ہفتم صفحہ ۲۳۰۔

وجہ یہہ ہے کہ تبنیت مذہبی اصُول پر مبنی ہے اور ایسی شرائط جائز رکھنے سے کسی صورت مین اس کا تیقن نہین ہوسکتا اور فریقین کا منشا مفقود ہوجاتا ہے ایسا معاہدہ جائز ہوسکتا ہے جس کا اثر استفادۂ جائداد پر محدود ہو اور اُس سے روحانی فوائد پر کوئی مضر اثر نہ پڑتا ہو۔ مثلاً ایسا اقرار اگرچہ وہ خود متبنی اور متبنیٰ گیرندہ کے درمیان قرار پایا ہو قابل نفاذ نہین ہے جس مین بیٹے نے یہہ اقرار کیا ہو کہ وہ اپنے حق وراثت سے دست بردار ہوتا ہے[1]۔ تبنیت اِس وجہ سے ناجائز نہین ہوجاتی کہ اصلی باپ نے متبنیٰ دینے کے عوض مین کچھہ رقم حاصل کری گو کہ ایسا عمل مصلحت عامہ کے خلاف ہے۔ وجہ یہہ ہے کہ تبنیت مین لینا اور دینا اِس ناجائز اقرار سے ایک شئے علیحدہ ہے اور ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا اقرار بیٹے کو کس حد تک پابند کرے گا۔

مقدمات بمبئی۔ ایک مقدمہ مین ایک ہندو بیوہ نے جس نے اپنے خاوند کی جائداد ترکہ مین پائی تھی اِس شرط پر متبنیٰ لینے کا وعدہ کیا کہ اپنے حین حیات وہ جائداد کی مالک رہے گی۔ صرف لڑکے کی تعلیم اور پرورش اُس کے ذمہ رہے گی اور اِس اقرار کے اعتماد پر اُس نے لڑکا متبنیٰ لیا۔ یہہ تجویز ہوئی کہ ایسا اقرار بیٹے پر واجب التعمیل ہے اور اُس کے حق ملکیت پر متبنیٰ مان کے حقوق کا بار رہے گا[2]۔ اِس مین یہہ بھی طے پایا تھا کہ متبنیٰ دینے کے متعلق باپ کا اختیار محض ایک ولی کے اختیار کے مساوی نہین ہے بلکہ ایک

[1] ۱۹ بمبئی ۲۳۹۔

[2] ۱۱ بمبئی ہائیکورٹ ۱۹۹ - ۱۱ بمبئی ۳۸۱ - ۱۵ مدراس ۹۹۔

مالک مطلق کے اقتدار کے برابر ہے۔ حال کے ایک مقدمہ مین جس مین فریقین لنگایت قوم کے تھے متبنیٰ باپ نے تبنیت کے وقت اپنی جائداد کا ایک جزو اپنے بیٹون کو ہبہ کر دیا اور تبنیت نامہ اور ہبہ نامہ اُسی روز تکمیل پایا اور ہر ایک مین دوسرے کا حوالہ تہا۔ یہہ طے پایا کہ ایسا ہبہ متبنیٰ بیٹے پر واجب التعمیل ہے۔ اِس وجہ سے کہ اُس کا قدرتی باپ فریق کارروائی تہا[۵۱]۔ حال کے ایک مقدمہ مین جنکنس صاحب چیف جسٹس نے یہہ تجویز کی کہ متبنیٰ بیٹا اُس اقرار کا پابند نہین ہو سکتا۔ جو کہ اُس کی متبنیٰ مان اور اصلی والدین کے مابین وقت تبنیت ہوا ہوا ور جس کی رُو سے اصلی والدین کو یہہ حق حاصل ہو کہ وہ اُس جائداد غیر منقولہ مین جو کہ اُس کو بہ حیثیت متبنیٰ بیٹا ملنی چاہیئے تہی[۵۲] تصرفات کر سکین۔

الہ آباد۔ ایک مقدمہ مین دستاویز تبنیت مین یہہ شرط تحریر تہی کہ متبنیٰ مان اپنی زندگی بہر جائداد کی مالک رہے گی اور بعد وفات متبنیٰ بیٹے کو کامل حقوق حاصل ہون گے۔ یہہ تجویز ہوئی کہ متبنیٰ اقرار لہذا کا پابند ہے اور شرط مندرجہ سے بیوہ کو عام منتظم کا اختیار حاصل ہے[۵۳]

مدراس۔ یہان عام طور سے اگر متبنیٰ نابالغ ہو تو وہ اُن شرائط کا جو وقت تبنیت بیوہ متبنیٰ گیرندہ نے عائد کئے ہون اور جو اُس کے اصلی باپ نے منظور کیا ہو پابند نہین کیا جا سکتا[۵۴]۔ مگر متبنیٰ باپ کو یہہ حق حاصل ہے کہ وقت تبنیت

---

۵۱ ۱۹ بمبئی ۴۲۸ - ۲۲ بمبئی ۲۰۵۔　　۵۳ ۸ بمبئی لارپورٹر ۴۲۶۔

۵۲ ۱۳ الہ آباد ۱۶۳۔　　۵۴ ۱۶ مدراس ۴۰۰۔ جو تجویز مقدمہ ۱۶ کلکتہ ۵۵۶ پریوی کونسل کی ضمنی عبارت پر مبنی تہی۔

شرائط عائد کرے۔ اور اگر نابالغ متبنیٰ کے اصلی والدین اپنی رضامندی ظاہر کر دین تو شرائط موعودہ کی پابندی اُس پر لازم ہوگی[۱]۔

کلکتہ۔ اگر لڑکے کے والدین وقت تبنیت بیوہ سے یہہ اقرار کر لین کہ وہ حین حیات قابض جائداد رہے گی اور ان ہی شرائط کے ساتھہ تبنیت عمل مین آئے تو متبنیٰ بیٹے پر وہ اقرار قابل پابندی ہوگا[۲]۔

جائز تبنیت کے نتائج اور واقعات متعلقہ۔ متبنیٰ جانے کے بعد لڑکا اپنے خاندان سے متبنیٰ لینے والے کے خاندان مین منتقل ہو جاتا ہے اور اصلی خاندان مین اُس کے جملہ حقوق وراثت زائل ہو جاتے ہین۔ مدراس ہائیکورٹ کی رو سے باہمی وراثت کے لیئے اپنے پیدائشی خاندان سے قطعاً علیحدہ ہو جاتا ہے اور اُس کے اصلی باپ کو اُس کے متبنیٰ خاندان کے ورثائے عودی پر حق وراثت مین ترجیح حاصل نہین ہوتی ہے[۳]۔ مگر صرف وہی اِس طرح منتقل ہوتا ہے یعنی اگر کوئی ایسا شخص متبنیٰ لیا جائے جس کی شادی ہوگئی ہو تو اُس کی اولاد کا نہ گوتر جاتا ہے اور نہ اصلی خاندان مین حق وراثت زائل ہوتا ہے[۴]۔ مگر باوجود تبنیت ہو چکنے اغراض شادی کے لیے اثرات رشتہ داری قائم رہتے ہین۔ اور متبنیٰ پر اصلی باپ کے قرضہ کی ادائی لازمی نہین ہے۔ وہ خاندان متبنیٰ گیرندہ مین

---

[۱] ۴ مدراس ۱۶۰- ۱۲ مدراس ۴۹۰-

[۲] ۳ انڈین کیسز ۳۷۶- ۲۷ مدراس ۵۷۷- ج ۱۶ کلکتہ ۵۵۶-

[۳] ۲۵ مدراس ۳۹۴-

[۴] ۳۳ بمبئی ۶۶۹-

ہم جدی رشتہ دارون کا بہی وارث ہوتا ہے[۵۲] وہ اپنے متبنی باپ کی بیوی کے خاندان کا بہی وارث ہوسکتا ہے اور ایسی جائداد کا وراثتاً مالک ہوسکتا ہے جو اُس کی متبنی ماں نے اپنے باپ سے ترکہ مین پائی ہو[۵۳] اگر کسی خاندان مین ایک ہی رکن پس ماندہ ہوا ور وہ دوسرے خاندان مین متبنی جائے تو اِس وجہ سے اصلی خاندان کی جائداد مین اُس کا حق زائل نہین ہوتا۔ بشرطیکہ وہ جائداد اُس کو قطعاً حاصل ہوگئی ہو[۵۴] لیکن ایسا کوئی معاہدہ معنوی تصور نہین کیا جاسکتا کہ بیٹا دینے کے عوض متبنی گیرندہ نے یہہ اقرار لڑکے کے اصلی باپ سے کرلیا ہے کہ وہ وصیت نہ کرے گا۔ جس کی رُو سے متبنی بیٹے کو باپ کی موروثی جائداد مین عین بعد وقوع متبنیت استحقاق حاصل ہوجاتا ہے۔ اور اُس کی حیثیت صُلبی فرزند کی ہوتی ہے۔

متبنی ماں کسے کہتے ہین۔ جبکہ کوئی شخص کسی لڑکے کو متبنی اپنے نام سے لیتا ہے تو اُس کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ اُس کی بیوی لڑکے کی متبنی ماں ہوئی۔ مگر جبکہ ایک سے زیادہ بیویاں ہون تو یہہ نتیجہ ہمیشہ صادق نہین آتا۔ اگر وہ تنہا کسی لڑکے کو متبنی لیتا ہے تو اُس کی تمام بیویاں متبنی ماں ہوتی ہین۔ اور یہی صورت اُس حالت کے لیئے بہی ہے جبکہ وہ اپنی تمام بیویون کو وقت متبنیت شریک کرے[۵۵]۔ مگر جس صورت مین کہ صرف

---

۵۲ ۸ انڈین اپیل ۲۲۹۔
۵۳ ۲۹ مدراس ۴۳۷۔
۵۴ ۲۳ مدراس ۱۔ ۲۶ مدراس ۱۰۴۔
۵۵ الہ آباد ۲۵۵۔ ۹ کلکتہ ۲۵۶۔
۵۶ ۱۲ کلکتہ ویکلی نوٹس ۶۶۸۔

ایک ہی بیوی شریک ہو صرف وہی متبنی ماں ہوتی ہے اور دوسری بیوی سپتنی ماتا (شریک بیوی ماں) کہلاتی ہے۔

**ناجائز متبنیت کا اثر۔** بقول منو اگر تبنیت اس وجہ سے ناجائز قرار پائے کہ وہ مناسب طریقہ سے عمل مین نہین آئی تو متبنی بیٹا متبنی گیرندہ خاندان سے صرف گزارہ اور اخراجات شادی کا مستحق ہوتا ہے۔ بمبئی مین یہہ طے پایا ہے کہ ایسی حالت مین متبنی کے حقوق جو اُس کو اصلی خاندان مین حاصل ہوتے ہین بدستور قائم رہتے ہین[۱۵۱] مگر بنگال مین اسکے خلاف طے ہوا ہے اور وہان ایسی حالت مین اصلی خاندان مین متبنی واپس نہین لیا جا سکتا۔ مین صاحب حسب ذیل قواعد اس بارہ مین تحریر فرماتے ہین۔

| | |
|---|---|
| (۱) جبکہ جائز طور سے رسم دینے اور لینے کی ادا ہوئی ہو۔ | اگر اور اسقام رہ گئے ہون تو وہ اصلی خاندان مین عود نہین کر سکتا باوجود اس کے کہ اسکو کل استحقاق متبنی بیٹے کے حاصل نہ ہون۔ وہ متبنی خاندان سے گزارہ کا مستحق ہو سکتا ہے[۱۵۲] |
| (۲) جبکہ جائز طور سے رسم دینے اور لینے کی ادا ہوئی ہو۔ | اگر رسم زناربندی دوسرے خاندان مین ہو کر انجام پائی ہو تو وہ اصلی خاندان مین عود نہین کر سکتا۔ مگر بھٹاچاری صاحب کی رائے اس کے خلاف ہے اُن کے بموجب ایسی صورتین بھی متبنی کے حقوق اصلی خاندان مین زائل نہین ہوتے۔ ہندو لا مؤلفہ |

[۱۵۱] ۱۲ بمبئی ہائیکورٹ ۳۶۴۔

[۱۵۲] ۱۴ مدراس ہائیکورٹ ۳۶۳ بصفحہ ۳۶۷۔ ٹریویلین (سنہ ۱۹۰۸ء) صفحہ ۲۰۷۔

بہنا چارجی جلد سوئم صفحہ ۵۶۴۔ اگر رسم زنار بندی
اصلی خاندان میں انجام پائی ہو تو وہ عود کر سکتا ہے
مگر ایسی حالت مین متبنی خاندان مین اُسے حق گزارہ
حاصل نہین ہوتا۔

مگر اکثر یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی جائداد کسی خاص شخص کو ہبہ کرے اور اُس شخص مین وہ صفات نہ پائے جائین تو کیا ایسا شخص باوجود وہ اوصاف نہ رکھنے کے ہبہ یا وصیت کے ذریعہ سے دعویدار ہوسکتا ہے۔ مثلاً زید اپنی وصیت مین یہہ ہدایت کرتا ہے کہ اُس کی بیوی مسمی بکر کو متبنی لے۔ اور اُسی وصیت کے ذریعہ سے بکر کو بہ حیثیت متبنی جائداد منتقل کرنا تحریر کرتا ہے۔ اگر وہ لڑکا متبنی نہ لیا جائے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا بکر وصیت کی بنا پر زید کی جائداد پانے کا دعوی کر سکتا ہے۔ پریوی کونسل نے یہہ طے کیا ہے کہ اس سوال کا جواب اُس مفہوم پر منحصر ہے جو مضمون وصیت نامہ سے اخذ کیا جا سکے یعنی اگر الفاظ سے محض شناخت موہوب لہٗ مراد ہو تو لڑکے کو ایسے دعوے کا حق حاصل ہے۔ اور اگر الفاظ مستعملہ سے ہبہ کرنے کی وجہ تحریک معلوم ہوتی ہو تو اُسکو ایسا حق حاصل نہوگا[1]۔ اِس لیئے کہ اُسے حیثیت متبنی کی حاصل نہین ہوئی اور وقوع تبنیت شرط مقدم ہے۔ مزید برآن بیوہ پابند نہین ہے کہ متبنی ضرور لے۔ متبنی کے اصلی باپ بچہ کا کیسے ہی شرائط قائم کرے۔ اگر تبنیت عمل مین آکے یا ناجائز قرار پائے اور شناخت ایسی ہو کہ اُس سے بخوبی تمیز ہو سکے تو[2]

---

[1] ۲۳ بمبئی ۱۷۲ (پریوی کونسل)۔ ۹ کلکتہ ویکلی نوٹس ۳۰۹۔ ۲۴ کلکتہ ۵۸۹۔ [۲] ۱۲ بمبئی ۲۰۲۔

[3] ۱۹ انڈین اپیل ۱۰۸۔ ۱۳۱ الہ آباد ۳۳۹۔ ۲۴ مدراس ۲۱۴۔

موہوب لہٗ جائداد موہوبہ پاوے گا اور عدم وقوع یا ناجوازی تبنیت مزیل حق ہوگی۔

تبنیت جو ناجائز دباؤ وغیرہ کی توجہ سے عمل مین آئے۔ ایسی تبنیت کالعدم نہین ہوتی ہے صرف ممکن الانفساخ ہوتی ہے اور بشرطیکہ کسی شخص غیر کے حقوق پر اثر نہ پڑے اگر وہ بعد کو تسلیم کر لیجاوے تو جائز ہو جاتی ہے[1]۔ بیوہ کا اپنے شوہر متوفی کا ورثہ اٹھانے مین اس غرض سے مزاحم ہونا کہ وہ مزاحمت کنندہ کو متبنیٰ لیلے فعل ناجائز ہے اور دباؤ ناجائز کی حد تک پہنچتا ہے[2]۔ جبکہ تبنیت مین لڑکا دینے کا وعدہ اس شرط پر کیا جاتا ہے کہ اصلی والدین کو سالانہ گزارہ دیا جاوے ایسا معاہدہ ناجائز ہے۔ کیونکہ اس سے متبنیٰ بیٹے کی ذات و جائداد کا نقصان مقصود ہے جو خلاف اصول دہرم شاستر ہے[3]۔ مگر اصلی باپ کو اس کے بدل ہین کہ اس نے اپنا لڑکا متبنیٰ دیا رقم دینے سے تبنیت ناجائز نہین ہو جاتی[4]۔ حال کے ایک مقدمہ مین بمبئی ہائی کورٹ نے یہ طے کیا ہے کہ بیوہ متبنیٰ گیرندہ کو اصلی باپ کی جانب سے روپیہ دینا بمنزلہ رشوت ہے[5]۔

متبنیٰ فرزند اور اورسا فرزند کے حصص۔ جبکہ متبنیٰ گیرندہ کے فرزند وقت تبنیت موجود ہو تو اس کو کوئی متبنیٰ جائز نہ ہوگا۔ مگر اکثر ایسا واقعہ ہوتا ہے

---

[1] ۲۹ مدراس ۲۳۷۔ ٹریویلین صفحہ ۱۵۲ و ۱۵۳۔ مدراس ویکلی نوٹس بابتہ سنہ ۱۹۱۰ع صفحہ ۷۸۵۔

[2] ۳۱ مدراس ۲۱۴۔ سرکار صفحہ ۲۵۵۔ ۴۳۱۔

[3] ۲۱ ویکلی رپورٹر ۳۸۱۔ ۲۲ بمبئی ۱۹۹ بصفحہ ۲۰۶۔

[4] ۲۹ مدراس ۱۶۱۔

[5] ۸ انڈین کیسز ۶۲۴۔

کہ اگرچہ اُس کے اُس وقت کوئی بیٹا نہ ہو مگر بعد کو پیدا ہوجاتا ہے۔ ایسی صورت مین یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دونون بیٹون مین باپ کی جائداد کس مناسبت سے تقسیم ہونی چاہیئے۔

وسیشٹ نے یون تحریر کیا ہے کہ جب کوئی متبنیٰ لے لیا گیا ہو اور بعد کو صحیح النسب اولاد پیدا ہو تو متبنیٰ بیٹے کو ¼ حصہ ملتا ہے۔ لفظ ایک ربع کی تعبیر مختلف علمار نے مختلف طریقہ سے کی ہے مگر اس تعبیر کا اطلاق صرف دو جنمی اقوام تک محدود ہے۔

بنگالہ۔ سمرتی چندرکا مین عبارت ⅓ ہے اور اس لیئے بنگالہ مین متبنیٰ بیٹا کل جائداد کا ایک ثلث پاتا ہے۔ جائداد کے تین حصے کیئے جاتے ہین۔ بمقدمہ بیر بہادر راتھہ بنام ملیشر ویاندو[1] اس تعبیر کے متعلق ایک بسیط بحث ہوئی ہے اور اُس مین حوالہ دایا بھاگ باب (۱۰) فقرہ (۱۳) کا دیا گیا ہے۔ اگر دو آرسا فرزند ہون تو اُس وقت جائداد پانچ حصص پر منقسم ہوگی اور متبنیٰ فرزند کو ایک حصہ ملے گا[2] مگر قانون متاکشرا مروجہ بنگالہ کی رُو سے متبنیٰ فرزند کو ایک ربع ملے گا[3]

بنارس۔ یہان عبارت کا منشا یہہ لیا جاتا ہے کہ متبنیٰ بیٹا جائداد کا ایک ربع پاتا ہے اور آرسا اور متبنیٰ فرزند کے حصہ تین اور ایک کی مناسبت سے ہوتے ہین۔ اگر دو آرسا فرزند ہون تو جملہ جائداد سات حصص مین منقسم ہوگی

---

[1] کلکتہ لا جرنل ۴۸۸۔

[2] دہرم شاستر مؤلفہ سیکناٹن جلد ۱ صفحہ ۷۰۔

[3] قانون تبنیت مؤلفہ سرکار صفحہ ۳۹۸۔ ہندو فیملی لا مؤلفہ ٹریولین صاحب صفحہ ۱۸۹۔

اور متبنیٰ بیٹے کو ایک حصہ ملے گا[1]

**بمبئی یعنی مہاراشٹر**۔ یہان اُس عبارت کا مطلب یہہ لیا جاتا ہے کہ متبنیٰ بیٹے کو اَورَسا بیٹے کا ایک ربع ملتا ہے۔ یعنی یہہ کہ جائداد پانچ حصون مین تقسیم کیجاتی ہے[2]۔ اور اگر دو اَورَسا فرزند ہون تو جائداد نو حصص مین تقسیم کیجاتی ہے اور متبنیٰ فرزند کو ایک حصہ ملے گا[3]

**مدراس یعنی ملک دراوڑ**۔ مدراس مین بمبئی کے مطابق عمل ہوتا ہے[4] اگر جائداد ناقابل تقسیم ہو تو وہ کلیتاً اَورَسا فرزند پر منتقل ہوتی ہے[5]

**شودر**۔ شودرون مین صلبی اور متبنیٰ فرزند مساوی حصہ پاتے ہین[6]۔ جینون مین دو جنسی اقوام کے موافق تقسیم ہوتی ہے۔

**بیوہ کا متبنیٰ نہ لینے کے متعلق اقرار کا اثر**۔ ایسا اقرار نہ فریقین معاہدہ اور نہ اُن کے ورثا پر قابل پابندی ہوتا ہے۔ اگر باوجود ایسے اقرار کے متبنیت وقوع مین آئے تو وہ جائز ہے جس حد تک متبنیٰ فرزند کا تعلق ہوتا ہے۔ اِس وجہ سے کہ وہ فریق معاہدہ نہین ہوتا ہے[7]۔

**فرزند نامزدہ کی صورت مین بیوہ کا حق**۔ عام قاعدہ یہہ ہے کہ متبنیٰ لینے کا اختیار جب عطا کر دیا گیا ہو تو اُس کی تعمیل سختی کے ساتھہ ہونی چاہیئے اور اُس مین نہ کوئی تبدیلی کرنی چاہیئے اور نہ اُس کے وسیع معنی لینے چاہیئین

---

۱ ہندو لا مؤلفہ میکناٹن جلد ۱ صفحہ ۷۰۔ ۲ ۷ بمبئی ۱۰۰۔

۳ ٹریولین صفحہ ۱۹۰۔ ۴ ۱ مدراس ہائیکورٹ ۵ ۲۴ ٹریولین صفحہ ۱۹۰

۵ ۱۷ مدراس ۴۳۵۔ ۶ ۷ مدراس ۲۵۳ لغایت صفحہ ۲۵۴۔ ۱ اسٹرینج صفحہ ۹۹۔ ٹریولین صفحہ ۱۹۰۔ سرکار صفحہ ۴۰۳۔ ۷ ۹ مدراس ۴۹۹۔ ۱۳ بمبئی ۵۶۔ ۶ کلکتہ ۱۰۶۔

ٹریولیین صاحب اپنی تصنیف ہندو فیملی لا، بصفحہ ۱۱۸ تحریر کرتے ہین کہ بجز مہاراشٹر کے دوسرے مقامات مین بیوہ نامزدہ لڑکے کے سوائے دوسرا لڑکا تبنیت مین نہین لے سکتی اس لیئے کہ اِس شاخ کی رُو سے شوہر کی صریحی اجازت کے بغیر متبنیٰ لینا جائز ہے۔ اور اگر نامزدہ لڑکے کے سوائے دوسرا لڑکا متبنیٰ لیا جاوے تو ممنوع نہین ہے۔ بمبئی مین یہہ تجویز ہوئی ہے کہ اگر بچہ جس کو متوفی شوہر نے کی تبنیت کے لیئے نامزد کیا ہو مرجائے یا اُس کے والدین دینے سے انکار کرین یا کسی اور وجہ سے حاصل نہ ہو سکتا ہو ایسی صورت مین اجازت تبنیت کے مفہوم مین کسی دوسرے بچے کو متبنیٰ لینا شامل ہو جاتا ہے۔ عام قیاس یہہ ہوتا ہے کہ شوہر کی یہی خواہش تھی کہ متبنیٰ لیا جائے اور خاص بچہ نامزد کر دینے سے اُس کا یہی منشا تھا کہ اُس بچے کو ترجیح ہونی چاہیئے۔ یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر بغرض تبنیت بیوہ کا کوئی بچہ انتخاب کرنا بعض اشخاص کی رضامندی پر منحصر ہو اور ایسی ہدایت اُس کے شوہر کی ہو تو وہ بلا حصول ایسی اجازت کے متبنیٰ نہین لے سکتی ہے۔ اگر کوئی بچہ نامزد نہ کیا گیا ہو اور نہ بیوی کا انتخاب محدود کیا گیا ہو تو پہلا متبنیٰ بیٹا مرجانے کی صورت مین دوسرا متبنیٰ لیا جاسکتا ہے۔ اجازتِ شوہری ایک لڑکا متبنیٰ لینے پر ختم نہین ہو جاتی۔ شوہر کی نیت پر خاص طریقہ سے غور کرنا چاہیئے۔ اگر کوئی خاص ہدایات اُس نے اپنی بیوہ کو بغرض عمل دیئے ہون تو اُن کی پابندی سختی کے ساتھہ کرنی چاہیئے۔ اگر کوئی ایسی ہدایات نہ دیئے گئے ہون مگر صرف عام ارادہ اِس امر کا

---

سلسلہ ۲۲ بمبئی ۹۹۲-۲۶ مدراس ۶۸۱- سلسلہ ۲۷ کلکتہ ۹۹۶-

ظاہر کیا گیا ہو کہ لینے سے اُس کا نام قائم رہے ایسی صورت مین جہان تک ممکن ہو نیت کی تعمیل کرنی چاہیے[1]۔ چنانچہ ایک مقدمہ مین شوہر نے یہہ ہدایت دی تھی کہ اُس کی بیوہ منتظم جائداد کے نیک مشورے ورائے سے متبنی لے بیوہ نے ایک لڑکا متبنی لینے کی غرض سے منتظم جائداد کو بذریعہ پٹہ رجسٹری خط تحریر کیا جو منتظم جائداد نے لینے سے انکار کیا۔ تجویز ہوئی کہ ہدایت بالا شرط مقدم جوازی تبنیت کی نہ تھی اور منتظم جائداد کا مشورہ حاصل کیے بغیر عمل مین آنے سے وہ ناجائز نہ ہوگی[2]۔ اسی طرح ایک مقدمہ مین شوہر نے یہ وصیت کی تھی کہ میرے بھائی کے بیٹون مین سے کسی کو متبنی لینا یا اگر ممکن نہ ہو تو کسی قریبی عزیز کو متبنی لینا تاکہ جھگڑے نہ پیدا ہون۔ غیر شخص کو متبنی لینے جھگڑے پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ تجویز ہوئی کہ موصی کا منشا یہہ نہ تھا کہ غیر شخص کی تبنیت اُس کے بھائی کی رضامندی پر مشروط ہے[3]۔

متبنی لینے کی اجازت۔ جب تک خاص الفاظ سے صرف ایک ہی متبنی لینے پر اختیار بیوہ محدود نہ کیا گیا ہو اور صرف عام اختیار تبنیت کا دیا گیا ہو۔ تجویز ہوئی کہ پہلے متبنی لڑکے کے فوت ہو جانے کی صورت مین دوسرا متبنی لیا جاسکتا ہے[4]۔ اگر یہہ ہدایت ہو کہ بیوہ اُس حالت مین متبنی لے جب اُس کے لڑکا پیدا ہو کر فوت ہو جائے اور وقت انتقال شوہر بیوہ حاملہ ہو اور لڑکی پیدا ہو تو بیوہ متبنی نہین لے سکتی۔ اِس کی وجہ بقول ٹریویلین صاحب

---

[1] ۲۹ مدراس ۳۸۲۔ پریوی کونسل۔ ۲۶ مدراس ۱۸۱۔

[2] ۸ کلکتہ ۳۸۵۔

[3] ۲ مدراس لا ٹائمس ۳۰۴۔

[4] ۷ انڈین کیسز ۲۲۴۔

یہہ ہے کہ جب وہ شرط جس پر استعمال اختیار مبنی ہو عمل مین نہ آئے تو اختیار پر عمل نہین ہو سکتا۔ ملاحظہ ہو ہندو فیملی لا" مولفہ ٹریولین صاحب صفحہ ۱۷۱۔ اگر شوہر نے یہہ ہدایت دی ہو کہ صُلبی بیٹے کی موجودگی مین متبنیٰ لیا جائے تو یہہ ہدایت خلاف قانون ہے اور ناجائز ہونے کی وجہ سے صُلبی بیٹے کی وفات پر بھی وہ متبنیٰ لینے کی مجاز نہین ہے۔ اِس کی وجہ یہہ ہے کہ اگر تبنیت یا اختیار تبنیت ناجائز ہو تو کسی واقعۂ مابعد سے یہہ سُقم رفع نہین ہو سکتا۔ ملاحظہ ہو ہندو فیملی لا مولفہ ٹریولین صاحب صفحہ ۱۵۷۔ اگر متبنیٰ لینے کے اختیار کے استعمال کی اُس صورت مین ہدایت ہو جبکہ بیوی اور بیٹے مین نزاع پیدا ہو تو ایسا اختیار صحیح نہین ہے کیونکہ تبنیت اگر عمل مین آجائے تو ناجائز ہوگی اور ایسے حالات مین جبکہ شرائط خلاف تہذیب یا ناممکن الوقوع یا خلاف قانون ہون تو متبنیٰ لینے کا اختیار ناقابل نفاذ ہے" ہندو فیملی لا" مؤلفہ ٹریولین صاحب صفحہ ۱۷۱۔

**ناجائز تبنیت کی صورت مین امر مانع تقریر مخالف۔** دفعہ ۱۱۵ قانون شہادت ہند مطابق دفعہ ۹۲ قانون شہادت سرکار عالی مین درج ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنے فعل یا بیان سے دوسرے شخص کو کسی امر کی نسبت یہہ باور کرایا ہو یا باور کرنے دیا ہو کہ وہ صحیح ہے اور اُسی اعتبار پر اُس شخص نے عمل کیا ہو تو شخص اول الذکر یا اُس کا قائم مقام حقیت کی صداقت سے انکار کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔ محض یہہ امر کہ وہ شخص جو جوازی تبنیت پر معترض ہے وقت تبنیت موجود تھا اور اُس نے تسلیم بالسکوت کیا یعنی رسم کو بلا اعتراض انجام ہو جانے دیا ہو امر مانع تقریر مخالف کا اثر نہین رکھتا۔ ایسے عمل سے دوسرا شخص اپنے قانونی حقوق کی متعلق

دعویٰ کرنے سے ممنوع نہیں ہے[۵۱]۔ یہ اثر رکھنے کے لیئے ضروری ہے
کہ فی الواقعی تحریک کی گئی ہو یا خلاف بیانی ہو۔ صرف اُن ہی صورتوں میں
وہ ایسے حقوق کے اظہار سے ممنوع ہے جب حالات معاملہ کی متناقض
ہوں اور حالات خود اسی کے پیدا کیئے ہوئے ہوں[۵۲]۔ اس کے اطلاق
کے لیئے دو امور ثابت ہونے چاہئیں۔ (۱) یہ کہ متبنیٰ خاندان کی جانب سے
ایک عرصہ سے یہی طریقہ عمل رہا ہے۔ اور (۲) متبنیٰ بیٹے کی حالت اصلی
خاندان میں اس طرح تبدیل ہوگئی ہے کہ وہ پھر اپنے اصلی خاندان میں
واپس نہیں لیا جا سکتا[۵۳]۔ ٹریویلین صاحب اپنی تصنیف ہندو فیملی لا میں صفحہ
۷۶ پر تحریر کرتے ہیں کہ اصول امر مانع تقریر مخالف کو اس طرح محدود کرنا
خلاف منشا دفعہ (۱۱۵) قانون شہادت ہے۔ امر مانع تقریر مخالف صرف
ذات تک محدود ہے۔ اس کا ایسے شخص پر اثر نہیں پڑتا جو بلا توسط حقیت
رکھتا ہو۔ اور شخص ممنوع کے افعال کا پابند نہ ہو[۵۴]۔ خلاف بیانی امر مانع تقریر
مخالف کا اثر رکھتی ہے مگر اس کے لیئے لازمی ہے کہ خلاف بیانی متعلق
واقعہ ہو نہ کہ متعلق قانون۔ محض غلط قانونی رائے کا اظہار مشعر اس کے
کہ تبنیت قانوناً جائز ہے بیان کنندہ کو صحیح قانون پر استدلال کرنے سے
ممنوع نہیں کر سکتا[۵۵]۔ ذیل میں بعض صورتیں ایسے واقعات کی بیان کی جاتی ہیں۔
جبکہ اصول امر مانع تقریر مخالف کا موثر ہونا تجویز کیا گیا ہے۔

---

۵۱ ۲۲ بمبئی ۔ ۵۲ ۱۱ بمبئی ہائیکورٹ ۱۹۰۔ ۱۱ بمبئی ۳۸۱۔

۵۳ ۷ مدراس ہائیکورٹ ۲۵۰۔ ۱۸ مدراس ۱۴۵۔ ۸ مدراس ۳۹۷۔ ۱۶ مدراس ۳۴۸۔

۵۴ ۱۴ کلکتہ ۴۰۱۔ ۵۵ ۱۹ ویکلی رپورٹر ۱۴۳۔

(۱) جبکہ ہندو بیوہ نے باظہار اجازت شوہری ایک لڑکا متبنی اسے لیا اور بطور متبنی لڑکے کے اُس کی پرورش کی اور اسی لڑکے سے اپنے شوہر کا شرادہ وغیرہ کروایا مگر بعد ازاں اُس کی تبنیت سے انکار کیا اور یہہ حجت کی کہ بوجہ اس کے کہ اُس نے اپنے شوہر سے اجازت حاصل نہیں کی تھی تبنیت ناجائز ہے۔ تجویز ہوئی کہ بیوہ ایسا بیان کرنے سے ممنوع ہے[۵۱]

(۲) اسی طرح اگرچہ کوئی جملہ واقعات سے پوری طرح سے واقف ہووے بغیر یا غلطی سے عمل کرتا رہا ہو تو وہ بعد ازاں تبنیت کی جوازی سے انکار کرنے سے ممنوع ہے[۵۲]

(۳) جبکہ مدعی علیہ فی الواقعی مدعی کے خاندان میں متبنی آیا تھا مگر اسکی تبنیت قانوناً جائز نہ تھی۔ یہہ تجویز ہوئی کہ عمل اتنے عرصہ کا ہے کہ اب مدعی کا خاندان تبنیت مدعی علیہ سے انکار نہیں کر سکتا[۵۳]

حسب ذیل صورتوں میں مسئلہ امر مانع تقریر مخالف غیر موثر قرار دیا گیا ہے۔

(۱) جبکہ کوئی ایسے واقعات ثابت نہیں کئے گئے جن سے یہہ ظاہر ہوتا کہ مدعی نے اپنے کو متبنی سمجھکر اپنی حالت تبدیل کر دی ہے۔ تجویز ہوئی کہ اس مسئلہ کا اطلاق نہو گا[۵۴]

(۲) جبکہ متبنی فرزند کو کسی غیر صحیح واقعہ کو صحیح تصور کرنے پر ترغیب نہیں ہوئی تھی۔ لیکن اُس نے صرف مسئلہ اور صحیح واقعات سے نتیجہ اخذ کیا تھا تجویز ہوئی کہ اس مسئلہ کا اطلاق نہ ہو گا[۵۵]

---

۵۱ ۱۰ مدراس ۴۸۶۔ ۵۲ ۲۰ کلکتہ ۲۹۶۔ ۵۳ ۷ مدراس ان ربورٹ رپورٹ۔

۵۴ ۱۹ بمبئی ۴۲۷۔ ۸ مدراس ۱۴۵۔ ۵۵ ۷ مدراس ۳۔

(۳) جبکہ مدعی نے بحیثیت متبنیٰ مدعی علیہ نالش رجوع کی۔ اور یہ ثابت ہوا کہ مدعی علیہ مراسم تبنیت کی ادائی کے بعد ایک عرصہ تک اُس کو بحیثیت متبنیٰ رکھتا رہا اور بعد کو مدعی علیہ نے اس بنا پر مدعی کی تبنیت سے انکار کیا کہ بوقت تبنیت اُس کی شادی ہو گئی تھی۔ تجویز ہوئی کہ مدعی علیہ انکار کرنے سے ممنوع نہین ہے۔ اور اُس کا طرز عمل امر مانع تقریر مخالف کا اثر نہین رکھتا[۱]

**متبنیٰ مان کے انتقالات مین متبنیٰ بیٹے کا حق اعتراض۔** یہہ مسئلہ دو عنوان مین تقسیم ہو سکتا ہے۔

(الف) ایسے انتقالات جو قبل تبنیت عمل مین آوین۔

(ب) ایسے انتقالات جو بعد تبنیت عمل مین آوین۔

صورت اول الذکر مین بمبئی اور مدراس ہائیکورٹ مین اختلاف ہے۔ بموجب رائے مدراس ہائی کورٹ[۲] اگر بیوہ اپنے خاوند کی جائداد غیر منقولہ منتقل کردے اور اُس کے بعد متبنیٰ لے تو ایسا متبنیٰ تا حیات بیوہ جائداد کے دلاپانے کا دعوی نہین کر سکتا۔ اِس لیئے کہ اُس کو استحقاق تاریخ تبنیت کے بعد سے حاصل ہوتا ہے۔ اگر انتقال غرض جائز کے لیئے ہو تو تبنیت سے منتقل الیہ کا حق زائل نہین ہو جاتا۔ اور متبنیٰ فرزند صرف بقیہ جائداد کا مالک ہوتا ہے۔ اگر انتقال غرض جائز کے لیئے نہ ہو تو ایسی صورت مین جائداد منتقل شدہ جملہ میراث سے علحدہ ہو کر تا حیات بیوہ منتقل الیہ کے قبضہ مین رہتی ہے۔ اور بقیہ جائداد تبنیت کے وقت سے ہی متبنیٰ فرزند کو حاصل

---

[۱] ۱۳ مدراس ۱۳۸۔ [۲] ۲۶ مدراس ۱۴۳۔

ہوجاتی ہے۔ اور اِس وجہ سے کہ بیوہ کی بوقت انتقال یہہ نیت ہو کر وہ متبنیٰ لینے والی ہے اِس طرح متبنیٰ کا حق زائل ہوجائیگا۔ انتقال کی جوازی مین فرق نہین آتا[1] بمبئی مین اِس کے خلاف رائے قائم ہوئی ہے۔ وہان یہہ طے ہوا ہے کہ اگر انتقال ناجائز یا غیر ضروری غرض کے لیئے ہو تو متبنیٰ فرزند حین حیات بیوہ بھی جائداد منتقل شدہ کے دلا پانے کا دعوے دائر کرسکتا ہے[2] بمبئی کے ہائی کورٹ کی تجویز اِس اُصول پر مبنی ہے کہ مدعی عین تبنیت کے وقوع کے بعد جائداد کا مالک ہوجاتا ہے اور متبنیٰ باپ کے وارث ہونے کی حیثیت سے بیوہ کے انتقال پر اعتراض کرسکتا ہے۔ اِس لیئے کہ بیوہ کے اختیارات انتقال محدود ہین۔ اور جو قیود بیوہ کے اختیار متعلق انتقال پر لگائے گئے ہین وہ اُس کی حقیت سے علحدہ نہین ہوسکتے اور اِس لیئے اِن قیود کا اثر ورثا ر مابعد کی تو قع حقیت پر منحصر نہین ہوتا ہے۔ صورت آخر الذکر مین انتقال محض ناجائز ہے اور اِس عام اُصول کی بنیاد پر کہ بموجودگی فرزند بیوہ کو کوئی حق انتقال جائداد شوہری حاصل نہین ہے متبنیٰ جائداد منتقل شدہ کے دلا پانے کا دعویٰ دائر کرسکتا ہے۔

**کرترماتبنیت**۔ یہہ طریقہ تبنیت صرف اُن ہی مقامات پر مروّج ہے جو متھلا قانون کے تابع ہین۔ مثلاً بہار اور ملا بار[3] مین۔ اِس طریقہ تبنیت مین عورت اپنے خاوند کے حیات مین یا بعد وفات بلا اجازت متبنیٰ لی سکتی ہے

[1] ۳ مدراس ۱۶۰۔ ۱۹۔ ۶۱۹۔ ۵۳ ۱ مدراس ۱۶۴۔

[2] ۵۲ ۳۳ بمبئی ۸۸ و ۹۱ - ۹ ا بمبئی ۱۹ ۸ - ۱ بمبئی

[3] ۵ ۸ ویکلی رپورٹر ۱۵۵۔

خاوند اور بیوی بالاشتراک متبنی لے سکتے ہین - اور اِس صورت مین
لڑکا ہر دو والدین کا فرزند کہلائے گا - یا ہر ایک اپنے لیئے علحدہ علحدہ
متبنی لیٖن اور اُس صورت مین لڑکا صرف اُسی والدین کا فرزند کہلاتا ہی
جو متبنی لیتا ہے[1] اور دوسرے کا کریا کرم وشرادہ نہ کرے گا اور نہ ہر دو
کی جائداد کے مشترکا وارث ہون گے - اگر بیوی اپنے شوہر کی اجازت
سے بہی متبنی لے تاہم لڑکا اُسی کا بیٹا رہتا ہے - اِس طریقہ تبنیت مین
عمر و رسم رشتہ داری وغیرہ کے متعلق کوئی قیود نہین ہین - صرف اِسی قدر
ضرورت ہوتی ہے کہ فریقین ایک ہی قوم کے ہون حقیقی بہائی - بہانجہ
نواسہ وغیرہ سب متبنی ہو سکتے ہین - باپ خود لڑکے کی رضامندی بغیر
متبنی نہین دے سکتا[2] - اور اِس لیئے یہہ لازمی ہوا کہ لڑکا بالغ ہونا چاہیئے
تاکہ وہ اپنی رضامندی ظاہر کر سکے - ٹریولین صاحب اپنی تصنیف ہندو فیملی لا
مین بیان کرتے ہین کہ والدین کی رضامندی بہی اگر وہ زندہ ہون ضروری ہے[3]
دوسرا امر قابل غور یہہ ہے کہ اِس طریقہ تبنیت مین متبنی لڑکا متبنی خاندان کا
رکن اِس طرح نہین ہو جاتا کہ بجز متبنی باپ کے دوسرے رشتہ دارون کا وارث
ہو سکے - وہ صرف اپنے متبنی والدین کی جائداد کا وارث ہو سکتا ہے - اور
اصلی خاندان سے اُس کا تعلق کسی غرض کے لیئے منقطع نہین ہوتا ہے
وہ ہر دو خاندان مین وارث ہو سکتا ہے[4] - یہہ طریقہ تبنیت بہار مین اِس وجہ سی

---

[1] ہندو لا مؤلفہ میگناٹن جلد ۱ صفحہ ۸۱ - [2] ۱۵ ویکلی رپورٹر ۹۷ لغایت ۱۸۰ -
[3] ہندو فیملی لا مؤلفہ ٹریولین صاحب صفحہ ۱۶۱ - [4] ۸ ویکلی رپورٹر ۱۵۵ -
[5] ۷ سدر لینڈ ویکلی رپورٹر ۵۰۰ -

رائج ہے کہ وہان دتک تبنیت کے لیئے شوہر کی موجودگی لازمی ہے۔ پس وہان بیوہ دتک طریقہ تبنیت کی رو سے متبنیٰ نہین لے سکتی۔ اور اِس طریقۂ تبنیت سے یہہ سہولت پیدا ہوجاتی ہے۔

خاص لوازمات کرترما طریقۂ تبنیت حسب ذیل ہین۔

(۱) متبنیٰ گیرندہ لاولد ہونا چاہیئے۔

(۲) متبنیٰ اُسی قوم کا ہونا چاہیئے۔

(۳) متبنیٰ بیٹے کی رضامندی حاصل کرنا چاہیئے۔

(۴) وہ لڑکا معمر ہونا چاہیئے۔

## دتک اور کرترما طریقۂ تبنیت مین فرق۔

| دتک | کرتریما |
|---|---|
| (۱) فی الواقعی دینا اور لینا ضروری ہے اور رسم ضرور ادا ہونا چاہیئے | (۱) ضروری نہین ہے۔ |
| (۲) لڑکے کو صرف والدین دیسکتے ہین خود لڑکے کی رضامندی ضروری نہین | (۲) وہ اپنے کو خود متبنیٰ دے سکتا ہے |
| (۳) اصلی خاندان کی رشتہ داری جہانتک کہ وراثت سے متعلق ہو منقطع ہوجاتی ہے۔ | (۳) منقطع نہین ہوتی ہے۔ |
| (۴) وہ متبنیٰ خاندان کے نسبی اور ہم جدی رشتہ دارون کا وارث ہو سکتا ہے۔ | (۴) وارث نہین ہوسکتا ہے۔ صرف متبنیٰ گیرندہ والدین کا وارث ہوتا ہے۔ |
| (۵) بعض حالات مین عمر کی قید ہے اور یہہ ضروری رکھا گیا ہو کہ زناربندی | (۵) شادی شدہ مرد بھی ہوسکتا ہے۔ |

| | |
|---|---|
| کی رسم اصل خاندان میں ادا نہوئی ہو۔ | |
| (۶) بیوہ صرف اپنے لیئے متبنی نہیں لے سکتی۔ | (۶) بیوہ لے سکتی ہے۔ |

طریقۂ الاتم۔ یہہ طریقہ دکن کے بعض اضلاع مین اور وہ بھی صرف ریڈی قوم ساکن بلاری۔ کڈاپہ۔ تنور کرنول مین مروّج ہے[۱] اس کی رُو سے لاولد خُسر اپنے داماد کو اپنا بیٹا کر کے رکھتا ہے۔ یہہ امر کہ ایک سے زیادہ دختر مین غیر متعلق ہے۔ الاتم داماد رکھنا اِس امر کا مانع نہیں ہے کہ بعد کو کوئی لڑکا دتک طریقہ سے متبنیٰ لیا جائے[۲]۔ کر تبر ماتبنیت کی طرح الاتم داماد کے بھی حقوق اصلی خاندان سے زائل نہیں ہوسکتے[۳]۔ نیز اُس کی حالت وراثت کی غرض کیلیئے دتک متبنی سے بہتر ہوتی ہے۔ یعنی وہ بمنزلہ اصلی بیٹے کے ہوتا ہے۔ اور اگر اولاد خُسر کے بعد کو پیدا ہو تو صُلبی فرزند کے مساوی حصہ پاتا ہے[۴]۔ اگر وہ لاولد بھی فوت ہوا اور وقت وفات متبنی گیرندہ کی صُلبی اولاد کے ساتھہ رہتا ہو تو اُس کا حصہ اصلی خاندان کے رشتہ دارون کو ملیگا[۵] نہ یہہ کہ متبنی گیرندہ کی دوسری اولاد کو حقوق پس ماندگی حاصل ہونگے[۶]۔ اس کی وجہ یہہ ہے کہ تبنیت سے اُن کو حیثیت شرکا حاصل نہیں ہوتی۔ اگرچہ کہ وہ محض داماد ہوتا ہے تاہم اُس کو خوشدامن اور سالی پر ترجیح ہو کر متبنی گیرندہ باپ کی جائداد ملتی ہے اُس کو اختیار ہے کہ خاندانی جائداد جسطرح چاہے تصرف مین لائے اُسکی اولاد

[۱] ۴ مدراس ۲۷۲۔
[۲] ۹ مدراس ۱۱۴ الصفحہ ۱۱۵۔
[۳] ۲۶ مدراس ۲۶۷۔
[۴] ۱۷ مدراس ۲۸۷۔ ۴ مدراس ۲۷۲۔
[۵] ۱۲ مدراس ۴۴۲۔
[۶] ۹ مدراس ۱۱۴۔

کو پیدائش سے کوئی حق جائداد مین حاصل نہین ہوتا ہے[۵۱]۔ یہہ سوال کہ آیا الاتم طریقہ سے متبنی بیٹا تقسیم کا دعوی کرسکتا ہے کہ نہین رواج پر منحصر ہے[۵۲]۔

جینون مین تبنیت۔ جبتک خلاف مین کوئی رواج ثابت نہ ہو عام قواعد دہرم شاستر جو تین دو جنمی ذاتون سے متعلق ہے جینون پر بہی حاوی ہے بجز صور تہائے متذکرہ ذیل کے۔

جینی ہوم پر اعتقاد نہین رکہتے ہین۔ اس لیئے دت ہوم ضروری نہین ہے صرف دینا اور لینا کافی ہوتا ہے۔ اُن کے یہان نواسہ اور بہانجہ متبنی ہوسکتا ہے[۵۳] اور بیوہ بلا اجازت شوہری بہی متبنی لے سکتی ہے۔ غالباً اس کی یہی وجہ ہے کہ جینون مین تبنیت محض دنیوی اغراض کے لیئے ہوا کرتی ہے شادی شدہ مرد بہی متبنی لیا جاسکتا ہے[۵۵]۔ ایسا شخص بہی متبنی لیا جاسکتا ہے جو با اولاد ہو[۵۶]۔

سکہہ۔ تبنیت مذہبی رسم نہین قرار دی گئی ہے۔ یہہ لوگ کسی رسم کو انجام نہین دیتے ہین۔ نواسہ اور دوسرے رشتہ دار جن کی تبنیت دتک طریقہ تبنیت کی رو سے ناجائز ہے اِن کے یہان مروج ہے۔ بیوہ مطابق رواج دکن کے اپنے شوہر کی صریحی اجازت پر یا اپنے شوہر کے عزیزون کی اجازت پر متبنی لے سکتی ہے۔

---

۵۱ ۷ مدراس ہائیکورٹ ۲۵۔ ۵۲ ۲۱ مدراس ۲۲۶۔

۵۳ ۲۳ بمبئی ۲۵۷۔ ۱۸ الہ آباد ۳۱۹۔ ۵۴ ۱ الہ آباد ۲۸۸۔

۵۵ ۲۹ الہ آباد ۴۹۵۔ ۳۰ الہ آباد ۱۹۷۔ ۳۲ الہ آباد ۱۴۷ (پریوی کونسل)۔

۵۶ ۴ پنجاب ویکلی رپورٹر ۶۶۴۔

گوسائین۔ گوسائین اور اُن کے چیلے کے مابین تعلق باپ اور بیٹے کے تعلق سے بہت مختلف ہوتا ہے۔ اور اگرچہ چیلہ بنانے مین بعض مراسم تبنیت کی نقل کیجاتی ہے تاہم چیلہ عملاً متبنی فرزند نہین ہوتا۔ گر بہاری گوسائیون مین شخص اجنب کو جو متبنی لیا گیا ہو وراثت کے معاملہ مین صلبی فرزند پر ترجیح ہوتی ہے[1]۔ اگر متبنی نہ ہو تو صلبی اولاد کو مساوی حصہ ملتا ہے۔

لنگایت۔ ان کے یہان حسب رواج اکلوتے بیٹے کی تبنیت جائز ہے[2] خواہ بھائی منقسمہ ہون یا مشترکہ[3]۔

مقدمات تبنیت کے لیئے میعاد۔ مقدمات استقراری کے لیئے جن مین اثبات یا تنسیخ تبنیت کی استدعا ہو چھ سال کی میعاد ہے (مد ۱۱۹ میعاد سماعت سرکار عظمت مدار مطابق مد ۱۰۴ و ۱۰۵ قانون میعاد سماعت سرکار عالی) مگر جب تبنیت کی بنا پر جائداد غیر منقولہ کے دلاپانے کا دعوی ہو تو بارہ سال کی میعاد شمار ہوگی[4]۔ مگر بمبئی و مدراس مین یہہ طے ہوا ہے کہ جب سوال یہہ ہو کہ تبنیت ثابت ہے یا نہین تو بلا لحاظ اور امورات کے چھ ہی سال میعاد شمار ہوگی[5]۔

ورثا رعودی کی جانب سے تنسیخ تبنیت کی نالش۔ اگرچہ محدود قابض کے انتقالات کے مقدمات متعلقہ مین ورثا رعین مابعد ورثا ربعید کی قائم مقام نہین ہوسکتے ہین۔ تاہم تنسیخ تبنیت کی نالشات مین وارث عین مابعد

---

[1] ۵ بمبئی لا رپورٹر ۱۱۴۔
[2] ۲۱ بمبئی ۱۰۵۔
[3] ۱۹ بمبئی ۴۲۸۔
[4] ۲۴ الہ آباد ۱۹۵۔ ۳۵ کلکتہ ۳۵۴۔
[5] ۱۲ بمبئی ۳۶۰۔ ۲۷ بمبئی ۴۱۳۔

ورثاء بعید کا قائم مقام تصور کیا گیا ہے۔ بشرطیکہ مقدمہ تحقیقات کافی کے بعد تصفیہ پائے یہی قاعدہ اُس صورت سے متعلق ہے جبکہ کسی وارث بعید کو بلحاظ واقعات تنسیخ تبنیت کے نالش کی اجازت دیگئی ہو[۱]

رسوم و اسٹامپ۔ تنسیخ یا اثبات تبنیت کسی دوسرے استقراری ڈگر متعلق تبنیت کے لیئے دس روپیہ کا محصول کافی ہے اور دستاویز اجازت تبنیت کے لیے دس روپیہ کا اسٹامپ کافی ہے۔

# باب پنجم

## خاندان مشترکہ

خاندان مشترکہ کی تعریف۔ خاندان مشترکہ کے لوازمات دہرم شاستر میں اشتراک خاندان کا قیاس۔ اشتراک مختلف اقسام کی جائداد۔ جائداد خاندان مشترکہ۔ جائداد موروثی اور جائداد مکسوبہ۔ خاندانی جائداد کے متعلق مقدمات میں شرکاء کے حقوق منتظم کی حیثیت و اقتدارات اور ذمہ داریان۔

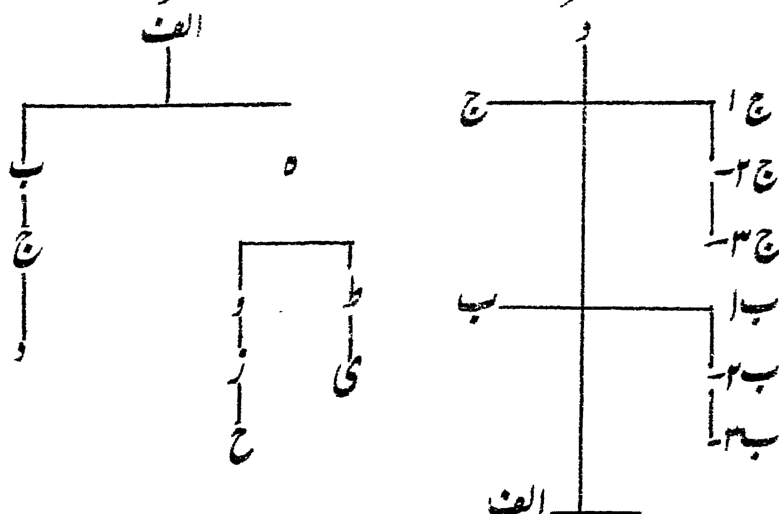
---

[۱] ۲۹ مدراس ۳۹۰۔

**ہندو خاندان مشترکہ کی تعریف۔** ہندو خاندان مشترکہ ایک بہت وسیع اور معنی دار فقرہ ہے۔ یہہ فقرہ اُن اشخاص پر بھی مشتمل ہے جو شرکا نہون اِس فقرہ مین وہ تمامی اشخاص شامل ہوتے ہین جو ایک عام مورث کے نسل سے ہون بشرطیکہ خاندان مین تقسیم نہ ہوئی ہو اور نہ ارکان موجودہ اور نہ اُن کے مورث کبھی خاندان سے خواہ ذریعہ تقسیم خواہ بوجہ تبنیت یا ازدواج علٰحدہ ہوے ہون۔ یہہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اِس زمرہ کے تمامی اشخاص قبضہ پانے کے مستحق نہین ہوتے ہین۔ بعض صرف گزارہ پا سکتی ہین۔ شادی شدہ لڑکیان خاندان مشترکہ کی رکن نہین ہوتین اور نا کتخدا لڑکیان ہوتی ہین۔ معاملہ شراکت مین اور اِس مین یہہ فرق ہے کہ شراکت کسی ایک رکن کی وفات پر ختم ہوجاتی ہے۔ مگر ہندو خاندان مشترکہ قانونی اغراض کے لیئے باوجود وفات چند ارکین اپنی حالت مین قائم رہتا ہی۔ ذکور ارکان خاندان کو جملہ استحقاق شرکار کے حاصل ہوتے ہین۔ یعنی وے جائداد مشترکہ سے مستفید ہو سکتے ہین۔ اُس پر اپنے دیون کا بار عائد کر سکتے ہین۔ تقسیم کرا سکتے ہین وغیرہ۔ اُناث ارکین کے حقوق محدود اور مشروط بہ ضرورت ہین۔ اُن کو صرف اخراجات شادی و گزارہ کا حق حاصل ہے۔ بہن کی شادی کے اخراجات کی کفیل ایسی جائداد جو بھائی کے قبضہ مین ہو اُسی طرح ہوتی ہے جسطرح گزارہ کے اخراجات کی فقرۂ خاندان مشترکہ مین ہندو شراکت شامل ہے اور اُس کی صرف ایک قسم ہے۔ ہندو شراکت مین صرف حسب ذیل افراد شامل ہوتے ہین۔

(۱) عام مورث اعلیٰ اگر وہ زندہ ہو اور اُنکی نسل مین تین پشت تک کے ذکور ورثا اور (۲) غیر منقسمہ ہم جدی رشتہ دار جو قابض آخری کے

مورث کے شریک کی نسل ذکور میں سے ہوں۔
نقشہ ذیل سے صراحت ہوگی۔




نقشہ نمبر ۳

| خاندان مشترکہ | |
|---|---|
| ذکور | اناث |
| شرکار | |

شرکار ۳ درجہ تک کے ذکور ہیں۔

وہ تمام ذکور جن کا تعلق الف سے یا اُس کے تین راست ذکور بزرگوں سے نقشہ نمبر ۱ میں ظاہر ہوتا ہے الف کے شرکا ہیں۔ نقشہ (۲) میں ح شریک الف یا د نہیں کہا جا سکتا ہے۔ نقشہ نمبر ۳ سے شرکا ر خاندان کی حد معلوم ہوتی ہے۔

یہہ نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ یہہ قاعدہ نہین ہے کہ مورث اعلی یا حاصل کنندہ جائداد سے چوتھی پشت سے دور کا وارث تقسیم کا دعوی نہین کرسکتا[1] بلکہ قاعدہ یہہ ہے کہ آخری ذکور قابض سے مدعی کا رشتہ چار پشت سے زیادہ نہ ہونا چاہیئے[2]

ہندو خاندان مشترکہ اور شریک کاشتکاران۔ ہندو خاندان مشترکہ اور شراکت کاشت مین بعض امورات کے متعلق مشابہت ہے اور بعض کے متعلق اختلاف ہے۔ یہہ دونون آپس مین مشابہ اِس امر مین ہین کہ ہر شریک کو دوسرے کی طرح جملہ جائداد مشترکہ پر حقوق مساوی حاصل ہوتے ہین اور اُس کے افعال تمامی شرکاء کے فائدہ کے لیئے ہوتے ہین۔ اور ایک حصہ دار کی وفات پر دوسرے کو حقوق پسماندگی حاصل ہوتے ہین۔

فرق اِس امر مین ہے کہ شراکت کاشت دستاویز سے عمل مین آتی ہے مگر ہندو خاندان مشترکہ مین حق شرکت پیدائش ہی سے ظہور مین آجاتا ہے۔ شراکت کاشت انتقال یا اضافہ سے فسخ ہوجاتی ہے اور حصہ شریک معین ہوتا ہے۔ اشتراک خاندان برخلاف اُس کے باوجود انتقال یا اضافہ اپنی حیثیت پر قائم رہتا ہے اور کسی رُکن کی وفات یا پیدائش سے شرکاء موجودہ کے حصہ مین کمی و بیشی ہوتی رہتی ہے۔ تیسرے خاندان مشترکہ مین ہر شریک کی بیوہ نان و نفقہ کی مستحق ہوتی ہے مگر شراکت کاشت مین

---

[1] ۷ الہ آباد لاجرنل ۲۳۶ (جلسہ کامل)۔

[2] ۲۶ مدراس ہائیکورٹ ۹۴ بصفحہ ۱۰۶۔ ۱۰ امبئی ہائیکورٹ ۴۴۴۔

ایسی بیوہ کو کوئی حق حاصل نہین ہوتا ہے[۱]

**خاندان مشترکہ و شراکت** - شراکت کسی شریک کی وفات پر فسخ ہو جاتی ہے مگر خاندان مشترکہ قائم رہتا ہے - خاندان مشترکہ کا ہر شریک تمام آمدنی خاندان سے مستفید ہو سکتا ہے مگر شریک کوٹھی اپنے حصہ کی رقم سے زیادہ نہین پا سکتا - خاندان مشترکہ کا انتظام اکبر الخاندان بحیثیت منتظم کرتا ہے - شراکت کوٹھی مین جملہ شرکار کو کاروبار شراکتی مین متوجہ خاص و دلدہی سے کام کرنا پڑتا ہے - شراکت مین اصول پس ماندگی رائج نہین ہے خاندان مشترکہ مین ایسا ہے -

اسی طرح خاندان مشترکہ یا عام شراکت مین بھی تمیز کرنا چاہیئے - کاروبار خاندان مشترکہ کسی ایک رکن خاندان کی وفات سے فسخ نہین ہو جاتا اور جملہ معاملات مین دہرم شاستر کا بھی لحاظ ہونا چاہیئے[۲] - اگر ایسے کاروبار مین غیر اشخاص بھی شریک ہون تو قانون معاہدہ پر عمل ہوگا[۳] - عام شراکت مین کوئی شریک وقت انقطاع تعلق تفہیم حساب کی خواہش کر سکتا ہے مگر کاروبار خاندان مشترکہ کے کسی شریک کو ایسا حق حاصل نہین ہے - یعنی بجز تقسیم کا دعوی کوئی نالش بغرض حساب فہمی نہین ہو سکتی[۴] - محض یہہ امر کہ کوئی ایک شریک خاندان تجارت کرتا ہے یہہ قیاس پیدا نہین کرتا کہ دیگر اراکین خاندان بھی شریک تجارت ہین - یہہ شہادت سے ثابت ہونا چاہیئے[۵]

---

[۱] ۳۵ الہ آباد ۳۵۲ - [۴] ۲۵ الہ آباد ۳۷۸ -

[۲] ۲۸ مدراس ۳۴۴ - ۸ انڈین کیسز ۹۹۹ - [۳] ۵ بمبئی ۳۸ - ۲۳ بمبئی ۱۴۴ -

[۵] ۲۷ بمبئی ۱۵۷ -

ہندو خاندان مشترکہ کے لوازمات۔ہندو خاندان مشترکہ کی لوازمات حسب ذیل بیان کیئے جا سکتے ہین۔

(۱) اتحاد۔(۲) مشترکہ جائداد خاندانی۔(۳) منتظم عام۔(۴) متفقہ سکونت۔(۵) ایک ہی مراسم مذہبی۔(۶) ایک ہی مراسم کریا کرم (میّت)۔

دھرم شاستر مین اشتراک خاندان کے متعلق قیاسات۔(۱) دربارۂ اطلاق دہرم شاستر۔جبکہ فریقین ہندو نہ ہون مگر ہندوستان مین ساکن ہون اور ہندوانی رواجات اُنہون نے اختیار کر لیئے ہون اور مماثل ہندو خاندانون کے خورد و نوش و سکونت بالاشتراک ہو تو اُن پر ہندو خاندان کے اشتراک کا اطلاق ہوگا[1] آیا خاندان مشترکہ ہے کہ نہین یہہ ایک امر واقعہ ہے اِس کے تصفیہ کے لیئے عدالت کو امورات متذکرۂ بالا کے وجود و عدم وجود پر غور کرنا پڑتا ہے۔لیکن یہہ صورتین تقسیم کیلیئے شہادت قطعی نہین ہین۔یہہ صرف اسباب ظاہری ہین اور اِن پر ہمیشہ اعتماد نہین کیا جا سکتا ہے۔

(۲) دربارۂ مکسوبات۔ابتدائی حالت تمام خاندانون کی مشترکہ قیاس کر لیگئی ہے۔اور منقسمہ اور مکسوبہ ہونے کا بار ثبوت اُن پر ہے جو ایسا ادعا کرین[2] اِس سے یہہ نتیجہ نہین نکل سکتا کہ خاندان مشترکہ کا کوئی رکن مکسوبہ جائداد نہین رکھہ سکتا[3] خاندان مشترکہ کی تمامی جائداد مشترکہ جائداد

---

[1] ۳ انڈین کیسز ۴۲۴۔

[2] ۶ بمبئی ہائیکورٹ۔۱۹ ویکلی رپورٹر ۱۲۵۔خ ۶ بمبئی ۲۲۵۔

[3] ۸ بمبئی ۱۵۴۔

قیاس کرلیجاتی ہے اور جو شخص کسی خاص جائداد کو اپنی ذاتی بتلادے اُس پر اُس کے ذاتی ہونے کا بار ثبوت عائد ہوتا ہے۔ اور یہی قیاس حالات اُس صورت سے متعلق ہوتے ہین جبکہ خاندان مشترکہ ہو اور کوئی ایسی جائداد قدیم سے موجود ہو جس سے دیگر جائداد کا حاصل کرنا ممکن ہو۔ یہہ قیاس اُس صورت مین بھی قائم رہتا ہے جبکہ جائداد محض ایک آراضی افتادہ ہو۔ اور کسی ایک رکن نے اُس پر کاشت کی ہو[1]

(۳) دربارہ اِس کے کہ کوئی شریک علیحدہ ہے۔ چونکہ قیاس قانونی اشتراک خاندان کی جانب ہے اس لیئے اگر کوئی شخص کسی رکن کی جانب سے تقسیم کی نالش کے جواب مین علیحدگی اور انقسام آمدنی پر زور دے تو اُس صورت مین اُس کو یہہ ثابت کرنا چاہیئے[2]۔

(۴) جائداد سے بالاشتراک مستفید ہونے کے بارہ مین۔ اگر جائداد سے جو ابتدائً علیحدہ ہو چند ایسے اشخاص بالاشتراک مستفید ہوتے ہون جو ایک مشترکہ خاندان کے رکن ہو سکتے ہون تو یہہ قیاس نہین ہو سکتا کہ جائداد اِس وجہ سے بعدہٗ مشترکہ ہو گئی ہے[3]

(۵) منتظم خاندان کے لیئے ہوے دیون۔ یہہ قیاس قانونی نہین ہے کہ ہر قرضہ جو منتظم خاندان نے لیا ہو ضرورت خاندانی ہی کے لئے لیا گیا تھا[4]

---

[1] ۹ مدراس ۴۷۷۔

[2] ۲۲ بمبئی ۲۵۲۔

[3] ۲۰ مدراس ۲۰۷۔

[4] ۱۸ بمبئی ۵۲۰ - ۳۱ کلکتہ ۳۴۶ - خ ۲۸ مدراس ۲۲۹ - ۲۷ بمبئی ۱۵۷۔

(۶) جائداد مشترکہ کے وجود کے بارہ مین۔ یہہ قیاس قانونی ہے کہ ہر ہندو خاندان خورد ونوش ومراسم مذہبی کی ادائی مین مشترکہ ہے۔ مگر یہہ قیاس قانونی نہین ہے کہ ہر خاندان مین جائداد ضرور ہوتی ہے۔ جب تک کسی جائداد کا وجود ثابت نہ ہو یا مسلّمہ نہ ہو جائداد مشترکہ ہونے کا ثبوت مدعی پر ہوتا ہے[۱] مدعی کو یہہ ثابت کرنا چاہیئے کہ جائداد مشترکہ پہلے تھی اور جائداد موروثی کا وجود وعدم وجود کسی رُکن کی جائداد اُس کی مکسوبہ ثابت کرنے کے لیئے بہت اہم ہوا کرتا ہے۔ محض اِس امر سے کہ خاندان مشترکہ ہے یہہ قیاس پیدا نہین ہو جاتا ہے کہ ارکان خاندان کی مکسوبہ جائداد مشترکہ ہے جب تک کہ خاندانی جائداد کا وجود ثابت نہ ہو[۲]

(۷) کسی شریک خاندان کا جائداد خرید کرنا۔ اگر خاندان مشترکہ ہونا اور جائداد موروثی کا وجود تسلیم کر لیا جائے تو قیاس صرف یہی نہین ہوتا ہے کہ خاندان مشترکہ ہے بلکہ ہر جائداد جو کسی رکن خاندان کے قبضہ مین ہو خاندانی ومشترکہ تصور ہوتی ہے جب تک کہ اُس کے برعکس ثابت نہ کیا جائے اور کسی خاص جائداد کے بارہ مین اِس قیاس کی محض یہ ظاہر کرنے سے تردید نہین ہوسکتی کہ وہ جائداد کسی ایک رکن کے نام پر خریدی گئی ہے اور اُس کے متعلق رسائد موجود ہین[۳]۔ خاندان مشترکہ کے رہنے کی صورت مین اگر کوئی ایک رکنِ خاندان جائداد خرید کرے تو قیاس یہی ہوگا کہ سرمایہ مشترکہ سے اور سب کے فائدہ کی غرض سے

---

[۱] ۱۳ بمبئی ۶۱۔ [۲] ۷ بمبئی لا رپورٹر ۱۷۔

[۳] ۵ بمبئی ۱۳۰۔ ۲ انڈین کیسز ۵۲۶۔

وہ جائداد خرید کی گئی ہے۔ مگر یہہ قیاس اُس وقت قائم نہین رہتا جب
خاندان تابع قانون دایا بھاگ ہو[۱]۔ اِس طرح خریدی ہوئی جائداد پر خاندانی
قرضہ کی ڈگری کی تعمیل ہوسکتی ہے[۲]۔ اگر کوئی جائداد مدعی علیہ نے اپنے
نام سے خرید کی ہو اور وہ اُس پر ایک عرصہ سے قابض ہو اور اُس کا
بیان ہو کہ وہ جائداد اُس کی ذاتی ہے تو ایسی صورت مین مدعی کو (جو
حصہ کا دعویدار ہے) یہہ ثابت کرنا چاہیئے کہ وہ جائداد سرمایہ خاندان سے
خرید ہوئی تھی اور اُس کو مسلسل حصہ ملتا رہا ہے[۳]۔

(۸) جائداد موروثی ہونے کے بارہ مین۔ جب کہ ایک ہندو اپنی جائداد
کے متعلق وصیّت کر جائے اور بعد ازان دوسرے ارکان موصی کے
خاندان کی اُس جائداد کو موروثی بتادین تو ایسی حالت مین جائداد موروثی
ثابت کرنے کا بار مدعی پر ہوگا۔ دہرم شاستر مین ایسی حالت کے لئے کسی
خاص نوعیت کی جانب قیاس نہین ہے[۴]۔

(۹) اشتراک کے بارہ مین۔ اگر ایک رکن علحدہ ہوجائے تو اُس سے
خواہ مخواہ یہہ قیاس پیدا نہین ہوتا کہ عام تقسیم خاندان عمل مین آچکی ہے[۵]
اِسی طرح اگر بعض شرکا علحدہ ہوجائین تو یہہ قیاس نہین ہوسکتا کہ باقی

---

[۱] ۱۳ کلکتہ ۱۱۱۔ ۱۳ الہ آباد ۷۷ہ۔

[۲] ۹ انڈین اپیل ۲۳۷۔

[۳] ۲۵ بمبئی ۳۶۷۔

[۴] ۱۲ بمبئی ۱۲۲۔ ۱۳ بمبئی ۵۸۴۔

[۵] ۷ مدراس لا ٹائمس ۷۵۔

آپس مین مشترک ہین[1]۔ اگر جزوی تقسیم تسلیم ہو تو قیاس یہی ہوگا کہ تقسیم کامل عمل مین آچکی ہے۔ اگر جزوی تقسیم کے بعد ایک رکن خاندان مشترکہ بعض جائداد پر قابض ہو تو غیر منقسمہ جائداد پر اُس کا قبضہ منجانب اُن تمام ارکان کے ہوگا۔ اگرچہ وے علحدہ ہوگئے ہون۔ اور یہہ قیاس اُس وقت تک غالب نہ ہوگا جب تک کوئی ایسا امر وقوع مین نہ آوے جس سے اُس کا قبضہ مخالفانہ ثابت ہو[2]۔ ہندو خاندان مین بمقابلہ عمزاد بھائیون کی حقیقی بھائیون مین اشتراک کا قیاس قوی تر ہوتا ہے۔ اور جسقدر رشتہ مورث اعلیٰ سے دور ہوتا جاتا ہے اُسی قدر یہہ قیاس کمزور ہوتا جاتا ہے[3]۔ محض ایک ساتھہ بود و باش و خورد و نوش ہونے سے ملکیت مشترکہ کا قیاس پیدا نہین ہوسکتا۔

محض اِس وجہ سے کہ خُسر و داماد ایک ساتھہ رہتے ہین جائداد مشترکہ قیاس نہین کیجا سکتی ہے[4]۔

(۱۱) قرضۂ خاندانی کے بارہ مین۔ اُس صورت مین جبکہ مدعی کا خاندان مشترکہ تسلیم کر لیا جائے اور قرضۂ متدعویہ مدعی کی نوعیت کے متعلق کوئی شہادت صریحی موجود نہ ہو قیاس یہی ہوویگا کہ وہ قرضہ خاندان کا ہے[5]۔

(۱۲) دہرم شاستر کا یہہ قیاس کہ خاندان اُس وقت تک مشترکہ رہتا ہے جب تک تقسیم ثابت نہ ہو اُس صورت سے متعلق نہین ہوسکتا جبکہ

---

[1] ۳۱ مدراس ۴۸۲۔ [2] ۳۲ مدراس ۱۹۱۔

[3] ۱۰ بمبئی ہائیکورٹ ۴۴۴۔ ۲۲ کلکتہ ۸۵۔ [4] سدرلینڈ ویکلی رپورٹر ۹ ۴۹۶۔

[5] ۱۹ بمبئی ۳۲۸۔ ۱۷ الہ آباد ۸۷۵۔

تقسیم عمل مین آچکی ہو۔ دوسرے ارکان کے مشترکہ یا منقسمہ ہونے کے متعلق ایسے حالات مین کوئی قیاس نہین کیا جاسکتا[1] اگر ایسی دستاویز پر کوئی ہندو دستخط بطور گواہ حاشیہ کردے جس کے ذریعہ سے اُس کے باپ نے جائداد اپنے پوتے کو منتقل کردی ہو اور جائداد مذکور اپنی مکسوبہ ظاہر کی ہو تو قیاس یہی ہوگا کہ جائداد باپ کی پیدا کردہ ہے[2]۔ جبکہ ایک خاندان کی جائداد جسکو تین شرکار مالک ہون سرکار مین ایک علت مین ضبط ہو اور من بعد صرف ایک شریک خاندان کے نام بحال ہو تو اگر وہ ہرسہ شرکار بالاشتراک رہتے ہون اور اُن کا نام بہ حیثیت زمیندار اسٹیٹ درج ہو قیاس یہہ ہوگا کہ وہ خاندان مشترکہ کی جائداد ہے[3]

**جائداد کے مختلف اقسام**۔ دہرم شاستر کے لیئے خاص دو تقسیم جو جائداد کی کیجا سکتی ہین۔ (۱) موروثی۔ (۲) مکسوبہ ذاتی ہین۔ اگرچیکہ بعض معاملات مین منقولہ و غیر منقولہ مین بھی تفریق کیجاتی ہے مگر وراثت کے لیئے اُس مین کوئی تغیر نہین رکھا گیا ہے۔ اور اِس لیئے یہہ تفریق کوئی ایسی اہم نہین ہے۔ خاندان مشترکہ ہونے کی صورت مین جائداد جو مورثان سے حاصل ہوئی ہو یا سرمایۂ مشترکہ سے ارکان خاندان نے حاصل کی ہو۔ یا ارکان نے علٰحدہ حاصل کی ہو مگر عام سرمایہ مین ملادی ہو ان سب صورتون مین جائداد خاندان مشترکہ کہلاتی ہے۔

اِن تین اصطلاحات مین یعنی (۱) جائداد مشترکہ۔ (۲) جائداد خاندان مشترکہ

---

[1] ۵ کلکتہ ۴۷۴ سنح ۲۵ مدراس ۱۴۹۔ [2] ۳۲ مبیئی ۱۴۔

[3] ۱ مدراس ویکلی نوٹس ۱۱ ۳۱ (پریوی کونسل)۔ ۱۲ کلکتہ لا جرنل ۲۲۵۔ مدراس لا ٹائمس ۱۹۳۔

اور (۳) مشترکہ جائداد موروثی مین بہت فرق ہے - جائداد مشترکہ مین مانند جائداد خاندان مشترکہ کے اصول پسماندگی نہین پایا جاتا ہے - اور مشترکہ جائداد موروثی کے دو مطلب ہوتے ہین اول یہہ کہ جائداد خاندان مشترکہ کی ہو - اور دوسرے یہہ کہ وہ موروثی ہو - مشترکہ جائداد موروثی ہونے کے لیئے یہہ لازمی ہے کہ خاندان مشترکہ کی جائداد کا وجود ہو مگر اُس کا برعکس صحیح نہین ہے - پس جائداد خاندان مشترکہ کا وجود بلا کسی سرمایہ ماقبل کے ممکن ہے - اگر یہہ معلوم ہو کہ خاندان مشترکہ کی کچھہ جائداد حاصل ہوئی ہے تو قیاس یہہ ہوگا کہ تمامی جائداد موروثی ہے -

جائداد موروثی - جائداد موروثی کے اقسام حسب ذیل ہین -

(۱) ایسی جائداد جو اُس کو اپنے باپ یا دوسرے مورث خاندان سے ترکہ مین ملی ہو بشرطیکہ مورث تین درجہ سے زیادہ دور کا نہ ہو[۱] یہہ ضروری نہین ہے کہ ایسی جائداد مورث کے ہاتھہ مین بھی موروثی ہو - مورث کی مکسوبہ جائداد بیٹے کے ہاتھہ مین موروثی ہو جاتی ہے -

(۲) ایسی جائداد جس کا وہ بوقت تقسیم جائداد موروثی مستحق قرار پاوے -

(۳) وہ تمام جائداد جو جائداد متذکرۂ فقرہ (۱) و (۲) بالا مین اضافہ ہو اور وہ تمام جائداد کو جو کوئی شریک خاندان ایسی جائداد کی امداد سے حاصل کرے - ایسی تمام جائداد جو موروثی جائداد کی آمدنی سے خرید کی گئی ہو موروثی ہو جاتی ہے - خواہ وہ لڑکے کی پیدائش کے قبل یا بعد حاصل

---

[۱] ۲۵ مدراس ۸۸ -

کی گئی ہو[1]۔ اگر موروثی اور مکسوبہ جائداد بلاتفریق کے ملا دی جائے تو ایسی جائداد جو ایسے اجتماع سے خرید کی جائے وہ بھی موروثی ہوگی۔

(۴) ایسی جائداد جو دو یا تین شرکا مشترکہ طور سے حاصل کریں اُن کے مابین موروثی رہتی ہے مگر بعد تقسیم اُن کے ورثار کے لیئے وہ مکسوبہ ہوجاتی ہے[2]۔

(ہ) ایسی جائداد موروثی جو خاندان کے قبضہ سے ایک مرتبہ نکل گئی ہو اور کسی رکن خاندان نے بازیافت کی ہو موروثی ہی رہتی ہے۔ مگر وہ حسب ذیل صورتون مین مکسوبہ شمار ہوگی۔

(الف) جبکہ اُس کے بازیافت مین سرمایۂ خاندان سے مدد لی گئی ہو۔

(ب) جبکہ قابضان ناجائز نے قبضہ مخالفانہ رکھا ہو۔

(ج) جبکہ شرکار خاندان باوجود نالش رجوع کرنے کا موقع رکھتے ہوئے اُس سے دست بردار ہوگئے ہون۔

(د) جبکہ نیک نیتی سے جائداد بازیافت کی گئی ہو اور نہ کہ خاندان مشترکہ کے استحقاق کو مخفی رکھکر۔

اپرتی بندھ و سپرتی بندھ جائداد۔ دہرم شاستر کی رُو سے بعض اقربا کو جائداد مین پیدائش سے حق حاصل ہوجاتا ہے اور بعض کو کسی خاص حالت کے وقوع مین آنے پر حق پیدا ہوتا ہے مثلاً باپ اور دادا کی دولت فرزندان و نبیرگان کو بوجہ فرزند اور نبیرہ ہونے کے حاصل ہوتی ہے اور یہہ حق پیدائش سے ظہور مین آجاتا ہے۔ ایسے حق کی بنا پر ملی ہوئی جائداد

[1] بمبئی ۲۸ ۵ - ۲۹ الہ آباد ۴۳ - ج ۴۴ ۲ مدراس ۲۹ ۴۲۹ - [2] بمبئی ۹ ۴۳۸ ۔

اپرتی بندہ کہلاتی ہے۔ مگر والدین وچچا و برادر کو جائداد صرف اسی حالت مین ملتی ہے جب اصل مالک لاولد فوت ہو۔ اسی طرح فرزند کا وجود اور مالک کا زندہ رہنا وراثت کے مانع ہے۔ اسطرح کا متروکہ سپرتی بندہ جائداد کہلاتا ہے[1]۔ آخر الذکر ورثار قریبی وارث کی موجودگی کی وجہ سے محروم الارث ہوجاتے ہین۔ اگر وراثت کا موقع آنے کے قبل ہی وہ فوت ہوجاوے تو اُس کے ورثار اُس کے قائم مقام کی حیثیت سے جائداد کے دعویدار نہین ہوسکتے[2]۔ ٹریویلین صاحب اپنی تصنیف مین بیان کرتے ہین کہ ان دو اقسام جائداد مین وہی فرق ہے جو وارث قانونی و وارث بعید مین فرق ہے۔ یعنی آخر الذکر مین یہہ ممکنات مین سے ہے کہ قریب تر رشتہ دار پیدا ہوجاوے۔ اور اول الذکر صورت مین ایسا ممکن نہین ہے[3]۔ استری دہن جائداد مین اپرتی بندہ وسپرتی بندہ کی تفریق نہین ہے[4]۔

مکسوبہ جائداد۔ عام طور سے ذاتی ومکسوبہ جائداد اُسے کہتے ہین جو مشترکہ یا موروثی سرمایہ کی امداد سے حاصل نہ ہو مگر فیصلجات عدالتی نے یہہ طے کردیا ہے کہ اِس اصطلاح مین وہ تمام اقسام کی جائداد شامل ہین جو موروثی نہون مثلاً (۱) ایسی جائداد جو کسی رکن نے سرمایۂ خاندانی کی امداد کے بغیر اپنی جانفشانی سے حاصل کی ہو مگر یہہ اُس صورت پر حاوی نہین ہے جبکہ کوئی ایک رکن جائداد خاندانی مین محض ترقی دیتا و اضافہ کرتا ہو۔

(۲) ایسی جائداد جو بطور تحائف حاصل ہوئی ہو مثلاً پیشکش جو احباب

---

[1] الہ آباد ۱۰۵۔
[2] ہندو لا مؤلفۂ مین صاحب صفحہ ۳۰۵۔
[3] ہندو فیملی لا مؤلفۂ ٹریویلین صاحب صفحہ ۲۴۸۔
[4] ۲۷ مدراس ۳۰۰ و صفحہ ۳۰۶۔

سے حاصل ہون یا بوقت شادی یا عطیہ ملین۔

(۳) ایسی جائداد جو اولاً خاندانی ہو اور قبضہ سے جاتی رہی ہو اور قابض کا قبضہ مخالفانہ ہو مگر کوئی رکن اُس کو بازیافت کرے۔

(۴) ایسی جائداد جو ذاتی علم و ہنر کی وجہ سے حاصل ہو - اِس کے متعلق دھرم شاستر مین تحریر ہے کہ معمولی آمدنی ہنر قابل تقسیم ہے جبکہ بخرچ خاندان تعلیم دی گئی ہو - مگر جبکہ اشخاص اجنب کی امداد سے ہنر مذکور حاصل ہوا ہو تو حالت برعکس ہوگی[۱] - مگر ایسی تعلیم سے مراد عام تعلیم نہین ہے بلکہ وہ خاص شاخ علم جو کسی پیشہ کے لیئے ضروری ہو اور جو خاص ذریعہ اُس آمدنی کا ہو - گو کہ عام تعلیم ایک ذریعہ اُس خاص شاخ و ہر قسم ہنر کا ہوا کرتا ہے[۲]۔

## تمثیلات

(الف) ایسی جائداد جو ایک عہدہ دار سب جج نے حاصل کی تھی اِس لیئے ناقابل تقسیم قرار دی گئی کہ صرف ابتدائی تعلیم بخرچ خاندان دی گئی تھی تعلیم قانون اُس نے دوسری امداد سے حاصل کی تھی - ایسی جائداد اُس کی مکسوبہ جائداد قرار دی گئی[۳] یہی صورت اُس جائداد کی ہے جو انہی حالات مین پیشہ منجمی کے ذریعہ سے حاصل ہو[۴]

(ب) یہی کیفیت ایک محرر عدالت کی مکسوبہ جائداد کی ہے اگر اُس نے صرف ابتدائی تعلیم خاندان سے پائی ہو جب تک کہ یہہ ثابت نہ کیا جائے کہ اُس نے اپنی مکسوبہ جائداد خاندان مین ملادی ایسی جائداد قابل تقسیم

---

[۱] ۶ بمبئی ۲۲۵ - ۵ بمبئی ۲۲ -　　[۲] ۱۰ اسد رلینڈ و یکلی رپورٹر ۱۲۲ - ۲۰ الہ آباد ۲۲۵

[۳] ۶ بمبئی ۲۲۵ -　　[۴] ۷ الہ آباد لا جرنل ۲۱۷ -

نہیں ہو سکتی [1]

(ج) یہی صورت اُس جائداد کی ہوتی ہے جو کسی ایک رکن نے ذریعہٴ تجارت صرف اپنی محنت و عقل سے حاصل کی ہو [2]

(د) یہی کیفیت اُس جائداد کی ہوتی ہے جو کسی ہندو ناچنے والی نے اپنے کسب سے حاصل کی ہو۔ اگر اُس نے خاندان کی آمدنی سے صرف معمولی تعلیم ناچ و گانے کی پائی ہو [3]

(ھ) وکیل کی آمدنی جو دوران پیشہ حاصل ہو اُس وقت قابل تقسیم ہو گی جبکہ عام سرمایہٴ خاندان کی امداد سے اُس نے تعلیم حاصل کی ہو اور اِس قدر آمدنی حاصل کرنے کا اہل بنا ہو [4]

(۵) وہ جملہ جائداد جو سپرتی بندہ ہو اور اُس میں حسب ذیل اقسام جائداد شامل ہوتی ہیں۔

(الف) جائداد جو کسی اناث سے یا اُن کے ذریعہ سے وراثتاً ملی ہو مثلاً جو خسر یا نانا سے ملے [5] مدراس ہائیکورٹ کی رُو سے باستثناء لک کی رُو سے مکسوبہ جائداد میں ایسی جائداد جو باپ یا ماں یا نانا کے [6] ذریعہ سے حاصل ہو شامل نہیں ہے۔

(ب) ایسی جائداد جو اُسے مورث سے حاصل ہوئی ہو جس کا تعلق

---

[1] ۱۵ بمبئی ۳۲ - ۲ الہ آباد ۳۳۴ - [2] ۱ مدراس ۲۸۲ (پریوی کونسل) - ۲۰ الہ آباد ۴۳۵ -
[3] ۴ مدراس ۳۳۰ - خ ۱۱ مدراس ۳۱۳ - [4] ۶ بمبئی ہائیکورٹ صفحہ (۱) - ۷ مدراس ہائی کورٹ ۷۴ -
[5] ۲۹ الہ آباد ۶۶۷ - ۳ مدراس ۳۷۰ -
[6] ۲۷ مدراس ۳۸۲ - ۱۰ بمبئی ہائیکورٹ ۴۴۴ -

تین پشت سے زیادہ کا ہو۔

(ج) جائداد جو شریک طالب علم سے وراثتاً ملے۔

(د) جائداد جو باپ سے ترکہ مین نہ ملی ہو بلکہ ذریعۂ وصیت ملی ہو[1]۔ مگر مدراس مین یہہ طے پایا ہے کہ یہہ ضروری نہین ہے کہ ایسی جائداد مکسوبہ خیال کیجائے بلکہ نوعیت جائداد کا دارومدار الفاظ مستعملہ پر ہے[2]۔ الہ آباد مین بمبئی کی رائے سے اتفاق کیا گیا ہے۔

(ھ) جائداد جو ہم جدی رشتہ دارون سے وراثتاً حاصل ہو[3]

(و) بچت منجملہ اُس رقم کے جو باپ بیٹے کو بغرض پرورش دے۔

(۶) بیمۂ زندگی یا دوسرے بیمون کی رقم جن کی اقساط متوفی اشخاص اپنی آمدنی سے دیتا رہا ہو بادی النظر مین مکسوبہ جائداد ہے[4]

(۷) جائداد جو ایک ملازم سرکاری پیدا کرے اور اُس نے کوئی موروثی سرمایہ نہ پایا ہو[5]

(۸) عطیات سلطانی۔ ایسی جائداد جو سلطان وقت کسی کو عطا کرے خواہ ایسا عطیہ بالکل جدید ہو[6] خواہ اُس خاندان کی منضبطہ جائداد ہو اور مجدداً اُس رکن کو جائداد عطا ہوئی ہو مکسوبہ جائداد کہلائے گی[7]۔ مگر جس صورت

---

[1] ۱۰ بمبئی ۸۲۸ - ۲۹ الہ آباد ۳۵۴ - [2] ۲۴ مدراس ۴۲۹ -

[3] ۱۴ بمبئی لاء رپورٹر ۲۵۷ - ۳۲ مدراس ۸۸ -

[4] ۲۹ مدراس ۱۲۱ - [5] ۲۸ مدراس ۳۸۶ -

[6] ۲۰ الہ آباد ۲۶۷ - ۲۹ کلکتہ ۸۲۸ -

[7] ۹ مورز انڈین اپیل ۵۳۹ - ۱۲ مورز انڈین اپیل ۱ -

ہین کہ محض ضبطی برخاست کیجائے تو جائداد مکسوبہ نہ کہلاسے گی[۵۱]
صحیح طریقہ یہہ دیکھنے کے لیئے کہ کوئی جائداد مکسوبہ ہے یا نہین یہہ ہے
یہہ غور کیا جاے کہ آیا وہ خاص جائداد خاندان کی امداد سے حاصل کی گئی
یا ذاتی سرمایہ سے اور بار ثبوت اُس پر ہوگا جو اِس بیان سے آوے کہ
جائداد مکسوبہ ہے[۵۲]
جائداد مکسوبہ جائداد علیحدہ۔ جائداد مکسوبہ سے صرف یہی مطلب ہے
کہ وہ جائداد سرمایہ خاندان کی امداد کے بغیر حاصل ہوئی ہے۔ ایک شخص اشتراک
کی حالت مین بھی جائداد مکسوبہ رکھہ سکتا ہے۔ مگر فقرہ علیحدہ جائداد کا اُس
صورت مین استعمال ہوتا ہے جبکہ وہ شریک اُن دوسرے شرکار کے ساتھہ
نہ ہو جن کے بمقابلہ مین جائداد علیحدہ متصور ہوتی ہے۔ علیحدہ جائداد مین ایسی
موروثی جائداد بھی شامل ہوسکتی ہے جو بوقت تقسیم کسی حصہ دار کو ملی ہو۔ یہ ممکن
ہے کہ وہی جو بمقابلہ بھائیون کے علیحدہ کہلاوے۔ بمقابلہ ورثا ذکور موروثی
ہوجاوے اور ایسی جائداد اگرچہ مورث کی غیر منقسمہ جائداد کہی جاسکتی ہی
مگر اُس کی مکسوبہ نہین ہوسکتی[۵۳]

## بار ثبوت

اگر موروثی جائداد خاندان کا وجود تسلیم کر لیا جائے تو جائداد متنازعہ مکسوبہ ثابت
کرنے کا بار ثبوت اُس شخص پر ہوتا ہے جو ایسا ادعا کرے[۵۴]

---

۵۱ ۱۲ کلکتہ ۱ (پریوی کونسل)۔ ۱۳ مورز انڈین اپیل ۳۳۳۔
۵۲ ۳ انڈین کیسز ۲۵۷۔ ۵۳ ۶ سدرلینڈ ویکلی رپورٹر ۷۱۔
۵۴ ۲۴ الہ آباد ۴۴۴ (پریوی کونسل)۔

ذیل مین جائداد مکسوبہ کی چند تمثیلات تحریر کی جاتی ہین۔

(۱) جبکہ کوئی رکن خاندان مشترکہ اپنے مکان سے جدا ہوکر علیحدہ سرمایہ سے جائداد حاصل کرے[۱]

(۲) جبکہ خاندان مشترکہ کا کوئی موروثی کاروبار ہو اور کوئی رکن خاندان اُس کاروبار سے اور خاندان سے علیحدہ ہوکر جائداد تنہا حاصل کرے اور علیحدہ رکھے تو یہہ جائداد اُس کی مکسوبہ کہلائے گی اور اُس پر دیون خاندان کا مواخذہ عاید نہ ہوگا[۲]

(۳) جبکہ سرکاری ملازم کوئی جائداد پیدا کرے اور اُس کے قبضہ مین کوئی جائداد موروثی نہ ہو تو ایسی جائداد پر اُسے کلیتاً اختیار تصرف حاصل ہوگا[۳] لیکن اگر وہ اپنی آمدنی علیحدہ نہ رکھے بلکہ دوسری آمدنی خاندان مین ملادے تو جو جائداد ایسی آمدنی مشترکہ سے حاصل کیجائے گی مشترکہ ہو جائے گی[۴] مقدمہ مندرجہ ۱۴ مدراس لاجرنل بصفحہ ۶۷ یہہ تجویز ہوئی ہے کہ اگر ملازم سرکاری کے قبضہ مین جائداد خاندانی ہو تو اُس کو یہہ ثابت کرنا چاہیے کہ جس جائداد کو وہ مکسوبہ یا علیحدہ بتاتا ہے سرمایۂ خاندان سے حاصل نہین ہوئی ہے۔

(۴) جبکہ جائداد جو ایک شاخ خاندان کو عطا ہوئی تھی دوسری شاخ خاندان نے اپنے ذاتی روپیہ سے مکرر خرید کرلی اور اُس کی یہہ نیت نہ تھی کہ جائداد خاندانی مین ایسی جائداد ملادی جائے۔ تجویز ہوئی کہ اس طرح

---

[۱] ۲۵ پنجاب ریکارڈ بابتہ سنہ ۱۹۰۶ء۔

[۲] ۲۸ مدراس ۳۸۶۔ ۲۵۷۔

[۳] ۲۹ الہ آباد ۱۷۶۔ ۱۶۶۔

[۴] ۲۹ الہ آباد ۲۴۴ (پریوی کونسل) ۳۳ انڈین کیسز ۳۴۴ بمبئی ۱۰۶۔

مگر خریدی ہوئی جائداد حاصل کنندہ کی مکسوبہ جائداد کہلائے گی۔ اور وہ کسی طرح دوسرے ارکان کے مابین تقسیم نہین ہوسکتی[۱]

(۵) موروثی جائداد خاندان جوکوئی ایک شریک دوسرے شرکا یا سرمایہ خاندان کی امداد کے بغیر حاصل کرے مکسوبہ جائداد ہی۔

(۶) لیکن جائداد مرہونہ کا انفکاک اِس قاعدہ کے تحت نہین آتا ہے[۲]

(۷) جبکہ جائداد موروثی جائداد مکسوبہ کے ساتھہ اِس طرح ملجائے کہ تفریق کرنا ناممکن ہو تو جملہ جائداد مکسوبہ کہلائے گی[۳]

(۸) جبکہ ایک شخص کو تقسیم جائداد خاندانی سے ایسا حصہ ملا جو بعد قیمتِ کامل مکفول تہا اور بعد ازان اُس شخص نے خود اپنے مکسوبہ سرمایہ سے بار رہن ادا کیا۔ تجویز ہوئی کہ غیر مکفولہ جائداد موروثی ہے[۴]

(۹) جبکہ ایک شخص نے ایک فیکٹری مین ۳۹ حصہ موروثی جائداد سے خرید کئے اور وہ چیرمین بھی مقرر ہوے اور اُس عہدہ کا کام انہون نے دس سال تک بلا معاوضہ انجام دیا۔ جس کے بعد وہ منتظم ڈائرکٹر مقرر ہوے اور اس وقت تک جسقدر سامان اُن کے توسط سے بیع ہوا تہا اُس تمام پر اُنہین کمیشن کمپنی کی جانب سے دیا گیا۔ تجویز ہوئی کہ یہہ کمیشن اُن کی جائداد مکسوبہ ہے۔ کیونکہ ایک عرصہ تک مفت کام کرنے کی وجہ حصہ دارون نے کمیشن دینا قبول کیا اور یہہ زور جو باعث حصول کمیشن ہوا کسی طرح موروثی جائداد کے ذریعہ سے پیدا ہوتا نہین کہا جاسکتا[۵]

---

[۱] ۴۴ بمبئی ۱۰۶۔ [۲] ۵۵ مدراس ہائیکورٹ ۱۵۰۔ [۳] ۱۸۵ پنجاب ویکلی رپورٹر بابتہ سنہ ۱۹۰۸ع (پریوی کونسل)۔ [۴] ۵۵ مدراس ہائیکورٹ ۱۵۰-۸۔ ۱ انڈین مدراس ۳۲ صفحہ ۸۳۔ [۵] ۱۰۵ بمبئی ۵۲۸۔

(۹) ٹریویلین صاحب عطیات سلطانی کے بارہ مین بیان کرتے ہین کہ وہ ہمیشہ مکسوبہ جائداد شمار ہوگی خواہ وہ غیر شخص کو عطا کیجائے یا مالک سابقہ کے کسی عزیز کو - بجز اُن صورتون کے کہ سند عطا سے یہہ ظاہر ہو کہ عطیہ خاندان کے فائدہ کے لیئے دیا گیا ہے یا یہہ کہ معطی لہٗ خاندان کا امین ہو یا جب رواج خاندان اُس کو تسلیم کرتا ہو[1]

(۱۰) جو جائداد مامون سے وراثتاً ملے وہ مکسوبہ کہلائے گی اور اگر ایک سے زیادہ وارث ہون اور مشترکہ ہون تو جائداد اُن کو بہ حیثیت مالکان مشترک حاصل ہوگی اور حقوق پسماندگی حاصل نہ ہون گے[2] اسیطرح ایسی جائداد جو نانا سے حاصل ہو[3] اور نہ ایسی جائداد مین جو باپ کو اپنے نانا سے وراثتاً حاصل ہوئی ہو بیٹے کو پیدائش سے حق حاصل ہوتا ہے[4]

(۱۱) جائداد ناقابل تقسیم جائداد شراکت نہین ہوتی ہے کیونکہ رواج خاندان کی رُو سے اُس کا قابض صرف ایک شخص ہوتا ہے[5] اور اسیطرح بچت جو ایسی ذمہ داری کی آمدنی سے ہو جائداد شراکت نہ کہلاوے گی[6]

(۱۲) جبکہ سرمایہ خاندان مشترکہ مین کسی ایک رکن نے اپنی ذاتی آمدنی سے ایک کثیر رقم دی ہو اور بوقت تقسیم اس ذاتی رقم کے معاوضہ مین اُسے ایک حصہ سرمایہ دیا جائے تو ایسی رقم جو اُسے اسیطرح بوقت تقسیم

---

[1] ہندو فیملی لا مولفہ ٹریویلین صاحب صفحہ ۲۵۹۔ [2] ۶ کلکتہ لا جرنل ۳۸۳ - ۲۷ مدراس ۳۰۰۔
[3] ۳ مدراس ۷۰۔ [4] ۲۹ الہ آباد ۶۶۷۔
[5] ۳۱ بمبئی ۳۷۳ (پریوی کونسل)۔ [6] ۱۲ مورز انڈین اپیل ۴۰ - ۳ مدراس ۱۴۵۔

حاصل ہو موروثی سرمایہ نہین کہا جا سکتا[1]

**جائداد خاندان مشترکہ**۔ یہہ اُس جائداد کا نام ہے جو کسی خاندان کے ارکان ذکور کے قبضۂ مشترکہ مین ہو۔ ایسی جائداد مین دو یا دو سے زیادہ اشخاص کو حقوق حاصل ہوتے ہین۔ اِس کے مفہوم مین حسب ذیل اقسام کی جائداد شامل ہوتی ہین۔

(۱) موروثی جائداد۔

(۲) جائداد جو ارکان مشترکہ سرمایہ یا مشترکہ محنت سے حاصل کرین۔ ایسی جائداد جہان تک ارکان سے تعلق ہے خاندان کی مشترکہ ہوتی ہے مگر وقت انقسام مکسوبہ ذاتی ہوجاتی ہے اور ایسے ارکان کی امداد کیلئے بھی جائداد کی یہی نوعیت رہتی ہے[2]

جائداد جو باپ اور بیٹا مشترکہ محنت سے پیدا کرین مشترکہ جائداد کہلاتی ہے۔ گو کوئی وجود موروثی جائداد کا نہ ہو۔[3] دایابھاگ کی رُو سے اگر باپ کی زمین پر بیٹا اپنے صرفہ سے عمارت تیار کرے تو وہ اِس وجہ سے باپ کے ساتھہ بالاشتراک مکان مین مستحق نہین ہوجاتا[4]

(۳) جائداد جو ابتداءً مکسوبہ ذاتی ہو مگر عمداً سرمایۂ عام مین ملادیگئی ہو اور یہہ ثبوت ہو کہ اُس جائداد پر اُس کے جداگانہ حقوق آئندہ قائم نہ رہینگے۔ پسماندگی۔ جائداد جو بھائی اپنے جدمادری سے وراثتاً حاصل کرین اُنکے قبضہ مین مانند سرمایۂ مشترکہ پٹہ داران کے نہین رہتی ہے اور نہ اُن مین سے ایک کی

---

[1] ۳ انڈین کیسز ۲۵۷۔
[2] ۳۴ کلکتہ ویکلی نوٹس ۲۹۶۔
[3] ۱۰ بمبئی لا رپورٹر ۶۷۵۔
[4] ۵ بمبئی ۳۲۔

وفات پر پسماندگی کے اصول پر منتقل ہوتی ہے[۱]

بالعموم مشترکہ ٹھہ داری کا اصول دہرم شاستر مین نہین پایا جاتا ہے بجز غیر منقسمہ خاندان کے اراکین کی شراکت کی صورت مین[۲]

ویاس - دولت جو علم - بہادری یا عزیزون سے ملے تقسیم کے وقت اُس شخص کی ہوتی ہے جو اُسکے حاصل کرتا ہے - دوسرے ورثائے شریک دعوی نہین کر سکتے -

منو - جبکہ ایک بھائی نے محنت یا ہنر سے دولت حاصل کی ہو اور سرمایہ پدری استعمال نہ کیا ہو تو وہ اپنی رضامندی کے بغیر اُس دولت کو دینے پر مجبور نہین ہوسکتا کیونکہ وہ اُسنے اپنی محنت سے حاصل کی ہوتی ہے -

یاجناولک - ایسی جائداد مین جو کسی شخص نے خود بلا امداد سرمایہ پدری حاصل کی ہو اور کسی چیز مین جو دوست نے دی ہو یا شادی مین ملی ہو کسی شریک وارث کا حصہ نہ ہوگا - وہ جو اپنی محنت سے اور اپنے خرچ سے ایسی جائداد موروثی کی مرمت کرتا ہے جو ایک عرصے سے خراب حالت مین ہو اور ایسی جائداد موروثی جو ایک عرصہ سے دوسرون کے قبضہ مین ہو کر حاصل کرتا ہے مجبور نہین کیا جا سکتا کہ اپنے شریک ورثا مین اُسے تقسیم کرائے بجز اس کے کہ وہ راضی ہو اور نہ ایسی جائداد جو اُسنے علم کے ذریعہ سے حاصل کی ہو -

نارد - بالعموم تین قسم کی جائداد تقسیم نہین ہوسکتی - وہ جو بہادری سے حاصل

---

[۱] کلکتہ ۳۳ - ۲۰ مدراس ۲۰۷ - ۲۲ مدراس ۳۰۰ - ۵ مدراس ۶۷۸ (پریوی کونسل) -

[۲] ۳۳ کلکتہ ۶۷۰ - ۲۷ مدراس ۹۰ - ۳۱ مدراس ۴۲۵ -

کی گئی ہو۔ وہ جو بیوی کے عزیزون سے حاصل ہو اور وہ جو علم کے ذریعہ سے حاصل ہو۔ اور وہ جو باپ یا دوسرے دوست کی مہربانی سے حاصل ہو۔

بمبئی - باپ کو ایسی جائداد پر کامل اقتدار حاصل ہے جو وا اسے ورا ثتاً حاصل ہوئی ہو۔ لیکن غیر اشخاص کے قبضہ مین آگئی ہو اور جسے باپ اپنی قوت بازو سے مکرر حاصل کرے اور جو وہ علم - بہادری یا اسیطرح حاصل کرے۔ وہ مجاز ہے خواہ ایسی جائداد معرض تقسیم مین لائے یا نہ لائے۔ لیکن اسکی وفات کے بعد اُس کے بیٹے مساوی حصص کے مستحق ہونگے۔

ذیل مین چند تمثیلات موروثی جائداد کی درج کیجاتی ہین۔

(۱) جبکہ ایک مقدمہ مین باپ اور بیٹے کے اقرار کی بناپر باپ کی مکسوبہ جائداد موروثی قرار دی گئی۔ تجویز ہوئی کہ بعد اقرار جو اضافہ جائداد کو ہوا وہ بھی موروثی جائداد ہے[1] مگر اِس قاعدہ کا اطلاق اُن پر نہین ہوتا ہے جو رواج کے تابع ہین[2]

(۲) اضافہ جو دریا کے کنارہ کے موضع مین ہو موروثی جائداد ہے اگر موضع بھی موروثی ہو[3]

(۳) مدراس اور بنگال ہائیکورٹ کی یہہ رائے ہے کہ باپ کی مکسوبہ جائداد جو بیٹے کو بذریعہ وصیت حاصل ہوئی ہو جب تک وصیت نامہ مین کوئی مخالف نیت ظاہر نہ ہو بغرض اولاد موروثی جائداد قیاس کرنی چاہیئے۔ الہ آباد ہائیکورٹ کی رائے اِس کے خلاف ہے۔ بمبئی ہائیکورٹ نے اِس پر شبہہ ظاہر کیا ہے[4]

---

[1] ۲۱ بمبئی ۴۴۹۔ [2] ۱۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء۔ [3] ۷ الہ آباد ۴۰۲۔

[4] ۲۴ مدراس ۴۲۹۔ خ ۱۰ بمبئی ۵۲۸۔ ۲۹ الہ آباد ۴۵۴ ۳۰ انڈین کیسز ۲۲۸

(۴) جبکہ ایک شخص نے جس کے بیٹے اور پوتے تھے اپنی مکسوبہ جائداد کی اپنے ایک بیٹے کے حق مین وصیت کی۔ ایسی جائداد بعد انتقال موصی لہٗ اور اُس کے بیٹون کی مکسوبہ جائداد رہتی ہے نہ کہ اُس کی موروثی جائداد۔[1]

(۵) اگر ایسی جائداد کا مالک جسمین توریث رواج خاندان کی رُو سے ہوتی ہو علیحدہ جائداد حاصل کرے اور اُس جائداد کو نہ علیحدہ کرے اور نہ بذریعہ وصیت منتقل کرے تو قیاس یہی ہوگا کہ اُس کا منشا یہی تھا کہ وہ جائداد خاندانی مین شامل کر دی جائے۔ بشرطیکہ کوئی علامات نیت مخالف کے موجود نہ ہون۔[2]

(۶) جائداد موروثی جو بہ حیثیت پسماندہ بھائی کو حاصل ہو تو وہ موروثی جائداد کہلائے گی۔[3]

(۷) جبکہ کچھ رقم شوہر کے باپ کو بیوی کے باپ نے وقت شادی دی اور اُس نے اُس رقم سے جائداد خریدی اور اُس جائداد کے متعلق بطور خاندان مشترکہ کی جائداد کے عمل رہا تھا۔ تجویز ہوئی کہ شوہر اُسے جائداد مکسوبہ ہونے کا دعویٰ نہین کر سکتا۔[4] اسیطرح جو رقم کسی رکن خاندان مشترکہ کو بوقت شادی حاصل ہو جائداد خاندانی نہین کہلائے گی۔[5]

(۸) اگر ناقابل تقسیم زمینداری کا مالک اپنے خاندان کی خورد شاخ کے

---

[1] ۲۹ الہ آباد ۳۵۴۔
[2] ۳۴ کلکتہ ۶۴۲ بصفحہ ۶۵۳۔
[3] ۲۷ الہ آباد ۲۰۳۔
[4] ۶ کلکتہ ویکلی نوٹس ۶۵۱۔
[5] ۱۲ کلکتہ ویکلی نوٹس ۱۰۳۳۔

کسی رکن کو کچھہ جائداد بغرض پرورش عطا کرے تو ایسے عطیہ سے نوعیت جائداد مین فرق نہین آتا یعنی جائداد معطیہ موروثی ہی رہتی ہے[1]

**نبندہ** - ہم یہہ دیکھین گے کہ منقولہ وغیر منقولہ جائداد کے مابین فرق اُن صورتون مین اہم ہے جب کہ یہہ بحث ہو کہ آیا باپ یا منتظم خاندان جائداد خاندان کو منتقل کرسکتا ہے اور خاندان اُس انتقال کا پابند ہے - اس وقت ہم یہہ بتلانا چاہتے ہین کہ لفظ نبندہ سے کیا مراد ہے اور اُس کی کیا نوعیت ہے -

یہہ اُس قسم کی جائداد کا نام ہے جسے اراضی سے تعلق ہو - اور جو بطور گذارہ بادشاہ وقت نے مقرر کیا ہو -

چونکہ مرہٹہ سلطنت کے زمانہ مین اکثر دیوتاؤن کے لیئے نقد عطیہ مقرر تھا اور یہہ ہدایت تھی کہ خاص صوبہ جات کی آمدنی سے وہ رقم ادا کیجایا کرے بمبئی ہائی کورٹ نے یہہ طے کیا کہ وہ حق نبندہ ہے خواہ ادائی رقم کا بار اراضی پر ہو یا نہ ہو کیونکہ اراضی مین ایک قسم کا استحقاق حاصل ہو جاتا ہے[2]

**مکسوبہ جائداد کے لوازمات** - (۱) لڑکے و پوتے وغیرہ تقسیم پر مجبور نہین کرسکتے -

(۲) مالک اپنی مرضی سے جائداد کو ہبہ یا وصیت کرسکتا ہے - اور جسکو چاہے دے سکتا ہے - مگر یہہ خصوصیات صرف مالک جائداد کے لیئے ہین - اگر مالک بغیر انتظام کئے ہوئے فوت ہو جاوے تو وہ تمام جائداد خاندان مشترکہ کی ہو جاتی ہے - اور جبکہ اولاد اُس کو آپس مین تقسیم کرلین تو اُن کی اولاد کے لیئے وہ موروثی ہو جاتی ہے - اگر بیٹون کو حصص باپ

---

[1] ۲۳ کلکتہ ۸۵۸ - ۱۱
[2] ۵ بمبئی ۶۶ ہ ۵ -

کی وصیت کی رُو سے حاصل ہوئے ہوں تو وہ موروثی نہیں رہتی بلکہ مکسوبہ ہوجاتی ہے اور وہ مقتدر نہیں کہ اس کے متعلق وصیت کریں [۱]

شرکائے خاندان کے حقوق۔ اگر خاندان مشترکہ کی کوئی جائداد ہو تو شرکائے کو حسب ذیل حقوق پیدائش کے وقت سے حاصل ہوتے ہیں

(۱) یہہ کہ وے مشترکہ جائداد پر مشترکاً قابض رہیں اور اُس سے مشترکاً مستفید ہوتے رہیں۔ مثلاً سب شرکاے مستحق ہیں کہ اُن کی اور اُن کے متعلقین [۲] کی خاندان سے پرورش ہو اور مکان خاندانی میں وے سکونت رکھہ سکیں۔ اور بصورت ضرورت اپنے مشترکہ قبضہ کا اثقاذ بذریعہ نالش کرا سکتے ہیں [۳] اُن کو یہہ بھی حق حاصل ہے کہ مراسم مذہبی از قسم زناربندی شادی و شرادہ کی انجام دہی کے لیئے معقول و مناسب رقم دیجاوے [۴]

(۲) یہہ کہ جائداد مشترکہ پر اپنے دیون کا بار عائد کریں۔ مدیون شریک کے دائنان ایسے رکن کا حصہ تشخیص علیحدہ کرا کے بیع کرا سکتے ہیں [۵]

(۳) اپنی مرضی پر جائداد خاندان مشترکہ کی تقسیم پر زور دے سکتے ہیں بجز اُس صورت کے کہ جائداد ناقابل تقسیم ہو۔ مگر اُس صورت میں جبکہ کوئی شریک جائداد خاندانی کے استفادہ سے ممنوع کردیا گیا ہو یہہ لازمی نہیں ہے کہ شریک تقسیم کا دعویٰ کرے۔ بلکہ وہ حکم امتناعی کے لیئے درخواست کرسکتا

---

[۱] ۱۰ بمبئی ۲۳۲۔ ۲۳ بمبئی ۶۱۱۔ [۲] ۱۵ مدراس ہائیکورٹ ۴۵ متنو باب ۹ فقرہ (۱۰۸)

[۳] ۲۶ بمبئی ۱۴۱۔ ۲۳ کلکتہ ۱۲۰۱ مگر آخر الذکر نظیر حصہ داروں سے متعلق ہے۔

[۴] قانون خاندان مشترکہ مولفہ بھٹاچاری صاحب صفحہ ۲۷۷۔

[۵] ۸ بمبئی لاءرپورٹر ۹۹۔

ہے - وہ اِس امر کے استقرار کی نالش نہین کر سکتا کہ اُس کا حصہ تعین کیا جاے اور نہ وہ ایک جزو جائداد بہ قبضہ شرکاے کا دعوی کر سکتا ہے[1] - اسیطرح وہ خاندان مشترکہ کی جائداد کے منافع مین حصہ دلا پانے کا دعوی نہین کر سکتا ہے[2] اِس لیئے کہ تاتقسیم اِس کا حصہ معین نہین ہوتا ہے - جبکہ کسی شریک کو یہ معلوم ہو کہ شخص ثالث غیر مستحق کی جائداد کی حیثیت سے جائداد خاندانی بہ تعمیل ڈگری ضبط ہونے والی ہے ایسی صورت مین اُسے قبضہ دلا پانے یا اِس امر کے استقرار کی نالش کا حق حاصل ہے کہ جائداد منضبطہ بایفائے ڈگری قرق نہین ہو سکتی ہے[3]

(۴) ہر شریک کے افعال پر تاکید رکھنا جہان تک کہ اِن کا اثر جائداد پر پڑتا ہو - یعنی ہر شریک کو حق حاصل ہے کہ یہہ دیکھے کہ جائداد کا انتظام منتظم خاندان مناسب طور سے کرتا ہے کہ نہین - مگر منتظم خاندان سے سابقہ اخراجات وغیرہ کے بارہ مین بازپرس نہین ہو سکتی ہے[4]

(۵) ہر ایسے دعاوی مین فریق بنایا جاوے جو جائداد خاندان کے بارہ مین دائر ہون -

(۶) اپنے حصہ کو بعوض بدل قیمتی منتقل کرے مگر بذریعہ وصیت یا ہبہ منتقل نہین کر سکتا - مدراس اور بمبئی ہائیکورٹ اِس مسئلہ پر متفق ہین[5] مگر

---

[1] ۱۱ بمبئی ہائیکورٹ ۶۹ - ۲۲ ویکلی رپورٹر ۳۳۳ - ۲۴ ویکلی رپورٹر ۳۹۳ -
[2] ۳ انڈین کیسز ۹ - ۱۴ کلکتہ ۴۹۳ (پریوی کونسل) - ۶ کلکتہ ۳۹۷ (پریوی کونسل) -
[3] ۱ انڈین کیسز ۵۳۰ -
[4] ۳۲ مدراس ۲۷۱ -
[5] ۱۸ مدراس ۷۳ - ۱۵ بمبئی ۶۷۳ - ۴ بمبئی لا رپورٹر ۵۸۷ -

بنگالہ - الہ آباد - پنجاب اِس کے خلاف ہین[1] - اِن کی رائے ہے کہ رضامندی دیگر شرکا کی لازمی ہے - (۷) یا بہاگ کی رُو سے منتقل کرسکتا ہے (حل)

(۷) بصورت اِس کے کہ اگر شریک لاولد فوت ہو حقوق پسماندگی حاصل ہون کسی شریک کے فوت ہونے سے یا پیدا ہونے سے جملہ شرکا کے حصص مین تغیر و تبدل ہوجاتا ہے -

(۸) جائداد کے متعلق جملہ کیفیت اُس کو ملتی ہے - اور اُسے یہہ بہی حق حاصل ہے کہ معاملات بیع یا رہن مین اُس کی رائے لی جاوے - شریک کو یہہ سب حقوق حمل قائم ہونے کے وقت سے حاصل ہوجاتے ہین - اگر کوئی رہن نامہ بحق خاندان مشترکہ تکمیل پاوے تو وہ محض اسوجہ سے کالعدم نہین ہوجاتا ہے کہ وہ کسی ایسے رکن خاندان کے نام ہوا تہا جو بوقت تکمیل دستاویز نابالغ تہا[2] -

کسی شریک کیجانب سے دست برداری - اگر کوئی شریک جسکو فرزند موجود ہو کچھہ رقم لے کر دوسرے شرکا کے مقابلہ مین اپنے حقوق سے دست بردار ہوجاوے اور فرزند تلاش کرکے بذریعہ تقسیم اپنا حصہ حاصل کرے تو ایسی صورت مین دوسرے کو جو بعد دست برداری پیدا ہوا اُس جائداد مین کلیتاً حق حاصل نہوگا جو پہلے بیٹے کو قبل دست برداری حاصل ہوئی تہی[3] بنگال اور الہ آباد ہائیکورٹ کی رائے ہے کہ کوئی شریک جائداد

---

[1] انڈین کیسز ۸۳ - ۶ الہ آباد لا جرنل ۱۱ - ۵ مدراس لا ٹائمس ۵۹ - ۳۰ الہ آباد ۳۲۵ - ۸ کلکتہ ۱۵۷ - ۶ کلکتہ ۱۳۷ -

[2] ۳۰ الہ آباد ۹۳ -

[3] ۳۳ بمبئی ۲۶۷ -

خاندان سے بحق ایک یا چند شرکار دست برداری نہین کرسکتا ۔ بیشک اگر جملہ شرکار کے حق مین دست برداری کیجاوے تو جائز ہے[1] مدراس اور بمبئی ہائیکورٹ کی روسے ہر شریک مجاز ہے کہ خواہ چند کے حق مین یا جملہ شرکار کے حق مین اپنے حصہ سے دست بردار ہوے[2]

حق قبضہ ۔ خاندان مشترکہ مین ہر شریک کو یہہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی جزو جائداد مشترکہ پر قبضہ پاوے ۔ اور ضروری نہین ہے کہ وہ تقسیم جائداد کا دعوی کرے[3] ۔ جبکہ اگرچہ کہ شریک کا حق قبضہ بلاشرکت غیرے ثابت نہ ہو تاہم عدالت کا فرض ہے کہ مدعی کے استحقاق بحیثیت شریک پر غور کرے اور بصورت اس کے کہ یہہ استحقاق ثابت ہو جائے اُس کو قبضہ دوسرون کے ساتھہ ملنا چاہیئے گو اُس کی استدعا صرف تنہا مقابضت کی ہو ۔ یہہ ضروری نہین ہے کہ اگر وہ اپنا تنہا حق مقابضت ثابت نہ کرسکا تو عام تقسیم کی نالش کی اُس کو ہدایت دی جاوے ۔ کیونکہ اگر یہہ جائز رکھا جاوے تو قانون کا منشا یہہ ہوگا کہ اشخاص اجنب یا شرکار جو اس طرح اُسی استفادہ جائداد سے محروم رہتے ہین مستحق ہین کہ تاتقسیم جائداد پر تنہا قابض رہین اور یہہ عام قاعدہ دہرم شاستر کے خلاف ہے ۔ دہرم شاستر کی رو سے کسی شریک کو بمقابلہ دیگر شرکار کے یہہ حق حاصل نہین ہے کہ وہ کسی جزو جائداد پر تنہا قابض رہے اور ہر شریک کو قبضہ بالاشتراک کا حق حاصل ہے[4] ایک شریک مالک تقسیم کا دعوی کئے بغیر مستحق ہے کہ جائداد مشترکہ کی آمدنی

---

[1] ۱۶ الہ آباد ۳۶۹ ۔
[2] ۱۱ مدراس ۴۰۶ ۔
[3] ۲۰ بمبئی ۴۶۷ ۔
[4] ۲۶ بمبئی ۴۶۷ ۔

سے جو دوسرے شریک نے جمع کی ہو طلب کرے [۱]

**مقدمات خاندان** - بالعموم تمام ارکان خاندان ایسے مقدمات مین جنکا تعلق خاندان مشترکہ کی جائداد سے ہو فریق ہونا چاہئین - مگر ایسے مقدمہ مین جن کا اثر خاندان مشترکہ پر پڑتا ہو ہر حالت مین سب کا فریق ہونا لازمی نہین ہی اس عام قاعدہ مین مستثنیٰ ہین - یعنی (۱) جبکہ مقدمہ قابض ناجائز کو بے دخل کرنے کے لیئے ہو - (۲) جبکہ معاملہ لین دین کسی رکن خاندان نے اپنے نام سے کیا ہو - اگرچہ اُس سے مقصود خاندان کا فائدہ ہو مثلاً وہ صورتین جن مین قرضہ سرمایۂ خاندان سے دیا جاوے اور تمسک ایک رکن کے نام پر ہو [۲] - (۳) جبکہ معاہدہ کسی ایک رکن کے نام پر ہوا ہو اور اُسکی ذات کے متعلق ہو - اور معاہدہ مین کوئی امر ایسا نہ ہو جس سے بادی النظر مین یہہ معلوم ہوتا ہو کہ مدعی منجانب خاندان عمل کر رہا ہے [۳] - (۴) جبکہ باپ قرضہ تجارتی کے وصول کرنے کے لیئے نالش دائر کرے کیونکہ یہہ کوئی قیاس لازمی نہین ہے کہ دیگر شرکار باپ کے کاروبار کے رکن ہین [۴] - (۵) جبکہ مقدمہ بغرض دلا پانے ہرجہ بابتہ نقصان ایسی جائداد کے ہو - جسمین اُسکا معین حصہ ہو [۵] (۶) جبکہ دعویٰ کسی کرایہ دار کو بیدخل کرنے کے لیئے ہو - اور ایک شریک جملہ دیگر شرکار کی رضامندی سے جملہ جائداد پر تنہا قابض ہو -

---

[۱] ۶ مدراس لا ٹائمس ۱۳۹ -

[۲] ۲۰ بمبئی ۳۵۴ - ۲۲ مدراس ۳۳۶ - ۱۲۷ الہ آباد ۳۶۱ - ۳۲ الہ آباد ۱۸۳ -

[۳] ۹ بمبئی ۱۱۳ - [۴] ۲۶ کلکتہ ۳۴۹ -

[۵] ۹ سدرلینڈ ویکلی رپورٹر ۲۷۹ -

(۷) جبکہ وہ منتظم ہو تو وہ بہ حیثیت قائم مقام دعویٰ کرسکتا ہے۔ مگر اس آخرالذکر مسئلہ کی متعلق مختلف رائے ہین۔ بمبئی اور کلکتہ مین منتظم خاندان تنہا منجانب خاندان نالشات رجوع کرنے کا مجاز ہے[1]۔ مدراس مین اس کے خلاف تجویز ہوئی ہے مگر مقدمات تعمیل مختص معاہدۂ بیع مین جملہ شرکار کو فریق بنانا لازمی نہین ہے[3]

الہ آباد مین خاندانی کاروبار کے متعلق منتظم خاندان دوسرے ارکان کو زمرۂ مدعیان یا مدعی علیہم شریک کئے ہوئے بغیر منجانب خاندان دعوے دائر نہین کرسکتا[4]۔ مگر اس صورت مین جبکہ معاہدہ اپنے نام سے کیا ہو وہ مجاز ہے[5]۔ قبل نفاذ ضابطۂ دیوانی یہہ بہی لازمی نہین ہے کہ مدعی منتظم خاندان عرضی دعوے مین اس امر کی صراحت کرے کہ وہ بہ حیثیت منتظم خاندان دعویدار ہے۔

## منتظم خاندان کے اقتدارات و ذمہ داریان۔ منتظم کسے کہتے ہین

ہندو خاندان مشترکہ کے کاروبار ایک شریک انجام دیتا ہے اُسے منتظم کہتے ہین۔ عام طور سے ایسا شریک اکبرالخاندان ہوا کرتا ہے۔ مگر یہہ ضروری نہین ہے کہ اُس کا تقرر دوسرے شرکاء کی مرضی پر منحصر ہوتا ہے۔ ایک خُرد رکن خاندان کے افعال بہی خاندان پر واجب التعمیل ہوتے ہین۔ بشرطیکہ غیر اشخاص مین وہ منتظم مشہور رہا ہو[7]۔ بالعموم باپ اگر زندہ ہو تو منتظم خاندان

---

[1] ۱۸ بمبئی ۱۴۱ - ۲۷ کلکتہ ۷۲۴ - ۴ کلکتہ ویکلی نوٹس ۲۲۷-

[2] ۲۲ مدراس ۱۹۰-

[3] ۷ مدراس لاٹائمس ۸-

[4] ۲۹ الہ آباد ۳۱۱-

[5] ۳۲ الہ آباد ۸۳-

[6] ۷ بمبئی ۴۶۷-

[7] ۲۶ کلکتہ ۶۹۷-

ہوا کرتا ہے[۱] اُس کی وفات کے بعد اکبر الخاندان ذکور رکن[۲] یہہ حکم دہرم شاستر کا ہے کہ ہندو خاندان مشترکہ کے جملہ معاملات وکاروبار مین منتظم خاندان قائم مقام ہوا کرتا ہے بشرطیکہ کارروائی خاندان کے فائدہ یا ضرورت کے لیئے عمل مین آوے۔ دوسرے ارکان کو جب تک صریحی اختیارات ثابت نہ کرین ایسی حیثیت حاصل نہین ہوتی[۳]

منو۔ جسطرح باپ اپنی اولاد کی پرورش کرتا ہے اسی طرح بڑے بہائی کو اپنے چہوٹے بہائیون کی پرورش کرنا چاہیئے۔ اور چہوٹے بہائیون کو بڑے بہائی کے ساتہہ اُسیطرح ادب سے پیش آنا چاہیئے جسطرح بچہ کو اپنے باپ کے ساتہہ پیش آنا چاہیئے۔ جلد ۹ صفحہ ۱۰۵-۱۰۸۔

**منتظم کی حیثیت۔** (الف) بالعموم وہ ایسے ارکان کا جو بالغ ہو گئے ہون امین یا کارپرداز متصور نہین ہوتا ہے۔ یہہ تصور کیا جاتا ہے کہ تمامی شرکا رجائداد کا انتظام کرتے ہین اور منتظم صرف اُن کی جانب سے غیر اشخاص کے مقابلہ مین گفتگو کرنے والا ہوتا ہے۔ دایا بہاگ کی رو سے اُس کی حیثیت امین کی ہوتی ہے[۴] اس لیئے متاکشرا کی رو سے منتظم خاندان سے سابقہ معاملت کے متعلق بازپرس نہین ہو سکتی مگر دایا بہاگ کی رُو سے ہو سکتی ہے۔

(ب) اُس کو ارکان خاندان منتخب کرتے ہین اور بوجوہات موجبہ

---

[۱] ۲۷ کلکتہ ۴۴۷۔

[۲] ۸ مدراس لاٹائمس ۱۷۔ بہٹاچاری صفحہ ۲۰۹-۲۲۳۔

[۳] ۳۲ بمبئی ۲۷۵-۵ انڈین کیسز ۹۲۲- ۷ مدراس لاٹائمس ۱۶۵۔

[۴] ۳۲ مدراس ۲۷۱- ۳ انڈین کیسز ۸۷۸- ۲۶ مدراس ۵۴۴۔

اُس کو برطرف کر سکتے ہین۔ اور یہہ تصور ہوتا ہے کہ خاندان کی جائداد کا انتظام
اِن ہی کی ہدایات اور شرکت سے عمل مین آتا ہے۔ حتیٰ کہ بعد مین وہ اس سے
حساب بھی نہین طلب کر سکتے۔ مگر ممکن ہے کہ خاص واقعات ایسے ہون
جن کا نتیجہ یہہ ہو کہ منتظم بزرگ شرکار کا بھی امین یا کارپرداز ہو جاوے اور
شرکار کو یہہ استحقاق پیدا ہو کہ اُس سے حساب طلب کرین۔ مثلاً جب چند بھائی
آپس مین یہہ معاہدہ کرین کہ ایک عرصہ تک جائداد مشترک رہے اور برادر کلان
انتظام کرتا رہے اور وقتاً فوقتاً حساب بنا کر منافع و آمدنی تقسیم کر لیجایا کرے[1]
(ج) نابالغ شرکار کے مقابلہ مین منتظم عام طور سے امین ہوتا ہے۔ اور
زمانۂ امانت ختم ہونے پر یا کسی اور وقت جبکہ بالعموم حساب فہمی ہونی چاہیٔے
اُس سے حساب طلب ہو سکتا ہے[2]
(د) ہندو خاندان مشترکہ کا کرتا اکثر محض خاندان کی جانب سے کلام
کرنے والا ہوتا ہے۔ اِس کی حیثیت ایسے کارکن کی نہین ہوتی۔ جسے
اختیارات منجانب خاندان تفویض ہوئے ہون اور بقیہ خاندان کا امین
ہو اور جوابدہ ہو۔ صرف نابالغ ارکان کے مقابلہ مین اِس کی حیثیت امین
کی ہوتی ہے۔ اور اُن کے حصہ کی حد تک بعد اختتام امانت وہ حساب فہمی
کا ذمہ دار ہوتا ہے دیگر شرکار کے مقابلون مین اُس کی حیثیت کارپرداز
کی نہین ہوتی[3]

---

[1] ۲۲ مدراس ۴۷۰۔ [2] ۹ سدرلینڈ ویکلی رپورٹر ۴۸۳۔

[3] ۵ انڈین کیسز ۹۲۲ - ۲۲ الہ آباد ۳۰۷ - ۲۵ الہ آباد ۵۷ و ۱۶۲ - خ ۲۹ الہ آباد
۳۴۵۔

(۵) تعلق بمقابلہ کارپرداز یا شریک ہونے کے زیادہ تر اہلیت کا ہوتا ہے
منتظم کب علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔ منتظم دوسرے شرکار کی مرضی پر محض اس بنا پر علیحدہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی دوسرا شریک بہتر انتظام کر سکتا ہے وہ اصراف یا بدطینتی یا دماغی ناقابلیت یا کسی جرم کے ارتکاب میں سزا پانے کی بنا پر جسکی وجہ سے عدالت کی نگاہ میں اس کا منتظم رہنا مناسب نہیں ہے علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔

منتظم خاندان حساب فہمی کا کس حد تک ذمہ دار ہے۔ عام قاعدہ یہہ ہے کہ منتظم خاندان محض اس وجہ سے کہ وہ منتظم ہے۔ دوسرے شرکار کو حساب فہمی کرنے کا پابند نہیں ہے۔ بلحاظ اس امر کے کہ ہندو خاندان مشترکہ اور شراکت میں کوئی مناسبت نہیں ہے غیر منقسم خاندان کے ارکان وقت تقسیم سابقہ معاملات کا حساب طلب کرنے کے مستحق نہیں ہوتے ہیں[۵۱]۔ بلکہ صرف جائداد جو فی الواقعی بوقت تقسیم موجود ہو اس کی تقسیم کے مستحق ہوتے ہیں۔ خاندان کا کرتا معاملات سابقہ و جائز ہونیکا ثبوت پہنچانے پر مجبور نہیں ہے[۵۲]۔ منتظم خاندان سے حساب فہمی میں یہہ دیکھا جاتا ہے کہ فی الواقعی کیا صرف ہوا اور کیا باقی ہے۔ نہ یہہ کہ کیا خرچ ہوتا اگر ہوشیاری اور کفایت شعاری سے کام کیا جاتا[۵۳]۔ مگر باوجود اس کے منتظم خاندان بوقت تقسیم حساب بتلانے سے انکار نہیں کر سکتا۔ نابالغ ارکان

---

[۵۱] ۲۸ بمبئی ۲۸۱۔
[۵۲] ۱۳ کلکتہ ویکلی نوٹس ۳۰۹ - ۹ کلکتہ لاجرنل ۱۳۳۔
[۵۳] ۱ بمبئی ۵۶۱ - ۳ بمبئی ۴۸۴ - ۵ بمبئی ۵۸۹ - ۱۱ الہ آباد ۳۳۹ - خ - ۷ مدراس ۴۶۴۔

بوقت تقسیم حساب طلب کرسکتے ہین۔ اور چونکہ بوجہ نابالغ ہونے کے یہ نہین
کہا جاسکتا کہ وے انتظام پر راضی تھے بالغ ہونے پر وے منتظم کو ذمہ وار
قرار دے سکتے ہین۔ نہ صرف ایسے اقبال کا جو فریب کی حد تک پہنچے ہون
بلکہ اُس حالت مین بھی جبکہ انتظام بالکل بے احتیاطی سے کیا گیا ہو اور
اُن کے حقوق پر مضر اثر پڑا ہو۔ مگر ہر صورت مین قیاس یہی کیا جائے گا
کہ جو جائداد بوقت تقسیم موجود ہے اُسی کی تقسیم ہونی چاہئے جب تک کہ
خلاف مین ثابت نہ ہو[۵۱] کوئی ایسا رکن جو مطلقاً خاندان سے خارج کردیا گیا
ہو منتظم خاندان سے حساب طلب کرسکتا ہے۔ مگر اگرچہ دہرم شاستر کی رو
سے ہندو خاندان مشترکہ کا کوئی رکن کاروبار خاندان مشترکہ کے منافع کا
حساب دریافت نہین کرسکتا۔ اور نہ بعد تشخیص حساب اپنا حصہ طلب کرسکتا
ہے[۵۲] تاہم ایسی صورت مین جبکہ کوئی رکن کارخانہ خاندان مین شریک
ہونے سے منع کیا گیا ہو حکم امتناعی صادر ہونے مین کوئی امر مانع نہین ہی۔
اور ایسا رکن اُس واصلات کا بھی مستحق ہوسکتا ہے جو اُس کی علحدگی کی
زمانہ سے تقسیم کے وقت تک واجب نکلے[۵۳]۔ اگر منتظم کسی جائداد کے وجود
کو تسلیم کرے اور کسی رکن کے قبضہ مین وہ جائداد ہونا نہ بتاوے تو ابتداءً
وہی ذمہ دار ہوگا۔ اور اُس پر فرض ہے کہ حساب دیوے[۵۴] پس نتیجہ یہہ

---

۵۱ ۷ ابمبئی ۱۷۱۔ ۳۲ مدراس ۲۷۱۔ ۳ انڈین کیسز ۲۴۱۔

۵۲ ۱۴ کلکتہ ۴۹۳۔ ۱۶ کلکتہ ۳۹۷ (پریوی کونسل)۔ ۳ انڈین کیسز ۹۔

۵۳ ۲۳ بمبئی ۱۱۴۔ ۵۴ ۱۹ بمبئی ۵۳۲۔ ۳۲ کلکتہ ۱۱۸۔

۵۵ ۲۵ مدراس ۳۶۷ (پریوی کونسل)۔ ۲۶ مدراس ۴۴۵ (پریوی کونسل)۔ ۲۱ الہ آباد
۴۲۵۔ ۷ مدراس ۵۶۴۔

ہوتا ہے کہ اگر غیر منقسمہ خاندان کا رکن تقسیم کا دعویٰ کرے اور وہ خاندان سے خارج نہ کیا گیا ہو تو جب تک کہ فریب یا خلاف بیانی ثابت نہ کیجا دے اُسے یہہ حق حاصل نہین ہوتا کہ منتظم رکن سے سابقہ معاملات کا حساب دریافت کرے[1]۔ جبکہ تقسیم کے دعوے مین مدعی عام حساب فہمی کی استدعا کرے اور خاص مدات رقوم مین حصہ کا طلبگار اِس بیان سے ہو کہ منتظم خاندان نے رقوم متنازعہ وصول کی ہین تو ایسی رقم وصول شدہ ناثابت قرار دینے کی صورت مین وہ عام حساب فہمی کا دعویٰ نہ کر سکے گا[2]۔

معاوضہ - جب تک کوئی خاص جائز اقرار ثابت نہ کیا جائے منتظم خاندان معاوضہ پانے کا مستحق نہین ہو سکتا ہے۔ اِس لیئے کہ وہ جائداد زیر انتظام کا بالاشتراک مالک ہوتا ہے[3]۔

## منتظم خاندان کے افعال خاندان پر کس حد تک قابل پابندی ہوتے ہین

اخراجات - منتظم خاندان مجاز ہے کہ کوئی کام جو خاندان کی بہبودی کے لیئے ضروری ہو انجام دے۔ ایسے جملہ افعال جو نیک نیتی سے کیئے جاوین خاندان پر واجب التعمیل ہون گے۔ ضروری کام سے کیا مراد ہے اس کے متعلق یہہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ اِس مین وہ تمام افعال شامل ہین جو غیر منقسمہ خاندان کے وجود اور جائداد خاندان کو قائم رکھنے کے لیئے ضروری ہون[4]۔ علاوہ برین اُس مین مذہبی مراسم اور شادی کے اخراجات معمولی بھی شامل ہین جب تک کہ خلاف مین

---

[1] ۳۲ مدراس ۱۷۳- ۳۸ بمبئی ۲۰۱- [2] ۳۲ مدراس ۱۷۱-

[3] ۱۸ مدراس ۷۳- [4] ۹ مدراس لاٹائمس ۲۴۹- انگلش ہائیکورٹ ۱۵۱

ثابت نہ کیا جائے قیاس یہی ہوتا ہے کہ منتظم کے افعال خاندان غیر منقسم کے فائدہ کے لیئے ہین۔ ضرورت خاندانی کے موجود ہونے پر منتظم خاندان مجاز ہے کہ جو بہتر طریقہ ہو اُس پر عمل ہو۔ اس طرح اُس کے اختیار تمیزی کے استعمال پر کسی رکن کا رضامندی نہ ظاہر کرنا موثر نہین ہو سکتا ہے[۱] اسیطرح محض یہہ امر کہ وہ منتظم خاندان ہے اُس کے افعال دیگر ارکین خاندان پر واجب التعمیل بنانے کے لیئے کافی نہین ہے[۲]

## تمثیلات

جائداد خاندان کی ترقی[۳] جائداد خاندان کی حفاظت کے اخراجات[۴] شریک خاندان کی اول شادی[۵] مگر ہر شریک کی دوسری شادی قانونی ضرورت نہین ہے۔ بہرکیف اگر لڑکے کی شادی کے اخراجات کے لیئے قرضہ لیا جاوے اور مصارف اُس کی حیثیت سے زائد ہوئے ہون تو ایسے قرضہ کی ادائی لڑکے پر واجب ہے[۶]

**خارج المیعاد دیون سے اقبال کرنا اور اُن کو تازہ کرنا۔** ایسے دیون کو جو خارج المیعاد ہو گئے ہون منتظم خاندان تازہ نہین کر سکتا۔ اور اگر وہ ایسا کرے تو وہ صرف اُسی کے مقابلہ مین قابل وصول ہون گے۔ مگر وہ ایسے دیون سے اقبال کر سکتا ہے جو خارج المیعاد نہ ہون اور اِسی طرح

---

[۱] ۴ بمبئی لارپورٹر ۵۸۷۔ [۲] ۷ بمبئی لارپورٹر ۱۷۲۔

[۳] ۲ مدراس ۳۳۹۔ [۴] ۹ کلکتہ ۵۰۸۔

[۵] ۳۲ بمبئی ۸۱۔ ۷ الہ آباد لاجرنل ۶۶۷۔ ۲۷ مدراس ۲۰۶۔

[۶] (۱۹۱۰ء) ا مدراس ویکلی نوٹس ۱۹۵۔

سیعاد مقررہ مین توسیع کرے - کیونکہ قانون میعاد سماعت کی دفعہ ۱۹ کے لیئے وہ باضابطہ مختار ہے [۱۵۱]۔

**ثالثی مین سپرد کرنا اور مقدمہ دائر کرنا** - ہندو خاندان مشترکہ مین باپ بہ حیثیت منتظم خاندان جائداد خاندان مشترکہ بغرض تقسیم سپرد ثالثی کرسکتا ہے اور فیصلہ ثالثی جو ایسی سپردگی کی بنا پر صادر ہوگا بیٹے پر قابل پابندی ہوگا - اگر باپ کسی مقدمہ متنازعہ مین نیک نیتی کے ساتھہ صلح کرے تو ایسی صلح بادی النظر مین بیٹون پر واجب التعمیل ہوگی [۱۵۲] اگر کوئی ڈگری منتظم خاندان کے خلاف ایسے مقدمہ مین صادر ہو جس مین نابالغ افراد خاندان بطور مدعی علیہم شریک نہ کیئے گئے ہون تو ایسی ڈگری نابالغان پر قابل پابندی نہ ہوگی - وے اس امر کے استقرار کا دعوی کرسکتے ہین کہ اُن کی حقوق پر ڈگری مذکور سے کوئی اثر نہین پڑتا ہے [۱۵۳]

**قرض لینا اور جائداد منتقل کرنا** - اگرچہ خاندان مشترکہ کی جائداد بادی النظر مین مشترکہ ہوتی ہے تاہم اس مین کوئی امر مانع نہین ہے کہ کوئی فرد خاندان اپنی ذات کے لیئے قرضہ نہ لیوے اور نہ یہہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ایسا قرض مشترکہ ہے [۱۵۴]۔ اسی طرح یہہ قیاس قانونی بھی نہین ہے کہ

[۱۵۱] ۱۷ بمبئی ۵۱۲ - ۸ مدراس ۴۵۶ - ۵ مدراس ۱۶۹ - ۱۳ مدراس ۱۸۹ - ۱۷ مدراس ۲۲۱ - ۲۰ بمبئی ۱۵۵ - ۵ انڈین کیسز ۴۸۴ - ۳۰ الہ آباد ۴۲۲ -

[۱۵۲] ۱۶ الہ آباد ۲۳۱ - ۲۷ بمبئی ۲۸۷ - ۱۹ مدراس لا جرنل ۴۰ -

[۱۵۳] (۱۹۰۸ع) ۴ مدراس لا ٹائمس ۲۸۰ -

[۱۵۴] ۱۱ بمبئی ۱۳۰ - ۱۲ بمبئی ۸ - ۱۴ الہ آباد ۲۵۹ -

[۱۵۵] ۵ کلکتہ ۳۲۱ - ۲۱ بمبئی صفحہ ۸۱۵ - ۸ بمبئی ۲۰ -

منتظم خاندان کا لیا ہوا قرض خاندانی قرضہ ہے[51] منتظم خاندان کے افعال خاندان پر قابل پابندی ہونے کے لیئے محض یہہ ثابت کرنا کافی نہیں ہی کہ وہ منتظم خاندان ہے[52] بلکہ یہہ بہی ثابت ہونا چاہیئے کہ افعال مذکور خاندان کے فائدہ یا ضرورت کے لیئے انجام پائے تھے۔ اگر غیر منقسمہ چچا جائداد خاندانی بیع کرے تو بھتیجا اُس وقت تک ایسی بیع کا پابند نہ ہوگا جب تک انتقال کے لیئے ضرورت ثابت نہ ہو[53] اوّل قاعدہ یہ ہی کہ اگر خاندانی ضرورت ہو تو منتظم کو اختیار ہے کہ حتی الوسع معتدبہ انتظام کرے۔ اور جبکہ وہ اس طرح انتظام کرے تو وہ انتظام محض اس وجہ سے کالعدم نہ ہو جاوے گا کہ کوئی ایک رکن خاندان راضی نہیں ہوا تھا۔ دوسرے یہہ کہ جبکہ رضامندی افراد خاندان حاصل نہ ہو حسب ذیل قواعد پر عمل ہوتا ہے۔

(الف) منتظم خاندان کو اپنا اختیار صرف وقت ضرورت استعمال کرنا چاہیئے۔

(ب) ضرورت۔ ضرورت رفع کرنے کے ذرائع اور فوائد جن کی حاصل کرنے کا خیال ہو ان سب کا لحاظ کرنا چاہیئے۔

(ج) دائن و مشتری کا فرض ہے کہ ضرورت قرضہ دریافت کرے۔

(د) اگر وہ فریق فریب ہو تو وہ اپنی غلطی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

---

[51] ۱۸ بمبئی ۵۲۰ - ۲۹ کلکتہ ۵۶۵ - ۳۱ کلکتہ ۶۴۳ - خ ۲۸ مدراس ۲۲۹ - ۲۷ بمبئی ۱۵۷ -

[52] ۷ بمبئی لا رپورٹر ۱۷۲ - [53] ۲۶ مدراس ۲۸ -

[54] ۴ بمبئی لا رپورٹر ۸۴ - ۵ - ۶ انڈین کیسز ۱۹۱ -

(ہ) اگر وہ اسقدر دریافت کرلیتا ہے اور دیانت سے کام کرتا ہے تو فی الواقعی وجود ضرورت معاملت کی جوازی کے لیئے شرط مقدم نہین ہے اگر وہ دیانت سے عمل کرے اور دہوکا کہا جاوے تو وہ نقصان برداشت کرنے کا مستوجب نہ ہوگا۔

(و) یہہ فرض نہین ہے کہ وہ یہہ بہی دیکھے کہ زرثمن کس غرض مین خرچ ہوا ہے۔ اگر ایک جزو قرضہ جائز ضرورت مین صرف نہ کیا جائے تو اُس سے دائن کے قرضہ وصول کرنے کے استحقاق پر کوئی اثر نہین پڑتا ہے[۱]

پس مشتری کو پابند کرنے کے لیئے یہہ دیکہنا چاہیئے کہ آیا ضرورت خاندانی تہی یا یہہ کہ خریدار نیک نیت کو یقین تہا کہ ضرورت درپیش ہے[۲] جبکہ منتظم خاندان نے ضروریات متذکرۂ بالا کے رفع کرنے کے لیئے قرضہ لیا ہو تو ڈگری جو اُس قرضہ کے دلاپانے کی منتظم کے خلاف صادر ہو تمام خاندان پر واجب التعمیل ہوگی[۳] اسی طرح منتظم خاندان اثاث البیت عند الضرورت گرو رکہہ سکتا ہے۔ اگر وہ کاروبار خاندانی کرتا ہو[۴] راہن یا مشتری کو اِس قدر ثابت کردینا چاہیئے کہ خاندان کو مصارف روزمرہ یا تجارتی ضروریات کے لیئے روپیہ کی ازحد ضرورت تہی اور منتظم خاندان کو اِن ہی ضروریات کے اظہار پر رقم قرض دی گئی تہی۔ اگر جملہ واقعات پر غور کرنے کے بعد

---

[۱] (۱۹۱۰ء) ۱ مدراس ویکلی نوٹس ۳۸۴۔ [۲] ۳ بمبئی لا رپورٹر ۲۴۳۔

[۳] ۲۳ بمبئی ۲۷۳۔ [۴] ۱ بمبئی ہائیکورٹ ۵۱۔ ۱ کلکتہ ۴۷۰۔

۳۔ کلکتہ ۷۳۸۔

یہہ نتیجہ اخذ کیا جا سکے کہ روپیہ وجوہات خاندانی کے لیئے قرض لیا گیا تہا تو مدعی کے حق مین ڈگری صادر ہوگی باوجود اس کے کہ وہ خاص غرض جس کے لیئے وہ خاص رقم دی گئی ہو مشتری نہ بتا سکتا ہو[1] اگر کوئی ڈگری منتظم خاندان کی ذات پر صادر ہوئی ہو تو باوجود اس کے کہ وہ اغراض خاندانی کے لیئے ہو[2] اُس سے کوئی بنار مخاصمت اُس کے بہائی کے خلاف پیدا نہین ہوتی ہے[3] اگر انتقال برضامندی جملہ شرکار عمل مین آوے۔ تو وہ ہمیشہ خاندان پر واجب التعمیل ہوگا۔ رضامندی خواہ صریحی ہو یا معنوی[4]۔ رضامندی ظاہر کرنے والے شرکار کا معاملت انتقال مین شریک ہونا لازمی نہین ہے تاہم اگر ایسے انتقال کے متعلق جو ضرورت خاندانی کی بنار پر ہو رضامندی بعد انتقال ظاہر کرنا کافی نہین ہے[5]

نظائر مشعر اس کے کہ منتظم کے مقابلہ مین مصدرہ ڈگری دوسرے ارکان پر کب واجب التسلیم ہے۔

(۱) ایک مقدمہ مین یہہ تجویز ہوئی کہ اگرچہ رہن نامہ تکمیل کردہ صرف منتظم خاندان ہے تاہم تمام جائداد خاندانی اُس رہن کی ذمہ دار ہے اور اُس رہن کی ڈگری کی تعمیل مین تمام جائداد نیلام ہو سکتی ہے[5]۔

---

[1] ۱۲ بمبئی ۸۰۸ - ۲۵ بمبئی ۲۵۲ -
[2] ۲۰ مدراس لاجرنل ۳۰۸ - ۴ بمبئی لارپورٹر ۵۸۷ -
[3] ۱۲ کلکتہ ۳۸۹ - خ ۲۷ کلکتہ ۸۰ - ۲۳ کلکتہ ۴ ۹۹ -
[4] ۲۰ مدراس لاجرنل ۱۷۳ -
[5] ۱۵ کلکتہ ۷۰ - ۳۰ بمبئی لارپورٹر ۸۱۱ - ۳۹ کلکتہ ۸۴۳ -

(۲) جبکہ قرضہ منتظم خاندان کی ضروریات کے لیئے ہووے تو دیگر اراکین خاندان ایسی ڈگری کے پابند ہون گے جو اُس قرضہ کے بارہ مین صادر ہو اگرچیکہ وہ فریق مقدمہ نہ رہے ہون [۱]

(۳) اِسی طرح اگر منتظم خاندان کے مقابلہ مین بہ تعمیل ڈگری کسی جائداد خاندانی کا بیع عمل مین آوے تو اگر یہہ ثابت ہو کہ قرضہ ضرورتِ خاندانی کے لیئے لیا گیا تہا اور تمامی جائداد خاندانی رہن ہوئی تہی تو دیگر شرکا کے حصہ بہی منتقل ہو جاوین گے [۲]

(۴) جبکہ منتظم ہندو خاندان کے خلاف بربنائے قرضہ نالش دائر ہو اور اُس کے حقوق و مرافق جائداد خاندانی مین بہ تعمیل ڈگری نیلام ہو جاوین تو عدالت کو یہہ دریافت کرنے کے لیئے کیا حقیت فی الواقعی منتقل ہوئی ہے حسب ذیل سوالات پر غور کرنا ہوگا۔

(۱) آیا قرضہ ایسا تہا کہ اُس کی بنا پر عام جائداد بیع ہو سکتی تہی۔

(۲) آیا مشتری نے فی الواقعی تمام جائداد کا معاملہ کیا اور تمام جائداد خریدی کی [۳]

(۵) جبکہ تجارت موروثی ہو نہ یہ کہ منتظم خاندان نے آغاز کی ہو اور دوسرے بالغ ارکان قرضہ پر اعتراض نہ کرین تو قرضہ بادی النظر مین نابالغ ارکان خاندان پر واجب الادا ہوگا [۴]

(۶) جبکہ بمقابلہ قائم مقامان خاندان جائداد خاندانی کے مقابلہ مین

---

[۱] ۲۳ بمبئی ۳۷۲۔
[۲] ۲۶ مدراس ۲۸۔
[۳] ۱۸ بمبئی ۱۴۷۔
[۴] ۲۶ مدراس ۲۱۴۔

نان و نفقہ کی ڈگری صادر ہو تو اُس کی تعمیل بیٹون پر کرائی جا سکتی ہے اگرچہ وہ فریق مقدمہ نہ ہون۔

(۷) ایسی ڈگری کے متعلق جو منتظم خاندان کے حق مین یا مقابلہ مین صادر ہو یہہ قیاس ہوگا کہ وہ قائم مقام کی حیثیت سے صادر ہوئی ہے اور اِس لیئے تمام خاندان پر واجب التعمیل ہوگی[۵۱]

(۸) دہرم شاستر کی رُو سے ایک شریک کے مقابلہ مین مصدرہ ڈگری دوسرے شریک پر واجب التعمیل نہین ہوا کرتی ہے جب تک یہ ثابت نہ کیا جاوے کہ شخص اوّل الذکر منتظم خاندان ہے اور ڈگری قرضہ خاندانی کے لیئے صادر ہوئی ہے[۵۲]۔ ممکن ہے کہ دوسرے شرکار کی طرز عمل سے یہہ پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے۔

ہبہ منجانب منتظم خاندان۔ منتظم خاندان نابالغ شریک کا حصہ بجز خاص اغراض کی تکمیل کے لیئے یا ضروریات کی صورت مین ہبہ نہین کرسکتا۔ اسیطرح منتظم خاندان نے اشپنگ ل کے حصص جو جائداد خاندانی تھے اپنی غیر صحیح النسب دختر کو ہبہ کردئے۔ تجویز ہوئی کہ ایسا ہبہ ناجائز ہے[۵۳]

ایک مقدمہ مین جائداد خاندانی جسمین ایک رکن نابالغ تھا منتظم خاندان نے کسی پوجاری کو ہبہ کردی تو ایسا ہبہ ناجائز قرار پایا[۵۴]

کاروبار خاندانی - مدراس - یہان یہہ ضروری نہین ہے کہ کسی کاروبار

---

[۵۱] ۴۴ مدراس ۶۸۹۔
[۵۲] ۱۱ بمبئی لار پورٹر ۱۱۴۵۔
[۵۳] ۵ ناگپور لار پورٹر ۱۸۱۔
[۵۴] ۱۸ بمبئی ۱۶۷ - ۴ بمبئی لار پورٹر ۸۸۳۔
[۵۵] ۱۹ بمبئی ۸۰۳۔

مین جو کوئی ایک رکن چلاتا ہو خاندان مشترکہ کے اراکین شرکار متصور ہون[1]
ارکان خاندان کی ذمہ داری اُن کے حصہ جائداد خاندانی پر محدود رہے اور
ذاتی نہین ہے[2]۔

# باب ششم

## قرضہ

غیر اشخاص کے قرضہ ادا کرنے کی ذمہ داری کی وجہ۔ بیٹا۔
معمولی شریک خاندان۔ شوہر اور باپ کی ذمہ داری دربارۂ
ادائی قرضہ متعلق باپ۔ متوفی شریک منتظم۔ بیوی اور بیٹا۔
خاندانی جائداد کا ایسی ڈگری کی تعمیل مین جو باپ کے خلاف
صادر ہوئی ہو نیلام ہونے سے بیٹے کی حقیت پر کب اثر پڑیگا۔
مسئلہ کہ قرضہ جائداد کے ساتھ ہے۔

غیر اشخاص کا قرضہ ادا کرنے کی ذمہ داری کی وجہ۔ غیر اشخاص کا

[1] ۲۵ مدراس ۱۴۹۔
[2] ۲۲ مدراس ۱۶۷۔ ۲۴ مدراس ۱۵۱۔

قرضہ ادا کرنے کی ذمہ داری تین ذریعہ سے عائد ہوتی ہے۔

(۱) یہہ فرض مذہبی ہے کہ مقروض کو اُس کے قرضہ کے گناہ سے بچایا جائے۔ یہہ اُس صورت سے متعلق ہے جبکہ مقروض اور قرضہ ادا کرنے والا باپ و بیٹا یا دادا و پوتا ہوں۔

(۲) اخلاقی فرض ایسے شخص کا قرضہ ادا کرنے کے متعلق جس کی جائداد اُس دوسرے شخص کو حاصل ہوئی ہو۔

(۳) قانونی فرض ایسے شخص کا قرضہ ادا کرنے کے متعلق جس نے اُس دوسرے شخص کے کارندہ کی حیثیت سے قرضہ لیا ہو۔ (ز مین طبع ششم صفحہ ۳۷۶)۔

باپ کا قرضہ ادا کرنے کے متعلق بیٹے کی ذمہ داری۔ متاکشرا کتب۔ یاجنا ولک "اگر باپ کسی غیر ملک کو چلا گیا ہو یا حقیقتاً یا قانوناً فوت ہوگیا ہو یا کسی ایسی بیماری مین مبتلا ہو جو ناقابل صحت ہو تو بیٹون یا اُنکے بیٹون کو اُس کا قرضہ ادا کرنا چاہیئے۔ لیکن ایسا قرضہ باپ کا بیٹے کو ادا کرنا لازمی نہین ہے جو اُس پر شراب یا عیش یا جوے مین عائد ہوا ہو یا بابتہ جرمانہ کے باقی ہو اور جسکی ادائی کا اُس نے بلا غور کئے ہوے وعدہ کرلیا ہو" وجنانیشور اپنی شرح مین بیان کرتے ہین۔ خواہ بیٹون اور پوتونکو کوئی جائداد اپنے بزرگون کی حاصل ہو یا نہ ہو بزرگون کے قرضہ کی ادائی لازمی ہے۔ بشرطیکہ خلاف قانون و اخلاق نہ ہو۔ لیکن صرف بیٹے ذمہ دار ہین اور بیٹے نہ ہونے کی صورت مین پوتے۔ بیٹون کو اصل معہ سود اپنے باپ کی طرح سے ادا کرنا چاہیئے۔ لیکن پوتون کو صرف اصل ادا کرنا فرض ہے سود کی ادائی پوتون پر لازمی نہین ہے۔

برہسپتی۔ اگر باپ زندہ نہ رہے سب سے اول اُس کے قرضہ کی ادائی عمل میں آنا چاہیئے۔ اِس کے بعد اپنا ذاتی قرضہ۔ لیکن اگر دادا نے کوئی قرضہ چھوڑا ہو تو اُس کی ادائی سب سے پہلے لازمی ہے۔

نارو۔ باپ پر اپنے بیٹے کے قرضہ کی ادائی لازمی نہین ہے۔ لیکن بیٹے کو اپنے باپ کا ایسا قرضہ ادا کرنا چاہیئے جو محبت اور غصہ کی وجہ یا شراب قمار بازی یا ضمانت کی وجہ سے عائد ہوا ہو۔

گوتم۔ ایسا روپیہ جو باپ پر بہ حیثیت ضامن عائد ہوتا ہو۔ قرضہ تجارتی۔ ایسا قرضہ جو شراب خواری یا قمار بازی کی وجہ سے عائد ہوا ہو۔ اور جرمانہ اِسکے ذمہ دار مقروض کے بیٹے نہون گے۔

وشنو۔ اگر قرضہ لینے والا مر جائے یا تارک الدنیا ہو جائے یا بیس سال تک لاپتہ رہے تو اُس کا قرضہ اُس کے بیٹون یا پوتون کو ادا کرنا پڑیگا۔ لیکن دور کے رشتہ دار اپنی مرضی کے خلاف مجبور نہین ہو سکتے۔

منو۔ اگر عورت کا بیٹا موجود ہو اور وہ اپنے کمانے والے بیٹے کو چھوڑ دے تو اُس بیٹے کو چاہیئے کہ اُس کے استری دھن سے قرضہ کی ادائی عمل مین لائے۔

بیٹے کی ذمہ داری کی ابتدائی تواریخ۔ باوجود اِس کے کہ کتب دھرم شاستر مین تحریر ہے بیٹا باپ کے قرضون کا اُس وقت تک ذمہ دار نہین ہو سکتا جب تک کہ اُس کو جائداد موروثی ہاتھ نہ لگے[1] اور اِسی مسئلہ کے نفاذ کے لیئے بمبئی ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۶۶ء نافذ کیا گیا ہے۔ یہ تجویز

[1] ۱۹ الہ آباد ۳۰۲۔ سنہ مدراس ۳۲۔ ۱۲ ویکلی رپورٹر ۴۔

ہوئی ہے کہ ایسے مقدمات مین عدالت کو مدعی کے حق مین ڈگری صادر کر دینا چاہیئے۔ رہا یہہ امر کہ متوفی کی کوئی جائداد مدعیہ کو بحیثیت قائم مقام ملی ہے یا نہین اس کا تصفیہ بصیغہ تعمیل ہونا چاہیئے[51]۔ لیکن اسکے ساتھہ مدعی کا بھی یہہ فرض ہے کہ ایسے واقعات ثابت کرے کہ جن سے بادی النظر مین یہہ استنباط کیا جا سکتا ہو کہ کوئی جائداد مدعی علیہ کے ہاتھہ آئی ہے یا آنی چاہیئے تھی اور محض یہہ امر کہ مدعی علیہ نے صداقت نامہ وارثت حاصل کر لیا ہے جائداد پانے کا ثبوت نہین ہے[52]۔

**باپ کے دیون کی ادائی کی بیٹے پر ذمہ داری۔** مین صاحب لکھتے ہین کہ "خواہ جائداد موروثی ہو یا مکسوبہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ اور خواہ قرضہ متوفی کی جائداد کے مفید ہو یا غیر مفید بیٹے کا فرض ہے کہ قرضہ ادا کرے اور یہہ فرض مذہبی ہے" مگر شرط یہہ ہے کہ قرضہ اغراض ناجائز کے لیئے نہ ہو۔ یعنی دہرم شاستر کی رو سے لڑکا اپنے باپ کے قرضہ سے سبکدوش ہونے کے لیئے نوعیت جائداد نہین دیکھی جاتی ہے۔ بلکہ نوعیت قرضہ[53]۔ پس اگر جائداد خاندان ایسے قرضہ کی ادائی مین بیچ کیجائے تو بیٹون کی حقیت مشتری پر منتقل ہو جائے گی۔ بیٹا صرف ایسے قرضہ کا ذمہ دار ہے جو باپ نے جائز طور سے لیا ہو اور ایسے قرضہ کی ذمہ داری اُس پر عائد نہین کیجا سکتی جو اُس کی توہمات یا کمزوری کی وجہ سے عائد

---

سلہ ۱۳ بمبئی ۶۵۳ - ۸ بمبئی ۲۲۰ -

سکہ ۷ مدراس ۳۹۷ - ۱ مدراس ۳۰۹ - خ ۶ اکلکتہ ۴۵۷ -

سکہ ۵ کلکتہ ۱۴۸ - ۵ اکلکتہ ۷۱۷ - ۱۲ مدراس ۳۰۹ -

ہوئے ہوں[1]۔ لیکن شرط پر یہہ فرض نہین ہے کہ باپ کے قرضہ کی بیٹے پر ذمہ داری عائد کرنے کے لیئے یہہ ثابت کرے کہ قرضہ خاندان کے فائدہ کے لیئے لیا گیا تہا۔ اتنا ہی کافی ہے کہ قرضہ ثابت کر دیا جائے اور تب بیٹے کو ثابت کرنا چاہیئے کہ قرضہ نامناسب غرض کے لیئے لیا گیا تہا اور اُس کی شہادت معین ہونی چاہیئے۔ محض اِس واقعہ کا اثبات کہ باپ ایک عیاش شخص تہا کافی نہین ہے[2]

ایک مقدمہ مین باپ نے جو کہ خاندان مشترکہ کا رکن تہا ناجائز اغراض کے لیئے کچہہ قرضہ لیا اور اُس کے بعد ایک دوسرے شخص سے اُس قرضہ کی ادائی کے لیئے رقم اُدھار لی گئی۔ شخص آخر الذکر نے بیٹے پر اُس رقم کا دعوی کیا۔ تجویز ہوئی کہ بیٹے کو یہہ حق حاصل ہے کہ باپ کے قرضہ کی ناجوازی کا عذر کرے[3] اگرچہ باپ کو یہہ حق حاصل ہے کہ جائداد موروثی مین اپنے بیٹے کا حق بہی سابقہ دیون کی ادائی مین منتقل کر دے تاہم اگر بیٹے کی حقیت پہلے ہی سے قرق ہو تو ایسا انتقال عمل مین نہین آسکتا[4]۔ بیٹے پر ذمہ داری عائد ہونے کا قاعدہ مذکور کا اطلاق لمبو دری پر رہنوں پر نہین ہوتا ہے[5] نیلام کی ڈگری اُس وقت صادر نہین ہو سکتی جبکہ وطن مرہونہ بیٹے پر منتقل ہو چکا ہو[6]

حسب ذیل مقدمات ایسے ہین کہ جن مین باپ کے قرضہ کی بیٹے پر

---

[1] ۳۲ بمبئی ۳۴۸۔
[2] ۳۰ الہ آباد ۱۵۶۔
[3] ۲۸ الہ آباد ۳۰۸۔
[4] ۳۳ بمبئی ۲۶۱۔
[5] ۱۰ مدراس ۹۔
[6] ۳ بمبئی لا رپورٹر ۳۸۲۔

ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

(۱) جبکہ باپ نے قرضہ موجودہ اپنے کسی سابقہ قرضہ کی ادائی کی ضمانت مین لیا ہو[1]

(۲) جبکہ قرضہ دوسرے شخص کے ذمہ دین کی ضمانت مین عائد ہوا ہو[2]

(۳) ایسا قرضہ جو شریک خاندان کی پہلی شادی کے لیئے لیا گیا ہو دوسری شادی کے لیئے قرضہ لینا بھی اُس وقت واجب الادا ہوگا جب یہہ ثابت کیا جائے کہ شادی ضروری تھی[3]

(۴) ایسا خرچہ جو بمقدمہ حصول صداقتنامہ وراثت بصورت ناکامیابی عدالت سے عائد کیا جائے[4]۔

(۵) کوئی دوسری قسم کا قرضہ خواہ کتنی ہی غیر معقول وجہ پر لیا گیا ہو بشرطیکہ وہ ناجائز یا خلاف اخلاق نہ ہو[5]

(۶) جو محض فضول خرچی کی وجہ سے عائد ہوا ہو[6]

(۷) جبکہ ایسی ڈگری کی رقم ادا کرنی پڑے جو متوفی باپ کے مقابلہ مین کسی رقم کے روکنے کی بنا پر صادر ہوئی ہو یا کسی ایسے پر امیری

---

[1] ۱۱ مدراس ۳۷۳ - ۲۸ مدراس ۳۲۷ - ۳۶ الہ آباد ۶۱۱ - ۲۳ بمبئی ۴۵۴ - ۲۸ مدراس ۳۷۷ -

[2] ۲۶ الہ آباد ۶۱۱ -

[3] ۷ الہ آباد لاجرنل ۹۹۷ -

[4] ۴ کلکتہ ویکلی نوٹس ۶۵۹ -

[5] ۲۰ کلکتہ ۳۲۸ - ۴۴ کلکتہ ۴۳۷ - ۹۹

[6] ۱۸ الہ آباد ۳۳۱ - خ ۱۹ الہ آباد ۳۹۳ - ۲۳ الہ آباد ۲۰۶ - ۳۲ مدراس ۴۳۹ - ۱۱ کلکتہ ویکلی نوٹس

نوٹ کی بناء پر ہو جو باپ نے خارج المیعاد قرضہ کے عوض مین دیا ہو[1]

(۸) جبکہ بحیثیت منتظم خاندان باپ نے خاندان کے فائدہ کے لیئے کوئی معاہدہ کیا ہو اور تعمیل معاہدہ سے قاصر رہا ہو[2]

ایسا قرضہ جو کسی ایسی ڈگری کی وجہ سے دینا پڑے جو کسی فعل ٹارٹ کی بناء پر باپ کے خلاف صادر ہوئی ہو[3]

(۹) لیکن بیٹا اپنے باپ کے ایسے قرضہ کا ذمہ دار نہ ہوگا جو خیانتِ مجرمانہ کی بناء پر باپ کے اوپر عائد ہو یا کسی ایسے جرمانہ کی ادائی کا جو باپ پر کسی جرم کے ارتکاب مین عائد ہوا ہو یا جب حفظ امن یا نیک چلنی کیلئے ضامن ہوا ہو[4]

(۱۰) بیٹا باپ کے قانوناً ناجائز فعل کے ہرجہ کی ڈگری کی ادائی کا پابند نہ ہوگا مثلاً چوری یا خیانت مجرمانہ[5]

(۱۱) جبکہ باپ نے ایسا قرضہ لیا ہو جس کی ذمہ داری دواماً عائد ہوتی ہو تو بیٹے پر اُس کی ذمہ داری عائد نہ ہوگی[6]

(۱۲) اُس قرضہ کی ادائی کی جس کو باپ نے شراب کے لیئے لیا ہو بیٹے پر ذمہ داری عائد نہین ہوتی[7]

---

[1] ۱۶ مدراس ۹۹ - ۶ مدراس ۲۹۳ - [2] ۱۳ مدراس ۱۶۱ -

[3] ۱۴ کلکتہ ویکلی نوٹس ۶۵۹ - [4] ۳۲ بمبئی ۳۷ -

[5] ۲۸ مدراس ۳۷۷ -

[6] ۴ کلکتہ ۲۶۷ - ۲۷ مدراس ۷۱ - ۹ بمبئی لا رپورٹر ۶۴۲ -

[7] ۶ بمبئی لا رپورٹر ۶۴۲ -

(۱۳) اُس قرضہ کی ادائی جو باپ پر کسی ایسے مقدمہ کے خارج ہونے کی وجہ سے عائد ہو جو اُس نے بصیغہ مفلسی کسی نابالغ کی رفیق کی حیثیت سے دائر کیا ہو۔ کیونکہ یہہ رقم جرمانہ (ڈنڈ) کی حیثیت رکھتا ہے[۱] مگر اِس کے معنی یہہ نہین ہین کہ ہر خرچہ عدالتی ڈنڈ ہے[۲]

(۱۴) ایسا قرضہ جو باپ نے اِس غرض سے لیا ہو کہ کسی بیوہ کو اِس غرض سے دے کہ وہ اُس کے بیٹے کو متبنی لیلے[۳] کیونکہ یہہ رشوت ہے اور ممنوع ہے۔

جائز دیون کی چند تمثیلات ذیل مین درج کیجاتی ہین۔

(۱) جو شرادہ کی انجام دہی کے لیئے لیا جاوے بیٹے کا فرض ہے کہ ادا کرے خواہ بیٹا بالغ ہو یا نابالغ یا بعد وفات پدر پیدا ہو[۴]

(۲) لیکن پوتے کا فرض نہین ہے کہ اپنے باپ کے مساوی دادی کی میت کے اخراجات مین امداد کرے[۵]

(۳) خورد کون شراکت کی شادی ضرورت خاندانی ہے۔ اِس لیئے اگر باپ اپنے بیٹے کی شادی کے لیئے قرضہ لے اور جائداد کی آمدنی اخراجات کے لیئے کافی ہو تو ایسا قرضہ جائز کہلائے گا[۶] اور اُس کی

---

[۱] پنجاب ویکلی ریکارڈس ۲ سنہ ۱۹۰۹ء۔ ۲۰ مدراس لاجرنل ۸۔ ۶ مدراس لاٹائمس ۳۰۸۔

[۲] ۶ انڈین کیسز ۲۰۸۔

[۳] ۸ انڈین کیسز ۶۲۵۔

[۴] دہرم شاستر مؤلفہ میگناٹن صاحب جلد ۲ باب ۱ صفحہ ۲۹۶۔ ۵ بمبئی ۵۰۴۔

[۵] ۷ مدراس لاٹائمس ۳۴۳۔ ۵ انڈین کیسز ۵۵۔ [۶] ۸ انڈین کیسز ۱۹۔ ۳۲ بمبئی ۸۱۔ ۳۲ الہ آباد ۵۷۵۔

ادائی خورد رکن خاندان پر لازمی ہوگی۔ اسی طرح اگر برہمن ذات مین باپ اپنی لڑکی کی شادی کے لیئے قرضہ لے تو جائز ہے[1] اسیطرح بہائی کا فرض ہے کہ اپنے بہائی کی بیٹی کی شادی ضرور کرے۔ اس لیئے قرضہ جو اِس غرض کے لیئے لیا جاوے دوسرے ارکان خاندان کے ذمہ واجب الادا ہوگا[2]

متاکشرا کی رُو سے بیٹے پر فرض مذہبی ہے کہ ایسے واصلات کی ڈگری کی جو اُس کے باپ کے خلاف اُس زمانہ کی بابتہ صادر ہوئی ہو جبکہ ناجائز طور سے کسی کو اُس نے محروم رکہا ہو[3] ایفا کرے۔

**عذرات جو منجانب بیٹے کے پیش ہو سکتے ہین۔** (۱) یہہ کہ قرضہ ناجائز یا خلاف تہذیب یا نامناسب تہا۔

(۲) یہہ کہ بیع سے بیٹے کی حقیت جائداد مشترکہ مین منتقل نہین ہوئی اسوجہ سے کہ بیٹا فریق کارروائی نہ تہا۔ اِس کا مطلب یہہ ہے کہ وہ یہہ کہہ سکتا ہی کہ بیع کے وقت فریقین کا منشا میرا حصہ منتقل ہونے کے متعلق نہ تہا۔

**باپ کی وفات کے بعد بیٹون کے مقابلہ مین اُس کی ڈگری کی تعمیل۔** بمبئی ہائیکورٹ نے یہہ طے کیا ہے کہ ایسے زر نقد کی ڈگری جو باپ کے مقابلہ مین حاصل کی گئی ہو اُس کی وفات کے بعد بیٹون کے مقابلہ مین تعمیل کرائی جا سکتی ہے گو قرضہ باپ کا ذاتی ہو[4] لیکن کلکتہ۔ الہ آباد اور مدراس ہائیکورٹ نے یہہ قرار دیا ہے کہ بیٹون کے مقابلہ مین ایسی ڈگری

---

[1] ۸ انڈین کیسز ۸۵۴۔
[2] ۲۳ مدراس ۵۱۲۔ ۵ انڈین کیسز ۲۱۳۔
[3] ۵ کلکتہ لا جرنل ۸۰۔
[4] ۲۰ بمبئی ۳۸۵۔

کی تعمیل نہین ہوسکتی ۔ دائن کو چاہیئے کہ جدید نالش رجوع کرے تاکہ بیٹا قرضہ خلاف تہذیب ہونے کا اعتراض کرسکے[1] الہ آباد ہائیکورٹ کے جلسہ کاملہ نے کلکتہ ہائی کورٹ کے ایک فیصلہ سے اتفاق کرتے ہوے یہہ تجویز کی کہ اگر بیٹا اپنے باپ کا قائم مقام درج رجسٹر ہوجائے تو وہ یہہ اعتراض پیش کرسکتا ہے کہ جائداد بیعنہ مورد ثی تھی اور وہ بہ حیثیت پس ماندہ مالک ہوا تھا ۔ ایسی ڈگری بر بنائے رہن جو کسی ایسے شخص کے خلاف حاصل کی گئی ہو جو متاکشرا کے تابع ہو بیٹے کے مقابلہ مین تعمیل کرائی جاسکتی ہے اگرچہ وہ فریق مقدمہ نہ رہا ہو لیکن وہ بعینہٖ تعمیل قرضہ خلاف تہذیب ہونے کا عذر کرسکتا ہے[2]

**ایسے قرضہ کی ادائی کی ذمہ داری جو بہ حیثیت ضامن لیا گیا ہو**

برہسپتی نے چار قسم کی ضمانت بتائی ہین ۔ (۱) ضمانت حاضری ۔ (۲) ضمانت نیک چلنی ۔ (۳) ضمانت ادائی رقم قرضہ ۔ (۴) اصل قرضدار کی جائداد قرضہ مین دلانے کی بابتہ ضمانت[3]

اول الذّکر دو صورتون مین ذمہ داری ذات پر محدود ہے ۔ لیکن آخر الذّکر دو صورتون مین ضامن کی وفات کے بعد بیٹے ذمہ دار ہوتے ہین یاجنا ولک نارد اور منو مین اس کا ذکر ہے ۔ ان کتب مین ضمانت حاضری اور ضمانت اطمینان ادائی قرضہ مین تمیز کیا گیا ہے ۔ کیونکہ اول الذّکر صورت مین بیٹا اسی وقت مستوجب نالش ہوگا جبکہ ضامن کی جائداد کو معاملت سے

---

[1] ۲۶ الہ آباد ۴۹۴ ۔ ۵ مدراس ۲۳۲ ۔ ۱۳ مدراس ۲۶۵ ۔ ۱۷ مدراس ۱۰۶ ۔

[2] ۳۳ کلکتہ ۶۷۶ ۔ ۳۴ کلکتہ ۶۴۲ ۔　　[3] ۲۵۳ بمبئی ۴۵۴ و ۴۵۶ ۔

کوئی منافع پہنچا ہو۔ اگر کوئی معاہدہ سود کا نہ ہوا ہو تو بیٹا صرف اصل کی ادائی کا ذمہ دار ہوگا۔ پوتا دادا کے قرضہ کی ادائی کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا جبتک کہ اُس کو معاوضہ نہ ملا ہو[۵۱]۔ مگر ٹریویلین صاحب کا بیان ہے کہ ایسے معاملہ کے بارے مین بیٹے اور پوتے مین کوئی فرق نہین ہے۔ کلکتہ ہائی کورٹ مین ابھی اس مسئلہ کا کامل طور پر تصفیہ نہین ہوا کہ متاکشرا کی رُو سے بیٹا ایسے قرضہ کی ذمہ داری لے سکتا ہے جو اُس کے قبل اُس کے باپ نے کسیکا ضامن ہو کر عائد کیا ہو[۵۲]۔ بمبئی ہائی کورٹ کی رُو سے اگر موروثی جائداد بیٹے کو حاصل ہوئی ہو تو بیٹا اپنے باپ کے ایسے قرضہ کی ادائی کا ذمہ دار ہوگا جو اُس نے بطور ضامن لیا ہو[۵۳]۔ الہ آباد ہائیکورٹ کی رُو سے بیٹا ایسے قرضۂ پدری کا ذمہ دار ہے[۵۴]۔ مدراس ہائی کورٹ مین یہہ طے ہوا ہے کہ جملہ موروثی جائداد بشمول حصۂ فرزند ایسے قرضہ کی ادائی کی ذمہ دار ہے[۵۵]۔

کاتیان۔ ضمانت کا قرضہ کسی وجہ سے بھی پوتون کو ادا کرنا لازمی نہین ہے بلکہ صرف بیٹے کو معہ سود کے ادا کرنا چاہیئے۔ ہان اگر بیٹا مرجائے اُس صورت مین پوتا ادا کرے گا اور یہہ ذمہ داری چار پشت تک ہے۔

منو۔ جو رقم ضمانت یا بلا سوچے ہوئے وعدہ کر دینے سے عائد ہوئی ہو یا جو قمار بازی مین ہار دی جائے یا شراب خواری کی وجہ سے عائد ہوئی ہو۔ اِس سب کا ذمہ دار بیٹا نہ ہوگا۔ یہہ قاعدہ صرف ضمانت حاضری سے

---

[۵۱] ۲۸ بمبئی ۲۰۸ - ۱۷ مدراس لا جرنل ۲۸۳ - "ہندو فیملی لا" مؤلفۂ ٹریویلین صاحب صفحہ ۳۰۸۔
[۵۲] ۳ کلکتہ ویکلی نوٹس ۴۲۹ - ۱۱ انڈین کیسز ۱۵۳ - [۵۳] ۲۳ بمبئی ۴۵۴ -
[۵۴] ۲۶ الہ آباد ۶۱۱ - [۵۵] ۲۸ مدراس ۳۷۷ -

متعلق ہوگا - اور اگر ضامن فوت ہو جائے تو حاکم اُس کے وارث کو بھی ادائی پر مجبور کرا سکتا ہے -

وثیقہ - ضمانت حاضری - نیک چلنی اور ادائی رقم کی ہوا کرتی ہے - اول الذکر دو کو چاہیئے کہ وعدہ سے قاصر رہنے کی صورت میں قرضہ ادا کر دے -

نمونۂ ڈگری - صحیح نمونۂ ڈگری کا یہہ ہونا چاہیئے کہ ڈگری کی تعمیل صرف ایسی جائداد پر جو باپ کی ہو اور بیٹون کے قبضہ مین آئی ہو کیجائے اور جبتک کہ ایسی تنقیح قائم ہو کر فیصلہ نہ ہو جائے کہ بیٹون کو کافی اثاثہ ملا ہے اُن کی ذات پر کوئی ڈگری صادر نہ ہونی چاہیئے [۱]

ذمہ داری کب عائد ہوتی ہے - اصل کتب مین بعد وفات پدر ذمہ داری کا عائد ہونا بتلایا گیا ہے - لیکن فیصلہ جات عدالتی سے اب یہہ طے پایا ہے کہ باپ کی زندگی مین بھی دائن تمام جائداد خاندانی کے مقابلہ مین اپنا دعویٰ نافذ کر سکتا ہے - قرضہ خواہ بیٹون کی پیدائش کے پہلے کا ہو یا بعد کا ذمہ داری برابر رہتی ہے [۲] خاندان مشترکہ مین بیٹون پر باپ کے ساتھہ ایسے تمسک کی بناء پر دعویٰ ہو سکتا ہے جو باپ نے تنہا اُنکی پیدائش کے پیشتر تحریر کر دیا ہو - بشرطیکہ بدل تمسک خلاف قانون یا تہذیب نہو [۳] دائن یہہ نالش کر سکتا ہے کہ باپ کے قرضہ کے بیٹے ذمہ دار قرار دیئے جائین اگرچہ اُس نے ابتدائی دعویٰ بمقابلہ پدر مین بیٹون کو فریق

---

[۱] ۸ مدراس لاٹائمس ۱۰۵ - [۲] ۲۸ بمبئی ۳۸۳ - ۲۷ مدراس ۳۲۶ - ۲۹ مدراس ۲۰۰ - [۳] ۵ الہ آباد ۷۵ - ۱۲ الہ آباد ۱۸۱ - ۲۳ الہ آباد ۲۰۸ - ۲۴ الہ آباد ۵۹۴ - خ ۲۹ الہ آباد ۵۴۴ - ۲۲ مدراس ۴۹ - ۲۰ کلکتہ ۳۲۸ -

نہ بنایا ہو[1]۔ صورت متذکرہ بالا اُس وقت متعلق ہوتی ہے جبکہ بیٹے باپ کے ساتھ
مشترک ہوں۔ لیکن اگر منقسمہ ہوں تو وے باپ کے ایسے قرضہ کی ذمہ دار
نہ ہونگے جو بعد کو عائد ہو۔ لیکن تقسیم ہونے کے بعد بھی اگر یہہ ثابت
ہو کہ تقسیم محض دائنان کو دہوکا دینے کی غرض سے عمل میں آئی ہے[2] تو
منقسمہ بیٹے بھی ذمہ دار ہونگے۔ اِس امر سے کہ جائداد موروثی بعدہ
زائل ہوگئی بیٹوں کی ذمہ داری کم نہیں ہوسکتی۔ دائن کا فرض ہے کہ
وہ اِسی قدر ثابت کردے کہ متوفی کی جائداد اُس کے بیٹوں کو حاصل
ہوئی ہے اور پھر بیٹوں پر بار ثبوت اِس امر کا ہوگا کہ قرضہ ناقابل دہانیدگی
ہے خواہ اِس وجہ سے کہ اُن کو کوئی جائداد کافی ہاتھ نہیں آئی یا قرضہ
خلاف قانون وتہذیب ہے[3]۔ متوفی کی جائداد قرضہ کی اِس معنی میں کفیل
ہوگی کہ دائن اُس کی ذات کو ذمہ دار قرار دیسکتا ہے اگر اُس نے
جائداد کا انتظام مناسب نہ کیا ہو۔ باپ یا کسی دوسرے رکن خاندان
مشترکہ کی وفات سے دائن کو ایسے قرضہ ڈگری کے وصولی کے لئے
جو بیٹے سے واجب الوصول ہو جدید بناء مخاصمت نہیں پیدا ہوتی۔
اگر باپ اور بیٹے دونوں ملکر قرض لیں اور پرامیسری نوٹ صرف
نابالغ لڑکے کے نام سے ہو دائن کو باپ کے خلاف ڈگری ملسکتی
ہے[4]۔

---

[1] ۲۵ الہ آباد ۵۷۔
[2] ۲۲ مدراس ۵۱۹۔ خ ۲۴ مدراس ۵۹۵۔
[3] ۱۴ بمبئی ۳۲۰۔ ۲۴ بمبئی ۳۴۳۔ خ ۲۹ مدراس ۲۰۰۔
[4] ۷ الہ آباد لا جرنل ۵۹۴۔

برسیتی - باپ کا قرضہ اگر ثابت ہو جائے تو بیٹون کو ضرور ادا کرنا چاہیئے - دادا کا قرضہ پوتون کو بغیر سود کے دینا چاہیئے - لیکن پرپوتی پر اُن کا ادا کر دینا فرض نہین ہے۔

پوتون - بھتیجے وغیرہ کی ذمہ داری - بھتیجا ایسے چچا کے قرضہ کی ادائی کا ذمہ دار ہے جو بحالت اشتراک بہ حیثیت منتظم خاندان کے فائدہ کے لیئے لیا گیا تھا - بیوی اپنے قرضہ کی ذمہ دار ہے اور ایسے قرضون کی جو اُس نے اپنے خاوند کے ساتھہ بالاشتراک لیا ہو اپنی استری دہن کے حد تک ذمہ دار ہے[1] پوتے پر یہہ فرض نہین ہے کہ اپنے باپ کے ساتھہ بہ حصہ مساوی دادی کے اخراجات میت ادا کرے[2]۔

قرضہ جات رہن - اِس مسئلہ کے متعلق کہ اگر کسی کی جانب سے اِس امر کی شہادت پیش نہ کیجائے کہ وہ واقعات کیا تھے جن مین باپ نے تکمیل تمسک کی تھی بیٹا ایسے رہن نامہ کی بناء پر ذمہ دار قرار پا سکتا ہے کہ نہین مختلف رائے ہین - الہ آباد ہائی کورٹ نے یہ تصفیہ کیا ہے کہ ایسی حالت مین دائن کا فرض ہے کہ وہ یہہ ثابت کرے کہ قرضہ مندرجہ رہن نامہ کسی ضرورت قانونی کی وجہ سے لیا گیا تھا یا کم از کم اُس نے معقول تحقیقات اِس امر کی کر لی تھی کہ قرضہ ضروریات قانونی یا قرضہ سابقہ کی ادائی کے لیئے لیا گیا تھا[3] بمبئی ہائی کورٹ نے

---

[1] ۶ بمبئی ۴۷۳ - ۱۲ بمبئی ۲۲۸ -　[2] ۷ مدراس لا ٹائمز ۲۶۳ -

[3] ۱۳ الہ آباد ۱۷۶ - ۹ الہ آباد ۴۹۶ - ۴۳ الہ آباد ۵۹۴ -

اِس کے خلاف تصفیہ کیا ہے اور یہہ تجویز کی ہے کہ اولاد پر فرض ہی
کہ قرضہ کی ناجوازی ثابت کرے[1] مدراس ہائی کورٹ نے بمبئی ہائیکورٹ
سے اتفاق کیا ہے[2] مگر یہہ غور طلب ہے کہ معاملہ بیع مین مدراس
ہائی کورٹ نے بہی مشتری پر اثبات ضرورت کا بار ثبوت رکہا ہے[3]
کلکتہ ہائی کورٹ نے وضاحت کے ساتہہ یہہ تحریر کیا ہے کہ اگرچہ
ضرورت ثابت نہ ہو تاہم اگر ناجوازی کا ثبوت بہی پیش نہ کیا جائے
اور یہہ بہی ثابت نہ ہو کہ دائن نے ضروری تحقیقات کرلی تہی تو
قرضہ سابقہ متصور ہوگا[4] اور اگرچہ رہن کا نفاذ اِس لیئے نہین کیا جاسکتا
ہے کہ معاملہ سے قبل کا قرضہ ثابت نہین ہے تاہم مرتہن باپ اور
اولاد دونون کے مقابلہ مین دعویٰ دائر کرکے جملہ جائداد موروثی سی
بشمول جائداد مرہونہ رقم وصول کرسکتا ہے[5] اگر ایک مرتبہ رہن
کی بنار پر جائداد بیع ہوجائے تو اولاد محض اِس بنار پر بازیافت جائداد
کا دعویٰ نہین کرسکتی کہ ابتدائی مقدمہ مین وے فریق نہ تہے بجز
اِس کے کہ وہ قرضہ ناجائز یا خلاف اخلاق ثابت کرین[6] - ذاتی ڈگری

---

[1] ۱۴ بمبئی ۳۲۰ -　　[2] ۲۱ مدراس ۳۸۱ -

[3] ۱۳ مدراس ۵۱ - ۲۹ مدراس ۲۰۰ -　　[4] ۲۷ کلکتہ ۷۶۲ - ۳۴ کلکتہ ۷۳۵ -
خ ۳۴ کلکتہ ۸۴ اگر یہہ صحیح رائے پر مبنی نہین ہے - ۲۷ کلکتہ ۷۶۲ - ۵ کلکتہ لاجرنل ۴۴۱
۵ . ۲ کلکتہ ۳۲۸ - ۲۱ مدراس ۲۸۷ - ۲۹ مدراس ۲۰۹ - خ ۲۷ مدراس
۳۲۶ -

[5] ۲۵ الہ آباد ۲۱۴ - ۲۸ الہ آباد ۱۸۲ - ۱۲ بمبئی لارپورٹر ۸۱۱ -

کی صورت میں بھی خاندانی جائداد کے بیع سے بیٹے کا حق منتقل ہو جاتا ہے۔
جب تک کہ قرضہ ناجائز یا خلاف اخلاق ثابت نہ ہو[ا] مگر قرضہ سابقہ یا ضرورت
جائز کا ثبوت لازمی ہے ورنہ اپنی حقیت کی حد تک بیٹے بیع کو منسوخ کرا سکتے
ہین[۲]

**متوفی شریک کے قرضہ کے متعلق پسماندہ شریک کی ذمہ داری**

اِس ذمہ داری کا دارومدار اِس امر پر ہے کہ پسماندہ شریک اور متوفی شریک
کے مابین کیا رشتہ ہے۔ اگر رشتہ باپ اور بیٹے کا ہو تو اُس کے متعلق
اوپر بیان ہو چکا ہے۔ اگر تعلق منتظم خاندان ہونے کا ہو تو اُس کے متعلق
آگے ذکر کیا جاتا ہے۔ تیسری اور آخری صورت وہ ہے کہ جبکہ متوفی
معمولی شریک ہو۔ ایسی صورت مین یہہ قاعدہ ہے کہ حق پسماندگی کو
حق انتقال پر ترجیح ہے۔ یعنی دوسرے الفاظ مین شریک کی وفات
پر اُس کا حصہ ختم ہو جاتا ہے۔ پس کسی شریک کے دائن کو چاہیئے کہ
اگر وہ کامیابی چاہتا ہے تو اُس دوسرے شریک کے حصہ کو اُس کی
زندگی مین قرق کرا دے ورنہ پسماندہ شریک ادائی قرضہ کا ذمہ دار نہو گا۔
محض فیصلہ اپنے حق مین حاصل کر لینا کافی نہین ہے۔ یہہ ضروری
نہین کہ یا تو جائداد رہن ہو یا قرق ہو[۳] رہن ہونے کی صورت مین
ڈگری کا حاصل نہ ہونا مانع نہین ہو سکتا[۴] اگر قرضدار کی جائداد مہتمم کے

[۱] ۲۷ الہ آباد ۱۶۔ [۲] ۲۸ الہ آباد ۳۲۔
[۳] ۵ کلکتہ ۱۴۸۔ ۳۱ کلکتہ ۱۱۱۔ ۳۲ کلکتہ ۴۳۲۔ ۳۲ الہ آباد لاجرنل ۱۲۷۔ ۲۸ الہ آباد ۱۳ ۔ ۳ بمبئی ۵۷۴۔ [۴] ۱۵ بمبئی ۶۷۳۔

سپرد ہوگئی ہو تو قرضدار کی وفات سے دائنین کے حقوق پر اثر نہ پڑے گا[51]

اگر قرضدار شریک زندہ ہو تو کوئی دقت نہیں ہے۔ اگرچہ دائن کو قبضہ مشترک نہیں مل سکتا تاہم وہ اپنے قرضدار کا حصہ بذریعہ تقسیم مشخص کرا سکتا ہے[52]۔ اگرچہ پسماندہ شریک کی موجودگی میں قرضدار شریک کا حصہ مواخذہ دار نہیں ہوسکتا۔ تاہم دائن کا حق جائداد مکسوبہ پر قائم رہتا ہے اور اُس کو ایسی جائداد کے خلاف چارہ کار حاصل رہتا ہے[53] ایسے دائنین جنہوں نے اپنا حق بکفالت جائداد مضبوط نہ کر لیا ہو متروکہ پر کوئی بار عائد نہیں کر سکتے[54]

## منتظم خاندان کے دیون کی ذمہ داری۔

منتظم خاندان کا کرتا ہوتا ہے۔ پس تمام دیون جو منتظم نے اپنے اختیارات کے اندر خاندان کی ضرورت اور مناسب اغراض کے لیئے لیا ہو اُن کی ادائی خاندان پر واجب ہوگی مثلاً اگر قرضہ شرکار خاندان کی پرورش یا تعلیم یا شادی یا میت یا کاروبار یا تجارت خاندانی کے لیئے لیا گیا ہو۔ جب کبھی کوئی شخص جس کا لین دین منتظم سے رہا ہو تمام جائداد خاندانی کو ذمہ دار قرار دینا چاہتا ہو تو اُس کو چاہیئے کہ وہ ثابت کرے کہ اُس نے ضروریات قرضہ وغیرہ کے متعلق نیک نیتی سے و بہ احتیاط کافی تحقیقات کر لی تھی[55]۔ بیشک اگر منتظم خاندان نے قرضہ اغراض خاندان کے لیئے لیا ہو تو

---

[51] ۷ بمبئی ۴۳۸ - ۱۹ مدراس ۴۷ - [52] ۱۷ مدراس ۴۸ -
[53] ۱۱ بمبئی ہائی کورٹ ۷۶ - ۵ کلکتہ ۱۴۸ - ۲۸ بمبئی ۲۰۱ - ۴۴ بمبئی ۱۲۸ - خ ۵ بمبئی ۲۳۴ -
[54] ۲۶ مدراس ۷۹ - [55] ۶ مورز انڈین اپیل ۳۹۳ - ۲۰ بمبئی ۹۰۱ -
۱۳ الہ آباد ۲۱۶ - ۳ مدراس ۱۴۵ - خ ۴ کلکتہ ۳ - ۱۹ کلکتہ ۵۰۲ -

اراکین خاندان کو دے فریق مقدمہ نہ ہون اُس ڈگری کے پابند ہونگے
جو اُن کے خلاف اِس قرضہ کے متعلق صادر ہو اور اگر تعمیل ڈگری مین کوئی
خاندانی جائداد بیع ہو جائے تو جملہ خاندان کی حقیت متعلقہ جائداد اُس
بیع سے منتقل ہو جائے گی[1] اور اگر کوئی شریک نابالغ ہو تو دائن پر
یہہ ثابت کرنے کا بار ہوگا کہ قرضہ ضرورت خاندانی کے لیئے نیک نیتی سے
لیا گیا تہا[2] اور اگر جائز ضرورت خاندانی ثابت کر دیجائے تو قرضہ کی
ادائی نابالغ پر عائد ہوگی - یہہ امر مشتبہہ ہے کہ جبکہ شرکار بالغ ہون اور
منتظم نے کوئی قرضہ برضامندی شرکار نہ لیا ہو تو ایسے شرکار پر اُس
قرضہ کی ادائی لازمی ہوگی یا نہین - بمقدمہ مندرجہ ۱۲ کلکتہ ۳۹۹ یہہ تجویز
ہوئی کہ ایسا انتقال جو ہندو خاندان کے رکن منتظم نے کیا ہو بالغ شرکا
پر قابل پابندی نہین ہے - جب تک کہ یہہ ظاہر نہ کیا جائے کہ اُن کی
رضامندی صریحی یا معنوی حاصل کی گئی تہی - معنوی رضامندی کے
ثابت کرنے کے لیئے کوئی خاص انتقال کے حوالہ کی ضرورت نہین
ہے - بلکہ رضامندی بالعموم ایسی نوعیت کے معاملات کے متعلق
اُن صورتون مین مستنبط کیجاسکتی ہے جبکہ ضرورت لاحق ہو اور منتظم کے
سپرد انتظام خاندان ہو کیونکہ یہہ قیاس کرلیا جاتا ہے کہ شرکار خاندان
منتظم کو انتظام سپرد کرنے کے وقت یہہ اختیار دیتے ہین کہ جائداد کے
انتظام کے لیئے اگر ضرورت ناگزیر درپیش ہو اور شرکار کی اجازت

---

[1] ۲۳ بمبئی ۳۷۲ - ۲۹ کلکتہ ۵۸۳ - ۲۰ کلکتہ ۴۶۳ -

[2] ۱۹ بمبئی ۳۳۸ - ۱۷ الہ آباد ۵۷۸ -

حاصل کرنا مشکل ہو تو جائداد خاندانی اپنی ہی صوابدید سے مکفول کردے یا اُس پر کوئی بار عائد کرے یا منتقل کرے[۱] اگر خاندانی مکان کا ہراج ایسی ڈگری کی تعمیل میں عمل میں آئے جو ہندو خاندان کے منتظم کے خلاف صادر ہوئی ہو۔ اور وہ منتظم خاندان باپ نہ ہو۔ تو ایسے نیلام سے صرف اُن ہی کے حقوق منتقل ہوں گے جو مقدمہ میں فریق ہوں[۲]

ذمہ داری بالذات۔ مدراس میں یہہ تجویز ہوئی ہے کہ ایسا قرضہ جو منتظم نے بحیثیت منتظم لیا ہو اور جسکو خاندانی اغراض میں خرچ کرلیا ہو اُس کی پابندی تمام افراد پر خاندانی جائداد کی حد تک ہے۔ لیکن افراد خاندان بذات خود ذمہ دار نہیں ہیں[۳] لیکن بمبئی میں ذاتی ذمہ داری ایسے حالات میں قرار دی گئی ہے[۴] خاندان اجمالی کے ارکان کو یہہ حق حاصل ہے کہ خاص حالات میں ایسے کاروبار کے منافع میں اپنا حق طلب کریں جو کوئی ایک رکن چلاتا ہو۔ لیکن جب تک کہ ایسا مطالبہ نہ کیا جائے یا کسی اور طرح سے کاروبار خاندان اجمالی کی جائداد عملاً تصور نہ کرلیجائے دوسرے ارکان پر ایسے کاروبار کے دیون کی ذمہ داری عائد نہیں ہو سکتی[۵]

متوفی۔ اگر قرضدار مرجائے اور زرقرضہ خاندان کے لیئے صرف کیا گیا ہو تو

---

[۱] ۱۱ بمبئی ۷۰۹۔

[۲] ۱۱ بمبئی ۸۷ - ۷ بمبئی ۵۵۷ - ۱۶ مدراس ۱۱ ۳ - ج ۱۴ بمبئی ۹۱۔

[۳] ۲۲ مدراس ۱۶۶۔　[۴] ۹ بمبئی لا رپورٹر ۱۲۸۹۔

[۵] ۳ بمبئی لا رپورٹر ۱۴۴۱۔

اقربا کو چاہیئے کہ منقسم ہونے کی صورت میں اپنی ذاتی جائداد سے اسکو ادا کریں۔ اگر کوئی محتاج رکن خاندان بھی منجانب خاندان معاہدہ کرلے تو رکن کلان یعنی منتظم خاندان کو معاہدہ فسخ نہ کرنا چاہیئے۔

کاتیان۔ بہرگو کا بیان ہے کہ ایسا قرضہ جو غلام۔ بیوی۔ ماں۔ شاگرد۔ یا ایسے شخص کا بیٹا جو دور غیر ملک کو چلاگیا ہو سے اگرچہ کہ بلا اجازت ادا کیا جانا چاہیئے۔

نارد۔ ہر شریک دوسرے شریک کے دیون کا ذمہ دار ہے اگر وہ دیون اس وقت لیئے گئے ہوں جبکہ شرکار زندہ ہوں اور مشترک ہوں لیکن ان کی وفات کے بعد وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

شوہر پر بیوی کی دیون کی ذمہ داری۔ شوہر اپنی بیوی کے لیئے ہوئے دیون کی صرف اسی حالت میں ذمہ دار ہے جبکہ قرضہ شوہر کی اجازت صریحی یا معنوی سے لیا گیا ہو۔ یا ضرورت ناگزیر ایسی درپیش آئی ہو کہ بجز قرضہ لیئے ہوئے چارہ نہ ہو۔ یا جبکہ بیوی نے بلا اجازت معاملت کرلی ہو اور بعدہٗ شوہر نے اسے تسلیم کیا ہو۔ کیونکہ ایسی تسلیم مابعد سے اشخاص غیر کو یہ حق پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ بیوی کو شوہر کی مختار تسلیم کریں[1] بیوی کی میت کے اخراجات شوہر کی جائداد سے ادا ہونے چاہیئں۔ اس کا استری دہن ذمہ دار نہیں ہو سکتا[2]

یاجناولک۔ نہ بیوی کو اپنے شوہر کا یا بیٹے کا قرضہ دینا لازمی ہے اور نہ باپ کو اپنے بیٹے کا قرضہ دینا۔ بجز اس صورت کے کہ قرضہ خاندان

---

[1] ۱۹ الہ آباد ۱۴۷۔　[2] ۲۲ بمبئی ۱۸۔

کے لیئے لیا گیا ہو۔ باقی حالات بیوی کے لیئے ہوے دیون کی ذمہ داری شوہر پر عائد کرنے کے لیئے صادق آتے ہین۔

کاتیان۔ بیوی کا لیا ہوا قرضہ شوہر کو ادا کرنا چاہیئے اور مان کا لیا ہوا قرضہ بیٹے کو ادا کرنا چاہیئے جبکہ نان ونفقہ کے لیئے قرضہ لیا جائے اور پرورش کنندہ بغیر انتظام پرورش چلا جاے اور اُن کو اختیار دیجائے کہ وہ انتظام کردین۔ بیوی جس سے وفات کے وقت اُس کے شوہر نے یہہ کہا ہو کہ "تم کو میرا قرضہ ادا کرنا ہوگا" مجبور کیجا سکتی ہے کہ قرضہ ادا کرے اگرچہ وہ بخوشی راضی نہ ہو۔ بشرطیکہ اُسے دولت حاصل ہوئی ہو۔

نارد۔ بیوی کا لیا ہوا قرضہ شوہر کے ذمہ واجب الادا نہ ہوگا بجز اُس صورت کے جبکہ وہ قرضہ شوہر کے مبتلائے آفات ہونے کے زمانہ مین لیا گیا ہو۔ اخراجات خانہ داری ضروریات لاحق ہین۔ دھوبی۔ شکاری۔ گلہ بان اور کلال اس قاعدہ سے مستثنیٰ رکھے گئے ہین۔ اِن آدمیون کو آمدنی اپنی بیویون کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے اور اس لیئے اخراجات خانہ داری بھی انہین کو ادا کرنا چاہیئے۔

باپ کی بیٹے کے لیئے ہوے قرضہ کی ذمہ داری۔ ہم یہہ تو دیکھ چکے ہین کہ ہندو خاندان کا بیٹا اپنے باپ کے لیئے ہوے قرضہ کی ادائی کا ذمہ دار ہے بجز اُن صورتون کے جبکہ قرضہ ناجائز یا خلاف اخلاق اغراض کے لیئے لیا گیا۔ لیکن اس کا برعکس صحیح نہین ہے یعنی باپ اپنے بیٹے کے لیئے ہوے دیون کی ادائی کا اُس حالت مین بھی ذمہ دار نہین ہے جبکہ وے جائز اغراض کے لیئے لیے ہوں بجز اُس صورت کے جبکہ بیٹے کی جائداد مکسوبہ باپ کے قبضہ مین

آئی ہوئی ہو[1] یا باپ نے ادا کرنے کی ذمہ داری اپنے اوپر لیلی ہو۔

**جائداد خاندانی مین بیٹے کا حصہ منتقل کرنے کے متعلق باپ کے اقتدارات** - مین صاحب اس مسئلہ کے متعلق فیصلہ جات پریوی کونسل کا اس طرح خلاصہ کرتے ہین[2]

(۱) باپ مجاز ہے کہ اپنے حصہ کے علاوہ اپنے بیٹے کا حصہ بھی دیون سابقہ کے ایفا مین منتقل کرے کہ خلاف تہذیب یا ناجائز نہ ہون۔ اور ایسی معاملت پدر کا نفاذ ڈگری نالش یا تعمیلی کارروائی کے ذریعہ سے بیٹون کے مقابلہ مین کرایا جا سکتا ہے۔ اگرچہ کہ بیٹے فریق نہ بنائے گئے ہون[3] یہہ حق جو اپنے حصہ کے ساتھہ اولاد کا حصہ بھی دیون سابقہ کی ادائی مین منتقل کرنے کا باپ کو حاصل ہے دھرم شاستر کے اُس اصول پر مبنی ہے کہ بیٹون کا فرض مذہبی یہہ ہے کہ باپ کا قرضہ ادا کرین[4] اسیطرح اگر جائداد موروثی قرضۂ رہن کے ڈگری کی تعمیل مین بیع ہوگئی ہو اور باپ کا رہن تکمیل کردہ ہو تو بیٹے بقدر اپنے حقوق کے انفکاک رہن کی نالش نہین کر سکتے[5]

---

[1] ۶ بمبئی ۴۷۰ - ۱۴ بمبئی ۳۲۶ -

[2] دھرشاستر مؤلفہ مین صفحہ ۳۰۹ طبع ہفتم -

[3] ۱۱ الہ آباد ۳۲۱ -

[4] ۳۳ بمبئی ۲۶۶ - ۱۰ بمبئی لا رپورٹر ۱۲۰۶ - ۲ انڈین کیسنر ۲۶ - ۳ انڈین کیسنر ۲۴ - ۶ - انڈین کیسنر ۳۳۱ - ۸ انڈین کیسنر ۵۵۴ - ۹ انڈین کیسنر ۲۳ -

[5] ۸ الہ آباد ۱۸۲ - ۲۵ الہ آباد ۳۱۴ -

قرضہ سابقہ ہونا چاہیئے یعنی بیع یا رہن کے قبل کا ہونا چاہیئے اور اس سے قرضہ کو کوئی تعلق نہ ہونا چاہیئے[1]۔ قرضہ صحیح اور جائز ہونا چاہیئے نہ کہ بیع یا رہن آئندہ کے واسطے سازشاً لیا گیا ہو[2]۔ جب قرضہ بوقت رہن یا بیع لیا گیا ہو تو وہ قرضہ سابقہ نہ کہلائے گا[3]۔ کلکتہ مین بمقدمہ مندرجہ ۴۳ کلکتہ ۱۹۴ اس کے خلاف تجویز ہوئی ہے اور اُس مین یہہ قرار پایا ہے کہ قرضہ سابقہ اور ایسے قرضہ جات مین جو ضروریات موجودہ کو رفع کرنے کی غرض سے لیئے گئے ہون کوئی فرق نہین ہے۔ لیکن ایک مقدمہ مین جسٹس مکرجی صاحب نے اختلاف کرکے تجویز کی ہے مہیشر بنام کشن سنگھ کی نظیر صحیح نہین ہے۔ اگر انتقال قرضہ سابقہ کی ادائی کے لیئے عمل مین نہ آیا ہو تو بائع پر فرض ہے کہ وہ یہہ ثابت کرے کہ قرضہ اغراض خاندان کے لیئے لیا گیا تھا جو اولاد پر واجب التعمیل ہے۔ یا اولاد کی رضامندی سے لیا گیا تھا ورنہ اُس کو منتقل کنندہ کے حصہ سے زیادہ نہ ملے گا[4]۔ اگر باپ بلا ضرورت و بلا حصول بدل کافی جائداد موروثی منتقل کرے اور بدل جزواً قرضہ سابقہ ہو اور جزواً زر نقد ہو تو ایسی صورت مین مشتری کو اپنے حصہ کی بحساب رسدی رقم دیکر بیٹا انتقال منسخ کراسکتا ہے[5]۔ یہہ بھی تجویز ہوئی ہے کہ اگر باپ نے بلا ضرورت شاستری و بعدم موجودگی قرضہ سابقہ جائداد موروثی کسی رہن کی ادائی مین بیع ہو جانے دی ہو تو اُس سے بیٹے کے حقوق

---

[1] ۲۱ مدراس ۲۸۔ ۳۱ الہ آباد ۱۷۶۔ [2] ۳۱ الہ آباد ۱۷۶۔

[3] ۵ کلکتہ ۱۴۸۔ ۲۹ مدراس ۲۰۔ خ ۲۷ مدراس ۳۲۶۔ ۴۳ کلکتہ ۱۰۸۔ ۴۵۔

[4] ۱۳ مدراس ۵۱۔ [5] ۱۲ اودھ کیسز ۲۴۸۔

پر کوئی اثر نہین پڑتا ہے اور وہ پابند نہین ہے کہ تین سال کے عرصہ مین انفساخ بیع کی نالش دائر کرے[51]۔ ایسے ارکان جنہون نے رہن نامہ کی تکمیل نہ کی ہو۔ رہن نامہ کی بنا پر ذمہ دار ہونگے بجز اُس صورت کے کہ یہہ ثابت ہوجائے کہ درحقیقت رہن نامہ کی تکمیل ہی نہین ہوئی یا یہہ کہ قرضہ ناجائز یا خلاف اخلاق تھا[52]۔ لیکن اگر نابالغ رکن کو پابند کرنا ہو تو ضرورت کافی ثابت کرنی چاہیئے[53]۔

(۲) محض اِس امر سے کہ باپ نے اپنے بیٹے کے حقوق منتقل کئے ہونگے۔ یہہ قیاس پیدا نہین ہوجاتا کہ اُس نے ایسا کیا ہی ہے اور جو لوگ کہ اِس قیاس کا ادعا کرین اُن کو ثابت کرنا چاہیئے کہ دستاویز مین ایسے الفاظ ہین جس سے منتقل کنندہ کی نیت اپنے حق سے زیادہ منتقل کرنے کی تھی[54]۔

(۳) دائن کو اختیار ہے کہ باپ کے ذاتی قرضہ کی ادائی مین باپ اور بیٹے دونون کی کامل حقیت ضبط اور بیع کرادے اور یہہ امر ضروری نہین ہے کہ بیٹا مثبری نالش یا تعمیلی کارروائی مین فریق رہا ہو[55]۔ چنانچہ ڈگریدار کو اختیار ہے کہ زرنقد کی ڈگری مین جو باپ کے خلاف صادر ہوئی ہو

---

[51] ۳ بمبئی لارپورٹر ۶۶۳۔

[52] ۴ الہ آباد ۴۵۹۔ ۲۸ الہ آباد ۵۰۸ ج ۲۹ مدراس ۲۰۰

[53] ۲۶ بمبئی ۳۲۸ ۔خ ۴ بمبئی لارپورٹر ۵۸۷۔

[54] ۱۴ مورز انڈین اپیلز ۷۴۔ ۱۱ بمبئی ۴۲۔ نیز ملاحظہ ہو ۲۲ مدراس ۴۹

[55] ۱ انڈین اپیلز ۳۲۱۔ ۱۳ کلکتہ ۳۵۔ ۲۱ بمبئی ۶۱۶ ۔خ ۳ بمبئی لارپورٹر ۹۷۔

خاندان کی جملہ جائداد بشمول بیٹے کی حقیت کے قرق کرلے[1] بشرطیکہ قرضہ اغراض ناجائز اور خلاف تہذیب کے لیئے نہ لیا گیا ہو۔ اگر جائداد موروثی زرنقد کی ڈگری میں بصیغہ تعمیل ہراج ہوجائے تو کامل حقیت جائداد یعنی باپ اور بیٹے ہردو کی حقیت منتقل ہوجاتی ہے۔ بیشک یہہ ثابت ہونا چاہیئے کہ مشتری نے ہردو حقیت کی معاملت کی تھی اور بدل ادا کیا تھا[2]

ایک مقدمہ میں بیٹا فریق نالش نمبری یا تعمیل نہ تھا اور سند نیلامی میں ایک ربع جائداد تحریر تھا اور ربع جائداد میں باپ اور بیٹے ہردو کا حصہ شریک تھا مگر ایک اور جملہ مزید تحریر تھا کہ صرف باپ کے حقوق و مرافق ہراج سے منتقل ہوں گے مگر کوئی ثبوت اس امر کا موجود نہ تھا کہ مشتری نے فی الواقعی معاملت ہردو کے حصص کے لیئے کی تھی اور بدل ادا کیا۔ تجویز ہوئی کہ واقعات بالا سے صرف باپ کا حصہ منتقل ہوا[3]۔ اگر ابتدائی معاملت اور کارروائی مقدمہ وقیمت اداشدہ سے ظاہر ہوتا ہو کہ صرف باپ کا حصہ منتقل ہوا ہے تو مشتری کو اس سے زیادہ حاصل نہیں ہوسکتا[4]

دعوی یا تعمیلی کارروائی یا اشتہار نیلام و سند نیلامی کے طرز سے

---

[1] ۵ انڈین کیسز ۲۹۸ - ۳ انڈین کیسز ۲۴ - ۲۷ الہ آباد ۱۶ -

[2] ۹ مدراس ۲۳۴ - نیز ۹ کلکتہ ۳۸۹ و ۴۵۲ - ۱۴ الہ آباد ۱۹۰ - ۲۰ بمبئی ۳۸۵ - ۲۳ بمبئی ۲۷۳ - ۲۹ مدراس ۴۸۴ - ۲۸ الہ آباد ۲۸۸ - ۲۵ الہ آباد ۱۶ (جلسئہ کاملہ) - ۲۲ مدراس ۴۹ - ۲۳ مدراس ۲۹۲ -

[3] ۱۲ بمبئی ۶۲۵ -

[4] ۱۴ کلکتہ ۵۷۲ -

ایسا ثابت نہ ہونے کی صورت مین کہ عدالت کا منشا کامل حقیت منتقل کرنیکا تھا اور یہہ ثابت ہونے کی صورت مین کہ قرضہ بیٹے کے فائدہ کے لیے تھا اور قیمت ناکافی ہونے کی صورت مین تجویز ہوئی کہ صرف بیٹے کی حقیت بیع شدہ تصور کیجاوے گی[1]

(۴) یہہ خواہ مخواہ تسلیم نہین کیا جائے گا کہ دائن کا ارادہ باپ کا ذاتی قرضہ بیٹے پر تعمیل ڈگری کرکے وصول کرنے کا تھا - جب تک کہ نمبر دعوے کی نوعیت یا تعمیلی کارروائی سے یہہ ظاہر نہ ہو اور یہہ امر کہ بیٹے فریق نہین بنائے گئے دائن کو بعد مین بیٹون کے مقابلہ مین چارہ کار اختیار کرنے سے محروم نہین کرتا ہے - جب تک کہ خاص واقعات ایسی نیت کے ثبوت مین پیش نہ کیئے جائین اُس وقت تک جو جائداد بہ تعمیل ڈگری زر نقد ہراج کیجائے اُس مین صرف باپ کا حق منتقل ہوگا[2] قرضہ سادہ اور قرضہ کفالتی مین فرق ہے - اگر مرتہن رہن کفالتی کا جبکہ کفالت صرف منجانب باپ عمل مین آئی ہو بیعیات کی ڈگری حاصل کرے اور بیٹون کے حقوق محصلہ کا علم رکھتے ہوئے اُن کو فریق نہ بنائے تو ایسی صورت مین بیٹے انفکاک رہن کا دعوی کرنے سے ممنوع نہین ہو سکتے ہے[3] اگر نابالغ لڑکون کی طرف سے ایسے مقدمہ مین جو باپ کے مقابلہ مین دائر کیا گیا ہو مناسب جواب دہی نہ کی گئی ہو تو وہ اپنا حصہ ابتدائی رہن کی ڈگری کی

---

[1] ۳ - بمبئی لا رپورٹر ۳۹ -

[2] ۱۵ بمبئی ۸۷ - ۲۴ بمبئی ۳۳۴ - ۳ بمبئی لا رپورٹر ۹۸ - ۲۰ بمبئی ۳۸۷ - ۲۳ بمبئی ۲۷۳ - ۲۳ کلکتہ ۴۲۳ - ۲۵ مدراس ۱۹۰

[3] ۳۰ الہ آباد ۲۵۶ -

بیع سے محفوظ رکھہ سکتا ہے[1] بیٹا خواہ مدعی ہو یا مدعی علیہ مشتری کا مزاحم نہین ہو سکتا۔ بجز اُس صورت کے کہ قرضہ خلاف تہذیب ضرورت کیلئے لیا گیا ہو۔ تمام خاندان کے حقوق منتقل ہو جاتے ہین۔ بجز اُس صورت کے کہ بیٹے یہہ ثابت کرین کہ دیون نامناسب یا ناجائز اغراض کے لیئے لیئے گئے تھے اور مشتریان کو اس امر کی اطلاع تھی[2] اس بات سے کوئی فرق نہین آتا کہ مشتری شخص اجنبی ہے نہ کہ خود مدیون ڈگری[3]۔

(۵) ہر مقدمہ مین یہہ ایک قانونی اور واقعاتی مخلوط سوال ہوتا ہی کہ عدالت نے نیلام کے ذریعہ سے کیا بیع کیا اور مشتری نے کیا خریدنے کا ارادہ کیا۔ اگر واقعاتاً یہہ ثابت ہو جائے کہ عدالت کا منشاء اُس مقدار سے کم بیچنے کا تہا جس حد تک اُسے اقتدار حاصل تہا یا اُس سے بہی کم جو اُسے بیچنا چاہیئے تہا اور اِس واقعہ کا علم مشتری کو ہو تو اُس مقدار سے زیادہ حقیت جائداد مین منتقل نہ ہوگی جسکا فی الواقعی ایجاب کیا گیا تہا[4]۔

اگرچیکہ قرضہ کی جوازی کو لحاظ رکھتے ہوے باپ کے قرضہ کی ادائی بیٹے پر فرض مذہبی رکہی گئی ہے تاہم بیٹے کو پابند کرنے کے لیئے اس امر پر غور کیا جاتا ہے کہ آیا قرضہ جائداد مشترکہ کے مفید تہا اور ضروریات خاندانی کے لیئے لیا گیا تہا۔ مگر بیع ہو جانے کے بعد یہہ امر قابل لحاظ نہین رہتا اور اُس وقت بجز اُس عذر کے کہ قرضہ خلاف قانون اور

---

[1] ۳۳ الہ آباد ۴۵۹
[2] ۸ بمبئی ۴۸۱-
[3] ۸ بمبئی ۴۸۹ - ۲۴ بمبئی ۳۴۳-
[4] ۹ الہ آباد ۱۳ - ۱۰ مدراس ۱۴۱ -

خلاف اخلاق تہا - اور کوئی عذر قابل لحاظ نہین تہا -
بیع بصیغہ تعمیل ڈگری کی صورت مین محض یہہ امر کہ باپ کے خلاف زر نقد کی ڈگری صادر ہوئی تہی اور رہن کی ڈگری نہ تہی کافی ذریعہ یہہ معلوم کرنے کا نہین ہے کہ آیا سالم جائداد خاندانی یا صرف باپ کی حقیت مشتری نیلام عدالت کو حاصل ہوئی ہے[1] جیساکہ پریوی کونسل نے تجویز کی ہے کہ ہر مقدمہ کی نوعیت واقعات کے لحاظ سے مختلف ہوا کرتی ہے - اس امر کی تحقیقات ہونی چاہیئے کہ فریقین نے کس چیز کے متعلق معاہدہ کیا تہا یا یہہ کہ خریدار خریدنے کی امید کر سکتا تہا[2] الہ آباد ہائیکورٹ سے حال کے ایک مقدمہ مین تجویز ہوئی ہے[3] کہ اگر کسی ایسے رہن کی بناء پر جسکی تکمیل باپ نے کی ہو ڈگری صادر ہو - اور اُس ڈگری کی تعمیل مین موروثی جائداد بیع ہو چکی ہو تو ایسی صورت مین بیٹون کی جانب سے بقدر اُن کے حق کے انفکاک رہن کا دعوی محض اس بناء پر سماعت نہین ہو سکتا کہ ابتدائی مقدمہ مین وے فریق نہین بنائے گئے تہے - مگر اُس صورت مین جبکہ رہن نہ ہوا ہو اور باپ نے موروثی جائداد بیع کر دی ہو تو وہ بیع بیٹون کی تحریر پر منسوخ ہو سکتی ہے بشرطیکہ کوئی قرضہ سابقہ یا ضرورت جائز ثابت نہ ہو[4] اور یہہ ضروری نہین ہے کہ غیر مہذب ہی ثابت ہو - باپ اور معمولی منتظم مین یہہ فرق

---

[1] ۱۲ بمبئی ۶۹۲ - مدراس ویکلی نوٹس بابتہ سنہ ۱۹۱۰ع صفحہ ۷۹۹ -

[2] ۲۴ کلکتہ ۷۲ ۹ (پریوی کونسل) - ۵۰ ابمبئی ۸۷ -

[3] ۲۸ الہ آباد ۱۰۴ - [4] ۱۲۸ الہ آباد ۳۲۸ -

ہے کہ باپ اور بیٹے کا معاملہ ہونے کی صورت مین دائن کو صرف نفی مین بیان کرنا ہوتا ہے مگر منتظم اور معمولی ارکان کے معاملہ مین اُس کو بیان کرنا ہوتا ہے کہ قرضہ منتظم نے خاندانی اغراض کے لیئے لیا تہا۔

بار ثبوت۔ ایسی اولاد پر جو دیون پدری کی نوعیت پر اعتراض کرتے ہون اِس امر کا بار ثبوت ہوگا کہ قرضہ ناجائز یا نامناسب اغراض کے لئے لیا گیا تہا۔ موروثی جائداد پر فضول خرچ ڈالنا قطعی ثبوت قرضہ ناجائز یا نامناسب ہونے کا نہین ہے۔ یہہ بہی ثابت ہونا چاہیئے کہ منتقل الیہ کو ناجائز غرض کا علم تہا۔ بیٹون کا فرض ہے کہ نیلام عدالتی کے وقت اِس قسم کا نوٹس دیدین کہ اُن کو بہی جائداد مین حق حاصل ہے اور وے قرضہ ناجائز قرار دیتے ہین ورنہ مشتری کو بہ نیک نیتی بدل قیمتی ادا کر دینے کا پہلو ہاتہہ لگ جائیگا۔ اُس کا فرض ڈگری کے پیچہے جانیکا نہین ہے[۵]۔ یہہ شکل اُس وقت عائد ہوتی ہے جبکہ مشتری شخص اجنب ہو۔ لیکن اُس صورت مین جبکہ خود مشتری ڈگریدار ہو یہہ قیاس کیا جائے گا کہ وہ قرضہ کی نوعیت سے واقف ہے۔

قرضہ جائداد کے ساتہہ ہے۔ یہہ ایک عام مسئلہ ہے کہ دیون کی ادائی کسی رشتہ داری کی بناء پر لازم نہین ہوتی بلکہ وجود جائداد پر اُس کا دار مدار ہے یعنی وارث صرف اُس سرمایہ کی حد تک پابند ہوسکتا ہے جو اُس کو حاصل ہوئے ہون اور جائز خرچ مین نہ آئے ہون۔ دائن شخص غیر پر بہی دعوی اس صورت مین نہین کرسکتا ہے جبکہ جائداد بجز نسا

---

[۵] کلکتہ ۸ ص ۱۴ (پریوی کونسل)۔

وبدل قیمتی اُس کو حاصل ہوئی ہو[1] مگر اِس مسئلہ کا اطلاق غیر مشترکہ جائداد تک محدود ہے اور موروثی غیر منقسمہ خاندانی جائداد حاصل ہونے کی صورت مین بیٹے اور پوتون پر باپ اور دادا کے دیون کی ذمہ داری اِس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے[2]

ناقابل تقسیم جائداد - ایسا قرضہ جو ناقابل تقسیم جائداد کے قابض نے لیا ہو۔ اِس کے قائم مقام پر بہ حیثیت پسماندہ واجب الادا نہین ہے۔ اگر اغراض قرضہ ایسے ہون کہ جائداد قابل تقسیم ہونے کی صورت مین اُس کی ادائی واجب نہ ہوتی۔ اور ایسی جائداد متروکہ پدری نہین کہی جاسکتی ہے جس سے قرضہ پدر ادا کیا جاوے۔ کیونکہ وہ اپنے کسی مورث کے انتقالات پر اعتراض کرنے کا مقتدر نہین ہوسکتا تھا[3] لیکن اگر بیٹے کو وراثتاً ایسی جائداد حاصل ہو تو اُس پر باپ کے دیون کی ادائی کا مواخذہ رہیگا اور ایسے قرضہ کی ڈگری کی تعمیل مین وہ جائداد قرق ونیلام ہوسکتی ہے[4] ناقابل تقسیم راج کا مالک اِس جائداد کو منتقل کرسکتا ہے۔ اگر ضرورت قانونی ثابت ہو اور صورت یہہ ہو کہ قائم مقام مابعد پر جسکو راج بہ حیثیت پسماندہ حاصل ہوسکتا ہو دیون کی ادائی واجبی ہوتی ہے[5]

---

[1] ۹ بمبئی ہائی کورٹ ۱۱۶۔
[2] ۱۱ بمبئی ہائیکورٹ ۷۶۔
[3] ۲۹ مدراس ۴۵۳۔
[4] ۲۹ مدراس ۴۸۴۔
[5] ۳۲ کلکتہ ۱۰۸۱۔

# باب ہفتم

## تقسیم

تقسیم کسے کہتے ہین - اُسکے لازمی اجزا کیا ہین - اقرار تقسیم تقسیم کا اظہار کن واقعات سے ہوسکتا ہے - کس کی مرضی پر تقسیم ہوسکتی ہے - بیٹا - پوتا - بیوہ - مان - نابالغ - محروم الوارث کا بیٹا - شخص اجنب - عام اور جزوی تقسیم تقسیم مکرر کرانا تقسیم نہ کرنے کے معاہدہ کا اثر - حقوق جو تقسیم سے پیدا ہوتے ہین - کون جائداد قابل تقسیم ہے - نا قابل تقسیم جائداد کے متعلق قاعدہ - بعد انقسام مکرر اشتراک -

تقسیم کسے کہتے ہین - یہہ ایک وہ طریقہ ہے جسکے ذریعہ سے مشترکہ ہندو خاندان کے افراد علٰحدہ ہوجاتے ہین اور شرکا نہین رہتے - متاکشرا مین اس کی تعریف یون کی گئی ہے کہ تقسیم سے جملہ جائداد مشترکہ سے متعلق مختلف حقوق اس طرح ترتیب پاتے ہین کہ ہر مستحق خاص حصہ جائداد حاصل کرلیتا ہے - دایا بھاگ مین اسکی

تعریف یوں کی گئی ہے کہ اس کے ذریعہ سے ہر شریک خاندان کو اُس کا حصہ جس پر وہ پہلے سے قابض ہوتا ہے علیحدہ ملجاتا ہے تقسیم کے قبل یہہ حقیت مشخصہ جو صرف ایک جزو پر مشتمل ہوتی ہے علیحدہ نہیں ہوتی ہے۔ قابل امتیاز نہ ہونے کی وجہ سے اِس قابل نہیں ہوتی کہ کوئی شریک تنہا اسپر قابض ہو سکے۔ دایا بھاگ میں ایسی تعریف اِس وجہ سے کی گئی ہے کہ وہاں اشتراک کی حالت میں بھی حقیت علیحدہ ہی متصور ہوتی ہے اور اُصول پسماندگی رائج نہیں ہے۔ تقسیم ایک طریقہ ہے جس کے ذریعہ سے ایک شراکت خاندان ٹوٹ کر افراد یا جدا جدا خاندانوں کی ہیئت اختیار کر لیتی ہے[1]۔

تقسیم نامہ اُسے کہتے ہیں جس کے ذریعہ سے کسی خاندان کے شریک قابضین اُسے آپس میں تقسیم کر لیں[2]۔ تقسیم ایک جدید شان ہوا کرتی ہے اور یہہ شان صرف اُسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ وہ اشخاص جو شراکت میں رہتے ہوں یہہ نیت کر لیں کہ اُن کی شراکت تقسیم ہو جائے[3]۔

خلاصتاً متاکشرا کے مفہوم کی رو سے جائداد میں اولاً کسی شریک کا حق معین نہیں ہوتا ہے اور جملہ شرکا کے ساتھہ مشترکہ ہوتا ہے اور جملہ جائداد پر حاوی ہوتا ہے۔ تقسیم کے ذریعہ سے حق معین ہو جاتا ہے علیحدہ ہو جاتا ہے اور صرف ایک جزو پر حاوی ہوتے ہے۔ دایا بھاگ کی رو سے اولاً اگرچہ قبضہ مشترکہ رہتا ہے اور تمام جائداد پر حاوی رہتا ہے

[1] مدراس ۷۹ الصفحہ ۱۸۲۔ [2] ۳۵ بمبئی ۷۵۔ [3] ۳ انڈین کیسنر ۲۳۴ بصفحہ ۲۳۹۔

مگر حصہ معین رہتا ہے اور تقسیم سے اسی حصہ کے لحاظ سے ایک جزو جائداد بلا اشتراک غیرے ہر شریک کو حاصل ہوتی ہے۔

**بیٹے کی جائداد۔** دایا بھاگ کی رو سے ایسی جائداد مین جو بیٹے کی مکسوبہ ہو باپ کو دو حصے ملتے ہین۔ اگر جائداد مشترکہ سرمایہ کے ذریعہ سے حاصل کی گئی ہو تو باپ اور حاصل کنندہ ہر ایک کو دو حصہ ملے گا۔ اور دوسرے بھائیون مین سے ہر ایک کو ایک حصہ مگر جبکہ مشترکہ سرمایہ استعمال نہ کیا گیا ہو تو باپ اور حاصل کنندہ بیٹا جائداد مکسوبہ مین مساوی حصہ دار ہون گے۔ لازمی نہین ہے کہ اگر باپ اپنے بیٹے کی مکسوبہ جائداد مین حصہ کا دعویدار ہے تو وہ خواہ مخواہ موروثی جائداد مین سے جو اُس کے قبضہ مین ہو اُس بیٹے کو بھی کوئی حصہ دے[1]

**کاتیان۔** ایسی جائداد مین سے جو بیٹے نے حاصل کی ہو وقت تقسیم باپ بشرط زندہ ہونے کے دو حصے پائے گا یا بعض صورتون مین نصف اور مان اگر باپ فوت ہو گیا ہو بیٹے کے مساوی حصہ پائے گی۔

**لوازمات تقسیم۔** پہلا جزو یہ ہے کہ شرکار کی یہ نیت ہو کہ اپنی حالت کو تبدیل کرین۔ اِس نیت کے اظہار ہی کے وقت سے وے قانوناً منقسم متصور ہوتے ہین۔ اِس نیت کا اظہار اُن کے افعال اور دستاویزات سے جو اِس بارہ مین تکمیل پاوین مستنبط ہوتا ہے۔ فی الواقعی تقسیم مادی کی ضرورت نہین اور نہ تحریری دستاویز[2] یا کسی دوسری رسم کی انجام دہی

---

[1] ۳۴ کلکتہ ۱۱۷۹۔ [2] ۶ بمبئی لارپورٹر ۱۰۲۱۔ ۱۴ انڈین کیسز ۵۔ ۵ کلکتہ ۴۷۴۔

کی ضرورت ہے۔ تقسیم زبانی اقرار پر ہو سکتی ہے[1] ایک مقدمہ مین یہہ طے ہوا ہے کہ اگر کسی جائداد کی نسبت غیر منقسمہ خاندان کے اراکین آپس مین یہہ اقرار کر لین کہ جائداد مذکور تاریخ اقرار سے بعض معین حصص مین اُن کے قبضہ مین رہے گی تو ایسی صورت مین جائداد کی نوعیت مشترکہ اور غیر منقسمہ زائل ہو جاتی ہے گو کہ اُس وقت تک فی الواقعی تقسیم مادی عمل مین نہ آئی ہو[2] تقسیم خواہ مادی ہو یا محض حقیت کی[3] محض یہہ اقرار کہ ہر فریق خاندان مشترکہ کے ایک معین حصہ کی آمدنی سے مستفید ہو کافی ہے[4] اگر مشترکہ جائداد موجود نہ ہو تو تقسیم محض ان الفاظ کے کہدینے سے عمل مین آجاتی ہے کہ "مین تم سے علٰحدہ ہوں" یہہ دیکھنے کے لیئے کہ آیا تقسیم عمل مین آئی کہ نہین صحیح اصول یہہ ہے کہ یہہ دریافت کیا جائے کہ آیا اِس طرح حقیت تقسیم ہوئی ہے کہ ہر رکن خاندان کو ایک خاص اور معین حصہ سے استفادہ بلا اشتراک غیرے حاصل ہو رہا ہے اور یہہ دریافت کرنے کی ضرورت نہین ہے کہ جائداد فی الواقعی تقسیم ہوئی کہ نہین[5]۔ خلاف رضامندی فریقین عدالت تقسیم خاندان مشترکہ کا حکم نہین دے سکتی بجز اس کے کہ ایسے حکم کے بعد فی الواقعی تقسیم ہو جائے[6] باپ اپنی اولاد کے مابین اُن کی رضامندی اگرچہ نہ

---

[1] ۱۳ الہ آباد ۲۱۴ (پریوی کونسل)۔ [2] ۱۵ بمبئی ۲۰۱ – ۱۱ مورز انڈین اپیل ۷۵۔

[3] ۲ بمبئی لا رپورٹر ۳۔ [4] ۹ بمبئی ۱۱۵ – ۳۰ بمبئی ۱۹۷۔

[5] ۳۰ کلکتہ ۲۳۱ (پریوی کونسل)۔ ۳۰ کلکتہ ۷۳۸۔

[6] ۹ کلکتہ ۷۹۷ بصفحہ ۸۰۱۔

بہی تقسیم کرا سکتا ہے[1]

محض نیت بغیر کسی فعل ظاہری کے تقسیم کے لیئے کافی ہے۔

کلکتہ ہائی کورٹ نے جیسا اوپر بیان کیا ہی یہہ رای ظاہر کی ہے کہ محض ایک رکن کا یہہ بیان کہ وہ دوسرے سے علحدہ ہے تقسیم عمل مین آنے کے لیئے کافی ہے[2] مگر بہاشیام ایانگر صاحب جج نے بمقدمہ مندرجہ ۲۵ مدراس ۱۴۹ بصفحہ ۱۵۶ اس رائے سے اختلاف کیا ہے۔ حال کے ایک مقدمہ مین یہہ تجویز ہوئی ہے کہ محض کسی رکن کا یہہ کہنا کہ وہ کسی خاص حصہ جائداد کا مالک ہے جب تک اُس کے ساتہہ اُس حصہ سے علحدہ مستفید ہونیکی نیت نہ ہو کافی نہین ہے[3] ٹریویلین صاحب کے تحریر کی رو سے محض نیت کا وجود نا کافی ہے بلکہ کسی خاص قسم کا عمل تقسیم ثابت ہونے کیلیئے لازمی ہے[4]

پس ان تمام نظائر کا نتیجہ یہہ ہوا کہ تقسیم کا عمل ثابت کرنے کیلیئے نیت معہ عمل مشعر اظہار نیت ثابت ہونی چاہیئے۔ خواہ عمل از قسم اقرار تحریری یا زبانی ہو یا یہہ ہو کہ ارکان حصص جائداد پر علحدہ علحدہ قابض رہے ہین۔ گلاب چندر سرکار صاحب بیان کرتے ہین کہ ایک رکن کی جانب سے تقسیم کی خواہش دوسرے ارکان پر ظاہر کرنا جسکے ساتہہ یا جسکے بعد عمل مشعر اظہار صحت ارادہ وقوع مین آئے تعلقات منقطع

---

[1] ۴ مدراس ۲۵۰
[2] ۵ کلکتہ ۴۷۴ بصفحہ ۴۷۷۔
[3] ۳ انڈین کیسز ۳۲۲۔
[4] ٹریویلین ۱۹۱۲ء صفحہ ۳۳۴۔

کرنے کے لیئے کافی ہے[1] یہہ امر کہ ان ہر دو اجزا کا وجود تقسیم عمل پذیر ہونے کے لیئے لازمی ہے فیصلہ پریوی کونسل مندرجہ ۳۰ کلکتہ ۱۳۳۱ مین وضاحت کے ساتھہ بتایا گیا ہے۔ محض اس امر سے کہ کوئی رکن جائداد سے حصہ پانے کی بجائے زر نقد لیتا ہے اور اپنے تمام حقوق سے دست بردار ہو جاتا ہے تقسیم کی تاثیر مین فرق نہین آتا ہے[2]

**ڈگری متعلق تقسیم**۔ ایسی ڈگریان تاریخ ڈگری سے موثر ہوتی ہین اگرچیکہ اُن کی تعمیل نہ کرائی گئی ہو مثلاً بوقت تقسیم جب ڈگری نابالغ شریک کو قبضہ نہ دیا گیا ہو باین شرط کہ نابالغ اکیس سال کی عمر کو پہنچنے پر حصہ پائے گا۔ تاہم نتیجہ ایک ہی ہے اور اگر یہہ شریک قبل بالغ ہونے کے فوت ہو جائے تو اُس کی بیوہ کو اُس کا حصہ ملے گا[3] مگر بصورت اس کے کہ ڈگری مذکور کا مرافعہ دائر ہو تو ڈگری تقسیم کے بارہ مین موثر نہ ہوگی[4] یہہ ضروری نہین ہے کہ ڈگری مین حکم تقسیم یا کسی دوسری دادرسی کا ذکر ہو ڈگری بالکل استقراری ہو سکتی ہے اور یہی کافی ہے کہ اُس مین مختلف شرکاء کے حصص معین کر دیئے جائین۔

**اقرار تقسیم**۔ جیسا اوپر تحریر ہو چکا ہے کہ تقسیم مادی کی ضرورت

---

[1] ہندو لا طبع چہارم صفحہ ۲۶۳-۲۶۴-

[2] ۱۲ انڈین کیسز ۴۲۶ -

[3] ۲۴ بمبئی ۱۰۲ -

[4] ۶ بمبئی ۱۱۳ - ابمبئی لارپورٹر ۲۱۰ - ج ۱۹ مدراس ۳۴۵ -

نہین ہے محض تقسیم حقوق کافی ہے[1] مقدمہ محولہ مین لارڈ ویسٹ بری صاحب نے تجویز سناتے وقت یہہ بیان کیا ہے کہ اگر کسی غیر منقسمہ خاندان کے ارکان کسی خاص جائداد کے متعلق آپس مین کوئی معاہدہ کرلین تو ایسے معاہدہ کے بعد ہر ایک رکن کو جائداد مین معین حصہ حاصل ہوجائے گا۔ اور اُس وقت سے غیر منقسمہ اور مشترکہ ہونیکی نوعیت زائل ہوجاتی ہے۔ بمقدمہ ۸ ویکلی رپورٹر ۱۱۶ متاکشرا خاندان کے اراکین نے یہہ اقرار باہمی کیا کہ خاندان کا مہاجنی کاروبار بطور سابق مشترکہ ہی رہے مگر منافع بحصص مساوی تقسیم کرلیا جایا کرے۔ پریوی کونسل سے یہہ تجویز ہوئی کہ ایسا اقرار بمنزلہ انفساخ ہے۔ اور یہی اصول کہ اقرار سے حقیت منقسم ہوجاتی ہے حال مین پریوی کونسل نے واضح کردیا ہے[2] اور ساتھہ ہی یہہ جاننا چاہیئے کہ اقرار بابتہ تقسیم کا قانونی مفہوم فریقین کے بعد کے طرز عمل سے تبدیل نہین ہوسکتا ہے اور نابالغ شریک سے اقرار تقسیم بطریق جائز کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہہ شریک ہونے کا اقرار نابالغ کی جانب سے نہین کیا جاسکتا ہے[3] اقرار زبانی ہو یا تحریری۔

**شہادت واقعات جن سے تقسیم کا اظہار ہوتا ہے حسب ذیل** واقعات سے عدالت عموماً یہہ اخذ کرتی ہے کہ خاندان مین تقسیم عمل مین

---

[1] ۱۱ مورز انڈین اپیل ۷۵۔

[2] ۳۰ کلکتہ ۷۳۸ بصفحہ ۷۵۱۔ ۳۱ الہ آباد ۱۲ (پریوی کونسل)۔ ۳ انڈین کیسز ۱۹۵۔

[3] ۶ انڈین کیسز ۱۴۴۔

آئی۔

(الف) خورد نوش و رہائش علیحدہ ہونا۔

(ب) مذہبی و خاندانی مراسم علیحدہ ادا کرنا۔

(ج) کاروبار و دیگر معاملات اپنے لیئے بذات خود کرنا اور ایسے معاملے کرنا جن کا وجود اشتراک کے متضاد ہو مثلاً دیگر شرکاء کو قرض دینا یا اُن پر دعویٰ دائر کرنا۔

(د) ملکیت کے کاغذات علیحدہ ہونا مثلاً جبکہ ایک شخص کا نام کاغذات دیہی میں بلا حوالہ دوسرے شرکا کے درج ہو[۱]

(ھ) ہمسایہ کی رائے مثلاً جبکہ وے لگان یا دوسری رقومات واجب الادا اراکین خاندان کو ادا کرین۔

محض یکجا سکونت نہ رکھنے سے قطعی ثبوت تقسیم پیدا نہین ہوجاتا یہہ صرف ایک جزو ہے جسکا لحاظ رائے قائم کرنے مین رکھنا چاہیئے اگر یہہ طریقہ تقسیم کی غرض سے عمل مین لایا گیا ہے تو ثبوت کافی ہے مگر یہہ واقعات موجودہ پر منحصر ہے[۲]۔

اِس مین کوئی شک نہین کہ عدالت کو اُس پر اور ایسے دیگر امورات پر لحاظ کرنا چاہیئے اور تمام شہادت پر ایک ساتھہ غور کرکے یہہ دیکھنا چاہیئے کہ آیا کوئی ایسا معاہدہ صریحی یا معنوی مابین اراکین خاندان ثابت ہے جس سے اُن کی علیحدگی مستنبط ہوتی ہے۔

---

[۱] ۱۰ الہ آباد ۴۹۰۔

[۲] ۶ بمبئی لاء رپورٹر ۱۵۱ - ۲۱ کلکتہ ۲۶۳۔

اکثر ایسے مقدمات مین بہت مشکل درپیش آتی ہے کیونکہ اکثر خاندان کہاتے پیتے اور رہتے علٰحدہ ہین اور خود تنہا مراسم مذہبی بہی ادا کرتے ہین جس سے وے بظاہر منقسم معلوم ہوتے ہین مگر فی الواقعی وہ مشترکہ ہوتے ہین۔ برعکس اس کے اکثر خاندان بظاہر ایک جا سکونت رکھتے ہین اور کہانا پینا بہی ایک ہی جگہ ہوتا ہے مگر حقیقتاً باغراض قانون وے مشترکہ باقی نہین ہین۔

دہرم شاستر مؤلفہ مسٹر رام کشن جلد دوم مین واقعات جن سے انقسام کا قیاس پیدا ہوتا ہے اس طرح جمع کئے گئے ہین۔

(۱) اقرار تقسیم۔ جبکہ دو بہائیون نے ایک اقرار نامہ تحریر کیا۔ اور اُس مین بیان کیا کہ مقران ایک خاص تاریخ تک مشترکہ رہین اور بعض جائداد بینا آپس مین تقسیم ہوگئی ہین چونکہ اکثر جائداد غیر تقسیم شدہ رہگئی ہین لہذا مقران اُن کو ہی تقسیم کرتے ہین تجویز ہوئی کہ اقرار خود بمنزلہ انقسام ہے[۱] اسیطرح جبکہ ارکین خاندان مشترکہ نے تحریری اقرار نامے اِس مضمون کے تکمیل کیے کہ ایک جزو یا کل جائداد خاندان مشترکہ پر رکن اپنے حصہ تک مستفید ہو۔ تجویز ہوئی کہ اِس سے حقوق کی تقسیم عمل مین آگئی[۲] اسیطرح جبکہ اقرار نامہ کا صاف الفاظ مین مضمون یہہ تہا کہ ہر شریک کو اُس کا معین حصہ جائداد مشترکہ مین دیدیا گیا ہے اور اُن مین سے ہر ایک کو

---

[۱] ۱۳ کلکتہ ۹۶۔

[۲] ۳ انڈین کیسنر ۱۹۵۔ ۱۳ کلکتہ ویکلی نوٹس ۹۸۳۔ ۳۱ الہ آباد ۱۲۴۲ (پریوی کونسل)۔

حق حاصل ہے کہ حسب سابق مشترکہ رہین یا اپنا کاروبار علیحدہ کرلین تجویز ہوئی کہ اِس سے جائداد اور حقیت ہر دو کی تقسیم عمل مین آگئی[1] اسیطرح اگر یہہ ثابت ہوجائے (الف کہ خاندان مشترکہ کی دو شاخین چالیس سال سے زائد سے علیحدہ علیحدہ رہتی اور کھاتی پیتی ہین۔ (ب) کہ ہر شاخ نے جائداد خاندانی کے ایک ایک حصہ سے علیحدہ علیحدہ مستفید ہوتی رہی ہین (ج) کہ اِس مدت مین ہر شاخ نے اُس خاص حصہ جائداد کو اپنی غیر مشترکہ جائداد خیال کرتے رہی (د) کہ ہر شریک اپنے مقبوضہ حصہ سے بعض اجزار وقتاً فوقتاً منتقل کرتا رہا اور دوسری شاخ کے ارکان ایسے انتقالات کو تسلیم کرتے رہے تجویز ہوئی کہ اِن واقعات سے حسب ذیل نتیجہ نکلتا ہے (الف) کہ حقوق اور مرافق متعلقہ بہ جائداد کی تقسیم کا اقرار ہوا تھا (ب) کہ خاندان مشترکہ مین خلل آگیا (ج) کہ اگرچیکہ مادی تقسیم جائداد عمل مین نہین آئی تاہم حقوق و مرافق متعلقہ جائداد مین تقسیم عمل مین آگئی جس سے اشتراک کی خاصیت زائل ہوگئی (د) کہ یہہ تقسیم قانوناً اسی طرح موثر ہے جسطرح تقسیم مادی ہوتی ہے[2] یہہ یاد رکھنا چاہیے کہ جب دستاویزات انقسام کی شہادت مین پیش کئے جائین تو ہر دستاویز پر علیحدہ علیحدہ غور نہین کرنا چاہیے بلکہ تمام کو ملاکر نتیجہ اخذ کرنا چاہیے[3]۔

(۲) مکان کے لیے علیحدہ جگہ خریدنا۔ موروثی زمین کی حصہ کے

---

[1] ۳ کلکتہ ۳۰۸ (پریوی کونسل)۔ [2] ۱۳ انڈین کیسز ۵۰۔

[3] ۳۱ الہ آباد ۱۲۴ (پریوی کونسل)۔

عوض مین علٰحدہ مکان بنانے کے لیئے زمین خریدنا ارادۂ تقسیم کا اظہار ہے[۵۱]

(۳) ایک عرصہ سے علٰحدہ قابض رہنا۔ جبکہ مدعی نے اپنے عرضی دعوے مین یہہ تسلیم کیا کہ جائداد خاندانی کے ایک جزو پر اُسنے قبضہ کرلیا تہا اور ۱۶ سال تک علٰحدہ قابض رہا تو اُس کے اوپر اِس امر کا بار ثبوت ہے کہ واقعات جن کی رُو سے وہ ایک جزو جائداد پر قابض ہوگیا اُس کے اِس بیان سے کہ خاندان غیر منقسمہ ہے کہان تک مطابقت رکہتے ہین[۵۲]

(۴) ایک عرصہ تک بحیثیت مالک قابض رہنا۔ جبکہ جائداد موروثی کی تقسیم ثابت ہوچکی تہی اور اِس کے بعد مسلسل ہر رکن کا اپنے اپنے حصّہ پر قبضہ علٰحدہ رہا۔ تجویز ہوئی کہ تقسیم مادی عمل مین آچکی ہے اگرچہ کہ کوئی دستاویز باضابطہ تکمیل نہ پائی ہو[۵۳]

(۵) آمدنی سے تنہا مستفید ہونا۔ جبکہ خاندان مشترکہ کی جائداد کی تقسیم باضابطہ اور مکمل طریقہ سے عمل مین نہ آئی تہی مگر اُس کی آمدنی سے مختلف اراکین معینہ حصص سے مستفید ہوتے تہی تجویز ہوئی کہ خاندان مشترکہ نہین رہا[۵۴]

(۶) وصیت جسمین تقسیم کی ہدایت ہو۔ جبکہ وصیت نامہ مین یہہ الفاظ لکہے ہوے ستہے کہ تینون فریق تین حصون مین تقسیم کرلین اور آئندہ فریقین کو جائداد کے متعلق ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہ رہیگا

---

[۵۱] ۳ انڈین کیسز ۲۳۴۔
[۵۲] ۸ کلکتہ ۳۰۲۔
[۵۳] ۱ بمبئی ہائی کورٹ ۲۴۳۔ ۱۲ کلکتہ ویکلی نوٹس ۶۸۷
[۵۴] ۵ الہ آباد ۵۳۲۔

تجویز ہوئی کہ اگرچہ دوسری بیوی کی اولاد کے مابین فی الواقعی تقسیم عمل میں نہ آئی تاہم تقسیم موثر سمجھی جائے گی[52]

(۷) فیصلہ ثالثی متعلقہ تقسیم۔ جبکہ بمطابق اُس کے تقسیم عمل میں آجائے[53]

(۸) شریک حصہ دار کا اپنا حق بیع کرنا۔ جبکہ ایک شریک حصہ دار نے جائداد خاندانی میں اپنے حقوق دوسرے شریک کے ہاتھ بیع کر ڈالے۔ تجویز ہوئی کہ ایسی بیع بمقابلہ مشتری کے انقسام کی معنی رکھتی ہے[54]

حسب ذیل حالات سے انقسام ظاہر نہیں ہوتا ہے۔

(۱) ایک رکن کا قبضہ۔ جبکہ خاندان مشترکہ تسلیم ہوا اور تقسیم ثابت نہ ہو تو محض اِس امر سے کہ ایک رکن جو اُس موضع میں رہتا تھا قابض رہا قبضہ مخالفانہ ثابت نہیں ہوتا[55]

(۲) کاغذات دیہی میں عمل محض اِس سے قیاس دہرم شاستر متعلق اشتراک کی تردید نہیں ہوسکتی[56] عمل کاغذی کے ساتھ علیحدہ علیحدہ استفادہ کا ثبوت بھی لازمی ہے[57] کسی ایک رکن کے نام پر پٹہ ہونے سے حالت اشتراک زائل نہیں ہوجاتی[58] ہندو متوفی اور اُس کے بعد اُس کی بیوہ جائداد متنازعہ پر بہ حیثیت جائداد خاندان مشترکہ

---

[52] ۲ مدراس ویکلی نوٹس ۳۱۰۔ [53] ۲۰ مدراس ۴۰۹۔

[54] ۳ بمبئی ۴۸۔ ۶ مدراس ۷۱۔ [55] ۲۵ بمبئی ۳۶۲۔

[56] ۳ انڈین کیسز ۲۰۷۔ ۱۸ الہ آباد ۱۷۶۔ ۱ ویکلی رپورٹر ۳۸۔

[57] ۱ انڈین کیسز ۸۹۹۔ [58] ۹ انڈین کیسز ۱۴۶۔

دوسرے شرکار کے ساتھہ قابض رہے۔ دفتر بند وبست مین تعلقدار
ضلع سے نے بیوہ کو ۸ آنہ کا حصہ دار قرار دیا مگر اُس کی یہہ حقیقت صرف اُس کی
حیات تک کے لیئے تہی۔ تجویز ہوئی کہ اِس عمل سے دوسرے شرکار
کے حقوق پسماندگی پر اثر نہین پڑ سکتا اور انقسام ثابت نہین قرار دیا
جا سکتا[1] اسیطرح خاندان مشترکہ کے کسی ایک رکن کا نام بطور نمبردار
درج ہونے سے بادی النظری ثبوت اُس فریق کا استحقاق قائم کرنے
کے لیئے نہین ہے[2] اسیطرح شوہر کی وفات کے بعد بیوہ کا نام کاغذات
مین درج ہونے سے اور اُس کا تنہا قبضہ ثابت ہونے سے یہہ نہین
کہا جا سکتا کہ جائداد تقسیم ہو چکی ہے۔

(۳) افراد خاندان کی نام پر جائداد خرید کرنا۔ نہ ایسی جائداد خواہ مخواہ
مکسوبہ کہلائے گی اور نہ اُس سے علٰحدگی وانقسام ثابت کیا جا سکتا ہے[3]
اناث کے نام پر جائداد خرید کرنا۔ محض اناث کے نام پر جائداد خرید کرنے
سے غیر مشترکہ ہونے کا وانقسام کا ثبوت نہین ہو سکتا۔ جبکہ جائداد جزواً
بیوی کے نام پر تہی اور جزواً بہو کے نام پر تجویز ہوئی کہ بیوی خاندان مشترکہ
کی رکن ہے اور اُس جائداد کے لیئے جو اُس کے نام پر ہے اُس کی
وہی حیثیت ہے جو شوہر کی تہی اور اُس کا قبضہ اشتراک خاندان کے
قیاس کے تابع ہے[4] مگر مدراس مین یہہ طے ہوا ہے کہ عورت کے

---

[1] ۲۷ کلکتہ ۵۱۰۔
[2] ۱۱ مورز انڈین اپیل ۳۶۹۔
[3] ۱۸ الہ آباد ۱۷۶-۶ ویکلی رپورٹر ۶۹۔
[4] ۱۰ کلکتہ ۶۸۶۔

نام پر جائداد ہونے کی صورت مین یہہ قیاس پیدا نہین ہوتا ہے کہ وہ مشترکہ جائداد ہے[۱] بیشک مشتری نیلام اور شوہر اور بیوی کے درمیان یہی قیاس ہے کہ بیوی کے نام پر کی جائداد شوہر کے لیئے بے نامی ہے[۲]۔

(۴) شاخ کی علیحدگی سے افراد کی علیحدگی نہین ہو جاتی۔[۳]

(۵) انقسام کے بعد بہی کوئی ایک شاخ خاندان منقسمہ رہ سکتی ہے یعنی افراد کسی ایک شاخ کے آپس مین مشترکہ رہ سکتے ہین[۴]۔

(۶) محض ایک رکن کا دوسرے رکن پر دعویٰ کرنا کہ کسی خاص رکن کی جائداد مکسوبہ خاندان مشترکہ کی جائداد ہے نہ کہ اُس کی جس نے حاصل کی ہے انقسام کے ثبوت کے لیئے کافی نہین ہے[۵]۔

(۷) محض علیحدہ کہانا پینا اور رہنا ایسا واقعہ نہین ہے کہ جس سے یہہ ثابت ہو کہ خاندان مشترکہ کی تقسیم عمل مین آگئی[۶]۔

**جائداد ناقابل تقسیم** - پانی اور باولیان جو کسی خاندان مشترکہ کے ہون قابل تقسیم نہین ہین۔ ایسی صورت مین انقسام خاندان کے بعد ان سے شرکا باری باری مستفید ہو سکتے ہین[۷]۔

---

[۱] ۸ مدراس ۲۱۴۔ [۲] ۱۱ کلکتہ لا رپورٹر ۱۴۱
[۳] ۱۰ انڈین کیسز ۱۰۳ - و ۴۱ الہ آباد ۹۳ - ۲۵ مدراس ۱۴۹۔
[۴] ۱۲ کلکتہ ۲۶۲ - [۵] ۵ انڈین کیسز ۸۸۷ -
[۶] ۸ ویکلی رپورٹر ۲۷۰ - ۲۵ ویکلی رپورٹر ۱۶۱ - ۳۱ کلکتہ ۲۶۲ - ۱۳ انڈین کیسز ۴۷۵ - دہرم شاستر مؤلفہ اسٹرینج صاحب جلد دوم صفحہ ۳۴۱۔ [۷] (۱۹۱۱ء) ۱۲ بمبئی لا رپورٹر ۳۶۳ - ۱۰ انڈین کیسز ۱۵۲۱ - دہرم شاستر مؤلفہ منڈلک صاحب صفحہ ۷۱۔

یہہ حسب ذیل عبارت کتاب پر مبنی ہے "پانی یا اُس کا ظرف مانند باولی یا دوسری شئے مماثل کے حصص نہین ہو سکتے - اُس کی تقسیم بذریعہ قیمت نہ ہونی چاہیئے بلکہ شریک ورثا کو باری باری اُس سے مستفید ہونا چاہیئے" (متاکشرا باب اول جزو چہارم) ویہوار میوکہا مین بھی اسیطرح تحریر ہے "ایسی باولیان جن مین سیڑہی ہون اور ایسی باولیان جن مین سو پانی بذریعہ ڈول نکالا جاتا ہو - اُن سے بوقت ضرورت مستفید ہو سکتے ہین" ویرا متر ودیا مین بیان ہے کہ "پانی یا اُس کے ظرف مثلاً باولی سے ہر شخص اپنی ضرورت کے لحاظ سے مستفید ہوگا" ویسٹ اینڈ بہولر طبع سوئم صفحہ ۸۳۱ و ۸۳۲ مین مندرج ہے "جبکہ یہہ قرار دیا گیا ہے کہ باولی ناقابل تقسیم ہے تو ایسی صورت مین آراضی یا نقد کی طرح اُسکی تقسیم عمل مین نہین آسکتی - مگر ملکیت کی تقسیم ذہنی عمل مین آسکتی ہی اور ایسی تقسیم کا نفاذ ایسے اقرار کے ذریعہ سے کرایا جاسکتا ہی کہ ہر شخص مستحق باری باری مستفید ہو" ایسی جائداد جسکا مسلسل اور قدیم رواج کی رو سے ہمیشہ اکبر الخاندان ذکور رکن وارث ہوا کرتا ہے تقسیم کے قابل نہین ہے[۱] ان کی چند تمثیلات یہہ ہین - زمینداریان[۲] پولیام[۳] سرنجام یعنی عطیات مرہٹہ فرمانروایان[۴] جاگیرات عطیات سلطانی[۵] دیسپانڈیہ گری[۶] دیسکہی[۷] معاشہای مشروط المدد

---

[۱] ۲۸ مدراس ۵۰۸ -
[۲] ۲۸ مدراس ۵۰۸ -
[۳] ۹ کلکتہ ۱۸۷ -
[۴] ۱۰ بمبئی ۵۹۸ -
[۵] ۴ مدراس ہائیکورٹ ۳ و صفحہ ۱۰۵ -
[۶] ۶ بمبئی ۵۹۸ - ۱۵ بمبئی ۲۴۷ -
[۷] ۱۰ بمبئی ۳۲۷ -
[۸] ۱ ویکلی رپورٹر (پریوی کونسل) ۲۰ -

اور عہدہ وہی ہے۔

کون تقسیم کرانے کا مجاز ہے۔ صرف ارکان شراکت کی مرضی پر تقسیم ہو سکتی ہے اور یہہ ضروری نہین ہے کہ تمام شرکار یا غلبہ اِس امر پر راضی ہون[1]۔ ذیل مین ایسے شرکار کے نام اور یہہ کہ کس حد تک اُن کو تقسیم کرانے کا حق حاصل ہے تحریر کیا جاتا ہے

(۱) مورث اعلیٰ سے تین پشت سے زیادہ دور کے رشتہ دار۔ جبکہ خاندان شراکت کے ارکان ایک ساتھہ رہتے ہون اور جائداد سے مشترکہ مستفید ہوتے رہے ہون تو ایسا وارث جو مورث اعلیٰ سے تین پشت سے زیادہ دور کا رشتہ دار ہو مستحق ہے کہ جائداد خاندان بہ حیثیت پسماندہ حاصل کرے۔ اگر دوسری شاخ مین سے کوئی نہ رہا ہو اور ایسا رکن متبنیٰ ہونے کی صورت مین بھی تقسیم جائداد کا دعوی کر سکتا ہے[2]۔

مقدمۂ محولہ مین یہہ سوال پیدا ہوا تھا کہ کسی ایک شاخ خاندان شراکت مین تین پشت کا فاصلہ پڑ جانے سے اُس شاخ کی اولاد آخری جائداد شراکت مین حصہ کا دعوی کر سکتی ہے کہ نہین اور حکام عالیمقام نے یہہ رائے ظاہر کی کہ ایسے فاصلہ سے چوتھی اور دوسری پشت کے حقوق زائل نہین ہو جاتے۔ مین صاحب تحریر کرتے ہین کہ جب کسی قابض جائداد اور دعویدار حال کے مابین تین پشت سے

---

[1] ۷ مدراس ۲۳۶۔ [2] ۶ بمبئی لا رپورٹر ۲۲۵۔

[3] ۱ مدراس لا ٹائمز ۲۴۲۔

زیادہ فاصلہ حائل ہو جاوے تو ایسی صورت مین دعویدار کی نسل ختم ہو جاتی ہے اور حقوق پسماندگان صرف ہمجدی رشتہ دارون اور اولاد تک محدود رہتے ہین جو تین درجہ تک کی قرابت رکھتے ہون۔ حکام عالیمقام کی رائے ہے کہ مین صاحب سلنے اِس امر پر توجہ نہین کی ہے کہ اولاد کو پیدائش کے وقت سے اپنے باپ کی حقیت مین حق حاصل ہو جاتا ہے اور ایسی اولاد کا دعویٰ صرف اپنے باپ کے حق کا ہوتا ہے نہ کہ چار پشت کے فاصلہ کے مورث کے استحقاق کا۔ پس حکام عالیمقام نے یہہ تجویز کی ہے کہ ایسا قاعدہ قرار دینا کہ جائداد ہمیشہ دوسری شاخ کو حاصل ہوگی! اگرچہ تین پشت سے دور کی اولاد قابض آخری کی نسل مین موجود ہون ایک دقت آمیز امر ہے۔ سرکار صاحب اِس مسئلہ کے متعلق یون تحریر کرتے ہین کہ" ذکور نسل مین کوئی ذکور اولاد خواہ کتنے ہی پشت دور کی کیون نہ ہو پیدائش سے پدری مورث کی جائداد مین حق حاصل کرتی ہے۔ اگر درمیان کے تین وارث قابض جائداد کی حیات مین فوت ہوجاوین تو اس سے چوتھی پشت کی نسل کے حقوق پر اثر نہ پڑے گا۔ مگر یہہ قاعدہ اُس وقت متعلق نہ ہوگا جب پدری مورث اعلیٰ اپنی اولاد سے علیحدہ ہوا اور بیٹا یا پوتا یا پرپوتا اُس کی وفات کے وقت زندہ نہ ہو"

(۲) بیٹا۔ عام قانون متاکشرا کے بموجب بیٹا۔ پوتا یا پڑپوتا جو اپنے مورث کے ساتھہ بالاشتراک ہو ہر وقت جملہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کی جو موروثی ہو تقسیم کرا سکتا ہے۔ کیسے مورث کی رضامندی

حاصل نہ ہونا و نیز اُس کا خلاف ہونا امر مانع نہیں ہے[۵۱] بمبئی مین اسکے
خلاف طے ہوا ہے اور وہان بمقدمہ آپاجی بنام رامچندر مندرجہ ۱۶
بمبئی ۲۹ جلسہ کاملہ یہہ طے پایا ہے کہ باپ کی زندگی مین بیٹے کو کوئی
حق حاصل نہین ہے کہ بلا رضامندی اپنے باپ کے چچا اور دیگر مورث
کے مقابلہ مین تقسیم جائداد اور اپنا حصہ دلاپانے کا دعویٰ کرے۔
اور اس کی متابعت دوسرے فیصلون مین بھی کی گئی ہے[۵۲] بنگال
مین یہہ سوال پیدا نہین ہوتا اس لیئے کہ دایا بھاگ کی رو سے لڑکے
کو کوئی حق جائداد موروثی مین پیدائش سے حاصل نہین ہوتا۔ بھٹاچارجی
صاحب کی رائے ہے کہ دایا بھاگ کی رو سے باپ اپنی اولاد مین
غیر مساوی طور سے تقسیم جائداد کر سکتا ہے۔ اگرچہ اس سے وہ گناہ سرزد
کرتا ہے۔ (دہرم شاستر مولفہ بھٹاچارجی صاحب طبع صفحہ (۳۶) اور بنگال
مین ہر بالغ شریک کو حق حاصل ہے کہ تقسیم جائداد کا دعویٰ کرے[۵۳]

(۲) ایسا بیٹا جو بعد تقسیم پیدا ہو۔ تقسیم ہر وقت ہو سکتی ہے لیکن اگر
تقسیم کے وقت مان حاملہ ہو تو بچے کی پیدائش تک تقسیم عمل مین نہ آنی
چاہیئے اور اگر عمل مین آئی تو ایسی جائداد جو دوسرے بیٹون کو حصہ مین
ملی ہو مکرر تقسیم ہونی چاہیئے۔ قاعدہ یہہ ہے کہ اگر وقت تقسیم بیٹا حمل
مین ہو تو وہ یہہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ دوسرے شرکا جنہون نے تقسیم

---

[۵۱] ۱۸ مدراس ۱۷۹ - ۳۱ کلکتہ ۱۱۳ - ۲۷ کلکتہ ۱۱۵ - ۲۹ کلکتہ ۵۲۹ - ۱۵ الہ آباد ۱۵۹ - ۲۰ الہ آباد ۲۹۴ -

[۵۲] ۶ بمبئی لاء رپورٹر ۹۵۵ - ۷ بمبئی لاء رپورٹر ۳۳۲ -

[۵۳] ۳۱ کلکتہ ۲۱۴ -

سے حصہ پایا ہے اُس کے حصہ کی رقم چندہ سے پوری کردین اگر تقسیم باپ
اور بیٹون مین ہوئی ہو اور باپ اپنے لیئے کوئی حصہ نہ رکھے تو بھائیون
کو جنہون نے حصہ لیا ہے اپنے حصہ مین سے چندہ کرکے اپنی مساوی
حصہ اُس کو دینا ہوگا۔ لیکن اگر باپ نے اپنے لیئے حصہ رکھہ لیا ہے
تو ایسے بیٹے کو صرف اسیقدر ملے گا[1] اسیطرح اگر کسی شریک کے
قبل دست برداری بیٹا پیدا ہو تو وہ اپنا حصہ طلب کرنے کی غرض سے
تقسیم کی نالش شراکت کے خلاف دائر کرسکتا ہے[2] مگر شریک کا اپنے
حصہ سے دست بردار ہوجانے کے بعد جو لڑکا پیدا ہو اُسے تقسیم کرنیکا
حق حاصل نہ ہوگا۔

بر ہسپتی۔ جبکہ باپ اور بیٹون مین تقسیم ہو جائے خواہ بیٹے ایک ہی بیوی
سے ہون) یا مختلف بیویون سے تو ایسے بیٹے جو بعد تقسیم پیدا ہون
باپ کی جائداد پائین گے۔ باپ کی تمام جائداد جو اُس نے اپنی ذاتی محنت
اور اپنی غیر مشترکہ جائداد سے حاصل کی ہو بعد تقسیم ایسے لڑکے کو ملیگی
جو بعد کو پیدا ہوا ہو۔

یاجنا ولک۔ بعد تقسیم اگر لڑکا ہمدرجہ عورت سے پیدا ہو تو وہ ابتدائی
جائداد کی از سرِ نو تقسیم کا دعوے کرسکتا ہے یا صرف موجودہ جائداد
کی تقسیم کراسکتا ہے۔

(۳) متبنی بیٹا۔ اِس کی حیثیت صُلبی فرزند کے مانند ہے لیکن اگر
آرآسا فرزند موجود ہو تو متبنی فرزند کا حصہ مساوی نہ ہوگا مگر وہ تقسیم

---

سلہ ۲ مدراس ۸۷ - ۲۳ بمبئی ۶۷۶ - سلہ ۳۳ بمبئی ۲۶۷ -

کرا سکتا ہے۔ اسیطرح صلبی فرزند کا تبنی بیٹا اپنے دادا سے تقسیم کرا سکتا ہے[1]

(۴) غیر صحیح النسب بیٹا۔ قاعدہ یہہ ہے کہ صرف وہی شرکا تقسیم کرا سکتے ہیں جن کو جائداد میں حق محصلہ حاصل ہو۔ تین دو جنمی ذاتون میں غیر صحیح النسب بیٹا تقسیم کا دعوی نہیں کر سکتا مگر شودرون میں اُس کا حق ایک حد تک تسلیم کیا گیا ہے یعنی وہ باپ کے مقابلہ میں ایسا دعوی نہیں کر سکتا مگر اپنے صحیح النسب بھائیونکی مقابلہ میں اُسے حق حاصل ہے[2]۔

(۵) نابالغ شریک۔ نابالغ بوجہ اس کے کہ قانوناً اپنا ارادہ تقسیم ظاہر کرنے کے قابل نہیں ہوتا ہے۔ یہہ تجویز ہوئی کہ وہ تقسیم کا دعوے نہیں کر سکتا اور نہ کوئی دوسرا شخص اُس کی جانب سے نالش رجوع کر سکتا ہے۔ صرف اُسی صورت میں تقسیم کی اجازت دی جا سکتی ہے جبکہ قوی شہادت اِس امر کی ہو کہ منتظم خاندان کے پاس اُسکی جائداد سپرد رکھنا خطرناک ہے۔ ایسی صورت میں ولی نابالغ اُس کا حصہ علیحدہ کروا کے اپنے قبضہ میں لے سکتا ہے۔ بدنیتی ثابت ہونا ضروری نہیں ہے۔ صرف اتنا ہی کافی ہے کہ یہہ ثابت ہو کہ تقسیم ہو جانے سے نابالغ کی جائداد کو فائدہ ہوگا یا کم از کم نقصان سے محفوظ رہے گی[3]۔ کوئی شریک نابالغ ہونے سے تقسیم لازمی نہیں ہو جاتی[4]

---

[1] ۱۵ مدراس ۵۴۔ ۱۳ مدراس ۲۴۳۔ غ ۸ مدراس ۱۔ ۱۲ مدراس ۳۵۲۔ ۴ کلکتہ ۴۲۵۔

[2] ۱۲ مدراس ۴۰۱۔

[3] ۱۹ بمبئی ۹۹۔ ۸ کلکتہ ۵۳۷۔ ۱۳ کلکتہ ۴۹۔

[4] بمبئی لارپورٹر ۳۸۳۔

یہہ بھی لازمی ہے کہ کسی خاص نقصان کا وقوع یا احتمال ثابت کیا جائے[1]
ایسے واقعات کا وجود لازمی ہے جن سے یہہ نتیجہ نکلتا ہو کہ نابالغ کا حصہ
علیحدہ محفوظ کر دینے ہی مین مصلحت ہے[2] گو یہہ ضروری نہین ہے
کہ اگر بعض اراکین نابالغ ہون تو دیگر بالغ اراکین تقسیم نہ کرا سکین۔ ایسی
صورت مین اگر تقسیم عمل مین آئے اور وہ جائز اور مناسب ہو تو نابالغ پر
واجب التعمیل ہوگی[3]

حسب ذیل صورتون مین نابالغ سن شعور کو پہنچنے پر تقسیم منسوخ کرا سکتا ہے
(الف) جبکہ نابالغ کے لیئے کوئی حصہ نہ رکھا گیا ہو۔
(ب) کسی ایسے شخص کی رضامندی حاصل نہ کی گئی ہو جو اُسکی جانب
سے کام کرنے کا مجاز ہو۔
(ج) جبکہ تقسیم قانوناً ناجائز ہو یا فریب پر مبنی ہو۔
(د) ایسی بے ضابطہ کارروائی ہوئی ہو کہ یہہ پتہ نہ لگ سکتا ہو کہ
تقسیم جائز ہے یا ناجائز[4] اور نابالغ کے حقوق کے متخالف ہو۔ بہرکیف
عام قاعدہ یہہ ہے کہ تقسیم نابالغ کے فائدہ کے لیئے نہین ہوتی ہے
کیونکہ اُسے مشترکہ رہنے مین زیادہ آمدنی کی امید رہتی ہے نیز اُسے
حقوق پسماندگی حاصل ہونے مین[5]

---

[1] ۴ بمبئی لا رپورٹر ۸۸۳۔ [2] ۲۹ الہ آباد ۳۷۳۔

[3] ۳۱ الہ آباد ۱۲۴ (پریوی کونسل)۔

[4] ۱۹ بمبئی ۵۹۳ - ۱۸ بمبئی ۱۹۷ - ۱۴ مدراس لا جرنل ۸ - ۳۰ کلکتہ ۷۳۸ (پریوی کونسل)۔

[5] ۸ کلکتہ ۵۳۷ - مین طبع ہفتم صفحہ ۶۴۲ و ۶۴۳۔

(۶) پوتا۔ یہہ عام قاعدہ مین آتا ہے اور اس سبلئے تقسیم کا دعوے کرسکتا ہے۔ اسی بنا پر مدراس ہائی کورٹ نے یہہ تجویز کی ہے کہ بلحاظ جملہ حالات کے پوتا دادا کے مقابلہ مین نالش دائر کرکے بجبر موروثی جائداد خاندان تقسیم کراسکتا ہے[۱] مگر الہ آباد ہائی کورٹ نے یہہ تجویز کی ہے کہ پوتا اسی وقت نالش کرسکتا جبکہ اسکا باپ فوت ہوگیا ہو[۲] مدراس اور کلکتہ ہائیکورٹ کی رو سے اپنے باپ کی حیات مین بھی پوتا تقسیم کراسکتا ہے[۳]

پڑپوتے کو بھی باپ اور دادا کی زندگی مین تقسیم کرانے کا حق حاصل نہین ہے۔ لیکن اگر باپ اور دادا خاندانی جائداد تلف کر دیتے ہون تو وہ اُن کی زندگی مین ہی تقسیم کے لئے کہہ سکتا ہے[۴] اگر خاندان صرف پڑپوتے اور پڑدادا پر مشتمل ہو تو پڑپوتا تقسیم کراسکتا ہے[۵]

(۷) بیٹی۔ وہ تقسیم کا دعویٰ نہین کرسکتی۔ اُسکو صرف اسیقدر حق حاصل ہے کہ شادی کے زمانہ تک گزارہ پاوے اور اخراجات شادی ادا کئے جائین۔ اگر بھائی آپس مین تقسیم کرلین تو اسقدر جائداد علٰحدہ رکھنی چاہیئے جس سے کہ ناکتخدا بیٹیون کی شادی کے اخراجات پوری ہوسکین[۶] اُس کی شادی کے معقول اخراجات کا بار جائداد خاندان پر اسی طرح

---

[۱] ۱ مدراس ہائیکورٹ ۷۷۔ ۵ الہ آباد ۳۰ ۴ (جلسہ کاملہ)۔ ۱۸ بمبئی ۱۷۹۔ ۱۳ کلکتہ ۱۱۱۔

[۲] ۶ الہ آباد ۵۶۰۔

[۳] ۱۸ مدراس ۱۷۹۔ ۱۸۳۔

[۴] ۱۳ کلکتہ ۱۱۱ الصفحہ ۱۲۹۔ ۳۲ کلکتہ ۲۳۴۔

[۵] وسینٹ ایڈیٹر صفحہ ۷۲۔

[۶] ۸ کلکتہ ۵۳۷۔

ہوتا ہے جسطرح اُس کی پرورش کے خرچہ کا بار۔ اگرچہ ماں کی جائداد مین بیٹیان مستحق ہوتی ہین تاہم وے ماں کی زندگی مین تقسیم کا دعویٰ نہین کرسکتین اِس لیئے کہ یہہ حق تقسیم صرف بیٹون اور پوتون کو حاصل ہے جنکو باپ کے ساتھہ موروثی جائداد مین پیدائش سے حقیت حاصل ہوجاتی ہے[1] منو۔ بھائیون کو چاہیئے کہ اپنے حصہ سے جزو ناکتخدا بیٹیون کو دین۔ ہر ایک کو اپنے خاص حصہ کا ایک ربع دینا چاہیئے اور جو دینے سے انکار کرے وہ ملعون ہوگا۔

جب ایک سے زیادہ بیٹیان اپنے باپ کی جائداد کی مشترکہ وارث ہون تو اُن مین تقسیم کے متعلق ملاحظہ ہو مضمون مندرجہ فقرۂ مابعد۔

(۸) بیوی۔ وہ اپنے شوہر کی زندگی مین تقسیم کا دعویٰ نہین کرسکتی۔ مگر شوہر کی وفات کے بعد وایابھاگ کی رُو سے لاولد بیوہ بھی تقسیم کا دعویٰ کرسکتی ہے مگر متاکشرا کی رُو سے ایسا نہین ہے اگرچہ کہ وہ تقسیم کے وقت حصہ پانے کی مستحق ہوتی ہے[2]

یاجناولک۔ جبکہ باپ اپنے بیٹون مین جائداد برابر تقسیم کردے تو اُس کی بیویون کو اُس کے بیٹون کے برابر حصہ ملنا چاہیئے اگر اُن کو اپنے شوہر یا شوہر کے باپ سے کوئی جائداد نہ ملی ہو۔

اب ہم مختصراً اِس امر پر بھی بحث کرین گے کہ اگر ایک سے زیادہ

---

[1] (۱۹۱۰ع) ۷ الہ آباد لا جرنل ۲۳۶ (جلسۂ کاملہ)۔

[2] ۴ بمبئی ۵۴۵۔ ۶ مدراس ۲۰۸۔ ۲۴ بمبئی ۲۹۱۔

[3] ۱۰ کلکتہ لارپورٹ ۷۲۔

بیوہ یا دختر مشترک وارث ہون تو تقسیم کے متعلق اُن کے کیا حقوق ہونگے۔
ایسی صورت مین جبکہ شوہر فوت ہو جاوے اور اُس کے ورثائے مین
بجز بیوگان کے اور کوئی باقی نہ رہا ہو تو وہی وارث ہون گی۔ اور ایک سے
زیادہ ہونے کی صورت مین اُن کا قبضہ مشترکہ ہوگا اور آپس مین تقسیم
کے دعوے کی مجاز ہون گی[51] اور اپنی اپنی حقیت علٰحدہ کرا سکتی ہین[52]
میوکھا کی رو سے بھی ہر ایک بیوہ تقسیم کے ذریعہ اپنا حصہ علٰحدہ کرا کے
مستفید ہو سکتی ہے[53] مگر مدراس ہائی کورٹ نے یہہ قرار دیا ہے کہ
کوئی بیوہ ایسا دعوی نہین کر سکتی کہ مشترکہ جائداد کی کامل تقسیم عمل مین
آجاوے اور ہر ایک کو علٰحدہ علٰحدہ قبضہ حاصل ہو۔ لیکن یہہ ممکن ہے کہ
جائداد کی نوعیت اور بیوگان کے طرز عمل کے لحاظ سے بغرض منفعت
جائداد و رفع نزاع کسی ایک جزو جائداد پر کسی ایک بیوہ کو غیر مشترکہ قبضہ
دیدیا جائے[54] تقسیم مابین بیوگان اس طرح عمل مین آنی چاہیئے کہ
اُس سے جائداد پر کوئی دوامی اثر نہ پڑے اور نہ ورثائے عودی کے
حقوق موثر ہون[55] تقسیم سے اُن کی پسماندگی کے حقوق زائل نہین ہوتے
ہین۔ جب بیوگان اپنے شوہر کی جائداد کی وارث ہوتی ہین حق پسماندگی اسقدر

[51] ۱۲ الہ آباد ۵۱۔
[52] ۸ الہ آباد لا جرنل ۲۲۰۔ ۹ انڈین کیسز ۹۹۸۔ ۲۳۳ الہ آباد ۳۴ ۴۔ ۳۴ الہ آباد ۱۸۹۔ ۸ کلکتہ ویکلی نوٹس ۶۵۸۔ ۹ کلکتہ ۵۸۰۔
[53] ۳۱ بمبئی ۵۶۰۔
[54] ۱ مدراس ۲۹۔ ۲۴ مدراس ۱۴۴۔
[55] ۸ کلکتہ ویکلی نوٹس ۶۵۸۔
[56] ۸ کلکتہ ویکلی نوٹس ۶۵۸۔

قوی ہوتا ہے کہ پسماندہ کو سالم جائداد حاصل ہوجاتی ہے۔ حتی کہ متوفی
کی دختر بھی محروم رہجاتی ہین[51] یہہ ممکن ہے کہ ایک بیوہ دوسری بیوہ
کے حق مین اپنے حق پسماندگی سے دست بردار ہوجاوے اور تقسیم نامہ
مین ایسا تحریر کرکے اقرار کرلے۔ ایسا اقرار جائز ہے اور نفاذ پائیگا[52]
بیوہ کی حیثیت کا مشتری تقسیم کا دعویٰ کرسکتا ہے[53] دایابھاگ کی رُو سے
اگرچہ لاولد بیوہ جائداد خاندانی کی تقسیم کراسکتی ہے مگر وہ اِس امر کی
مستحق نہین ہے کہ بلانگرانی اُس کو دخل دلایا جاوے۔

(۹) حقیقی اور سوتیلی مان۔ ان کو حق گزارہ قدرتاً حاصل ہے وہ بیٹون یا
علاتی بیٹون پر تقسیم کا دعویٰ نہین کرسکتی۔ لیکن بیٹے آپس مین تقسیم
کرلین تو وہ انہین کے مساوی حصہ پانے کی مستحق ہوگی۔ اگر مان اور
علاتی مان دونون موجود ہون تو ہر ایک کو بیٹون کے مساوی حصہ
ملیگا اور یہہ اُس صورت مین بھی روا ہے جبکہ تقسیم کنندگان سب
علاتی بیٹے ہون۔ لیکن دایابھاگ اِس کے خلاف ہے[54] اور یہ حق
مان کا اُس صورت مین بھی زائل نہین ہوتا جبکہ اُس کو اپنے کسی متوفی
بیٹے کا حصہ ورثتاً ملا ہو[55] لیکن اگر اُس کو باپ سے بذریعہ ہبہ یا
وصیت ایک بیٹے کے حصہ سے زیادہ ملا ہو تو تقسیم پر وہ کچھہ بھی
پانے کی مستحق نہ ہوگی۔ اگر اُس کو اِس طرح کم رقم ملی ہو تو وہ تقسیم کے

---

[51] ۵ الہ آباد لاجرنل ۲۳۰- ۸ کلکتہ ویکلی نوٹس ۶۵۸- ۳۱ بمبئی ۵۶۰-
[52] ۱۲ مدراس لاٹائمس ۲۰۸- [53] ۹ کلکتہ ۵۸۰-
[54] ۸ کلکتہ ۵۳۷- ۱۷ بمبئی ۲۷۱- [55] ۳۶ کلکتہ ۷۵-

وقت اُس قدر رقم پانے کی مستحق ہوگی جس سے بیٹے کے حصہ کے برابر
تکمیل ہوجاوے[1] کلکتہ ہائی کورٹ کی رو سے اِس کو یہہ حق حصہ لینے کا
صرف شوہر کی موروثی جائداد مین سے ہے[2] اگر تقسیم باپ کی زندگی مین
بیٹے کے اصرار پر عمل مین آوے تو باپ اور مان کو برابر حصہ ملے گا[3]۔
مان کا حق حصہ پانے کا استری دہن پانے سے زائل نہین ہوجاتا۔
جیسا اوپر بیان ہوچکا ہے کہ اُس سے محض حصہ مین کمی ہوجاتی ہے۔
جبکہ مان اپنے متوفی بیٹے کی وارث ہوئی ہو تو ایسی جائداد جو بیٹے
سے اُس کو وراثتاً حاصل ہوئی ہو اُس کا استری دہن کہلاوے گا کہ نہین
ایک سوال ہے بمقدمات مندرجہ ۳ کلکتہ ۱۴۹ - و ۳۶ کلکتہ ۷۵ یہہ
تجویز کی گئی ہے کہ ایسی جائداد اُس کی استری دہن نہ ہوگی اور اسلئے
وہ اپنے بیٹون کے مساوی تقسیم مین حصہ پانے کی مستحق ہے تقسیم
کے وقت جو جائداد مان کے حصہ مین آئی ہے وہ اُس کا استری[4] دہن
نہین ہوا کرتا کیونکہ وہ جائداد اُس کے گزارہ کے لیے دیجاتی ہے
حال مین پریوی کونسل نے یہہ تجویز کی ہے کہ جبتک کہ خاص طریقہ سے
اِس نیت کا اظہار نہ کردیا جاوے کہ مان کو قطعی حقوق حاصل ہوگئے
ایسی جائداد مان کا استری دہن نہین ہوسکتا[5] دایا بہاگ اور

---

[1] ۱۲ بنگال لا رپورٹر ۳۸۵ -
[2] ۱۰ کلکتہ ۱۰۷ -
[3] ۳۳ کلکتہ ۴۳۳ -
[4] ۱۶ کلکتہ ۵۸۷ -
[5] ۳۴ الہ آباد ۴۳۳ - خ ۴۴ الہ آباد ۶۷ و ۸۲ م ۳۲ کلکتہ ۴۳۳ - ۱۱ کلکتہ ویکلی نوٹس ۷۹ - ۲۳۹ - ۶۵۸ -

متاکشرا اور دو کی رُو سے یہی قاعدہ ہے۔ سرکار صاحب بیان کرتے ہین کہ مان کے حصہ کو استری دھن شمار کرنے کی دو وجوہ ہین۔ (۱) اگر یان کو اپنے شوہر یا خسر سے استری دھن ملا ہے تو اُس کو صرف اُسیقدر حصہ دیا جائے گا جسکو اگر اُس کے ملے ہوے استری دھن مین جمع کیا جائے تو بیٹے کے حصہ کے برابر ہو پس جبکہ حصہ ان امورات پر مشتمل ہوتا ہے تو اُس کا حق اُس کے اجزا پر ویساہی رہنا چاہیئے (۲) جبکہ تقسیم کے وقت مختلف اشخاص کو حصے دیئے جاتے ہین تو ہر حصہ دار کی حصہ کی نوعیت بادی النظر مین ایک ہی ہونی چاہیئے جبتک کہ کوئی صراحت اِس کی کیجائے۔ اِس لیئے مان کے حصہ کی بھی نوعیت وہی ہونی چاہیئے جو دوسرے حصہ دارون کی ہوتی ہے (طبع چہارم صفحہ ۴۲۵)۔

(۱۰) دادی۔ اگرچہ متاکشرا کی رُو سے بوقت تقسیم یا جب جائداد تلف ہو رہی ہو یا اُس کے گزارہ کا انتظام کافی نہ ہوا ہو دادی ایک حصہ جائداد دلاپانے کا دعویٰ کرسکتی ہے تاہم وہ تقسیم کا دعوےٰ نہین کرسکتی ہے۔ اُس کو مکان خاندانی مین سکونت کا بھی حق حاصل ہے[۱] جبکہ پوتون کے مابین بالعموم تقسیم ہو رہی ہو۔ کلکتہ ہائیکورٹ کی رو سے دادی حصہ کی مستحق ہے مگر الہ آباد ہائیکورٹ کی رو سے وہ حق پانے کی مستحق نہین ہے[۲] مدراس ہائیکورٹ کی رو سے

---

[۱] ۶ مدراس ۱۳۰۔ خ ۱۲ مدراس ۲۶۰ (جاننہ کاملہ)۔ ۱۲ مدراس لاجرنل ۲۷۰۔
[۲] ۳ الہ آباد ۱۱۸۔ ۸ کلکتہ ۹ ۴۴۹۔ ۳۱ کلکتہ ۱۰۶۵۔

ماں اور دادی کسی کو بھی حصہ بوقت تقسیم نہیں ملتا ہے[۱] ۔ دایا بھاگ کی رو سے دادی کو تقسیم کے وقت حصہ ملنا چاہیئے[۲] ۔ اگر پوتے مختلف بیٹوں کی اولاد ہوں تو دادی کا حصہ وہی ہوگا جو ایک پوتے کو مساوی ملنے کی صورت میں ملتا ۔ کیونکہ پوتوں کا حصہ اُن کی اُصول کی تعداد اور ماں کے زندہ ہونے کا یا نہ ملنے پر منحصر ہے ۔ (انڈین لاءرپورٹس) بابتہ ۱۹۱۲ء صفحہ ۳۲۰ ) ۔ الہ آباد میں جو حصہ نہ ملنے کے متعلق تجویز ہوئی ہے اس کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ یاجنا ولک اور متاکشرا کی مصنف نے باپ کی زندگی میں تقسیم اور اس کی وفات کے بعد کی تقسیم میں فرق رکھا ہے ۔ بمبئی میں اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے ۔ بہرکیف دادی صرف اس وقت حصہ طلب کر سکتی ہے جب پوتے جائداد کو آپس میں تقسیم کرتے ہوں ۔ اگر تقسیم عمل میں نہ آرہی ہو تو کوئی حصہ طلب نہیں کر سکتی[۳] ۔

(۱۱) محروم الورث رشتہ دار کا بیٹا ۔ اس کا دعویٰ اپنے ذاتی حق کی بناء پر ہے اور وہ تقسیم کا دعویٰ کرنے سے اس بناء پر ممنوع نہیں کیا گیا ہے کہ اس کا مورث ایسا دعویٰ نہیں کر سکتا ۔ محروم الورثی محض متعلق بذات ہوا کرتی ہے اور اس سے صرف اُسی رکن کا حق زائل ہوتا ہے ۔ یہ نقص محروم الورث رشتہ دار کی صحیح النسب اولاد پر موثر

---

[۱] مدراس ۱۳۰ ۔ دھرم شاستر مؤلفہ میگناٹن صاحب ۳۹ ۔ ۴۱ ۔ ۵۲ ۔ ۵۴

[۲] دایا بھاگ باب ۳ جزو ۲ فقرہ ۳۲ ۔

[۳] دھرم شاستر مؤلفہ اسٹرینج صاحب جلد ا صفحہ ۱۸۸ و ۱۸۹ ۔

نہین ہوتا ہے۔ وے اسطرح حقدار ہوتے ہین گویا کہ محرم مورث شخص فوت ہوگیا ہو۔

(۱۲) شخص اجنب۔ مشتری حقوق شریک یا بیوہ۔ بالعموم شخص اجنب تقسیم پر اس طرح مجبور نہین کر سکتا کہ ہندو خاندان مشترکہ کے تمام ارکان ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جاوین۔ اُس کو صرف اسیقدر حق حاصل ہے کہ شریک مدیون کو یا بالغ کو اِس امر پر مجبور کرے کہ وہ دوسرے ارکان سے تقسیم کرائے اور اپنا حصہ شخص اور معین کرا دے[۱] مدراس ہائیکورٹ کی رُو سے عام قاعدہ یہہ ہے کہ ایک غیر منقسم شریک کے حصہ کا مشتری دوسرے شرکاء کے ساتھ مشترک پٹہ دار بن جاتا ہے اور اِس طرح اُس کو یہہ حق حاصل ہو جاتا ہے کہ تقسیم کے وقت اپنا علیحدہ حصہ حاصل کرے۔ ایسے شخص اجنب پر یہہ ضروری نہین ہے کہ تمام جائداد کی تقسیم کرانے کا دعویٰ کرے بلکہ وہ صرف اپنے خریدے ہوئے حصہ کی حد تک جائداد کی تقسیم کے لیئے نالش کر سکتا ہے[۲] بمقدمہ مندرجہ ۵ بمبئی لارپورٹ ۴۹ یہہ تجویز ہوئی ہے کہ یہہ حق جو شخص اجنب کو دیا گیا ہے محض بغرض انصاف ہے اور ہر مقدمہ مین خاص واقعات کے لحاظ سے اسکا نفاذ ہو سکتا ہے۔

دایابھاگ۔ بنگال مین دایابھاگ کی رُو سے ہر بالغ شریک کو حق حاصل ہے کہ جائداد شراکتی کی تقسیم کرائے[۳]

---

[۱] ۱۱ بمبئی ہائیکورٹ ۱۷۳ [۲] ۲۵ مدراس ۲۲۳ - ۳۰ الہ آباد ۲۹۰
[۳] ۳۱ کلکتہ ۲۱۴

تکمل اور جزوی تقسیم۔ تکمل تقسیم اُس وقت کہی جاتی ہے جبکہ خاندان کی تمام جائداد مشترکہ اُس مین شریک ہو لیکن اگر صرف بعض حصص جائداد معرض تقسیم مین آوین تو ایسی تقسیم کو جزوی تقسیم کہتے ہین۔ ایسی حالت مین ارکان بقیہ جائداد کے متعلق مشترکہ تصور ہون گے[۱] دستور یہہ ہے کہ غیر منقسمہ خاندان کے رکن کو چاہیے کہ جملہ جائداد خاندانی قابل تقسیم کی تقسیم کرا پانے کا دعوی دائر کرے۔ صرف ایک غیر منقسمہ کہیت مین حصہ کا دعوی نہین کر سکتا ہے[۲] جزوی تقسیم کی دو حالت ہین۔ (۱) صرف چند ارکان خاندان مشترکہ کے علیحدہ ہون اور بقیہ مشترکہ رہین[۳] جب صرف بعض جائداد خاندان مشترکہ کی تقسیم عمل مین آئے اور بقیہ مشترک رہین۔

کلکتہ۔ مقدمہ مندرجہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱۴۸ مین شبہہ ظاہر کیا گیا تہا کہ آیا دہرم شاستر کی رو سے جزوی تقسیم جائز ہے بجز اُس صورت کے کہ ایسا اقرار کیا جائے لیکن بعد کے مقدمات مین یہہ صاف طے کر دیا گیا ہے کہ ایسی نالش نہین ہو سکتی۔ بعض ارکان خاندان سے علیحدہ ہو جانے سے دوسرے ارکان کے مابین تقسیم ثابت نہین ہوتی۔

مدراس۔ یہان یہہ تجویز ہوئی ہے کہ مشترکہ ہندو خاندان کا رکن بعض صورتون مین کسی ایک جزو جائداد کی تقسیم کرا سکتا ہے مثلاً جبکہ بقیہ جائداد خاندانی شخص اجنبی کے ہاتہہ بیع ہو گئی ہو یا فوری تقسیم کے لیئے حاصل نہ ہو سکتی ہو[۳] اسی طرح محض اس وجہ سے کہ بعض جائداد خاندانی

---

[۱] ۸ بمبئی ۶۱۱۔ [۲] ۷ بمبئی ہائیکورٹ ۱۸۱۔ ۲۴ بمبئی ۱۲۰۔
[۳] ۱۹ مدراس ۲۶۷۔ ۵ مدراس ۱۶۹۔ ۱۷ مدراس ۲۶۲۔ ۲۳ مدراس ۶۰۸۔

دوسرے کے پاس کرایہ پر ہین تقسیم کی نالش خارج نہین ہوسکتی[1] جبکہ سابقہ تقسیم کے وقت خاص اقرار کی بنا پر پہر تقسیم ملتوی ہوگئی ہو تو مکرر تقسیم کی نالش ممنوع نہین ہے۔ شرکار آپس مین یہہ معاہدہ کرسکتے ہین کہ ایک دوسرے کے حصہ سے مشترکاً مستفید ہوتے رہین[2]

الہ آباد۔ اگر ایک بہائی نے ایک جزو جائداد خاندان مشترکہ کا بیع ڈالا ہو تو دوسرا بہائی صرف اُسی جائداد کی تقسیم کا دعوی کرسکتا ہے۔ یہہ ضروری نہین ہے کہ وہ دوسری جائداد کو بہی شریک کرے[3]

بمبئی۔ یہان یہہ طے ہوا ہے کہ عدالت ایسی جائداد کی تقسیم کی اجازت دیسکتی ہے جو برٹش انڈیا کے حدود مین واقع نہ ہو یہہ لازمی نہین ہے کہ وہ جائداد بہی اُس مین شریک کیجائے جو برٹش انڈیا کے حدود کے باہر ہے۔

بہرکیف عام قاعدہ یہہ ہے کہ کسی ایک جزو جائداد خاندانی کی تقسیم کی نالش نہین ہوسکتی۔ وجہ یہہ ہے کہ کسی رُکن خاندان مشترکہ کا حق کسی جزو جائداد پر نہین ہوا کرتا ہے بلکہ اُس کا حق دوسرے شرکار کی اشتراک مین ہوتا ہے اور ہر ایک جزو جائداد کی ملکیت و استفادہ پر حاوی ہوتا ہے لیکن اس عام قاعدہ سے حسب ذیل صورتین مستثنی ہین۔

(۱) جبکہ تمام جائداد خاندانی وقت تقسیم مہیا نہ ہوسکتی ہو مثلاً جبکہ وہ جائداد کسی دوسرے کے پاس رہن ہو[4]

---

[1] ۲۶ مدراس ۷۸۔ [2] ۲۷ مدراس ۴۹۸۔
[3] ۲۸ الہ آباد ۵۶۔ ۲۲ الہ آباد ۲۱۶۔ [4] ۱۰ مدراس لا جرنل ۱۴۱۔

(۲) جبکہ ایک جزو جائداد خاندانی اندرون احاطۂ مملکت واقع ہو اور بقیہ بیرون احاطۂ مملکت ہو۔ ایسی صورت مین صرف جائداد موقوعہ اندرون حدود مملکت کی نالش ہوسکتی ہے[1]

(۳) جبکہ کسی شریک نے ایک جزو جائداد مین سے اپنا حصہ منتقل کردیا ہو اور دوسرا شریک منتقل الیہ کے مقابلہ مین جائداد منتقل شدہ مین سے اپنے حصہ کا دعوی کرتا ہو ایسی صورت مین دوسرے شریک کو ضروری نہین ہے کہ تمام جائداد خاندانی کی تقسیم کا دعوی کرادے[2]

(۴) جبکہ ایک شریک کا منتقل الیہ دوسرے شریک کے منتقل الیہ کے مقابلہ مین دعوی دائر کرے مثلاً جبکہ چار کہیتون مین سے دو بہائیون کے غیر منقسمہ حصے ایک شخص خرید کرے اور تیسرے بہائی کا حصہ دوسرا شخص خرید کرے[3]

(۵) جبکہ مشتری کسی رکن خاندان مشترکہ کے حقوق و مرافق ایک جزو جائداد کے متعلق خرید کرے اور دوسرے ارکان ایسے انتقال کو منظور کرین ایسی منظوری سے تقسیم عمل مین آجاتی ہے[4]

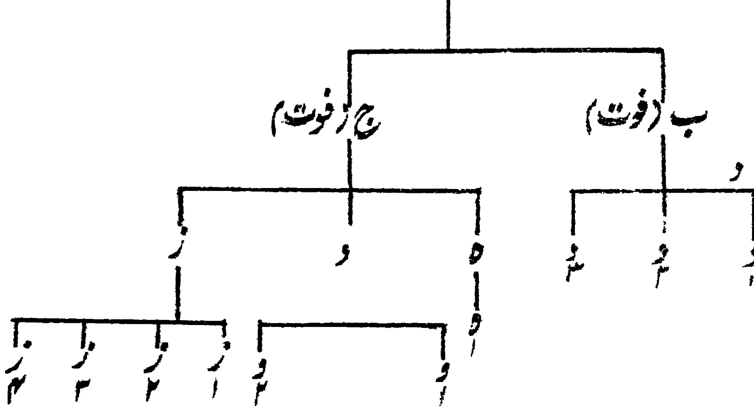
(۶) جبکہ شخص اجنب جائداد خاندان کے جزو مین شریک حصہ دار ہو یا جبکہ کسی ایک جزو جائداد مین صرف چند ارکان کو حق ہو تو اصول یہہ ہے کہ تقسیم کے دعوے کے صحیح معنی یہہ نہین ہین کہ ایک ایسی جائداد

---

[1] ۱۸ بمبئی ۳۷۹۔ ۲۸ الہ آباد ۵۰۔
[2] ۱۳ مدراس لا جرنل ۳۷۷۔
[3] ۱۹ مدراس ۲۶۷۔ ۲۴ الہ آباد ۲۱۶۔
[4] ۴۳ مدراس ۲۶۹ (مکمل کاملہ)۔

تقسیم کرائی جاسکے کہ جس سے صرف چند فریق متعلق ہوں[1]۔

**تقسیم کا قاعدہ**۔ عام قاعدہ یہہ ہے کہ تقسیم کے لیئے ہر رکن نہ خود اپنی ذات کے لیئے ہے بلکہ اپنی اولاد کے بجائے ہی ہے۔ بیٹے اپنا حصہ باپ کے توسط سے لیتے ہین۔ اِس لیئے کہ اُن کا حصہ باپ کو عطا شدہ حصہ مین شامل ہوتا ہے۔ تقسیم کا بیٹا پابند ہے بجز اُس کے کہ وہ کوئی قانونی وجہ اُس کی منسوخی کی ظاہر کرے۔ مثلاً فریب یا یہ کہ جو کچھہ اُس کے باپ کو علاوہ بقدر اُس کے حصہ کے نہ تہا[2] ہر بیٹے کو اپنے باپ کے حصہ کے مساوی ملتا ہے۔ مختلف بیویون کے بیٹے بھی جب تک رواج خلاف مین ثابت نہ ہو مساوی لیتے ہین۔ جبکہ شاخ مختلف ہون تو تقسیم بالاُصول ہوگی نہ کہ بالراس۔ مگر ایک ہی باپ کے بیٹون مین تقسیم بالراس ہوگی[3] حسب ذیل تمثیل ہندو فیملی لا مؤلفہ ٹریویلین صاحب سے لیگئی ہی۔




---

[1] ۳ انڈین کیسز ۶۔ [2] ۲ انڈین ۳۲۶۔

[3] ۵ مدراس ۳۶۲۔

تمثیل بالا مین اجنب کے دو فرزند ب وج ہین۔ خاندان کی دو شاخ ہو گئی ہین یعنی شاخ ب وج جسمین سے ہر ایک کو نصف حصہ ملے گا۔ ب کی شاخ مین اُس کا بیٹا د اور پوتے د۱۔د۲۔د۳ ہر ایک نصف کے ایک ربع کے مستحق ہین (½ کا ¼) یعنی ہر ایک کو ⅛ حصہ ملیگا۔ ج کی شاخ مین ہ کی شاخ کو نصف کا ثلث جائے گا یعنی ⅙ جائے گا اور د و ز کی شاخ بہی ⅙ پائیگی۔ اِس طرح ہ وہ و ہر ایک کو ١/١٢ کل جائداد کا ملے گا۔ اور و و۱ و۲ کو ١/١٨ حصہ کل جائداد کا ملے گا۔ اور ز ز۱ ز۲ ز۳ ز۴ ہر ایک کو ١/٣٠ حصہ کل جائداد کا ملیگا۔ (ہندو فیملی لا مولفہ ٹریولین صاحب صفحہ ۳۳۷)

مقدمات تقسیم مین عمل درآمد۔ دعویٰ تقسیم محض اس وجہ سے خارج نہین ہوسکتا کہ مدعی سے جملہ جائداد خاندانی قابل تقسیم دعوی مین شریک نہین کی[1] جبکہ تقسیم ایک بہائی کے زور دینے پر باپ اور بیٹون کے مابین عمل مین آوے تو دوسرے بہائی مستحق ہین کہ جائداد خاندانی مین سے ایک معقول رقم اِس غرض سے علیحدہ رکہوادین کہ اُس سے اُن کی شادی۔ زناربندی وغیرہ کی مراسم ادا ہوسکین۔ مگر بہائیون کی اولاد کے شادی زناربندی و دیگر مراسم کے لیئے علیحدہ رقم نہین رکہی جاسکتی۔[2] یا جناولک۔ ایسے بہائیون کا جنیو اور دوسری مراسم اگر باپ نے ادا نہ کیئے ہون بہائی ادا کرینگے۔ جن کے مراسم باپ نے ادا کیئے ہون۔ اور بہنون کے مراسم کی ادائی اس طرح کرینگے کہ اپنے اپنے

---

[1] ۷ بمبئی ۲۷۳۔ ۳۱۳۔
[2] ۳۱ بمبئی ۵۴۔

حصہ کا ایک ربع دیدین۔

**تقسیم کب تازہ کیجا سکتی ہے۔** جبکہ تقسیم ایک بار عمل مین آگئی ہو تو وہ قطعی ہوا کرتی ہے عام قاعدہ یہہ ہے کہ مکرر تقسیم عمل مین نہین آتی۔ لیکن انصاف اور معدلت کے اغراض کے لیئے حسب ذیل صورتو مین مکرر تقسیم ہوسکتی ہے۔

(۱) فریب۔ (۲) غلطی۔ مگر غلطی فریقین کی ہونی چاہیئے اور نیک نیتی ثابت ہونی چاہیئے مثلاً جب کہ فریقین نے ایک جائداد کی تقسیم کرائی اگرچہ کہ وہ خاندان کی نہ تھی[1] (۳) جائداد خاندان کی بازیافت بعد تقسیم[2] (۴) جبکہ بعد تقسیم و بعد وفات پدر اولاد پیدا ہو۔ (۵) جبکہ غیر حاضر شریک کے واسطے کوئی حصہ نہ رکھا گیا ہو اور وہ بعد کو حاضر آجائے۔

صرف غلطی کی صورت مین جبکہ وہ اہم ہو تمام جائداد کی تقسیم مکرر ہوگی دوسری صورتون مین تقسیم مکرر صرف اسی جائداد کی ہوسکتی ہے جو سہواً رہ گئی ہو یا بعد کو حاصل ہوئی ہو یا فریباً مخفی کی گئی ہو۔

**یا جنا ولک۔** جبکہ کسی شریک نے کوئی جائداد چھپا دی ہو اور اُس کا علم تقسیم کے بعد ہو تو اُس کی تقسیم پھر مساوی حصون مین ہوگی۔

**واصلات کا دعوی۔** جیسا ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ منتظم خاندان سے سابقہ معاملات کا حساب نہین پوچھا جاسکتا اِس لیئے تقسیم کی نالش مین واصلات نہین دلایا جاسکتا اور نہ کوئی رکن جائداد خاندان مشترکہ کے منافع مین حصہ طلب کرسکتا ہے کیونکہ تقسیم تک اُس کا حصہ معین

---

[1] ۲۱ بمبئی ۳۳۳۔ [2] ۱۰ بمبئی ہائیکورٹ ۴۴۴۔

نہین ہوا کرتا لیکن اگر کسی اقرار کی رُو سے اُن کے حصے معین ہوئے ہون تو ایسی صورت مین منافع کی نالش ہو سکتی ہے۔

ڈگری بمقدمہ تقسیم۔ ڈگری سے حقوق علحدہ ہو جاتے ہین لیکن اگر فریقین ڈگری کا لحاظ نہ کرین اور برابر شترکہ رہین تو علحدگی متصور نہ ہوگی۔ اگر ڈگری کی ناراضی سے مرافعہ دائر کیا جائے تو اوس سے تا انفصالِ مرافعہ تقسیم متصور نہین ہو سکتی۔

شرکا کا اقرار۔ جبکہ تقسیم نامہ کی رو سے بجز ایک جائداد کے باقی تمام جائداد کی تقسیم عمل مین آوے اور اُس خاص جائداد کے متعلق یہ اقرار ہو کہ اُس کی آمدنی سے کسی خاص رُکن کا حصہ منتظم دیدیا کرے گا اور مدعی نے اُس جائداد مین اپنے حصہ کا دعویٰ کیا تجویز ہوئی کہ وہ اقرار نالش تقسیم کا مانع نہین ہو سکتا[1]۔ شرکا آپس مین یہہ بھی اقرار کر سکتے ہین کہ اُن مین سے ایک کے حصہ سے مشترکہ مستفید ہووین یا کسی شخص اجنبی کے ساتھہ مستفید ہون۔ فریقین تقسیم کنندہ ایسا اقرار بھی کر سکتے ہین کہ کوئی خاص جزو جائداد بیوہ کو استری دہن کے طور پر دیا جائے۔ بھائی آپس مین تقسیم کے وقت یہہ شرط لگا سکتے ہین کہ اُن مین سے کسی کے لاولد فوت ہونے پر اُس کا حصہ پسماندہ بھائی پر منتقل ہوگا اور ایسا اقرار جائز ہے[2]۔

تقسیم نہ کرنے کا اقرار۔ تقسیم نہ کرنے کا حق ہر رکن شراکت کو قدرتاً حاصل

---

[1] ۱۲ مدراس لاجرنل ۹۱ = ۲۵ مدراس ۵۸۵۔

[2] ۳۳ الہ آباد ۱۴۱۴۔

ہوتا ہے۔ اس لیئے شرکار مجاز نہین ہین کہ اپنی اختیار تمیزی سے ایسا معاہدہ کرین جس سے معمولی لوازمات جائداد بدل جاوین۔ پس جائداد مشترکہ دوامًا ناقابل تقسیم نہین قرار دیجاسکتی اگرچہ معاہدین بدل کافی کے عوض مین اپنی ذات کو پابند کرسکتے ہین اور اپنے حقوق سے ایک محدود عرصہ وخاص غرض کیلیئے دست کش ہوسکتے ہین[۵۲] کلکتہ ہائی کورٹ کی رُو سے کوئی ایسا اقرار یا انتظام جس سے تقسیم ممنوع ہوجاوے صرف فریقین پر واجب التعمیل ہے لیکن کسی فریق کے حقوق کے مشتری پر واجب التعمیل نہین ہے[۵۳] پس اصُول یہہ ہے کہ (۱) تقسیم نہ کرنے کا اقرار صرف معاہدین پر واجب التعمیل ہے[۵۴] (۲) ایسا اقرار صرف محدود زمانہ کے لیئے ہونا چاہیئے نہ کہ دوامًا۔[۵۵] (۳) اور اقرار بعوض بدل کافی کیا جانا چاہیئے[۵۶] (۴) یہہ مسئلہ ابھی حل طلب ہے کہ آیا کسی ایک فریق کی وفات کے بعد بھی ایسا اقرار قائم رہیگا۔ (۵) تقسیم نہ کرنے کا اقرار معاہدین کے مفوض الیہم پر قابل پابندی نہین ہے[۵۷] اسیطرح جبکہ باپ نے جائداد بیٹون کے حق مین قطعًا منتقل کردی ہو وہ وصیت مین یہہ ہدایت نہین کرسکتا کہ تقسیم ایک عرصہ تک ملتوی رہے یا کبھی عمل مین نہ آوے[۵۸]

---

[۵۲] ۳ کلکتہ ویکلی نوٹس ۱۲۶۔

[۵۳] ۳ کلکتہ ویکلی نوٹس ۱۲۹۔ ۲۵ مدراس ۵۸۵۔ ۲۳ الہ آباد ۳۸۳۔ ۵ کلکتہ ۴۰۹۔

[۵۴] ۱۵ کلکتہ ۱۰۶۔ ۲۹ کلکتہ ۲۶۰۔ خ ۱۴ کلکتہ ۵۱۸

[۵۵] ۱۵ بمبئی ۵۳۸۔ ۲۸ کلکتہ ۷۶۹ بصفحہ ۷۸۶۔

[۵۶] ۲۸ کلکتہ ۷۶۹۔

[۵۷] ۳۶ بمبئی ۵۳۔

[۵۸] ۱ کلکتہ ۱۰۴۔ ۴ کلکتہ ۴۴۔

تقسیم کا طریقہ۔ حقوق جو تقسیم سے پیدا ہوتے ہین۔ تقسیم خواہ زبانی عمل مین آوے یا بذریعہ تحریر[1]۔ اور یہہ تجویز ہوئی ہے کہ قانون انتقال جائداد کی دفعہ ۱۰۸ تقسیم پر صادق نہین آتی[2]۔ جائداد کی تقسیم مادی ہوسکتی ہے یا جبکہ ایک سے زیادہ قسم کی اشیاء ہون تو ہر ایک کو ایک قسم کی شے دیجاسکتی ہے۔ اگر ان ہر دو طریقہ متذکرہ بالا سے تقسیم عمل مین نہ آسکے تو جائداد بیع کرکے اُس کا زر ثمن تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ بعض صورتین ایسی ہین جبکہ جائداد کی نہ تو مادی تقسیم عمل مین آسکتی ہے اور نہ وہ قابل بیع ہوتی ہین۔ ایسی صورتون مین اُن کی تقسیم اِس طرح عمل مین آتی ہے کہ ہر ایک شریک باری باری اُس سے مستفید ہو۔ مثلاً حقوق پانی و راستہ و پوجا وغیرہ[3]۔

حقوق جو تقسیم سے پیدا ہوتے ہین۔ (۱) بیٹا اپنے باپ کے اُن دیون کا ذمہ دار نہین ہوتا جو بعد تقسیم لیئے جاوین۔ (۲) بیٹا جو بعد تقسیم پیدا ہو باپ کا پورا حصہ اور جملہ جائداد مکسوبہ حاصل کرتا ہے۔ دوسرے منقسمہ بیٹے محروم رہتے ہین۔ (۳) اگر تقسیم کے بعد کوئی لڑکا پیدا نہ ہو تو منقسمہ اولاد باپ کی جائداد وراثتاً حاصل کرتے ہین۔ بشرطیکہ جائداد موروثی ہو۔ (۴) اولادِ اکبر کو حق کلانیت کی بناء پر زیادہ حصہ نہین دلایا جاتا ہے۔ بیشک مکسوبہ جائداد مین باپ کو حق حاصل ہے کہ غیر مساوی طور سے تقسیم کرے۔ یا کوئی بیٹا اپنے حقوق سے دست بردار ہوجاوے۔ (۵) منقسمہ بیٹے کی جائداد[4] پر باپ کو حق تصرف حاصل نہین رہتا اور نہ ایسے تصرفات کا بیٹا پابند ہوسکتا ہے[5]۔

---

[1] ۴ مورز انڈین اپیل ۱۳۷۔ ۸ بمبئی ۶۱۱۔ ۳ انڈین کیسز ۲۴۱۔ [2] ۳۴ مدراس ۷۲۔ [3] ۱۵ کلکتہ لاجرنل ۳۷۶۔ [4] ۴ مدراس لاٹائمس ۲۷۷۔

**کانتیان** ۔ جبکہ شرکار کے مابین تقسیم ہو چکی ہو تو تمام دولت جو باپ یا اُس کا باپ چھوڑے اور جو شرکار نے اپنی مشترکہ محنت سے حاصل کی ہو اُن کے مابین تقسیم ہو گی ۔ اگر باپ اپنی زندگی مین تقسیم کرے تو وہ کسی ایک بیٹے کو ترجیح نہین دیسکتا اور نہ کسی ایک کو بلا وجہ موجہ محروم کرسکتا ہے ....
اگر کوئی بیٹا قبل تقسیم فوت ہو جاوے تو اُس کا حصہ اُس کے بیٹے کو دیا جائیگا بشرطیکہ اُسے دادا سے کچھ نہ ملا ہو ۔ یا اگر پوتا بھی قبل تقسیم فوت ہو جاوے تو پڑ پوتا حقدار ہو گا ۔ اِس کے بعد وراثت ختم ہے ۔

**منو** ۔ باپ اور مان کی وفات کے بعد بھائی جمع ہو کر مساوی حصص مین جائداد پدری و مادری آپس مین تقسیم کر سکتے ہین ۔ مگر باپ کی حیات مین اُن کو ایسا حق حاصل نہین ہے جب تک کہ خود باپ پسند نہ کرے ۔

**یاجناولک** ۔ والدین کی وفات کے بعد بیٹون کو متوفی کی جائداد بحصص مساوی تقسیم کر لینی چاہیئے ۔ اور دیون بحصص مساوی ادا کرنے چاہیئیں ۔ اگرچہ جائداد مشترکہ کسی ایک شریک کی کوشش سے ترقی پا دے تو اُس کی بھی تقسیم ہونی چاہیئے ۔ اگر مختلف باپ سے پوتے ہون تو اُن کو اپنے اپنے باپ کا حصہ ملے گا ( اگر تقسیم باپ کی حیات مین عمل مین آئے ) ۔

**کون جائداد قابل تقسیم ہین** ۔ حسب ذیل جائداد قابل تقسیم ہین ۔

(۱) جائداد خاندان مشترکہ (بجز اس کے کہ رواج ناقابل تقسیم ہونے کا ثابت کیا جاوے) ۔ اِس قسم جائداد مین موروثی جائداد ۔ جائداد جو مشترکہ سرمایہ یا محنت سے حاصل ہو یا ایسی جائداد مکسوبہ جو سرمایہ عام مین ملادی جائے شامل ہین ۔

(۲) راجہ یا جاگیردار کی ذاتی جائداد۔

(۳) مذہبی اور دیہی رسوم۔

(۴) گذارہ جو کسی رکن خاندان مشترکہ اور اُس کے ورثار کے حق مین عطا کیا جاوے۔

(۵) زمینداریان جو بالاشتراک حاصل کیجاوین۔

(۶) مذہبی اوقاف کا انتظام مشعر اِس کے کہ باری سے پوجا کیجاوے۔

(۷) ملبوسات و زیورات جو روزمرہ استعمال کے نہ ہون۔

(۸) انعامات مشروط الخدمت[۱]

(۹) عہدہ دیسائی[۲] - دیسپانڈیہ گری و پٹیلگی وغیرہ۔

(۱۰) جائدادہائے متذکرہ بالا مین اضافہ۔

حسب ذیل جائداد ناقابل تقسیم ہین۔

(۱) جائداد مکسوبہ۔

(۲) ایسی جائدادہائے ناقابل تقسیم جو رواجاً حق کلانیت کی رُو سے کسی ایک وارث کو حاصل ہوتی ہون[۳] مثلاً سرنجام بالعموم ناقابل تقسیم ہوا کرتی ہے۔ اور اولاد اکبر وارث ہوا کرتی ہے۔ رواج خاندانی ثابت ہونے کی صورت مین اُس کی تقسیم جائز ہے[۴]

(۳) مذہبی اوقاف۔

(۴) ملبوسات اور زیورات جو روز کے استعمال کے ہون۔

---

[۱] ۶ مورز انڈین اپیلز ۴۲۶۔

[۲] ۳ مدراس ۲۹۰۔

[۳] ۴ بمبئی ۴۹۴

[۴] ۱۵ بمبئی ۲۴۷ - ۵۱۹ - ۲۱ بمبئی ۴۵۴۔

(۵) ایسے تحائف جو شادی کے وقت بیوی کے ساتھ حاصل ہوں خاندان کی جت بالعموم شریک اکبر الخاندان کو دیجاتی ہے۔

بادی النظر میں جملہ جائداد قابل تقسیم ہوا کرتی ہے اور اس کا بار ثبوت کہ کوئی خاص جائداد قابل تقسیم نہیں ہے اُس پر ہوا کرتا ہے جو ایسا ادعا کرے۔ موروثی عہدہ کے متعلق اگرچہ کتب میں ناقابل تقسیم ہونا تحریر ہے تاہم رواج موجودہ میں اس کی اجازت اس طرح ہے کہ خدمت متعلقہ باری باری انجام دیجاوے۔ اور آمدنی آپسمیں تقسیم کرلیجایا کرے[1] مگر اس امر کا بار ثبوت کہ یہہ خدمات ناقابل تقسیم ہیں اُس پر ہے جو یہہ دعوی کرے[1]

قانون میک کا تہم۔ ایسے مشترکہ مالک جو مارمیک کا تہم قانون کے پابند ہوں اپنے شرکاء میں سے کسی ایک یا زیادہ کی جائداد کا کوئی حصہ بطور جائداد منقسمہ کے دیسکتے ہیں۔ مگر اس معاملت پر سب کی رضامندی حاصل ہونی چاہیئے۔ اور اگر نابالغ شریک ہوں جو رضامندی ظاہر نہ کرتے ہوں تو یہہ معاملت اُس وقت قابل پابندی ہوگی جبکہ وہ بعوض بدل ہو اور خاندان کے فائدہ کے لیئے ہو[3]

اتحاد مکرر۔ اس کی تعریف یوں کیجاسکتی ہے کہ یہہ ایک ایسا طریقہ ہے جس کے ذریعہ سے دو یا زیادہ ارکان ہندو خاندان کے جو سابق میں منقسم ہوگئے ہوں پھر ملکر خاندان مشترکہ بنادیتے ہیں۔ دوسرے الفاظ

---

[1] ۶ بمبئی ۲۹۸۔ ۱۹ الہ آباد ۴۲۸۔ ۱۱ کلکتہ ویکلی نوٹس ۷۸۲۔ ۲۰ بمبئی ۹۵ ۴۔

[2] ۱ بمبئی ہائیکورٹ ۲۲۹۔ [3] ۲۹ مدراس ۹۲۔

میں یہہ حالت تقسیم کے برعکس ہے۔ مقننین کا خیال ہے کہ یہہ شاخ دہرم شاستر اب معدوم ہے۔ چنانچہ سیگناٹن صاحب نے بہی تسلیم کیا ہے کہ اُن کی نگاہ مین فی زمانہ اِس کی کوئی نظیر نہین آتی۔

برسیپتی۔ مکرر اتحاد اُس صورت مین کہا جاتا ہے جبکہ کوئی شخص تقسیم کے بعد پہر محبت کی وجہ سے ساتہہ رہنے لگے۔ اور ایک ہی مکان مین باپ بہائی یا چچا کے ساتہہ اپنی جائداد ملادے۔ اگر بہائی جنہون نے کہ تقسیم کرلی ہے محبت کی وجہ سے پہر ملجائین اور پہر اپنی مشترکہ جائداد کو تقسیم کرلین تو اولاد اکبر زیادہ حصہ پانے کی مستحق نہ ہوگی مکرر اتحاد کے لیئے تین اجزا ہونے چاہئین۔ (۱) سابقہ حالت اتحاد کی ہونی چاہیئے۔ (۲) فی الواقعی تقسیم عمل مین آجانی چاہیئے۔ (۳) مکرر اتحاد اُن تمام فریق مین ہونا چاہیئے جنہون نے تقسیم کی ہے یا اُن مین سے بعض مین[۱] یہہ بہی قابل نوٹ ہے کہ محض سکونت ہی مشترکہ نہ ہونی چاہیئے بلکہ حقیقت بہی مشترکہ ہونی چاہیئے[۲] یہہ تجویز ہوئی کہ محض ساتہہ رہنا بعض صورتون مین قدرتاً ہوا کرتا ہے مثلاً جبکہ نابالغ بہائی اپنے بڑے بہائی کے ساتہہ رہتا ہو تو ایسی صورتون مین مکرر اشتراک کا اقرار صاف ثابت ہونا چاہیئے چنانچہ جبکہ باپ اور بیٹا تقسیم کے بعد ایک ہی مکان مین رہین لیکن اُن کا کہانا اور زراعت علیحدہ تہی تو تجویز ہوئی کہ مکرر اشتراک نہین کہا جاسکتا[۳] یہہ ضروری نہین ہے کہ

[۱] ۳۵ کلکتہ ۱۲۷ - ۱۹ کلکتہ ۶۳۴ - ۳۰ کلکتہ ۷۲۵ - [۲] ۶ انڈین کیسنر ۱۴۴ - ۷ ویکلی رپورٹر ۳۵ - ۲ مدراس ہائیکورٹ ۲۳۵ - [۳] ۷ انڈین کیسنر ۳۵۲ -

تمام جائداد جو پہلی تقسیم کی گئی تہی پہر ملادیجائے۔ ضرورت صرف اسی امر کی ہے کہ منقسمہ شرکار اُس سرمایہ کو جوکہ اُن کے قبضہ مین مکرر اتحاد کے وقت موجود ہو ملادین۔ پس نتیجہ یہہ نکلا کہ دہرم شاستر کی رُو سے اتحاد مکرر کے لیئے اشتراک سکونت اشتراک حقیت اور اشتراک قبضہ ثابت کیا جائے۔

کون مکرر اتحاد کر سکتے ہین۔ مکرر اتحاد صرف اُن ہی اشخاص مین ہوسکتا ہے جوکہ منقسم ہوگئے ہون اور ابتدائی تقسیم مین فریق رہے ہون اور نہ کہ منقسم ارکان کی اولاد[1] اگر ایسے ارکان کی اولاد جو منقسم ہوگئی ہین پہر مشترک ہونا چاہین تو مکرر مشترک ہوسکتی ہین لیکن یہہ اتحاد حسب مفہوم قانون نہ ہوگا۔ اور اُس سے حق وراثت موثر نہ ہوگا۔ برہسپتی کی عبارت مذکورہ بالا سے ظاہر ہوگا کہ اُن کی رُو سے اتحاد مکرر صرف باپ بہائی یا چچا تک محدود ہے۔ یعنی اتحاد مکرر (۱) باپ اور بیٹے ہین (۲) بہائیون مین (۳) چچا اور بہتیجون مین فقط ہوسکتا ہے اور متاکشرا اور دایا بہاگ کی رُو سے بہی محدود معنی جائز ہین۔ بنگال مین ارکان متذکرہ بالا کے ذکور اولاد کا حق بہی تسلیم کیا گیا ہے[2] متہلا کی رُو سی اتحاد مکرر ورثار کے مابین اور شخص اجنب کے ساتہ بہی جائز ہے۔ میوکہا کی رُو سے بیوی۔ دادا۔ چچازاد بہائی اور دیگر رشتہ دار بہی مکرر متحد

---

[1] ۳ بمبئی ہائیکورٹ ۵۹۔ ۸ بمبئی ہائی کورٹ ۱۳۳۔ ۳۲ کلکتہ ۱۷۱۔ ۳۰ کلکتہ ۲۹۷ (پریوی کونسل)۔ ۳۰ کلکتہ ۷۳۸ (پریوی کونسل)۔

[2] ۱۹ کلکتہ ۶۳۷۔

ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ابتدائی تقسیم میں بھی فریق رہے ہوں [1]۔
اتحاد مکرر کا اثر۔ اس کا اثر یہہ ہوتا ہے کہ مکرر شریک ہونے والے ارکان اپنی سابقہ حالت میں آجاتے ہیں گویا کہ اُن میں کبھی تقسیم نہیں ہوئی تھی۔ صرف اُن کے حقوق وراثت و ترکہ میں کچھہ فرق ہو جاتا ہے جب ایک بار اتحاد مکرر عمل میں آجاتا ہے تو اس طرح مشترکہ شرکار کی اولاد کی حیثیت خواہ وہ رشتہ میں کتنے ہی دور کے ہوں جدید تقسیم تک شرکار کی رہتی ہے [2]۔ اتحاد مکرر سے ارکان خاندان کو شرکار کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے اور اس طرح وہ ارکان خاندان جو مکرر متحد نہیں ہوے ہیں اُن کے مقابلہ میں وراثت کے لیئے محروم ہو جاتے ہیں [3]۔ مثلاً اگر متوفی دو شترک بیٹے اور ایک منقسمہ پوتا چھوڑ مرے تو دادا کی وفات پر اُس کی متروکہ جائداد کے وارث مشترکہ بیٹے ہونگے۔
مدراس اور کلکتہ ہائی کورٹ کی رُو سے مکرر متحد شدہ خاندان کی جائداد کی تقسیم بطریق ذیل ہوگی۔ تقسیم کے وقت فریقین کو حصص اُس حالت کے لحاظ سے نہیں دیئے جائینگے جو دوسری تقسیم کے وقت بلکہ اس لحاظ سے دیئے جائینگے کہ مکرر اتحاد کے وقت مکرر متحدہ شرکا یا اُن کے مورث کیا جائداد لائے اور نلادیئے [5]۔
مکرر متحدہ خاندان میں حسب قانون متاکشرا وراثت میں حصول پسماندگی

---

[1] ۳۰ بمبئی ہائیکورٹ ۶۹۔ ۴۴ بمبئی ہائی کورٹ ۱۶۶۔
[2] ۵ ویکلی رپورٹر ۲۴۹۔ [3] ۱۰ مورز انڈین اپیل ۴۰۳۔
[4] ۲۲ بمبئی ۱۰۱۔ [5] ۵ مدراس ۳۶۲۔ ۱۹ کلکتہ ۶۳۴۔

کا اطلاق ہوگا اور مکر متحدہ رکن کا بیٹا مکر مشترک خیال کیا جائیگا۔ اگر مکر متحدہ رکن کے بیٹے کی وراثت کے بارہ مین بیوہ اور اُس کے شوہر کی باپ کے بہائی مین نزاع ہو اور واقعات یہہ ہون کہ متوفی کی پیدائش کی قبل متوفی اور بہائی مین مکر اتحاد عمل مین آیا ہو تو بہائی باحصول پسماندگی وارث ہوگا۔[۱]

قواعد وراثت بعد اتحاد مکرر۔ سرکار صاحب مکر مشترکہ شریک متوفی کی جائداد کی وراثت کی ترتیب حسب ذیل تحریر کرتے ہین۔ (۱) بیٹا (۲) پوتا (۳) پڑپوتا خواہ وہ منقسمہ ہو یا مشترکہ۔ مگر بیٹا جو متوفی کے ساتھہ مکر متحد ہو گیا ہو اُس بیٹے پر ترجیح نہ پاوے گا جو علیحدہ ہو۔ اس کی وجہ یہہ ہے کہ یاجناولک کا مقررہ قاعدہ مکر متحدہ شریک متوفی کی ذکور اولاد سے متعلق نہین ہے۔ اس لیئے اُس کی ذکور اولاد کی وراثت بطریق عام ہوگی (۴) حقیقی بہائی جو مکر متحد ہوا ہو۔ (۵) مکر متحد علاتی بہائی اور منقسمہ حقیقی بہائی مشترکہ وارث ہون گے۔ ایک کی عدم موجودگی مین دوسرا کامل جائداد پاوے گا۔ (۶) مکر متحدہ مان۔ (۷) مکر متحدہ باپ (۸) کوئی اور مکر متحدہ شریک (۹) علاتی بہائی جو متوفی کے ساتھہ مکر متحد نہ ہوا ہو (۱۰) مان جو متوفی کے ساتھہ مکر متحد نہ ہو (۱۱) باپ جو متوفی کیساتھہ مکر متحد نہ ہوا ہو (۱۲) بیوہ (۱۳) بیٹی (۱۴) نواسہ (۱۵) بہن۔ بجز ان ترمیمات کے باقی طریقۂ وراثت معمولی پر عمل ہوتا ہے۔

دایا بہاگ کی رو سے اتحاد مکر صرف باپ اور بیٹا۔ بہائی۔ چچا اور

---

[۱] ۳ مدراس ۱۶۵۔ ۶ مدراس لاٹائمس ۲۶۶۔

بھتیجوں میں ہو سکتا ہے۔ اس لیئے اِن میں سے کسی میں مکرر اتحاد ہو جائے تو ایسے ورثا کو جن کا نام اس میں درج ہے ہر مقسمہ وارث پر ترجیح ہے سسٹر وادیکاری صاحب اپنی تصنیف وراثت دھرم شاستر میں حسب ذیل طریقہ وراثت مکرر متحدہ خاندان کے متعلق بیان کرتے ہیں اور اس طریقہ وراثت کا اطلاق ہر شاخ دھرم شاستر پر ہوگا۔ (۱) اگر اتحاد مکرر ہو چکا ہے تو بھائی وارث مرجح ہوں گے۔ (۲) بھائی کی عدم موجودگی میں مکرر متحدہ خاندان کے ارکان اور اُن کی اولاد وارث ہوں گی اور اُن کے مقابلہ میں غیر مشترکہ یا جو مکرر متحدہ ہوئے ہوں محروم رہیں گے (صفحہ ۹۵۵)۔

# باب ہشتم

## انتقال ہبہ و اوقاف مذہبی

باپ، شریک، منتظم و بیوہ کا اقتدار متعلق انتقال۔ شریک کے حصہ کے خریدار کی قانونی حیثیت۔ لوازمات ہبہ۔ واقعات جن سے ہبہ باطل ہوتا ہے۔ ہبہ اور قبول کرنے کا اقتدار ہبہ مرض الموت۔ استرواد ہبہ۔ ہبہ بہ جماعت۔ اوقاف مذہبی

بینامی معاملات۔

انتقال کے متعلق اقتدارات دیکھنے کے لیئے ہم کو حسب ذیل امورات پر غور کرنا پڑتا ہے۔ (۱) خاندان متاکشرا یا دایابھاگ کے تابع ہے۔ (۲) خاندان مشترکہ ہے یا غیر مشترکہ۔ (۳) جائداد منقولہ ہے یا غیر منقولہ اور (۴) انتقال کنندہ باپ ہے یا منتظم یا معمولی شریک۔

(۱) باپ۔ باپ کا اختیار در بارۂ انتقال

متاکشرا
- مکسوبہ (قطعی اختیارات حاصل ہین)
- موروثی
  - منقولہ (وسیع اختیارات حاصل ہین)
  - غیر منقولہ (محدود اختیارات حاصل ہین)

دایابھاگ
باپ کو قطعی حقوق حاصل ہین اس لیئے کہ بیٹون کو پیدائش سے کوئی حق حاصل نہین ہوتا ہے

متاکشرا۔ اِس کی رُو سے حق انتقال کا دارومدار جیسا کہ شجرۂ بالا سے واضح ہوا ہوگا اِس امر پر ہے کہ جائداد موروثی ہے یا مکسوبہ اور موروثی ہونیکی صورت مین جائداد غیر منقولہ کے متعلق اختیارات محدود ہین اور جائداد منقولہ پر اسکو وسیع اختیارات حاصل ہین۔

(۱) جائداد مکسوبہ۔ جائداد مکسوبہ مین خواہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ اولاد کو پیدائش سے حق حاصل نہین۔ باپ اُس کو اپنی مرضی پر منتقل کرسکتا ہے۔ بشرطیکہ مستحقین کے حقوق پرورش ایسے انتقال سے زائل اور موثر نہ ہون [۱] اُس کی اولاد ایسے انتقالات پر اعتراض نہین کرسکتی اگرچہ کہ

---

[۱] ۲۳ کلکتہ ۸۶۔ ۲۲ کلکتہ ۱۶۱۔

موروثی مشترکہ ہوں[1]۔ اسی طرح اگر باپ اور بیٹے تقسیم ہوکر علیحدہ رہتے ہوں تو باپ کو اپنی علیحدہ جائداد کو اپنی مرضی پر انتقال کرنے کا حق حاصل ہے[2]۔

(۲) جائداد موروثی۔ چونکہ متاکشرا کی رُو سے اولاد کو جائداد موروثی مین حق پیدائش سے حاصل ہونا تسلیم کیا گیا ہے۔ اِس لیئے اُن کی موجودگی مین مورث کا اختیار دربارۂ انتقال محدود ہے۔ مورث کے انتقال پر اعتراض کرنے کا حق اولاد کو حمل مین آنے ہی کے وقت سے پیدا ہوجاتا ہے۔

(الف) جائداد منقولہ۔ بمقابلہ بیٹے۔ پوتے۔ پڑپوتے کے باپ موروثی جائداد منقولہ بعض اغراض کے لیئے منتقل کرسکتا ہے۔ مثلاً ادائی فرائض ضروری۔ ہبہ بہ الفت پدری۔ پرورش خاندان۔ حفاظت خاندان بمقابلہ آفات آسمانی۔ ایسی جائداد پر بمقابلہ غیر منقولہ موروثی جائداد کے وسیع اختیارات حاصل ہین منتقل الیہ کو یہہ ثابت کرنا چاہیئے کہ انتقال مابہ البحث کسی ایسی غرض کے لیئے عمل مین آیا تھا جس سے وہ بیٹے پر قابل پابندی ہے یا یہہ کہ انتقال مذکور اُن کی استرضا سے عمل مین آیا تھا[3]۔

(ب) غیر منقولہ جائداد پر اختیار۔ خاندانی غیر منقولہ جائداد کے انتقال کے متعلق اختیار محدود ہے۔ بجز اس کے کہ انتقال جائداد جملہ ورثا کی

---

[1] ۴ انڈین لا رپورٹس ۴ مدراس ۴۲۹- ۲۴ مدراس ۱۰- ۲ بمبئی ۵۲۸-

[2] ۲۰ الہ آباد ۲۶۷- [3] ۱۳ مدراس ۵۱- ۲۱ مدراس ۲۸-

۲۹ مدراس ۲۰۰ (جلسۂ کاملہ)-

رضامندی سے عمل میں آیا ہو - یا ضرورت قانونی کے لیئے کیا گیا ہو یا ایسے انتقال سے نابالغان کا فائدہ متصور ہو یا واقعات ایسے ہوں کہ انتقال کے لیئے باپ خاندان کے کارندہ کی حیثیت رکھتا ہو - بجز اُن صورتوں کے انتقال جو باپ کی جانب سے عمل میں آیا ہو کالعدم ہے[1] مگر ایک قلیل جزو کا انتقال بعض صورتوں میں صحیح قرار دیا گیا ہے - مثلاً جبکہ کسی نیک کام کے لیئے کیا جائے[2] مگر بمقابلہ دیگر شرکا کے باپ کو زیادہ وسیع اختیارات حاصل ہیں - مثلاً باپ دیون سابقہ کی ادائی میں منتقل کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ قانوناً ناجائز یا اغراض خلاف اخلاق کے لیئے نہ لئے گئے ہوں

## تمثیلات

(الف) جائداد موروثی باپ قید سے رہائی حاصل کرنے کے لیئے منتقل کر سکتا ہے -

(ب) موروثی غیر منقولہ جائداد وہ اس طرح صرف نہیں کر سکتا کہ اس کے شیرخوار بچوں کے حقوق کو نقصان پہنچے[3] باپ خاندانی جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا ایک جزو عظیم مستورات خاندان کے مابین تقسیم نہیں کر سکتا[4]

(ج) باپ جائداد موروثی کو اپنی اولاد کی شادی کے اخراجات

---

[1] ۷ مدراس ۳۵۷ - ۹ مدراس ۲۷۳ - ۱۴ مدراس ۴۵۹ -

[2] ۸ الہ آباد ۷۶ - ج ۱۱ مدراس لاجرنل ۳۱۰ -

[3] ۱۶ مدراس ۸۴ - ج ۲۲ بمبئی ۵۴۷ - ۳۲ بمبئی ۸۱ -

[4] ۳۰ مدراس ۳۵۲ -

کے لیئے فروخت کر سکتا ہے اور ایسی بیع سے دوسری اولاد کو پابند بنا سکتا ہے۔ کیونکہ شادی ایک سنسکار ہے یعنی ایک مذہبی فرض ہے مدراس ہائی کورٹ کی رائے اِس کے خلاف ہے[1] وہ اپنی موروثی جائداد ایک بیٹے کو دوسرے بیٹوں کا حق زائل کر کے نہین دے سکتا ہے[2]

(د) باپ خاندانی زیورات کی تقسیم غیر مساوی اپنی اولاد مین نہین کر سکتا وہ اُن کو صرف خاص اغراض کے لیئے منتقل کرنے کا اختیار رکھتا ہے[3]

(ہ) خسر ایسے خاندانی جواہرات مین سے جو اُس نے اپنی اولاد کی شرکت سے حاصل کیئے ہون ایک قلیل جز و اپنی بیوہ بہو کے حق مین ہبہ کر سکتا ہے[4]

(و) وہ اپنے بیٹے کی رضامندی حاصل کیئے بغیر اپنی بیٹی کے خسر کے حق مین ہبہ نہین کر سکتا[5]

(ز) موروثی جائداد کو قابض اِس طرح منتقل نہین کر سکتا کہ بیوہ کی حقوق پرورش زائل ہو جائین[6]

---

[1] ۲۳ بمبئی ۱۸۔ ۲۷ مدراس ۲۰۶۔

[2] ۳۱ الہ آباد ۳۵۹۔

[3] ۱ بمبئی ۱۰۔

[4] ۲۴ بمبئی ۷۴۵۔ ۲۹ بمبئی ۵۱۔

[5] ۲ الہ آباد ۲۳۵۔ ۱۶ مدراس ۴۸۔ ۴ بمبئی لا رپورٹر ۳۸۸۔

[6] ۲۳ الہ آباد ۸۶۔

انتقال پر کون اعتراض کرسکتا ہے۔ بیٹا اگر نابالغ ہو اور انتقال اُس کے فائدہ کے لیئے ہو تو اُس کی رضامندی معناً متصور ہوتی ہے مگر اُس کے حقوق انتقال سے زائل نہین ہو سکتے۔ اگر جبکہ انتقال بالمعاوضہ ہی ہو[۱] ایک مقدمہ مین یہہ طے ہوا ہے کہ اگر اولاد حمل مین ہو اور انتقال بالمعاوضہ نیک نیت خریدار کے حق مین کیا گیا ہو اور موجودہ قرضہ کی ادائی کے لیئے عمل مین نہ آیا ہو تو بیٹے کے حصّہ کی حد تک انتقال منسوخ ہوسکتا ہے[۲] مگر لڑکے کی پیدائش کے قبل جو انتقال عمل مین آئے اُس پر ایسا بیٹا اِس بنار پر اعتراض نہین کرسکتا کہ انتقال بلاضرورت ہوا[۳] اراضی بیع کرنے کا معاہدہ ایسے بیٹے پر واجب التعمیل نہین ہوسکتا ہے جو واقعہ انتقال کے پیشتر پیدا ہو جائے[۴] اگر باپ کوئی جائداد بیٹے کی پیدائش کی قبل رہن رکھہ دے تو بیٹے کو صرف حق انفکاک حاصل رہتا ہے[۵] ایسی اولاد جو انتقال کے بعد پیدا ہو حسب ذیل صورتون مین انتقال پر اعتراض کرسکتی ہے۔

(۱) جبکہ انتقال بلاضرورت اور بلا رضامندی اولاد موجودہ کے عمل مین آیا ہو۔

(۲) جبکہ وہ دوسری اولاد موجودہ کی جانب سے معاملت منظور

---

[۱] ۸ مدراس ۸۹۔ ۱۶ مدراس ۷۶۔ ۱ مدراس ۷۶۔

[۲] ۱۶ مدراس ۷۶۔ ۵ بمبئی ۶۳۔ [۳] ۱۱ انڈین اپیل ۳۲۱۔

[۴] ۲۰ مدراس ۳۵۴۔ [۵] ۳۴ کلکتہ ۳۷۲۔

ہونے کے قبل پیدا ہو چکا ہو۔

(ب) پوتا۔ اِس کو وہی حقوق حاصل ہیں جو بیٹے کو حاصل ہیں۔ اُسکی موجودگی میں دادا کا فرض ہے کہ انتقال کے متعلق اُس کی رضامندی حاصل کرے بجز اُس صورت کے جبکہ انتقال کسی ضرورت لاحقہ کیلئے عمل میں آیا ہو[۱] مگر بیٹے کی رضامندی حاصل ہو جانے کی صورت میں پوتے کو حق اعتراض باقی نہیں رہتا[۲]

(ج) متبنیٰ بیٹا۔ اِس کی بھی وہی حالت ہے جو صُلبی فرزند کی ہوتی ہے۔ اور باپ کے انتقالات پر اُس کو اعتراض کرنے کا حق اُسی طرح حاصل ہے مگر چونکہ اُس کے حقوق تاریخ تبنیت سے وجود میں آتے ہیں اس لیئے وہ اپنے باپ کے ایسے انتقالات کو منسوخ نہیں کرا سکتا جو کہ اُس کی تبنیت کے قبل وقوع میں آئے ہوں اور ایسا انتقال وقت وقوع جائز ہو[۳]

دایا بھاگ۔ دایا بھاگ کی رُو سے باپ کی زندگی میں بیٹے کو کوئی حق حاصل نہیں ہوتا۔ اِس لیئے اُس کو کوئی حق اعتراض باپ کی انتقالات پر حاصل نہیں ہے۔

متھلا۔ متھلا کی رُو سے مکسوبہ جائداد پر مالک کو کامل حق تصرفات حاصل ہے[۴]

(۲) شریک خاندان کی جانب سے انتقال۔ دایا بھاگ اسکی

---

[۱] ۵ بمبئی لا رپورٹر ۶۷۸۔
[۲] ۹ سدرلینڈ ویکلی رپورٹر ۳۳۔
[۳] ۵ بمبئی ۶۳۰۔
[۴] ۲۰ سدرلینڈ ویکلی رپورٹر ۱۳۷۔

رُو سے شریک اپنی غیر منقسمہ موروثی جائداد مین سے اپنے حصہ کو پوری طور سے تصرف مین لاسکتا ہے کیونکہ اُس کی رُو سے حق انتقال ملکیت کا جزو اعظم ہے[1]

مناکشرا - اُس کی رُو سے کوئی شریک جائداد موروثی مین اپنے حصہ کو بلا رضامندی دیگر شرکاء منتقل نہین کرسکتا ہے اور ایسے انتقال سے منتقل الیہ کو کامل حق حاصل نہین ہوتا ہے اور اُس قاعدہ کا اطلاق اُس صورت مین بھی ہوتا ہے جبکہ منتقل شدہ جزو جائداد اُس کے حصہ سے کم ہو مگر ایسا انتقال مطلقاً کالعدم نہین ہے۔

اِس قاعدہ کے متعلق ہائی کورٹون کی رائے مین اختلاف ہے۔ جس کا ذکر تفصیل سے ذیل مین کیا جاتا ہے۔

کاتیان - ایسا قرضہ جو بھائی - چچا یا ماں نے بغرض پرورش خاندان لیا ہو اُس کی ادائی تقسیم کے وقت شریک ورثاء پر لازمی ہے باپ کا قرضہ - خود اپنی ذات کا قرضہ جو باپ کے قرضہ کی وجہ سے لیا گیا ہو اور ایسا قرضہ جو کسی شریک نے خاندان کی پرورش کے لیئے لیا ہو تقسیم کے وقت باشتراک شرکاء ادا کرنا چاہیئے۔

بمبئی و مدراس - اِن ہائی کورٹون کی رائے یہہ ہے کہ ایک شریک دوسرے شرکاء کی رضامندی کے بغیر اپنے غیر منقسمہ حصہ کو منتقل کرسکتا ہے بشرطیکہ بدل قیمتی ہو - یعنی وہ مجاز ہے کہ اپنے حصہ کو بیع یا رہن کرے یا پٹہ پر دے - مگر کوئی انتقال بلا بدل عمل مین نہین آسکتا پس

---

[1] ۷ کلکتہ ۸۸۶۔

اگر کوئی دستاویز قبل صدور ڈگری بمقدمہ تقسیم تحریر پا دے تو محض اس وجہ سے وہ غیر موثر نہیں ہوجاتی[۱]۔ مثاکشرا کا یہہ اصول ہے کہ ہندو خاندان مشترکہ مین حق پسماندگی کو حق انتقال پر ترجیح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غیر منقسمہ شریک دوسرے شرکار کی رضامندی کے بغیر اپنا حصہ ہبہ یا وصیت کے ذریعہ سے منتقل نہین کرسکتا۔ بصورت اس کی کہ وہ منتقل کرے دوسرے شرکار اس حد تک اس کو منسوخ کراسکتی ہین جسقدر کہ وہ اس شریک کے استحقاق سے زائد ہو۔ ایسی شریک کا حصہ غیر منقسمہ جائداد مین بہ تعمیل ڈگری اس کی زندگی مین قرق ہوسکتا ہے[۲]۔ اگر ایسا شریک جائز رہن عمل مین لاوے تو اس کی وفات سے وہ معاملت موثر نہ ہوگی[۳]۔ ایک شریک اپنے حقوق متعلقہ جائداد خاندانی سے دوسرے شریک کے مقابلہ مین دست بردار ہوسکتا ہے[۴]۔

کلکتہ والہ آباد۔ یہہ عدالتین کسی شریک کا حق انتقال دوسرون کی رضامندی کے بغیر تسلیم نہین کرتی ہین۔ اگرچیکہ بدل قیمتی موجود ہو۔ مشترکہ ہندو خاندان کا رکن اپنا غیر منقسمہ حصہ دوسرے شرکار کی رضامندی حاصل کئے بغیر جائز طور سے منتقل نہین کرسکتا۔ اگر وہ رہن رکھے تو محض اس کے حصہ کے خلاف بیع کی ڈگری صادر نہین کی جاسکتی ہے۔

[۱] ۲۷ مدراس ۱۶۲۔

[۲] ۱۰ بمبئی ہائیکورٹ ۱۳۰۔ ۱۰ بمبئی ہائیکورٹ ۱۶۳ (جلسہ کاملہ)۔

[۳] ۱۵ بمبئی ۶۷۳۔ [۴] ۱۱ مدراس ۶۴۰۔

اگرچہ رکن مذکور باپ ہی ہو[1] غیر منقسمہ رکن دوسرے شرکا کی صریحی یا معنوی رضامندی حاصل کئے بغیر تقسیم کے قبل اپنا حصہ منتقل نہین کرسکتا ہے بجز ان صورتون کے جبکہ رسم یا ضروری اخراجات درپیش ہون[2]۔ اور نہ ایسا شریک اپنا حصہ رہن رکھہ سکتا ہے[3] اگر کوئی ایک رکن خاندان مشترکہ کوئی جزو جائداد فروخت کرڈالے تو وہ نادرست ہے[4] کیونکہ اس کے معنی یہہ ہین کہ قبل تقسیم جائداد خاندانی اُس نے اپنا حصہ لیلیا۔ اگر جائداد موروثی ہو تو جب تک کہ وہ غیر منقسمہ رہے اور کسی رکن خاندان کا حصہ مشخص نہ ہوا ہو کوئی رکن اپنے شرکا کی رضامندی کے بغیر جائداد کا تصرف نہین کرسکتا[5]۔

**شریک کے حصّہ کے منتقل الیہ کی حیثیت۔** خریدار کسی شریک کے حصّہ کے مقابلہ مین اپنے حقوق کا نفاذ اُس کے خاندان کی جائداد کی تقسیم کا دعویٰ کرکے کراسکتا ہے۔ ایسے دعوے مین تمام ارکین خاندان فریق ہون گے[6] یہہ ضروری نہین ہے کہ تمامی جائداد ایسی نالش مین شامل کیجائے۔ وہ صرف اُس حصہ کی تقسیم کی خواہش کرسکتا

---

[1] ۶ الہ آباد لا جرنل ۷۶۲۔
[2] ۵ الہ آباد ۴۳۸۔ ۱۵ الہ آباد ۲ ۵۴۔
[3] ۱۵ الہ آباد ۳۸۹ (پریوی کونسل)۔ ۱۶ الہ آباد ۳۶۹۔
[4] ۶ کلکتہ ۱۳۷۔
[5] ۸ کلکتہ ۱۵۷ (پریوی کونسل)۔ ۱۵ الہ آباد ۳۳۹۔ ۲۰ الہ آباد ۳۲۵۔ ۲۵ مدراس ۱۹۰۔
[6] ۲۵ مدراس ۱۹۰۔

ہے جو اُس نے خرید اہو[51] بمبئی ہائی کورٹ اِس کے خلاف ہے اُس کی
رائے یہہ ہے کہ تمام جائداد کی تقسیم کا دعویٰ ہونا چاہیئے[52] مگر وہ اِس
قسم کی نالش نہین کر سکتا کہ اُس کو دوسرے شرکار کی شرکت مین مکان
خاندانی پر قبضہ دیا جائے اِس لیئے کہ عدالت اِس امر کو پسند نہین فرماتی
کہ ایک اجنبی شخص یعنی مشتری سکونتی مکان مین دخل پاوے - مشتری
کی حیثیت غیر منقسمہ ہندو کی نہین ہوتی ہے بلکہ وہ ایک ایسے آسامی
کے مانند ہے جو شرکار سے علیحدہ نہین ہوتا ہے اور جس کا حق صرف
تقسیم کے وقت بقدر حصہ شریک مدیون کے قابل تسلیم ہوتا ہے[53] یعنی
مختصراً مشتری کو حسب ذیل حقوق اور ذمہ داریان حاصل ہوتی ہین -

(الف) اُس کو مشترکہ قبضہ نہین ملسکتا - اور غیر منقسمہ ہندو کی
حیثیت اُس کو حاصل نہین ہوتی -

(ب) شریک بائع کی وفات سے اُس کے حقوق تقسیم کرانے کی
نسبت زائل نہین ہوتے -

(ج) قبل تقسیم دوسرے شریک کی وفات سے اُس کے حقوق مین
کوئی اضافہ نہین ہوتا -

(د) اگر بصورت اِس کے کہ قبل تقسیم دوسرا شریک پیدا ہو جائے
اُس کا حصہ مختلف ہو جائے گا - کیونکہ وہ قائم مقام شریک بائع کا ہے -
مشتری منتقل الیہ کو خاندانی جائداد مین حقیت اُس تاریخ سے حاصل

---

[51] ۲۸ الہ آباد ۳۹ -
[52] ۲۴ بمبئی ۱۲۸ -
[53] ۲۱ بمبئی ۷۹۷ - ۲ بمبئی لا رپورٹر ۹۱ - ۱۱ مدراس لا ٹائمس ۳۹۳ -

ہو جاتی ہے جبکہ فی الواقع تقسیم عمل مین آئی ہو یا تقسیم کی نالش رجوع ہوئی ہو تکمیل دستاویز انتقال کی تاریخ کافی نہین ہے۔ مشتری کی جانب سے تقسیم کے دعوی کا یہہ کافی جواب ہو سکتا ہے کہ شریک بائع کا حصہ ختم ہوگیا ہے اگر کوئی شریک دوسرے شرکار کی رضامندی کے بغیر جائداد منتقل کرے تو عدالت بہ تحفظ حقوق مشتری دادرسی ادا کرے گی یعنی اگر انتقال منسوخ بھی قرار دیا جاوے تاہم منتقل کنندہ کے حصہ پر مشتری کی کفالت رہیگی[1] یہہ تجویز ہوئی ہے کہ خاندان مشترکہ زیر متاکشرا کا کوئی رکن یہہ نہین کہہ سکتا کہ وہ کسی خاص جزو جائداد کا اپنے حق کی بنار پر قابض ہے[2] اس وجہ سے کسی حصہ دار کا مشتری کسی خاص جزو جائداد کا قبل تقسیم غیر مشترکہ قبضہ کا دعوی نہین کرسکتا۔ پس مشتری ایسا قبضہ پانے پر جسکا کہ وہ مستحق نہین ہے دوسرے شریک کو مجبور نہین کرسکتا کہ وہ نالش تقسیم کی کرے۔ اگر دوسرا شریک مشترکہ استفادہ پر راضی ہو تو یا تو مشتری کو بھی اُس پر راضی ہونا چاہیئے یا اپنا خاص حصہ تقسیم کرا کے علحدہ کرانا چاہیئے[3] ایک مقدمہ مین مدعی نے بہ حیثیت منتظم مدعی علیہ کے نام پٹہ لکھہ دیا اُس کے بیٹے نے بعد ازان اپنا غیر منقسمہ نصف حصہ ایک شخص غیر کے ہاتھہ بیچدیا اور اُس شخص غیر نے مدعی علیہ کے ہاتھہ بیچا۔ مدعی نے تب مدعی علیہ پر کامل کرایہ کا دعوے کیا مدعی علیہ نے یہہ عذر کیا کہ اُسے حق حاصل ہے کہ نصف کرایہ اُس حصہ

---

[1] ۱۳ کلکتہ ویکلی نوٹس ۸۰۵۔ [2] ۵ انڈین کیسز ۴۹۸۔

[3] ۸ بمبئی لا رپورٹر ۹۹۔ ۲ مدراس ویکلی نوٹس ۳۸۲۔

کی بابت جو اُس کو مدعی کے بیٹے کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہے خود لے اور مدعی صرف نصف کرایہ کا مستحق ہو سکتا ہے۔ تجویز ہوئی کہ مدعی کامل کرایہ کا مطالبہ کر سکتا ہے کیونکہ مدعی علیہ یہہ نہین کہہ سکتا کہ قبل تقسیم وہ کسی جزو جائداد کا قابض ہے[1]

مشتری یا مرتہن کو جو حقیت حاصل ہوتی ہے اُس پر ایسے سابقہ رہن یا دیگر کفالت کا بار رہتا ہے جو تمام جائداد خاندانی یا اُس کے حصہ سے متعلق ہون۔ بالعموم جبکہ خاندانی جائداد کا کوئی ایک جزو رہن یا بیع ہوا ہو عدالت وقت تقسیم سابقہ بار کفالت کے تحفظ کو ملحوظ رکھتے ہوئے اُس خاص جزو کا قبضہ مرتہن یا مشتری کو نہین دے سکتی لیکن اگر ایسا ممکن ہو عدالت اِس طرح جائداد تقسیم کر سکتی ہے کہ مرتہن یا مشتری کو مناسب حصہ دے[2] سابقہ مشتریان و مرتہنان کو حق تقدم حاصل ہے لیکن یہہ استحقاقاً نہین ہے بلکہ محض اُصول عدالت و انصاف پر مبنی ہے اور اِن اُصول کا اطلاق ہر مقدمہ مین اُس کے خاص واقعات پر منحصر ہے[3]

اِس مسئلہ کے متعلق کہ مشتری کو تمام جائداد کی تقسیم کا دعویٰ کرنا چاہئے یا محض بقدر اپنے حصہ کے اگرچہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہین یہان پر بغرض مزید وضاحت وہ چار اُصول تحریر کئے جاتے ہین جو مدراس ہائیکورٹ کے جلسۂ کاملہ نے بمقدمۂ جلد ۱۴ صفحہ ۲۶۹ تحریر کئے ہین

---

[1] ۲ مدراس وکلی نوٹس ۳۸۲۔ [2] ۱۱ بمبئی ہائی کورٹ ۷۶۔
[3] ۲۸ بمبئی ۲۰۱۔

اور وہ حسب ذیل ہین۔

(۱) جبکہ دعویٰ ارکان مین ہو۔ ایسی صورت مین جزوی تقسیم جائز نہین ہے

(۲) منتقل علیہم کی جانب سے ارکان پر نالش۔ ایسی صورت مین مشتری جس نے کسی ایک یا زیادہ ارکان کی حقیت کسی خاص جزو جائداد مین خرید کی ہو۔ محض اُن ہی اجزار جائداد کی تقسیم کا دعویٰ نہین کرسکتا بلکہ اُس کو کامل جائداد خاندانی اپنے دعوے مین شریک کرنی چاہیئے۔ یہہ اِس اصول پر مبنی ہے کہ ممکن ہو کہ منتقل کنندگان سے اوپر دوسرے ارکان کے کچہہ حقوق ہو جن کا تصفیہ اُسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ کامل جائداد نالش تقسیم مین شریک کیجائے۔ اور ایسی صورت مین تقسیم کے وقت منتقل کنندگان کو مختلف اجزا جائداد ملسکتی ہین۔

(۳) ایک شریک کی جانب سے دوسرے شریک کی منتقل الیہ کے اوپر نالش۔ ایسی صورت مین لغیر کامل جائداد کا دعویٰ کئے صرف جزو منتقل الیہ کا دعویٰ جائز ہے[۱]

(۴) ایک شریک کے منتقل الیہ کی جانب سے دوسرے شریک کے منتقل الیہ پر دعویٰ۔ ایسی صورت مین محض جزو جائداد بقدر حصہ منتقل کنندہ کا دعویٰ جائز ہے۔

پس مختصراً غیر منقسمہ رکن کے حصہ کا مشتری جزو جائداد خاندانی کا دعویٰ صرف دو صورتون مین کرسکتا ہے۔ (۱) جبکہ نزاع اُس کے اور دوسرے شریک کے حصہ کے مشتری کے مابین ہو۔ (۲) جبکہ دوسرے

---

[۱] ۱۳ کلکتہ ویکلی نوٹس ۸۱۵۔

شریک ایسے دعاوی پر اعتراض نہ کرین - حال کے مقدمہ مین مدراس ہائی کورٹ کے روبرو یہی سوال اٹھا تھا کہ آیا غیر منقسمہ رکن کے حصہ کا مشتری اگر دعوے مین تمام جائداد خاندان شریک نہ کرے تو کیا اس وجہ سے دعوی خارج ہونا چاہیئے - تجویز ہوئی کہ دوسرے ارکان کو یہہ استحقاق حاصل نہین ہے کہ وے ایسا اعتراض کرین - وے صرف اسیقدر عذر کر سکتے ہین کہ تمام ارکین کے مابین تقسیم عام عمل مین آوے یا یہہ کہ قبل اس کے کہ مدعی کو وہ خاص جزو جائداد دیجائے جو اس نے خرید کی ہے حقوق مابین شرکار کا تصفیہ کر دیا جائے پس اگر سہولت یا انصاف معرض خطر مین نہ ہو تو خواہ مخواہ عدالت کسی ایسی ایک جائداد خاندانی کی تقسیم کی ڈگری عطا کرنے سے انکار نہین کر سکتی

غیر منقسمہ حصہ کے مشتری کی حقیت بائع کی زندگی کے بعد تک کے لیئے ہوتی ہے اور بائع کی وفات سے اس کی حقیت پر اثر نہین پڑتا - برخلاف اس کے بیوہ کو صرف حین حیاتی حق شوہر کی جائداد مین حاصل ہوتا ہے جس کو وہ اپنی حیات بھر کے لیئے منتقل کر سکتی ہے اور ایسے مشتری کا حق بیوہ کی وفات پر ختم ہو جاتا ہے[۲] شریک خاندان اپنے مشترکہ حصہ کو صرف بعوض بدل قیمتی منتقل کر سکتا ہے - بغیر بدل کے اس کا انتقال ناجائز ہوگا برخلاف اس کے ہندو بیوہ کو اپنے شوہر کی جائداد مین اپنی حیات تک کامل حقوق ملکیت حاصل ہوتے ہین اس لیئے وہ بغیر بدل کے بھی جائداد منتقل کر سکتی ہے -

---

[۱] ۱۱ مدراس لاٹائمس ۲۹۳ - [۲] ۲۵ مدراس ۶۹۰ (جلسہ کاملہ) -

ہم نے اوپر ذکر کیا ہے کہ منتقل الیہ کی حقیت مین کسی شریک کی وفات سے اضافہ نہین ہوتا ہے مگر کسی شریک کے پیدا ہو جانے سے حصہ مین فرق آجاتا ہے۔ مدراس مین بمقدمہ مندرجہ جلد ۲۵ صفحہ ۶۹۰ جلسہ کاملہ و بمقدمہ مندرجہ ۲۱ مدراس لا جرنل صفحہ ۲۴۶ یہہ تجویز ہوئی ہے کہ جبکہ یہہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ منتقل کنندہ کی وفات سے دوسرے شرکار کو حق پسماندگی حاصل نہین ہو جاتا تو اس کا ضمناً نتیجہ یہہ ہوا کہ منتقل الیہ کا استحقاق محصلہ شرکار کی تعداد مین تبدیلی ہونے سے موثر نہین ہوتا اور اُس کو معین حق حاصل ہوتا ہے جو کسی وجہ سے بھی کم و بیش نہین ہو سکتا مگر بمبئی مین سابقہ تجویز مدراس کے مطابق طے ہوا ہے یعنی یہہ کہ اُس کا حق معین نہین ہوتا اور بواقعات متذکرۂ بالا کم و بیش ہوا کرتا ہے۔

حقوق شریک منتقل کنندہ بعد عمل انتقال۔ اگرچہ شریک اپنا غیر منقسم حصہ کاملاً یا جزواً منتقل کر دے تاہم وہ مشترکہ رکن رہیگا اور اُس کے حقوق پسماندگی اپنے اور بقیہ ارکان کے مابین قائم رہین گے مگر یہہ حقوق صرف اُسی جائداد کے متعلق ہون گے جو منتقل نہ ہوئی ہو شرکار مین سے کوئی اعتراض کر سکتا ہے۔ تجویز ہوئی ہے کہ ایسا شریک جو وقت انتقال پیدا ہو چکا ہو اور نیز وہ شریک جو بعد انتقال پیدا ہو تنسیخ انتقال کی نالش کرنے کا مستحق ہے کہ مگر اُس صورت مین جبکہ شرکار موجودہ انتقال زیر بحث پر رضامند ہون یا اُس کے تنسیخ کی کوئی کارروائی نہ کرین جس سے اُن کی رضامندی مستنبط ہوتی ہو تو ایسی صورت مین ایسا شریک جو بعد کو پیدا ہوا انتقال پر

اعتراض نہین کرسکتا[1] لیکن اگر انتقال بلا ضرورت و بلا حصول رضامندی دیگر شرکار کے عمل مین آوے تو ہر ایک رکن جو بعد کو پیدا ہوا اعتراض کرنے کا مجاز ہے[2] متاکشرا کی رو سے مدعی کا انتقال پر حق اعتراض اُس کے وفات پر ختم ہوجاتا ہے لیکن دایابھاگ کی رو سے یہہ حق اُس کے وارث کو بھی حاصل ہوتا ہے[3]

میعاد - اگر اِس امر کے استقرار کی نالش کیجائے کہ انتقال زیر بحث مدعی پر موثر نہ ہوگا تو میعاد تاریخ انتقال سے ۱۲ سال شمار ہوگی لیکن بعد وفات اُناث قابض دلایا لنے قبضہ کی نالش کے لیئے بربنار عدم جوازی انتقال میعاد عورت کی وفات سے ۱۲ سال شمار ہوگی۔ ایک مقدمہ مین تجویز ہوئی ہے کہ اگر کوئی رکن خاندان مشترکہ جائداد خاندانی کے متعلق بیعنامہ تکمیل کردے تو ایسے شرکار جو اُس بیعنامہ مین فریق نہ ہون منتقل الیہ کے قبضہ حاصل کرنے کی تاریخ سے ۱۲ سال کے اندر نالش کرنے کے مجاز ہونگے[4]

بار ثبوت - مشتری پر اِس امر کے ثابت کرنے کا بار ہوگا کہ جائداد منتقل شدہ کے زرثمن سے شریک معترض نے فائدہ حاصل کیا ہی اور اِس لیئے قبل اِس کے کہ وہ اپنا حصہ جائداد مین پاوے بقدر

[1] ۳۳ الہ آباد ۲۸۳ - ۸ انڈین کیسز ۷۱۹ -

[2] ۳۳ الہ آباد ۶۵۴ -

[3] ۴ الہ آباد ۲۳۵ -

[4] ۱ انڈین کیسز ۶۷۰ - ۱۳ کلکتہ ویکلی نوٹس ۸۱۵ -

حصہ کے رقم مشتری کو ادا کرے[۵۱] اگر انتقال جزو آجائز ہو اور جزو آ ناجائز تو تجویز ہوئی ہے کہ ایسی صورتون مین بقدر جائز انتقال کر مشتری مستحق معاوضہ ہوگا۔ اور انتقال اُسی حالت مین منسوخ کیا جائیگا جبکہ اُس قدر رقم ادا کر دی جائے[۵۲] اگر کفالت اغراض ضروری کے لیئے نہ ہوا ور یہہ ثابت ہو کہ دوسرے ارکان کی جانب سے تسلیم یا سکوت کا اظہار ہوا ہے جس کی وجہ سے تنسیخ انتقال بلا قیود و شرائط نامناسب ہو تو عدالت زرثمن کو واپس کرنے کا حکم دیگی[۵۳] اگر مدعی زرثمن واپس نہ کرے تو اُس کا مقدمہ خارج ہو جائیگا۔

**انتقال منجانب منتظم**۔ اگر قرضہ کسی اہم ضرورت کے لیئے ہو تو انتقال منجانب منتظم تمام ارکین خاندان بشمول نابالغین پر قابل پابندی ہوگا[۵۴] مگر عدالتون نے ایسے اشخاص پر جو خاندانی جائداد لیوین یہہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ وے قرضہ کی ضرورت اور خاندان کے ذرائع موجودہ پر غور کر لیں[۵۵] اگر قرضہ منتظم نے خاندانی کاروبار کے لیئے لیا ہو تو وہ خاندان پر قابل ادائی ہے اور اگرچہ ڈگری صرف منتظم کے خلاف حاصل ہوئی ہو تاہم تعمیل تمام جائداد خاندان پر ہوسکتی ہے[۵۶]

---

۵۱ - ۱۲ الہ آباد ۵۹ (جلسہ کاملہ)۔ ۵۲ - مین طبع ہفتم صفحہ ۴۸۸ - ۴۸۹۔

۵۳ - ۳۰ مدراس ۴۵۲ - ۱۲ کلکتہ ۳۷۹ - ۳ انڈین کیسز ۹۱۱ - ۵۴ - ۳۳ مدراس لاجرنل ۶۱۰۔

۵۵ - ۶ مورز انڈین اپیل ۹ - ۴ بمبئی لارپورٹر ۵۸۷۔

۵۶ - ۵ کلکتہ ۷۰ - خ ۱۲ مدراس ۳۲۵ - م ۱۲ الہ آباد ۹۹ - ۲۶ مدراس ۲۸ - ۴ بمبئی ۵۹۷ - ۳ بمبئی لارپورٹر ۳۲۲ - ۳۰ کلکتہ ۴۵۳ - ۲۳ بمبئی ۳۷۲ - ۲۹ کلکتہ ۵۸۳ - ۷ کلکتہ ویکلی نوٹس ۴۲۵۔

**ناقابل تقسیم جائداد۔** متاکشرا کی رو سے قابض جائداد ناقابل تقسیم کو اپنے حین حیات جائداد پر کامل حقوق حاصل ہوتے ہین جبتک کہ کوئی رواج یا نوعیت جائداد مانع نہ ہو[۱] اگر رواجاً ایسی جائداد ناقابل انتقال ہو تو اُس کی آمدنی کا انتقال قانونی ضرورت پر جائز ہوگا[۲]

**وطن دار۔** وطن دار کو وطن مین صرف حین حیاتی حق حاصل ہوتا ہی۔ مورث کے قرضہ کی ادائی کا وطن دار ذمہ دار نہین ہوتا ہے[۳]

**بیوہ کی جانب سے انتقال۔** ملاحظہ ہو باب متعلق "عورتونکی حیثیت"

**ہبہ کے لوازمات۔** لوازمات دو قسم کے ہوتے ہین۔ (۱) مثبت (۲) منفی۔ خاص لوازمات حسب ذیل ہین۔

(الف) موہوب لہٗ کا وجود ہونا چاہیئے بجز اُس صورت کے جبکہ بچہ حمل مین ہو یا متبنّٰی فرزند ہوا ور صورتون مین ایسے شخص کو ہبہ جو پیدا نہ ہوا ہو نا جائز ہے[۴] مگر یہہ رائے حکام عالیمقام نے صحیح نہین قرار دی ہے اور متعدد نظائر اِس کے خلاف موجود ہین[۵]۔

(ب) عطا ہونے کے وقت قبول کیا گیا ہو۔

---

[۱] ۱۰ الہ آباد ۲۷۲ (پریوی کونسل)۔ ۲۲ کلکتہ ۱۵۶۔ ۲۰ مدراس ۱۶۷۔ خ ۳ کلکتہ ۲۲۴۔ م ۱۷ مدراس ۳۱۶۔ ۱۸ مدراس ۲۸۷۔

[۲] ۳۳ کلکتہ ۱۵۸۔

[۳] ۶ بمبئی ۲۱۱۔ ۱۵ بمبئی ۱۳۔ خ ۳۵ بمبئی ۴۷۰۔

[۴] ۱۰ سدرلینڈ ویکلی رپورٹر ۱۳۹ ۔ ۸ کلکتہ ۶۴۷۔

[۵] ۱۶ کلکتہ ۵۴۹۔ ۳۲ کلکتہ ۹۹۲ ۔ ۱۱ مدراس ۴۲۷ ۔ ۱۵ بمبئی ۵۴۳۔

(ج) فی الواقعی لین اور دین زبانی یا تحریری عمل مین آیا ہو اور واہب کی نیت یہ ہو کہ شئے موہوبہ موہوب لہٗ کو ملجائے۔ دینے کے لیئے ایسی حوالگی عمل مین آنی چاہیئے جو کہ مقدمہ کی نوعیت و حالات سے ضروری معلوم ہو۔ اِس بارہ مین ایک یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا فی الحقیقت قبضہ واقعی دینا تکمیل ہبہ کے لئے ضروری ہے۔ بمقدمہ مندرجہ ۱۸ بمبئی ۶۸۸ ہبہ ناکمل بدین وجہ قرار دیا گیا کہ موہوب لہٗ کو قبضہ نہین دیا گیا تھا۔ اسی طرح کلکتہ ہائیکورٹ نے بمقدمہ مندرجہ ۲۰ کلکتہ ۴۶۴ یہ طے کیا ہے کہ محض رجسٹری کرا دینا شاستراً کافی نہین ہے۔ پریوی کونسل نے یہہ طے کیا ہے کہ اگر واہب نے اپنی طرف سے تکمیل ہبہ کے لیئے حتی الوسع کوشش کی ہو تو ایسا ہبہ اِس بناء پر مطلقاً ناجائز قرار دیا جا کر منسوخ نہ ہوگا کہ موہوب لہٗ کو قبضہ نہین ملا تھا[1]۔ قانون انتقال جائداد کے نفاذ کے بعد سے بمبئی مین یہہ تجویز ہوئی ہے کہ دھرم شاستر کا مسئلہ کہ ہبہ مکمل کرنے کے لیئے حوالگی و قبضہ لازمی ہے منسوخ ہو گیا ہے اور یہہ طے پایا ہے کہ جائداد غیر منقولہ کا ہبہ رجسٹری شدہ ہونا چاہیئے جس پر دستخط اور تصدیق باضابطہ ہو اور منقولہ جائداد کے قبضہ کے لیئے حوالگی یا رجسٹری شدہ دستاویز کافی ہو[2]۔ الہ آباد ہائیکورٹ مین یہہ تجویز ہوئی ہے کہ موہوب لہٗ کو ہبہ نامہ حوالہ

---

[1] ۲۷ بمبئی ۳۱ - ۱ انڈین اپیلز ۲۱۸-

[2] ۲۳ بمبئی ۲۳۴- ۴۳ کلکتہ ۸۵-

کرنے سے کامل حق منتقل ہو جاتا ہے اور یہہ ضروری نہین ہے کہ قبضہ حقیقی موہوب لہ کو دلایا جائے[1] اگر کوئی شخص کسی ہبہ نامہ کی تکمیل اپنی بیوی کے نام کرکے رجسٹری کرادے اور اُس کو یہہ اختیار دی کہ رجسٹری ہونے کے بعد تمام کاغذات وہ حاصل کرلے تو اسقدر کافی ہے اس لیئے کہ یہہ اِس امر کی دلیل ہوگی کہ واہب نے اپنی حتی الوسع ہبہ کی تکمیل مین کوشش کی۔

(د) ہبہ کے ذریعہ سے ایسی حقیت منتقل نہ ہونی چاہیئے جو شاستراً ممنوع ہو یا شاستر کے اصُول کے منافی ہو[2]

(ہ) ہبہ قانوناً و اخلاقاً ناجائز نہ ہونا چاہیئے اور نہ غیر منقسمہ ہندو خاندان کا کوئی رکن دوسرے ممبران کی اجازت کے بغیر کوئی جزو جائداد ہبہ کرسکتا ہے۔ کیونکہ حقوق پسماندگی کو حقوق ذریعہ انتقال نامہ پر ترجیح ہے[3]

(و) ہبہ غیر منقسمہ حصہ کا ہوسکتا ہے مگر اُس صورت مین نہین جبکہ خاندان غیر منقسمہ ہو[4]

**قانون سمرتی متعلق ہبہ**۔ مقنین ہبہ کے مضمون کو چار حصص مین تقسیم کرتے ہین۔

(۱) شئے جو ہبہ کیجاسکتی ہے اُس کو دیام کہتے ہین۔

(۲) شئے جو ہبہ نہین کیجاسکتی ہے اُس کو ادیام کہتے ہین۔

---

[1] ۱۶ الہ آباد ۱۸۳۔ ۴ الہ آباد ۴۰ [2] ۳ ۸ کلکتہ ۶۰۳۔

[3] ۳ بمبئی ہائیکورٹ ۶۶۔ ۱۰ بمبئی ہائیکورٹ ۱۳۹ [4] ۲ ۴ بمبئی ۳۴۔ ۲۷ مدراس ۱۶۲۔

(۳) جائز ہبہ اُس کو دتم کہتے ہین۔

(۴) اور ناجائز ہبہ اُس کو آدتم کہتے ہین۔

قواعد متعلق ہبہ جو اسمرتی مین مندرج ہین فی زمانہ لفظ بلفظ قابل پابندی نہین ہین جو

دوسری قسم مین حسب ذیل اشیائے داخل ہین۔ (۱) جائداد مشترکہ۔ (۲) گرو۔ (۳) امانت۔ (۴) جو کچھ استعمال کی غرض سے عاریتاً لیا گیا ہو۔ (۵) وہ شئے جس کے دینے کا دوسرے شخص کو وعدہ کیا گیا ہو۔ (۶) بیوی۔ (۷) بیٹا۔

تیسری قسم مین حسب ذیل شئے داخل ہین (۱) اسباب ہبہ کی قیمت۔ (۲) مزدور کی اجرت۔ (۳) جو کہ قوال یا کسی ایسے شخص کو دیا گیا ہو۔ (۴) جو بیٹی یا بیٹے کو بالفت پدری کر دیا گیا ہو۔ (۵) جو شکریہ مین دیا گیا ہو۔ (۶) جو بیوی حاصل کرنے کے عوض مین دیا گیا ہو۔ (۷) جو بخیال تعظیم دیا گیا ہو۔

چوتھی قسم مین حسب ذیل ہبہ داخل ہین۔ (۱) جو بخوف دیا گیا ہو۔ (۲) جو غصہ مین دیا جاوے۔ (۳) جو بوجہ رنج دیا گیا ہو۔ (۴) جو ایسے شخص نے دیا ہو جو بیماری مین مبتلا ہو۔ (۵) جو بطریق رشوت دیا گیا ہو۔ (۶) جو مذاق مین دیا جائے۔ (۷) جو فریب مین آکر دیا جائے۔ (۸) جو غلطی کی بنا پر دیا گیا ہو۔ (۹) جو ایسے شخص نے دیا ہو جو خود مختار نہ ہو۔ (۱۰) جو بیوقوف نے دیا ہو۔ (۱۱) ایسے شخص نے دیا ہو جو آفت زدہ ہو۔ (۱۲) جو بحالت نشہ دیا گیا ہو۔ (۱۳) جو کسی مجنون نے دیا ہو۔ (۱۴) جو اس غرض سے دیا گیا ہو کہ اُس کے عوض مین کچھ کام ہو ہو بانڈ انجام دے۔ (۱۵) جو ایسے شخص کو دیا گیا ہو جو نالائق ہو مگر ناواقفیت ہونے کی وجہ سے وہ لائق خیال کیا گیا ہو۔

**یا جنا و لک**۔ ہر شئے بجز بیوی اور بیٹے کے ہبہ کیجا سکتی ہے بشرطیکہ جائداد خاندانی کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ اگر واہب کے اولاد ہو تو اسکو اپنی تمام جائداد یا اس قدر جو اس نے دوسرے سے وعدہ کیا ہو ہبہ نہ کرنا چاہیئے۔ ہبہ کا قبول بالخصوص جائداد منقولہ کی صورت مین علانیہ ہونا چاہیئے جو کچھہ وعدہ کیا جائے اُس کا ہبہ لازمی ہے اور جو کچھہ کہ ہبہ کر دیا جائے وہ واپس نہ لینا چاہیئے۔

**نارد**۔ ہبہ کا قانون عدالتی معاملات کے لیئے چار حصون مین بیان کیا گیا ہے۔ (۱) دیا۔ (۲) ادیا۔ (۳) دتا۔ (۴) ادتا۔

اشیائے ناقابل ہبہ آٹھ قسم کی ہین۔ اور اشیائی قابل ہبہ صرف ایک ہی قسم کی ہے۔

جائز ہبہ کی سات اقسام ہین۔ اور ناجائز کی سولہ۔ امانت۔ گروی جائداد مشترکہ۔ بیٹا۔ بیوی۔ صاحب اولاد کی جملہ جائداد۔ ایسی جائداد جو کسی دوسرے کو وعدہ کی گئی ہو یہ ادیا ہین خاندان کی پرورش کے مصارف مہیا کر دینے کے بعد جو کچھہ جائداد باقی رہے ہبہ کیجا سکتی ہے نگران کے علاوہ کوئی چیز دینے سے گرہست مستوجب لعن طعن ہوتا ہے۔ خریدی اسباب کی قیمت ادا کرنا۔ اجرت۔ تفریح کیلیئے کوئی تحفہ دینا۔ محبت۔ شکریہ یا زناکاری کے عوض مین ہبہ کرنا۔ سات اقسام جائز ہبہ کے ہین۔ ناجائز ہبہ سولہ اقسام متذکرۂ ذیل کے ہوتے ہین۔ جو کچھہ کہ کوئی شخص خوف۔ غصہ۔ نفرت۔ رنج یا درد سے غالب آکر دے۔ یا بطور رشوت دے۔ یا مذاق یا دہوکہ کہا کر دے۔ یا کوئی بچہ یا بیوقوف یا ایسا شخص جسکو اپنے حواس پر قدرت حاصل نہو

یا مصیبت زدہ یا مخمور یا مجنون یا ایسا شخص جو یہہ خیال کرے کہ "مین نے نیک کام کیا ہے - اور یہہ میرا کام ہے" ایسے شخص کا ہبہ یا معاوضہ کے خیال پر ہبہ ناجائز ہبہ ہے - اور اسی طرح سے ایسا ہبہ جو لاعلمی سے ایسے شخص کے حق مین کیا جاوے جو نالائق ہو - یا ایسی غرض کے لیئے کیا جاوے جو نیک نہ ہو ایسے ہبہ بھی ناجائز ہین - وہ شخص جو ناجائز ہبہ کسی طمع کی وجہ سے قبول کرلیتا ہے اور وہ جو ناجائز ہبہ کرتا ہے دونون مستوجب سزا ہین -

**واقعات جن سے ہبہ ناجائز نہین ہوتا ہے** - اگر ہبہ اور صورتون مین جائز ہو تو حسب ذیل واقعات سے ناجائز نہین ہوتا ہے

(الف) جبکہ وہ بمرض الموت کیا جاوے اور اُس مین یہ شرط ہو کہ اگر واہب اچھا ہو جاوے گا تو یہہ ہبہ ساقط ہو جائے گا -

(ب) جبکہ عمل ہبہ کسی واقعہ ممکن الوقوع پر منحصر ہو - اگر دو ہبہ ایسے کئے جائین جو علی سبیل البدل اور جداگانہ موثر ہوتے ہون اور اُس مین اول الذکر جائز اور آخر الذکر کالعدم ہو تو اول الذکر نافذ ہوگا[1]

(ج) جبکہ موہوب لہٗ بُت یا مندر یا کوئی مذہبی وقف ہو اور ہبہ کا اثر یہہ ہو کہ جائداد دوامًا موہوب لہٗ یا اُس کے قائم مقامان کے قبضہ مین رہے -

(د) جبکہ موہوب لہٗ نابالغ یا فاتر العقل ہو - اسقدر کافی ہے کہ

---

[1] ۱۶ کلکتہ ۶۷۷ -

بالغ ہونے پر نابالغ کی جانب سے کوئی عمل مشعر اظہار قبول کیا جائے
(ہ) جبکہ موہوب لہٗ بوجہ جنون یا کسی دوسری ناقابلیت کے محروم الورث ہو۔

(و) محض اس وجہ سے کہ ہبہ خوشی سے بلا عوض لیا گیا ہو۔ یعنی اگر ہبہ نیک نیتی سے کیا گیا ہو تو محض اس وجہ سے ناجائز نہیں ہو جاتا کہ واہب بوقت ہبہ مقروض تھا[1]

**ہبہ بمرض الموت۔** دہرم شاستر میں معمولی ہبہ اور ہبہ مرض الموت میں کوئی فرق نہیں رکھا گیا ہے۔ صرف شرط یہ ہے کہ تمام لوازمات ہبہ ثابت ہوں اور یہ ثابت ہو کہ واہب وقت ہبہ بصحت ہوش و حواس تھا اور بخوبی سمجھ سکتا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے[2]

**ہبہ کرنے اور قبول کرنے کا اختیار۔ باپ۔** بیٹا حمل میں آجانے کے بعد باپ جائداد موروثی شخص اجنب کے حق میں ہبہ نہیں کر سکتا ہے مگر اس صورت میں جبکہ خسر اپنی بیوہ بہو کے حق میں بہ محبت فطری جائداد منقولہ کا قلیل جزو ہبہ کرے تو ایسا ہبہ خلاف اصول دہرم شاستر نہیں ہے[3] اگر جائداد مشترکہ یا موروثی نہ ہو بلکہ مکسوبہ ذاتی ہو تو اسکو اختیار ہے کہ اپنی مرضی کے مطابق اس کو منتقل کرے اور اگر وہ

---

[1] ۲۳ بمبئی ۱۳۱۔

[2] ۶ مدراس ہائی کورٹ ۲۷۶۔ ۱۰ ویکلی رپورٹر ۳ (پریوی کونسل)۔

[3] ۱۱ مدراس ۲۴۶۔

[4] ۴۴ بمبئی ۷ ۔ ۵۴۷ ۔ ۲۹ بمبئی ۵۱۔

ایک بیٹے کو تمام جائداد دیدے اور دوسرے بیٹے محروم رہین تو ایسا انتقال ناجائز نہ ہوگا[۱]

اِس مسئلہ کے متعلق کہ بیٹون و بہنون کے حق مین جائداد غیر منقولہ موروثی کا ہبہ کس حد تک جائز ہے حسب ذیل تجاویز ہوئی ہین۔

**مدراس**۔ یہان حال کے چند نظائر مین باپ و بھائی کا حق اِس امر کے بارہ مین جائز قرار دیا گیا ہے۔ بشرطیکہ معقول جزو جائداد ہو۔ مگر معقول جزو کے کیا معنی ہین یہہ کہین وضاحتاً نہین بتایا گیا ہے[۲]

اور ایسا ہبہ اُس صورت مین بھی جائز ہے جبکہ بیٹی کی شادی ہوگئی ہو۔ اور ایک عرصہ شادی ہوئے گذرا ہو۔ یہہ بھی تجویز ہوئی ہے کہ ایسے ہبہ کرنے کا حق صرف باپ بھائی یا مان پر محدود نہین ہے بلکہ متاکشرا کی عبارت اِس بارہ مین محض تمثیلاً ہے۔ ہر شریک کی بیٹی کے حق مین ہبہ ہوسکتا ہے[۳] تعداد کے متعلق عدالت کو اِس امر پر غور کرنا چاہیے کہ مناسب کیا ہے۔ یہہ مقرر نہین کیا جاسکتا کہ ایک ربع ہی دیا جاسکتا ہے۔ اِس لیئے کہ ایسا ہبہ اخراجات شادی ہی کیلئے نہین ہوتا ہے۔ خاندان کی حیثیت اور مالی حالت پر غور کرکے ایک مناسب رقم تجویز کرنی چاہیئے۔ ممکن ہے کہ وہ رقم ایک ربع سے زیادہ ہوجاوے یا جائداد خاندانی لاکھون روپیہ کی ہونے کی صورت مین ایک ربع سے

---

[۱] ۱۱ الہ آباد ۳۹۴۔ [۲] ۱۷ مدراس لاجرنل ۵۲۸۔ ۴ انڈین کیسز ۴۱۹۔ ۲۱ مدراس لاجرنل ۶۹۵۔ ۳۰ مدراس ۴۵۲۔

[۳] ۱۱ مدراس لاٹائمس ۳۰۲=۱۳ انڈین کیسز ۴۷۵۔

کم ہی رہے ہیں[1]

**بمبئی** - یہاں ایسے ہبہ جات جو مشترکہ خاندان اپنی بیٹیوں کے حق میں کریں صحیح نہیں تصور کیے گئے ہیں۔ یہ تجویز ہوئی ہے کہ ہندو باپ ہبہ بہ مرض الموت اپنی بیٹی کے حق میں بھی نہیں کر سکتا[2]۔ ایک مقدمہ میں پریوی کونسل سے یہ طے پایا ہے کہ اگر آمدنی سے ہبہ کیا جاوے تو جائز ہے[3]۔ حال میں ایک مقدمہ میں عام الفاظ میں یہ طے کیا گیا ہے کہ ہندو باپ موروثی جائداد میں سے ہبہ اس لیے نہیں کر سکتا کہ بیٹیوں پر قابل پابندی ہو[4]۔

**کلکتہ** - یہاں غیر منقسمہ حصہ کا ہبہ ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ مگر معقول جزو جائداد خاندانی غیر منقولہ کا ہبہ جائز رکھا گیا ہے[5]۔

**الہ آباد اور پنجاب** - الہ آباد میں ایسا ہبہ صحیح نہیں قرار دیا گیا ہے[6]۔ پنجاب میں جائداد منقولہ کا ہبہ صحیح ہے۔ مگر غیر منقولہ جائداد خواہ موروثی ہو یا مکسوبہ اس طرح ہبہ نہیں کیا جا سکتی۔ (ملاحظہ ہو "قانون رواجی پنجاب" جلد ۲ صفحہ ۱۰۲ - ۱۶۳ - ۱۷۸)۔

اس مسئلہ کے متعلق کہ علاوہ بیٹی یا بہن کے کسی اور کے حق میں کوئی شریک ہبہ کر سکتا ہے کہ نہیں کوئی صاف تجویز نہیں ہے مگر خلاصہ تجاویز کا یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان رشتہ داروں کے علاوہ کسی اور کو

---

[1] ۱۱ مدراس لا ٹائمس ۱۰۳۔
[2] ۳۱ بمبئی ۳۷۳۔
[3] ۷ کلکتہ ۱۔
[4] ۴۴ بمبئی لا رپورٹر ۸۳۔
[5] ۸ انڈین کیسز ۶۲۵۔
[6] ۲ الہ آباد ۶۳۔

حق مین ہبہ جائز نہین ہے اور وہ بیٹے پر قابل پابندی نہ ہوگا[۱] چنانچہ ایک مقدمہ مین غیر منقسمہ چچا کیجانب سے اپنی بہو کے حق مین ہبہ ناجائز قرار پایا[۲] مگر جبکہ ہبہ کسی بت کے حق مین ہو تو جائز قرار دیا گیا ہے[۳] اور جبکہ ہبہ باپ نے اپنے داماد کے حق مین کیا اور وہ ہبہ بلا بدل تھا تجویز ہوئی ایسا ہبہ ناجائز ہے[۴]

**شریک خاندان۔** ایک غیر منقسمہ ہند و خاندان رکن اپنے شرکاء کی اجازت کے بغیر غیر منقسمہ جائداد مین اپنا حصہ ہبہ نہین کرسکتا۔ خواہ موہوب لہٗ عزیز ہون یا غیر ہون[۵] پس جبکہ ایک مقدمہ مین ایک غیر منقسمہ چچا نے اپنا حصہ اپنی بہو کو بہ محبت فطری ہبہ کیا تھا ایسا ہبہ ناجائز قرار دیا گیا[۶]

**بیوہ۔** بیوہ مان اپنے داماد کے حق مین ہبہ کرسکتی ہے بشرطیکہ جائداد مقدار مین زیادہ نہ ہو[۷] لیکن وہ ایسی جائداد کو جو اُسے بہ معاوضہ نان ونفقہ دی گئی ہو اِس طرح ہبہ نہین کرسکتی کہ بعد اُسکی وفات کے ورثا رعودی پر ہبہ واجب التعمیل ہو[۸] اپنے استری دھن کو

[۱] ۱۱ مدراس ۲۴۶۔
[۲] ۴ مدراس ۴۵۹۔
[۳] ۸ الہ آباد ۷۶۔
[۴] ۸ مدراس لا ٹائمس ۲۹۰=
۸ انڈین کیسز ۳۹۱۔
[۵] ۹ مدراس ۲۷۳۔
[۶] ۴ مدراس ۴۵۹۔
[۷] ۲۲ مدراس ۱۱۳۔
[۸] ۱۴ الہ آباد ۲۹۶۔ ۱۱ الہ آباد ۴۴۳۔

بیوہ ہبہ۔ کرسکتی ہے اگر بیوہ ایسی جائداد جو اُسے شوہر سے حاصل ہوئی ہو اپنی دختر کے حق مین ہبہ کردے تو جائز ہے اس لیئے کہ اُسکا اِس سے زیادہ منشاء نہین ہے کہ دختر کو حاصل ہونے والی حقیت جلد حاصل ہوجائے[۱]

نابالغ اور کوڑھی - ایسے اشخاص ہبہ نہین کرسکتے مگر کوڑھی ایسی جائداد کو ہبہ کرسکتا ہے جسکا وہ مرض نمودار ہونیکے قبل وارث ہوا ہو[۲]

استرداد ہبہ - مکمل ہبہ ناقابل استرداد ہوتا ہے اگر واہب اُس کی تکمیل کے لیئے جملہ امور عمل مین لاچکا ہے تو وہ بعد ازان ذریعہ وصیت بھی مسترد نہین کرسکتا ہے[۳] لیکن اُس صورت مین جبکہ ہبہ مشروط ہو اور شرائط خلاف قانون اور مبنی با خلاق نہ ہون تو ہبہ مسترد ہوسکتا ہے[۴] ایک مقدمہ مین جبکہ ایک شخص نے دوسرے کے حق مین یہہ کہکر ہبہ کیا کہ موہوب لہٗ کو اُس نے اپنا مانس پتر تسلیم کیا ہے - یہہ تجویز ہوئی کہ ایسی صورت مین ہبہ بعد ازان اِس بنا پر منسوخ نہین ہوسکتا کہ اُس نے اِس خیال مین غلطی کی کہ موہوب لہٗ اُس کے مراسم کریا کرم ادا کرسکیگا[۵] جبکہ ایک مرتبہ قانونی غلطی کی وجہ سے ہبہ تکمیل پاجاوے تو مقدمہ مسترد نہین ہوسکتا

[۱] ۳۲ الہ آباد ۵۸۲ = ۶ انڈین کیسز ۵۴۱ -

[۲] ۶ سدرلینڈ ویکلی رپورٹر ۶۸ - [۳] ۲۳ بمبئی ۱۳۱ - منو باب ۹ صفحہ ۴۷ -

[۴] ۵ نارتھ وسٹرن پراونسز رپورٹ ۵ -

[۵] ۱ مدراس ۳۳۹ -

اگر ہبہ کی تکمیل مین واہب کے ساتھہ فریب کیا گیا ہو یا واہب اپنے فعل کی ماہیت نہ سمجھہ سکتا ہو تو ہبہ مسترد ہو سکتا ہے[1]

ہبہ بنام جماعت۔ جبکہ ہبہ ایک ایسے اشخاص کی جماعت کے حق مین کیا جائے جن مین سے بعض بوجہ پیدا نہ ہونے کے یا کسی اور وجہ سے جائداد حاصل نہ کر سکتے ہون تو سوال یہہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا ہبہ اُن لوگون کے حق مین جو لینے کے قابل ہین موثر ہو سکتا ہے یا یہہ کہ سب کے مقابلہ مین ناجائز قرار پاویگا۔ اگرچہ قانون انتقال جائداد اور قانون وراثت ہند کی رُو سے ایسی صورتون مین سب کے مقابلہ مین ناجائز ہوتا ہے۔ مگر قوانین بالا کا ہندوؤن پر اطلاق نہین ہے اور سلسلۂ نظائر سے یہہ طے ہوا ہے کہ ایسی صورت مین ہبہ کالعدم نہین ہو جاتا ہے بلکہ جماعت کے اُن لوگون کے فایدہ کے لیئے جو لینے کے قابل ہون قائم رہتا ہے[2] اصول مذکورہ کا اطلاق ہبہ حین حیات اور انتقال بذریعۂ وصیت ہر دو پر ہے۔ عدالت کا یہہ فریضہ ہے کہ وصیت یا ہبہ نامہ کے الفاظ سے تعبیر اس طرح کرے جس سے وصی یا واہب کی نیت کا بطریق احسن اظہار ہو سکے۔ اگر ہبہ نامہ یا وصیت نامہ مین یہہ الفاظ تحریر ہون کہ زید کی ایسی اولاد کے حق مین موثر ہوگا جو وقت وفات زندہ ہون اور وقت وفات

---

[1] ۱۵ بمبئی ۵۴۹۔ [2] ۱۲ مدراس ۴۹۳-۹ مدراس ۱۲۴۔ ۲۲ بمبئی ۵۳۳-۱۲ کلکتہ ۶۶۳- ۱۹ الہ آباد ۵۶۰ (پریوی کونسل) ۱۵ بمبئی ۶۵۲- ۱۸ بمبئی ۲۰۷- ۲۰ بمبئی ۵۷۸- ۲۶ بمبئی ۴۴۹- ۲۹ بمبئی ۱۳۳- ۲۴ کلکتہ ۶۴۶- ۲۸ مدراس ۳۸۶- ۳۲ کلکتہ ۹۹۲- ۳۸ کلکتہ ۳۶۹۔

چند فرزند زید کے زندہ بھی ہون تو خواہ مخواہ اُس عبارت کا یہہ نتیجہ نکالنا
کہ لڑکون مین ایسے لڑکے بھی شامل ہین جو بعد کو پیدا ہون صحیح نہین ہوسکتا
اس لیئے کہ یہہ مفہوم وصی یا واہب کی نیت کے متضاد ہے[1]

دہرم شاستر مین کہین ایسا قاعدہ تحریر نہین ہے کہ ہبہ یا انتقال بذریعہ
وصیت جو کہ ایسی جماعت کے حق مین کیا گیا ہو جو زندہ ہون اور قبول کرنے
کے اہل ہون اِس وجہ سے کالعدم قرار دیا جائے کہ اُس جماعت مین
ایسے چند اشخاص شریک ہو سکتے ہین جو وقت انتقال موجود نہین
ہین اور نہ ہو سکتے ہین[2] مقدمہ محولہ مین وضاحت کے ساتھہ بیان
کیا گیا ہے کہ انتقال نامہ کی تعبیر اِس طرح کرنی چاہیئے کہ نیت منتقل کنندہ
کا اظہار ہو جاوے۔ وصی کی دو نیت کہی جاسکتی ہین۔ اوّل نیت اصلی۔
دوئم نیت ضمنی۔ اُس کی اصلی نیت یہہ ہوا کرتی ہے کہ جماعت نامزدہ
کے تمام اراکین مستفید ہون گے۔ اور اُسکی ضمنی نیت یہہ ہوا کرتی ہے کہ
بصورت اِس کے تمام اراکین مستفید نہ ہو سکین کم ازکم ایسے ارکان
کو ضرور استفادہ پہنچنا چاہیئے جن کے لیئے ممکن ہو۔

**جماعت کسے کہتے ہین۔** چند اشخاص جماعت کے نام سے اُس
وقت موسوم ہو سکتے ہین جبکہ اُن تمام کو کسی ایک عام نام سے موسوم
کرنا ممکن ہو۔ مثلاً لڑکے۔ پوتے۔ بھتیجے۔

**تاویل ہبہ نامجات۔** اگر ہبہ دو اشخاص کے حق مین مشترکاً کیا گیا ہو

[1] ۲۰ بمبئی ۱۷۱۔ ۵ خ ۸ بمبئی لا رپورٹ ۳۲۸۔
[2] ۳۲ کلکتہ ۹۹۲۔ ۳۸ کلکتہ ۶۸۴ (پریوی کونسل)۔

تو اُس سے یہہ قیاس مستلزم نہین ہو سکتا کہ حقوق پسماندگی کا اطلاق ہوتا ہے[1] جب تک کہ صریح الفاظ اِس کے خلاف نہ ہون عورت کے حق مین ہبہ کرنے سے اُس کو جائداد موروثی پر حق قطعی حاصل نہین ہوتا ہے[2] اگر لڑکی کو کوئی جائداد بطور استری دہن ہبہ کیجائے تو اُس مین اُس کو قطعی حقوق حاصل ہوتے ہین[3]۔ اگر ہبہ دو اشخاص کے نام بالاشتراک ہو اور ایک کے حق مین اُس کا نفاذ نہ ہو سکتا ہو تو دوسرا شخص تمامی جائداد لے سکتا ہے[4] اگر اشخاص موہوب لہم کے نام ظاہر کر دیئے گئے ہون تو ایسی صورت مین جماعت کے حق مین ہبہ کرنے کا قاعدہ موثر نہ ہوگا[5]

ہبہ مشترکہ مین حق پسماندگی۔ ہندوؤن مین جبکہ جائداد مشترکہ دو اشخاص کو مشترکاً ہبہ کیجائے تو یہہ قیاس نہین کیا جا سکتا ہے کہ واہب کا منشاء یہہ تہا کہ حقوق پسماندگی متعلق ہین اور اِس طرح ہر موہوب لہٗ کو ایک ایسا حصہ ملتا ہے جو اُس کی وفات کے بعد اُس کے ورثار کو پہنچے نہ کہ دوسرے موہوب لہٗ کو[6]

محدود جائداد کا ہبہ۔ جبکہ ہبہ لڑکی کے حق مین اِس شرط پر کیا گیا ہو

---

[1] ۲۶ بمبئی ۴۴۹۔
[2] ۳۲ کلکتہ ۱۰۵۱۔ ۳۷ بمبئی ۸ ۱۸۱۔
[3] ۱۹ کلکتہ ۶۶۷۔
[4] ۱۷ بمبئی ۵۰۳۔ خ ۲۲ بمبئی ۹۸۴۔
[5] ۱۸ مدراس ۲۵۲۔
[6] ۱۵ بمبئی ۳۴۵۔
[7] ۱۱ بمبئی ۳ ۵۷۔ خ ۱۹ الہ آباد ۱۳۳۔ م ۲۴ کلکتہ ۶۴۴۔ ۲۶ بمبئی ۵۴۴۔ ۲۳ بمبئی ۸۰۔

کہ اُس کے لاولد فوت ہونے پر جائداد خاندان پدری پر عود ہو گی تو ایسی صورت مین لڑکی کا شوہر بہ حیثیت وارث جائداد حاصل نہین کر سکتا۔

مذہبی و خیراتی اوقاف۔ اگر وقف ذریعہ تحریر قائم ہو تو قانون انتقال جائداد کی دفعہ (۱۲۳) کی رُو سے ہونا چاہیئے۔ مگر ہندو قواعد مندرجہ دہرم شاستر کی پابندی سے وقف قائم کر سکتے ہین اور فرمانروائے وقت اُس کو نفاذ دین گے یا کم از کم اُس کی حفاظت کرین گے۔ اگر قیام کے لیئے کسی (ٹرسٹ) تولیت کی ضرورت نہین ہے[1] بت جو مذہبی اغراض کی علامت ہے اس قابل ہے کہ اُس کے حق مین جائداد وقف کیجاوے اور ایسے وقف کی جوازی کے لیئے کوئی صریحی الفاظ ہبہ یا امانت لازم نہین رکھے گئے ہین[2] مگر شرط یہ ہے کہ اگر ذریعہ تحریر وقف عمل مین آیا ہو تو عمل کی نیت ضرور ظاہر ہونی چاہیئے ورنہ وقف ناجائز ہو جائے گا[3] دہرم شاستر مین ایسے مذہبی اوقاف جن کی اغراض گھر کی بت کی پرستش ہو اور جو عوام الناس کے فائدہ کے لیئے قائم ہوئے ہون کوئی فرق نہین رکھا گیا ہے[4] زندہ اشخاص کے حق مین ہبہ بطریق جائز کرنے کے لیئے جو قواعد لازمی ہین اُن کا اطلاق ایسے عطیہ وصیتی پر نہین ہوتا ہے جو بعد

---

[1] ۳۶ کلکتہ ۳۱ (پریوی کونسل)۔

[2] ۱۲ بمبئی ۲۴۷ - ۲۳ کلکتہ ۶۴۵ - ۲۴ بمبئی ۶۵۹۔

[3] ۲۰ کلکتہ ۱۱۲۔

[4] ۸ کلکتہ ۱۱ - ۲۱ کلکتہ ۳۴۳۔

[5] ۹ بمبئی ۱۶۹ - ج ۱۲ مدراس ۲۸۷۔

وفات موصی کسی بُت کے قیام اور پرستش کے لیئے عمل مین آیا ہو[۵۱]
جبکہ وقف کی غرض قیام بُت ہو تو قیاس قانونی یہہ پیدا ہوتا ہے کہ
واقف کا منشاء انتظام یعنی شِبیت کو خاندان مین رکہنے کا تہا نہ کہ کسی
مخصوص فرد کو انتفاع پہنچانے کا۔ لیکن اگر نوشتہ مین ایسی نیت کی
اظہار کے الفاظ موجود ہون تو یہہ قیاس پیدا نہ ہوگا[۵۲] ایسی بُت
کے حق مین بذریعۂ وصیت جائداد بطریق جائز عطا نہین کیجا سکتی جسکا
وجود وقت وفات موصی نہ ہو[۵۳] ایک متولی مقتدر نہین ہے کہ
متوفی متولی کی جگہ پر تولیت نامہ مین ایسا اختیار تحریر نہونے کی
حالت مین دوسرے شخص کا تقرر کرے[۵۴] جو ہبہ مذہبی اغراض کیلیئے
عمل مین آتے ہین اُن کے لیئے خاص رعایات رکہے گئے ہین۔
پس اگر وے ناکمل رہجاوین تو اولاد واقف پر فرض ہے کہ
واقف کی وفات کے بعد اُس کو مکمل کرے[۵۵] قبضہ کا دینا لازمی
نہین ہے۔

نوعیت وقف۔ وقف اُس وقت مکمل کہا جاتا ہے جبکہ جائداد کسی
بُت کے حق مین قطعًا عطا کر دیجائے اور کسی شخص کے لیئے کوئی
جزو محفوظ نہ رکہا جاوے۔ اگر ہبہ بُت کے حق مین قطعی اور غیر مشروط
نہ ہو اور جائداد موہوبہ مین کسی شخص کو ایسا حق دیا گیا ہو جو منشاء ہبہ

---

[۵۱] ۱۰ کلکتہ لاجرنل ۳۵۵ (جلسہ کاملہ) = ۳۷ کلکتہ ۱۲۸۔

[۵۲] ۱۱ بنگال لارپورٹس ۸۶۔ [۵۳] ۲۵ کلکتہ ۳۰۵ - ۲۹ کلکتہ ۲۶۰ - ۳۰ کلکتہ ۵۲۱

[۵۴] ۲۸ مدراس ۵۱۷۔ [۵۵] ۲۵ بمبئی ۳۹۴۔

کے مغائر ہو تو ایسے وقف کو غیر مکمل وقف کہتے ہیں۔ اور ایسی صورت میں جائداد قابل تقسیم و توریث ہوتی ہے مگر بت کی پرستش کا بار اس پر رہے گا[1] اگر وقف واقعی نہ ہو اور اس کا منشاء صرف یہی ہو کہ جائداد دوامًا ایک معین طریقہ پر قائم رہے تو ہبہ اثر پذیر نہ ہو گا۔ کیونکہ یہہ وقف محض مصنوعی ہے۔ کوئی جائداد اس طرح ناقابل انتقال نہیں ہو سکتی کہ کسی شخص زندہ کو اس تذکرہ کے ساتھہ عطا کی جاوے کہ کسی خاص مذہبی غرض کے لیئے انتقال عمل میں آیا ہے[1]

**ثبوت وقف۔** یہہ دیکھنے کے لیئے کہ وقف نیک نیتی سے عمل میں آیا ہے یا محض برائے نام ہے غور یہہ کرنا چاہیئے کہ واقف کا جائداد کے متعلق طرز عمل کیا رہا ہے۔ اور مدعی علیہم اسے کس طرح رکھتے رہے ہیں۔ اگر واہب نے اپنی تمام جائداد زبانی اپنی وفات کے وقت بحق بت ہبہ کر دی ہو تو ایسے عمل کی تائید میں واضح ثبوت ہونا چاہیئے۔ تاہم ثبوت دستاویزی کی لازمی طور سے ضرورت نہیں ہے۔ یہہ واقعہ کہ سالہا سال تک آمدنی جائداد کسی بت کے قیام میں صرف ہوئی ہے اثبات وقف کے لیئے کافی ہے[2] لیکن صرف کسی جائداد کا بت کے نام پر خرید کرنا کافی ثبوت امر بالا کا نہیں ہے۔

---

[1] ۲۴ کلکتہ ۵۶۔ [2] ۲۴ مدراس ۳۰۰۔ ۷ بمبئی ۵۳۸۔

[3] ۱۲ مدراس ۳۸۷۔

جائز وقف عام کے لوازمات۔ وقف جائز ہونے کے لیئے حسب ذیل لوازمات پورے ہونے چاہئین۔

(۱) خاص اغراض کے لیئے خاص جائداد کا علیحدہ رکھنا[۱]۔ (۲) شئے جس کے لیئے وقف کیا گیا ہوا ور جو شئے وقف کی گئی ہو معین ہونی چاہیئے۔ (۳) وقف مین جائداد عوام کے نذر کردیگئی ہو جس سی ہر خاص و عام کو پوجا وغیرہ کا حق حاصل ہو[۲] (۴) جائداد موقوفہ قطعاً وقف کردی گئی ہو اور واقف کے حق مین کوئی منفعت باقی نہ رہی ہو۔ جج صاحب بیان کرتے ہین کہ وقف اُس صورت مین مکمل نہین کہلاتا ہے جبکہ واقف اپنی جائداد کسی بُت یا مذہبی یا خیراتی کام کے قیام مین لگا دے اور وہ جائداد اور اُس کا انتظام کاملاً اپنے ہاتھہ مین رکھے اگر جبکہ عوام بھی اُس سے مستفید ہو سکتے ہون تاہم چونکہ اُس کا قیام و اجراء مطلقاً واقف کی خواہش پر رہتا ہے اِس لیئے اُسے وقف عام نہین کہہ سکتے[۳] (طبع ہفتم صفحہ ۵۸۳)۔ (۵) جائداد موقوفہ ناقابل انتقال ہونی چاہیئے[۴] (۶) وقف مصنوعی و سازشی نہ ہونا چاہیئے بلکہ نیک نیتی سے فی الواقعی وقوع مین آنا چاہیئے[۵] یہہ بات معلوم کرنے کے لیئے کہ وقف حقیقی ہے یا

---

[۱] ۹ کلکتہ ویکلی نوٹس ۵۲۸- ۲۵ کلکتہ ۱۱۲- ۱۲۶- ۱۲۷-

[۲] ۲۰ ویکلی رپورٹر ۹۵ (پریوی کونسل)۔

[۳] ۱۱ انڈین کیسز ۶۲۵- ۵ کلکتہ ویکلی نوٹس ۱۲۶- ۱۶ انڈین کیسز ۸۳۸-

[۴] ۱۳ ویکلی رپورٹر ۲۰۰- ۹ کلکتہ ویکلی نوٹس ۱۵۴-

[۵] ۱۵ انڈین کیسز ۶۶۶- ۲۰ ویکلی رپورٹر ۹۵- ۱۲ مدراس ۲۸۷- ۵ کلکتہ ویکلی نوٹس ۱۲۶- ۲۹ مدراس ۱-

مصنوعی معیار یہہ ہے کہ جائداد موقوفہ کا کس طریقہ سے استفادہ ہوتا ہے خود واقف نے کس طریقہ سے جائداد استعمال کی اور اُس کی اولاد اُس کو کس طرح استعمال کرتی رہی ہے[۵۱] یہہ بات خاص طریقہ سے ثابت کرنی چاہیئے کہ جائداد متنازعہ بُت کے حق مین عطا کردی گئی ہے (۷) جائداد موقوفہ کسی خدمت[۵۲] یا کسی دوسرے کار مذہبی یا خیراتی سے متعلق ہونی چاہیئے۔ محض کسی شخص کی ذات کے حق مین عطیہ نہ ہونا چاہیئے[۵۳] (۸) جب ایک بار وقف مکمل طریقہ سے قائم ہو جائے تو پھر وہ مسترد نہین ہو سکتا یہان پر یہہ ذکر کر دینا چاہیئے کہ خانگی بُت کے حق مین اگر وقف کیا جائے تو وہ وقف عام نہ ہونے کی وجہ سے دنیوی ملکیت ہو جاتی ہے اور مسترد ہو سکتی ہے بشرطیکہ تمام ارکان خاندان راضی ہون[۵۴]

وقف اِس وجہ سے ناجائز نہین ہو جاتا ہے کہ فریقین نے شرائط وقف پورے نہین کیئے یا یہہ کہ اُس کا نفاذ ایک زمانہ آئندہ مین ایک یا دو حقیت مین حیاتی کے بعد ہو گا[۵۵]

عام و خانگی اوقاف۔ حسب ذیل امورات مین خانگی اور عام اوقاف مین فرق ہے۔ (۱) وقف عام مین تعداد اشخاص جو مستفید ہوتی ہین

---

[۵۱] ۹ انڈین کیسز ۹۵۔ ۱۹ انڈین کیسز ۳۷۳۔ ۲۷ کلکتہ ۲۴۴ و ۲۵۲۔

[۵۲] ۱۱ انڈین کیسز ۳۰۸۔ [۵۳] ۴ انڈین کیسز ۷۶۔

[۵۴] ۹ انڈین کیسز ۶۵۔ ۱۲ کلکتہ ویکلی نوٹس ۹۸۔ ۱۶ کلکتہ ویکلی نوٹس ۲۹۔

[۵۵] ۳۰ الہ آباد ۱۱۱۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۸۔ ۲۸۸۔

غیر معین ہوتی ہے اور ہر خاص و عام اُس سے مستفید ہو سکتا ہے۔ وقف خانگی مین واقف کا خاندان اُس کے عزیز اور دوست صرف متعلق ہوتے ہین اور اس لیئے تعداد معین ہوتی ہے[1] دوسرا فرق یہہ ہے کہ خانگی وقف مین واقف جائداد موقوفہ معہ بُت دوسرے خاندان مین اس غرض سے ہبہ کر سکتا ہے کہ اُس کی پرستش برابر جاری رہے لیکن اُس کے لیئے یہہ شرط ہے کہ تمام ارکان خاندان اس انتظام پر راضی ہون اور بُت کے حق مین مفید ہو۔ (۳) تیسرا فرق یہہ ہے کہ وقف خانگی مین تمام ارکان خاندان کی رضا مندی سے جنکو وقف سے تعلق ہو جائداد موقوفہ مسترد ہو سکتی ہے اور دنیوی ملکیت ہو سکتی ہے[2]۔ (۴) چوتھا فرق یہہ ہے کہ خانگی وقف مین ہر بد انتظامی معاف ہو سکتی ہے۔ لیکن عام وقف مین ایسا نہین ہو سکتا ہے[3]

مٹھ۔ یہہ ایک ایسا مذہبی انسٹیٹیوشن ہے کہ جس سے غرض ہندو فلسفہ کی تعلیم دینا ہے۔ خاص فلسفہ جسکی تعلیم دیجاتی ہے یہہ ہین۔ (۱) اَدویت۔ (۲) دویت۔ (۳) وسشنٹ دویت۔ بعض اوقات وہ مکان جس مین کہ مٹھ کے گرو رہتے ہین مٹھ کے نام سے تاویل کیا جاتا ہے۔ مٹھ کے قیام سے کیا غرض ہے اِس کے متعلق مقدمہ مندرجہ مدراس جلد ۲۷ صفحہ ۴۳۵ حسب ذیل تحریر ہے۔

"مٹھ کی صورت مین اگرچیکہ بُت کا تعلق اُس سے رہتا ہے مگر بُت

---

[1] ۲۳ بمبئی ۶۵۹۔
[2] ۱۱ انڈین کیسز ۹۴۷۔
[3] ۲۰ مدراس ۲۹۸۔

کی پوجا محض ضمنی ہے خاص غرض اُس کے قیام کی یہہ ہے کہ قابل مذہبی اُستاد ایک جگہ جمع ہون اور اُن کی پرورش ہو[۱]

یہہ سوال کہ مٹھ کا گرو متولی کہا جا سکتا ہے بمقدمہ ۳۳ مدراس ۲۶۵ اِس طرح طے ہوا ہے کہ اِس کے جواب کے لیئے یہہ دیکھنا چاہیئے کہ جائداد موقوفہ کن شرائط پر عطا ہوئی ہے اور اگر شرائط کا وجود نہ پایا جاسکے تو یہہ کہ اوقاف متنازعہ کے متعلق قدامت سے رواج کیا چلا آرہا ہے۔ پس اگر یہہ ثابت ہو کہ مٹھ کے گرو کو راجہ کی جانب سے کثیر جائداد خاص اغراض خیرات کے لیئے سپرد کی گئی ہے تو وہ ایسی جائداد کے لیئے متولی کہلاسکے گا لیکن اگر یہہ ثابت ہو کہ جائداد متنازعہ خود مٹھ کے گرو نے اپنے نام سے اور اپنے سرمایہ سے خریدی ہے تو وہ متولی نہ سمجھا جائیگا۔ بہرکیف اگر کم سے کم یہہ ثابت ہو جائے کہ قدامت سے مٹھ زیر بحث کا رواج یہی رہا ہے کہ جائداد متنازعہ کی آمدنی خاص کار خیر یا غرض مذہبی مین صرف ہوتی رہی ہے تو تولیت کا وجود مستنبط ہو سکتا ہے[۲] پس یہہ معلوم ہوا کہ مٹھ کے مہنت کی حیثیت مندر کے مہنت یا بت کے پوجاری سے مختلف ہے مہنت کے اختیارات ہندو بیوہ کے مماثل ہیں[۳] یہہ ضروری نہین ہے کہ مٹھ کا مہنت تارک الدنیا ہو سکے بجز اِس کے رواج خلاف مین ہو سکے کوئی مہنت ترتیب وراثت کو اپنے فعل سے تبدیل نہین کرسکتا[۴] جنون مہنت ہونے کے مانع نہین

---

[۱] ۹ انڈین کیسز ۹۔ [۲] ۱۹ انڈین کیسز ۲۱۹۔

[۳] ۴ مدراس ۱۔ [۴] ۱۳ مدراس ۲۷۷۔ [۵] ۵ کلکتہ ویکلی نوٹس ۱۴۵۔

سے ہے[١] اگر مہنت کے قبضہ مین کوئی جائداد ہو تو اُس کے متعلق یہہ قیاس نہین کیا جاسکتا کہ وہ مٹھ ہی کی جائداد سے ہے[٢]

**وراثت منتظمی**۔ جبکہ وقف مذہبی قائم کیا گیا ہو تقرر منتظم کا اختیار واقف اور اُس کے ورثائے کو حاصل رہتا ہے۔ جب تک اِس کے برعکس یہہ ثابت نہ کیا جائے کہ واقف یا اُس کے ورثائے سے لئے کوئی شرط منافی لگائی ہے۔ اگر تولیت نامہ مین طریقہ وراثت درج ہو تو اُسی پر عمل ہوگا اگر اِس کے متعلق کوئی ذکر نہ ہو تو رواج قدیم پر عمل ہوگا[٣]۔ واقف کو حق حاصل ہے کہ بُت کی پوجا کے لیئے جس کو چاہے مقرر کرے اور محض اِس امر سے کہ کوئی فریق اور اُس کے مورث ایک عرصہ تک پوجاری گری کا کام انجام دیتے رہے ہین ایسے فریق کو کوئی استحقاق حاصل نہین ہو جاتا ہے[٤] مندر کی تولیت مین بیٹا باپ کا جانشین ہونے سے عام طور سے کوئی موروثی حق پیدا نہین ہو جاتا ہے مگر خاص صورتون مین ممکن ہے[٥] مگر بُت کی پوجا کے قیام کے بعد عہدہ شبیت کے قائم کنندہ کے وارث یا ورثائے کو حق حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ یہہ ثابت نہ ہو کہ اُس نے خود اُس کے خلاف کوئی عمل کیا ہے یا کوئی رواج یا رسم یا طریقہ اِس کے منافی موجود ہے[٦] اگر شبیت جسکو واقف نے

١ ۲۷ مدراس ۴۳۵۔ ٢ ۴ انڈین کیسز ۷۶ - ۲۶ مدراس ۷۹۔

٣ ۲۹ الہ آباد ۶۶۳ - ۸ الہ آباد ۲۲۷ - ۳۳ کلکتہ ۷۸۹۔ ٤ ۱۳ انڈین کیسز ۴۰۸ ۱۳ انڈین کیسز ۳۲۹ - ۲۰ الہ آباد ۵۸۱ - ۳۲ کلکتہ ۱۲۹ - ۳۳ الہ آباد ۱۶۴۔

٥ ۱۲ سدرلینڈ ویکلی رپورٹر ۹۰۔ ٦ ۷ مدراس ۴۹۹ - خ ۲۹ مدراس ۴۳۲۔

٧ ۱۰ کلکتہ ۳ (پریوی کونسل) - ۳۲ کلکتہ ۱۲۹۱۔

مقرر کیا ہو وقف کے شرائط یا رواج کے لحاظ سے منتظم مقرر نہ کرے یا شبیت کی نسل ختم ہو جائے تو انتظام واقف کے خاندان پر عود کرتا ہے[۱]

اگر کسی مندر کا عہدہ تولیت خاندان مشترکہ کو حاصل ہو اور خاندان کو اس مین کوئی حق انتفاعی نہ پہنچتا ہو تو تقسیم وقوع مین آنے کے قبل تک صرف رکن کلان کو تولیت کے انتظام کا حق حاصل ہوتا ہے اور دوسرے ارکین باری باری انتظام کا دعویٰ نہین کر سکتے[۲] لیکن اگر خاندانی جائداد مذہبی یا خیراتی اغراض کے لیئے وقف کیجائے تو جملہ افراد خاندان کو حق حاصل ہو جاتا ہے[۳] جبکہ کوئی شخص مذہبی اغراض کے لئے خانگی طور سے کوئی جائداد وقف کرتا ہے تو جب تک کہ کوئی ہدایت خلاف مین ثابت نہ کیجائے واقف کے ورثا تولیت کے مستحق ہوتے ہین[۴] مٹھ کی صورت مین توریث رواج اور عمل پر منحصر ہے مٹھ قابل جائداد ہونے کے قابل تصور کئے گئے ہین[۵] اناث منتظم یا شبیت ہو سکتی ہین بشرطیکہ کوئی رواج خلاف مین ثابت نہ کیا جائے[۶] یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ بالعموم انتظام کا استحقاق موہوب لہ کی اصلی اولاد کو حاصل ہوتا ہے[۷] اگر یہ ثابت ہو کہ کسنے وقف قائم کیا یا کیا شرائط وقف کرین نتیجہ قانونی یہی ہوگا کہ استحقاق متعلق ملکیت جائداد یا انتظام جائداد ورثاء واقف کو حاصل ہوگا اور وراثت بطور معمولی ہوگی[۸]

خدمت مذہبی کا انتقال۔ خدمت مذہبی قابل انتقال نہین ہے۔ خواہ انتقال خانگی ہو یا بہ ایفائے ڈگری عدالتی بجز اسکے کہ رواج ثابت

---

[۱] ۹ انڈین کیسز ۷۷ - ۳۲ الہ آباد ۹۱۱ - ۱۹ ۴ انڈین کیسز ۲۳۷ - ۳۴ مدراس ۔ [۲] ۳۴ کلکتہ لا جرنل ۳۲۶ مدراس ۱۴۷ ۔ [۳] مدراس لا ٹائمس ۳۱۹ - [۴] ۷ الہ آباد لا جرنل ۳۰۳ - [۵] ۳ الہ آباد ۲۵۶ - [۶] ممبئی لا رپورٹر ۲۳۲ - [۷] ۳ بمبئی ۷۵ - [۸] ۴ انڈین کیسز ۶۷ - ۳۲ کلکتہ ۱۲۹ (پریوی کونسل)۔

کیا جاوے یا وقف کے شرائط اس قسم کے ہون[1] مگر خاص صورتون مین ایسے شخص کے حق مین انتقال عمل مین آوے جو ورثا مین سے ہو تو جائز قرار دیا گیا ہے[2] مثلاً اگر کوئی مستعمہ رکن خاندان اپنے بھائی بھتیجہ کے حق پو جاو آمدنی دیول منتقل کرے تو وہ جائز ہے۔ بشرطیکہ اس منتقل الیہ مین کوئی ایسا نقص موجود نہ ہو جسکی وجہ سے وہ فرائض متعلقہ کے ادا کرنے سے معذور ہو۔ مگر جبکہ منتقل الیہ ایک شخص غیر ہو تو انتقال کسی صورت مین جائز نہین ہوسکتا باوجودیکہ اُس مین قابلیت ادائی فرائض پائی جاوے[3] کلکتہ ہائی کورٹ کی یہہ رائے ہے کہ کسی صورت مین عہدۂ مذہبی کا انتقال جائز نہین ہوسکتا کیونکہ شبیت کی حیثیت صرف ایک نیم امین کی سی ہوتی ہے اور اُس کا قیام صرف بت کے نفع کے لیئے ہے[4] بمبئی ہائی کورٹ اس حد تک کلکتہ ہائی کورٹ کی رائے سے اتفاق کرتا ہے کہ عہدۂ مذہبی بجبر بایفائے ڈگری منتقل نہین ہوسکتا۔ مگر خانگی انتقالات قطعاً ممنوع نہین ہوسکتے۔ ایسے انتقالات کی جوازی اور ناجوازی کے لیئے کوئی عام قاعدہ معین نہین کیا جاسکتا۔ ہر عہدہ کے لیئے توریث کے قواعد مختلف ہوسکتے ہین اور رواج اور عمل اصل قانون پر حاوی رہے گا[5] خدمت شبیت قابل تقسیم

---

[1] ۱۹۰۷ مدراس ۳۰ ۱۸ - ۳۵ کلکتہ ۲۲۶ - ۳ الہ آباد ۱۸ - ۷ بمبئی ۲۹۸ - ۱۲ کلکتہ ویکلی نوٹس ۴۹۳

[2] ۶ مدراس ۷۶ - ۱۵ مدراس ۱۸۳ - ۱۹ مدراس ۲۱۱ - ۲۶ مدراس ۱۳۱ -

[3] ۳۵ کلکتہ ۲۲۶ = ۱۲ کلکتہ ویکلی نوٹس ۳۲۳ -

[4] ۲۳ بمبئی ۱۳۱ -

نہین ہے بجز اس کے کہ رواج موجود ہو[1]

**موقوفہ جائداد کا انتقال** - دہرم شاستر کی رُو سے اوقاف مذہبی قدرتاً ناقابل تقسیم ہوا کرتے ہین مگر فی زمانہ رواج ایسا موجود ہے کہ جسکی وجہ سے اصل قانون سے انحراف ہو گیا ہے۔ اور فریقین کو ایسا حق دیا گیا ہے کہ وہ اپنی حصہ داری کا نفاذ باری باری سے خدمت انجام دیکر اور ایک حد تک انتقال جائز رکھنے سے کرا سکتے ہین[2] جو شخص موقوفہ جائداد کو منتقل کرتا ہے اُس کی حالت ایک ہندو بیوہ کی طرح ہوتی ہے جو موروثی جائداد منتقل کر رہی ہو۔ پس سوال یہہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا تمامی واقعات پر نظر ڈالتے ہوے انتقال مصلحت عامہ اور عقلمندانہ تھا اور اغراض خدمت شبیت کی تکمیل اُس سے مقصود تھی اور مشتری نے اپنا اطمینان کر لیا تھا کہ انتقال کے لیئے کافی وجہ ضرورت پیش تھی شبیت کی حالت ایک امین کی ہوتی ہے[3] بدین وجہ شبیت کو یہہ اختیار حاصل نہین ہے کہ مستقل بار جائداد پر ڈالے جس سے جائداد موقوفہ کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو بجز اس کے کہ ضروریات ثابت کیجائین۔ کس حد تک قرضہ لیا جا سکتا ہے اس کا اندازہ ضروریات موجودہ پر منحصر ہے[4] بمبئی کے مقدمہ مین یہہ تجویز ہوئی کہ اگرچہ ہندو مذہبی وقف بیچا یا دواماً منتقل نہین کیا جا سکتا ہے۔ تاہم اس کی آمدنی ضروری اغراض کے لیئے عارضی طور سے رہن رکھی جا سکتی ہے[5] یہہ بات قابل لحاظ ہے کہ

---

[1] ۲۴ کلکتہ ۲۸۴ - [2] ۲۰ بمبئی ۴۹۵ - [3] ۲۴ کلکتہ ۷۷ - ۲۵ الہ آباد ۲۹۶ -
[4] ۲ انڈین اپیل ۱۴۵ - [5] ۲۶ بمبئی ۹۳ -

ملازم دیول کو پورا حق اپنی حقیت و استحقاق متعلقہ آراضی دیول جو اس کے قبضہ مین بعوض اُجرت ہو منتقل کرنے کا حاصل ہے[1] لیکن جو کہ بُت پر چڑھایا جاتا ہے وہ پروہت کی ذاتی جائداد نہین ہو سکتی - مٹھ کے سرگروہ کی حیثیت امین کی نہین ہوتی ہے اور اس لیئے وہ اس امر کا قانوناً ذمہ دار نہین ہے کہ آمدنی کس طرح صرف ہوئی[2] مذہبی اوقاف کا متولی بحیثیت خاص وجوہات سے کوئی ایسی دوامی حقیت پیدا نہین کر سکتا جو اُس کے قائم مقامون پر واجب التعمیل ہون لیکن جبکہ متعدد متولیون نے جو یکے بعد دیگرے قائم مقام ہوتے ہون کسی حقیت دار کی حیثیت تسلیم بذریعہ سکوت کی ہو تو بغیر معقول اطلاع قابل دیئے ہوئے وہ بیدخل نہین کیا جا سکتا[3]

استرداد وقف - جبکہ ایک مرتبہ وقف مکمل ہو جاتا ہے تو استرداد نہین ہو سکتا - اگر کسی وجہ سے غائت وقف ناممکن الحصول ہو جاتا ہے تو جائداد واقف پر عود نہ کرے گی بلکہ متولیان کو حق ہوگا کہ کسی دوسرے کار مماثل مین جائداد کو لگا دین -

ڈگری بمقابلہ مہنت مٹھ - ایسی ڈگری قائم مقامان مہنت پر واجب التعمیل ہوتی ہے بصورت کسی عذر کے اُن کو صرف یہی چارہ کار حاصل ہے کہ باضابطہ نمبری نالش دائر کرین - اس اصول مین کوئی فرق نہین آتا اگر چہ کہ مقدمہ پر ایسی نوٹ و دخل مہنت کی

[1] ۲۵ بمبئی ۵۹۳ -
[2] ۲۷ مدراس ۴۳۵ -
[3] ۲۹ مدراس ۲۹۱ -

بناء پر ہو یا جب ڈگری صلحاً حاصل کی گئی ہو۔ مٹھ کے چیلے مہنت کے ساتھ حیثیت شرکار کی نہین رکھتے ہین اور اس لیے مستحق نہین ہین کہ نالش خلاف مہنت مین فریق بنلے جائین یہ مہنت کی حیثیت نابالغ وارث کے منتظم کی سی ہوتی ہے جانشین کے قبضہ مین جو جائداد مٹھ کی ہوتی ہے وہ ایسے دیون مین قابل مجرائی ہے جو جائز طریقہ سے لیے گئے ہون۔ یہہ ضروری نہین ہے کہ صراحتاً آمدنی پر دیون کا بار عائد کیا گیا ہو[۵۳]

بینامی معاملات۔ ایسے معاملات دوامًا تسلیم کیے گئے ہین۔ اس کا مطلب یہہ ہے کہ جائداد حقیقتاً کوئی اور خریدتا ہے مگر بظاہر کسی دوسرے کا نام مشتہر کیا جاتا ہے ایسی صورتون مین چونکہ ایسا عمل عام طور پر جائز ہے اس لیے قانون حقیقی مالک کی امداد کرتا ہے یہہ قاعدہ اس اصول معدلت پر مبنی ہے جس کا منشاء یہہ ہے کہ جب زید کوئی جائداد بکر کے نام پر خرید کرے تو زید کے فائدہ کے لیے بکر امین جائداد ہوتا ہے[۵۴] ظاہری مالک کو بینامدار کہتے ہین۔ اس طریقہ معاملت سے غرض یہہ ہوتی ہے کہ غیر اشخاص کو ملکیت کا علم نہ ہو اور داستان سے جائداد محفوظ رہے۔ یہہ تجویز ہوئی ہے کہ بینامی معاملات مین عدالت کا فرض ہے کہ اس امر کی تحقیقات کرے کہ فی الواقعی رقم کس نے ادا کی ہے[۵۵] اور بشرطیکہ ایسی

---

سلہ ۲۶ مدراس ۵۵۳۔ ۹ مدراس ۸۰۔ ۵۳ ۳۱ مدراس ۴۷۔

۵۴ بمبئی لار پورٹ ۴۔ ۵۵ ۲۹ بمبئی ۳۰۶۔

معاملت سے بے گناہ اشخاص پر فریب کا عمل نہ ہوتا ہو یا قوانین سرکار کی خلاف ورزی مقصود نہ ہو تو ایسی صورت مین اصل مالک بینامدار سے جائداد پانے کا مستحق ہے[1] جبکہ باپ کوئی جائداد اپنے بیٹے کے نام پر خرید کرے تو قیاس یہی ہوگا کہ بینامی بیع عمل مین آیا ہے اور اُس کی پر جائداد خاندان پر عود کرے گی۔ لیکن اگر بیوی یا بیوی اور بیٹے دونون کے نام پر پٹہ لیا جائے تو قیاس یہہ کیا جائے گا کہ اُن کی پرورش کے لیئے پٹہ لیا گیا تھا مگر کسی جائداد کا بیوی کے نام پر خرید کرنے سے یہہ قیاس پیدا نہین ہوتا کہ جائداد مذکور اُس کو ہبہ کر دی گئی ہے یا اُس کے فائدہ کے لیئے خریدی گئی ہے[2] اگر منتظم خاندان مشترکہ بینامی طریقہ سے ایسی جائداد خاندانی خرید کرے جو بعلت عدم ادائی مالگزاری سرکار نیلام کی گئی ہو تو قیاس یہہ ہوگا کہ خریداری خاندان کی منفعت کے لیئے عمل مین آئی ہے[3] ایسے مقدمات مین اسبات کا بار ثبوت کہ جائداد کا مستحق تنہا وہی شخص ہے جس کے نام پر جائداد خریدی گئی ہے اُسی پر ہوا کرتا ہے اور اُس کو بینامیدار کو پورا حق اپنے نام سے نالش رجوع کرنے کا ہوتا ہے[4]

---

[1] ۲۳ کلکتہ ۹۶۲ - ۲۳ بمبئی ۴۰۶ - ۲۸ کلکتہ ۳۷۰ -

[2] ۲۹ بمبئی ۳۰۶ -

[3] ۹ بمبئی ۷۷ -

[4] ۹ بمبئی ۱۱۳ -

# باب نہم

## وصیت

ابتدا اور ضوابط وصیت۔ اقتدار انتقال۔ وراثت سے محروم کرنا۔ عورت کا وصیت کرنے کا اختیار۔ ہبہ بغرض دھرم۔ اختیار احد الامرین۔ قانون وصیت اہل ہنود۔ ناجائز ہبہ بذریعۂ وصیت۔ تعبیر وصیت۔

ابتدا۔ اہل ہنود کا وصیت کرنا حال کی ایجاد نہین ہے۔ نہ وہ کسی مقام مختص ہے۔ بلکہ تمام ہندوستان مین وصیت رائج تھی۔ اور یہہ دہرم شاستر کا ایک جزو ہے۔ بذریعۂ وصیت انتقال کی وسعت ضرورت یا رواج پر مبنی نہین ہے بلکہ ایسے قواعد پر مبنی ہے جو دہرم شاستر مین پائے جاتے ہین یا دہرم شاستر سے اخذ کئے جا سکتے ہین۔ ابتدائی زمانہ مین آریہ قوم مین وصیت کا وجود نہ تہا۔ ہندو آریہ جب اصل آریہ قوم سے جدا ہوئے اُن مین وصیت کا طریقہ نہ تہا۔ لیکن یہہ تو صاف ہی کہ اصل قوم آریہ سے شاخ علحدہ ہونے کے قبل ہند و یورپین ہر قوم مین اس خیال نے پختہ طور سے جگہ لی تہی کہ نام کے لیئے اور ادا ئی قرضہ کے لیئے اولاد کی سخت ضرورت ہے۔

وصیت کی تکمیل۔ وصیت زبانی اور تحریری ہر دو طرح ہو سکتی ہے۔

اگر اُن مقامات پر وصیت کیجائے جہان قانون وصیت اہل ہنود نافذ ہے تو یہہ لازمی ہے کہ تحریری ہو اور کم از کم دو گواہوں کی اُسپر تصدیق ہو۔ اور اگر وصیت ایسے مقامات پر کیجائے جہان نہ قانون مذکور نافذ ہو اور نہ جائداد موصی بہا ایسے حدود مین واقع ہو جہان قانون مذکور نافذ ہو تو زبانی وصیت بھی جائز ہے[1] لیکن جو شخص اپنی حقیت کا دعویٰ زبانی وصیت پر رکھتا ہو تو اُس پر فرض ہے کہ بہت ہی صحیح طور سے اُن الفاظ وقت اور مقام کو ثابت کرے جن پر وہ استدلال کرتا ہے۔ جائز وصیت ہونے کے لیئے یہہ ضروری نہین ہے کہ نوشتہ کسی خاص نمونہ کا ہو یا خاص اصطلاحات استعمال کیئے جائین۔ صرف ضرورت اِس بات کی ہے کہ موصی کی نیت انتقال جائداد بخوبی واضح ہو جائے اگر کوئی ترکہ کسی شخص کے نام اِس شرط پر عطا کیا جائے کہ اُسکے بعد وہ جائداد بعد وفات کسی دوسرے شخص کے حاصل ہوگی تو ایسی شرط وصیت کے منافی نہین ہے۔ اگرچیکہ یہہ اندازہ کرنا غیر ممکن ہے کہ وہ وصی کے بعد بھی رہے گا کہ نہین[2]

وصیت حسب ذیل طریقون سے مسترد ہو سکتی ہے۔

(الف) دوسری وصیت سے۔

(ب) جلا دینے پھاڑ ڈالنے یا کسی دوسری طرح نوشتہ کو تلف کرنے سے۔

---

[1] بمبئی ۱۴۱ ۶- ۱۱ بمبئی ۸۹- ۱۰ مدراس ۲۵۱-

[2] ۳ ۶ کلکتہ ۹۴۱-

(ج) کسی ایسے عمل مابعد سے جو منافی مضمون وصیت ہو مثلاً بیوہ کو متبنی لینے کی اجازت دینا یا بعد تکمیل نوشتہ وصیت خود متبنی لینا[۱۵]

(د) یا کسی ایسے واقعہ کے وقوع مین آنے سے جو منافی مضمون نوشتہ ہو مثلاً اولاد کا پیدا ہونا جو وقت وصیت حمل مین ہو[۲۵] لیکن مدراس ہائی کورٹ سے یہہ تجویز ہوئی ہے کہ کسی ہندو کی وصیت جبکہ وہ قانون وصیت اہل ہنود کے تابع نہ ہو اور نیز ایسی وصیت جو مکسوبہ جائداد سے متعلق ہو بعد تکمیل اولاد پیدا ہونے سے مسترد نہین ہو جاتی[۳۵]

(ھ) زبانی احکام سے - پس اگر موصی واضح حکم اپنی وصیت کو تلف کر دینے کا دیدے اور اُس کی نیت اس طرح مسترد کرنے کی ہو تو یہہ استرداد کی کافی دلیل ہے - اور باوجود اس کے کہ نوشتہ فی الواقعی تلف نہ ہوا ہو وصیت مسترد متصور ہوگی[۴۵] پس جبکہ ایک شخص نے اپنی شدید بیماری کی حالت مین وصیت کی تھی اور اُس کو لفافہ مین بند کر کے رجسٹری کرا کر رجسٹرار کے پاس امانت رکھوادی تھی لیکن صحت حاصل ہونے پر اپنے وکیل کو ہدایت دی کہ نوشتہ رجسٹرار سے واپس لیلے اور قبل واپسی فوت ہو گیا - یہہ تجویز ہوئی کہ وصیت مسترد ہو گئی[۵۵]

---

[۱۵] ۲۴ کلکتہ ۵۰۴ - ۶ بمبئی ہائیکورٹ ۲۲۴ - ۱ بمبئی ۶۴۱ - ۱۲ مدراس ۴۹۰ -

[۲۵] ۸ مدراس ۸۹ - [۳۵] ۲۰ مدراس ۳۶۹ -

[۴۵] ۳ کلکتہ ۶۲۶ (پریوی کونسل) - ۲۱ کلکتہ ۷۹ - [۵۵] ۲۵ مدراس ۶۷۸ - ۲۷ مدراس ۳۸۲ - خ

۳ الہ آباد لا جرنل ۲۸۲ - ۱۳ مدراس لا جرنل ۲۹۸ - ۲۷ مدراس ۳۰۰ -

**ثبوت وصیت۔** وصیت اِس وجہ سے ناجائز نہیں قرار دیجا سکتی کہ عبارت خود موصی نے تحریر نہیں کی یا اس کے دستخط کی تصدیق نہیں کی گئی تھی۔[1] ضرورت صرف اسیقدر ہے کہ باضابطہ تکمیل ثابت کیجائے۔ باضابطہ تکمیل ہونے سے صرف یہی مراد نہیں ہے کہ موصی کی حالت دماغی ایسی ہو کہ وہ تکمیل نوشتہ کی اجازت دے سکے۔ اور اُس کو سمجھ سکے بلکہ یہہ بھی کہ اُس نے مضمون مندرجہ نوشتہ سنا تھا اور سمجھ لیا تھا عموماً جبکہ تکمیل کنندہ کے ہوش و حواس صحیح ہوں قیاس یہ ہوتا ہے کہ اُس نے مضمون وصیت کو سمجھا تھا اور اُس پر رضامندی ظاہر کی تھی۔ لیکن جبکہ موصی کی دماغی حالت صحیح نہ ہونے کا ادعا کیا جاتا ہو تو اس وقت عدالت کو اِس امر کی تحقیقات کرنی چاہیئے کہ آیا موصی کے ہوش و حواس صحیح تھے اور وہ مضمون وصیت کو سمجھا تھا اور راضی تھا۔[2]

**اقتدار انتقال ذریعہ وصیت۔** صرف بالغ وصیت کر سکتے ہیں۔ نابالغ وصیت کرنے کا مجاز نہیں ہے کیونکہ وصیت صرف موصی کیجانب سے اپنی وفات کے بعد اپنی جائداد کے انتظام کے متعلق نیت کا قانونی اظہار ہے۔ نابالغ کے حق میں وصیت کیجا سکتی ہے۔ یہہ حق انتقال مانند انتقال بزمانۂ حیات کے مکسوبہ اور موروثی جائداد کے لحاظ سے کم و بیش ہوتا رہتا ہے۔ صرف اِس قدر فرق ہے کہ شریک خاندان مشترکہ جائداد میں اپنی غیر منقسمہ حقیت ذریعۂ وصیت منتقل نہیں کر سکتا ہے

[1] ۳ بمبئی ۷۔

[2] ۲ کلکتہ ۲۷۹۔ ۲۵ کلکتہ ۴۰۲ (پریوی کونسل)۔

(۱) مکسوبہ جائداد - یہہ ظاہر ہے کہ مکسوبہ جائداد مین اولاد کا کوئی حق نہین ہوا کرتا ہے اِس لیئے اُس کے انتقال کے متعلق ہر شخص کو قطعی حق حاصل ہے اور کسی شخص کو حق اعتراض حاصل نہین ہو سکتا مگر کسی صورت مین جائداد اِس طرح منتقل نہین ہو سکتی کہ ورثاء از قسم بیوہ - دختر وغیرہ اپنے قانونی حق نان ونفقہ سے محروم ہو جائین[۱] - باپ کو اختیار ہے کہ وہ اپنی مرضی پر بحصص غیر مساوی اپنے لڑکون کو مابین تقسیم کر دے یا کسی خاص لڑکے کو حصہ سے قطعاً محروم کر دے یا اپنی بیوہ کو غیر منقولہ جائداد پر قطعی حق انتقال عطا کرے[۲] - وصیت جو اور صورتون مین جائز ہو محض اِس وجہ سے ناجائز نہین ہو جاتی کہ اُس مین موصی یا اُس کے بھائی کی بیوہ کی پرورش کا انتظام نہین کیا گیا یا اِس لیئے کہ موصی سے زیادہ اور دوسرا شخص روحانی فائدہ پہنچانے کے قابل تہا[۳]

(۲) موروثی یا غیر منقسمہ جائداد - چونکہ لڑکے کو جائداد موروثی مین پیدائش سے بلکہ اُس وقت سے جبکہ رحم مادر مین آئے حق حاصل ہو جاتا ہے اِس لیئے باپ بذریعہ وصیت اُس کا حق زائل نہین کر سکتا - پریوی کونسل نے تجویز کی ہے کہ اگر باپ اور بیٹے مشترک رہتے ہون اور موروثی جائداد کی تقسیم عمل مین نہ آئی ہو تو وہ اپنے غیر منقسمہ حصہ کو

---

[۱] ۲۴ مدراس ۴۲۹ -

[۲] ۲ بمبئی لا رپورٹر ۱۰۸۲ - ۳ بمبئی ہائیکورٹ ۸ -

[۳] ۲۰ سدرلینڈ ویکلی رپورٹر ۱۴۷ - [۴] ۸ مدراس ۸۹ -

بذریعہ وصیت منتقل نہین کرسکتا۔[1] اصول شاستر کہ جائداد کے متعلق یہہ ہے کہ حق پسماندگی کو حق ذریعہ وصیت پر ترجیح ہے۔ پوتی کی موجودگی مین بہی دادا اپنا حصہ بذریعہ وصیت منتقل نہین کرسکتا۔[2] باپ کو یہہ بھی حق حاصل نہین ہے کہ اپنے بیٹے کے فائدہ کے لیئے موروثی جائداد بذریعہ وصیت وقف کرے[3] اگرچہ منفعت اُس کے حق مین رکھی جائے مگر اُس صورت مین جبکہ وقت وفات اُس کے اولاد نرینہ نہ ہو وہ موروثی جائداد کو بذریعہ وصیت منتقل کرسکتا ہے بشرطیکہ بیوہ اور دختران کی پرورش کا کافی انتظام کردیا ہو۔ اُس کو اختیار ہے کہ وصیت مین موصی لہٗ کے اختیارات متعلقہ جائداد محدود کرے یا کوئی شرط لگائے بشرطیکہ اصول دہرم شاستر کے منافی وہ شرائط نہ ہون۔ اگر اسمین شبہہ ہو کہ جائداد موروثی ہے یا مکسوبہ اور ایسی جائداد بذریعہ وصیت اِس طرح منتقل کی گئی ہو کہ بعض شرائط بیٹے کے موافق ہون اور بعض خلاف اور بیٹا وصیت پر راضی ہوگیا ہو تو ایسی رضامندی بیٹے اور موصی دونون پر واجب التعمیل ہے۔[4] صحیح طریقہ یہہ معلوم کرنے کا کہ آیا انتقال وصیتی جائز ہے یا نہین۔ یہہ ہے کہ آیا بزمانہ حیات وہ جائداد ہبہ ہوسکتی تھی یا نہین اگر ہبہ کیئے جانے مین کوئی امر مانع نہ تھا تو یہہ امر کہ جائداد ناقابل تقسیم ہے قابل لحاظ نہین ہے۔[5]

---

[1] ۵ بمبئی ۸۸ ۔ [2] ۹ بمبئی ۴۳۸ ۔

[3] ۲۹ بمبئی ۳۵۱ ۔ [4] ۲۰ بمبئی ۵۰۴ ۔

[5] ۲۰ مدراس ۱۱۷ - ۲۲ مدراس ۹ و ۳۸۳ (پریوی کونسل)۔

**دایا بھاگ۔** دایا بھاگ کی رُو سے بیٹے کو جائداد موروثی مین پیدائش سے کوئی حق حاصل نہین ہوتا ہے اور باپ کو کامل حقیت حاصل ہوتی ہے اور شرکا مین تیم القسام ملحوظ ہوتا ہے اس لیئے باپ اور ہر رکن خاندان کو اپنے حصہ کی وصیت کا حق حاصل ہوتا ہے[۱]

**اولاد کو وراثت سے محروم کرنا۔** دایا بھاگ کی رُو سے باپ اپنے بیٹون کو یا کسی ایک بیٹے کو فائدہ پہنچا کر دوسری بیٹونکو وراثت سے محروم کرسکتا ہے۔ اور یہہ ضروری نہین ہے کہ اگر فی الواقعی دوسری بیٹون کے حق مین ہبہ واضح طور سے کیا گیا ہو تو موصی کے دوسرے بیٹون کو وراثت سے محروم کرنے کے متعلق اظہار نیت بھی واضح طور سے کیجائے[۲] لیکن متاکشرا کی رُو سے ہندو باپ اپنی تمام موروثی جائداد یا اس کا کوئی جزو اِس طرح سے ایک لڑکے کے حق مین وصیت نہین کرسکتا کہ دوسرے محروم رہین اُس کو جو کچھہ اختیار حاصل ہے وہ جائداد مکسوبہ کے متعلق ہے[۳]۔ وراثت سے محروم کرنے کی نیت کا اظہار صاف اور غیر مبہم الفاظ مین ہونا چاہیئے۔ محض کسی ایک وارث کو خاص اجزاء جائداد کے دینے سے جبکہ اُس کو وراثت سے محروم کرنے کے الفاظ وصیت مین نہون یہہ مراد نہین ہوتی کہ وہ بقیہ جائداد سے محروم ہوگیا[۴] اور

---

[۱] مورز انڈین اپیل ۹-۳۰۹-۲۰ مدراس ۱۶۷- ۵۳، بنگال لاء رپورٹر ۲۶۷ - ۲۴ سدرلینڈ ویکلی رپورٹر ۳۹۵- ۲ بمبئی ۳۸۸- ج۔ انگلکتہ ۴۳۔ ۵ بمبئی ۴۸-

[۲] ۲ بمبئی ۳۸۸ - ۱۳ بمبئی ۶۱-

جب تک کہ صاف الفاظ مین جائداد کسی ایک شخص کو ہبہ کی ہوئی ظاہر نہ ہو محض وصیت مین یہہ الفاظ ہونے سے کہ وارث قانونی کو کوئی ترکہ نہ ملے گا۔ اُس کو محروم کرنے کے لیئے کافی نہین ہے۔ دوسرے الفاظ مین وراثت سے محروم ہونے کا قیاس نہین کیا جاسکتا۔ اگرچہ ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو وراثت سے محروم کرے۔ تاہم ایسا نہین ہوسکتا کہ کسی خانگی انتظام کی بناء پر قانونی طریقہ وراثت تبدیل ہوجائے مثلاً اگر لڑکا محروم کردیا جائے تو پوتا وارث ہوگا۔

**عورت کو وصیت کرنے کے متعلق اختیارات۔** عورت کو اپنے استری دہن پر قطعی اختیارات حاصل ہین لیکن سوال یہہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا بذریعۂ وصیت اِس جائداد کو وہ منتقل کرسکتی ہے جو اُسے اپنے شوہر سے وراثتاً حاصل ہو یا بذریعۂ وصیت ملے۔

**بمبئی۔** یہان یہہ طے پایا ہے کہ بیوہ کو جائداد غیر منقولہ کے متعلق مطلق اختیار انتقال حاصل نہین ہے[1] بجز اِس کے کہ دیگر ورثاء رضامند ہون یا ضرورت ثابت ہو یا جائداد کے فائدہ کے لیئے ہو۔ ایسی جائداد منقولہ جو اُسے ذریعۂ وراثت شوہر سے حاصل ہوئی ہو ذریعۂ وصیت منتقل کرنے کا حق حاصل نہین ہے۔ لیکن ایسی جائداد جو اُسے اپنے شوہر سے بذریعۂ وصیت حاصل ہوئی ہو اور وصیت مین کامل اختیار استعمال عطا کیا گیا ہو وصیت کیجاسکتی ہے[2] میو کہا کی رُو سے بھی عورت کا اختیار ایسی منقولہ جائداد پر جو وراثتاً شوہر سے ملی ہو

---

[1] ا بمبئی ہائیکورٹ ۵۶ - ۷ بمبئی ۱۵۵ - [2] ۲ بمبئی ۴۹۱ - ۷ بمبئی ۶۹۰ - ۳۲ بمبئی ۵۹ -

اِسی طرح محدود ہے[۱]

مدراس- یہان یہہ تجویز ہوئی ہے کہ ایسی جائداد شوہری جو بیوہ نے بیوہٴ ثانی سے حصہ مین پائی ہو وہ اِس طرح منتقل نہین کرسکتی کہ دوسری بیوائین اُس سے محروم ہو جائین[۲] لیکن ایسی جائداد کی آمدنی کی بچت کا انتقال بذریعہٴ وصیت جائز ہے[۳] اِسی طرح ایسی جائداد غیر منقولہ جو اُس نے ایسے تحفہ تحائف سے خرید کی ہو جو اُسکو اپنے شوہر سے بزمانہٴ ازدواج ملے ہون یا جو اُس نے استری دہن سے خرید کئے ہون وہ منتقل کرنے کی مقتدر ہے[۴]

الہ آباد- یہان بیوہ کو اپنے شوہر کی غیر موروثی جائداد بذریعہٴ وصیت منتقل کرنے کا اقتدار حاصل ہے[۵]

بنگال- یہان استری دہن بشرطیکہ وہ ایسی جائداد غیر منقولہ نہ ہو جو اُسے شوہر سے ملی ہو منتقل ہوسکتا ہے[۶]

**عورتون کے حق مین وصیت**- یہہ ایک سوال ہے کہ جب کوئی جائداد کسی بیوہ کے حق مین وصیت کیجائے تو اُس مین بیوہ کو کامل حقوق حاصل ہوتے ہین یا حین حیاتی یا صرف بیوہ کے- عام قاعدہ یہہ ہے کہ بیوہ کے حقوق حاصل ہوتے ہین- لیکن ایسا ہوسکتا ہے کہ

---

[۱] ۲۸ بمبئی ۴۵۴- ۹ بمبئی لا رپورٹر ۱۱۲۹-

[۲] ۷ مدراس ۹۳-

[۳] ۱۵ مدراس ۴۶۶-

[۴] ۲ مدراس ۳۳۳ دیریوی کونسل)-

[۵] ۷ الہ آباد ۷۶۹-۳۰

[۶] ... سدرلینڈ ویکلی رپورٹر ۲۷۳

نوشتہ مین کامل حقوق عطا کیئے جانے کے متعلق الفاظ مستعمل ہون۔ لیکن جب تک صاف الفاظ مین ایسے اختیار کا ذکر نہ کیا گیا ہو بیوہ کو کامل حقوق حاصل نہین ہوتے[51] لفظ "مالک" وصیت نامہ مین آنے سے نوعیت حقیت کس قسم کی تسلیم کرنی چاہیئے ایک پیچیدہ سوال ہے۔ حال کے ایک مقدمہ مین پریوی کونسل نے یہہ طے کیا ہے کہ اس لفظ سے مراد کامل حقیت ہوگی۔ جب تک کہ کوئی ایسے الفاظ اور موجود نہ ہون جن سے اس کے خلاف نتیجہ نکالا جا سکے اور موہوب لہٗ محض بیوہ ہونے سے اس اصول مین فرق نہین آتا[52] کلکتہ مین یہہ طے ہوا ہے کہ لفظ مالک سے کامل حقیت مراد ہوتی ہے۔ لیکن اس کے صحیح معنی تمام عبارت کے لحاظ سے قرار دینے چاہیئں[53] جبکہ مان کے حق مین ہبہ کیا گیا ہو تو ایسا کوئی قیاس پیدا نہین ہو سکتا کہ اس کو صرف محدود حقیت حاصل ہوگی۔ یہہ قیاس صرف اس صورت مین پیدا ہوتا ہے جبکہ غیر منقولہ جائداد بیوی کے حق مین ہبہ کیجائی[54] یہہ بھی قابل غور ہے کہ بیوہ کو بذریعہ وصیت کسی جائداد مین کامل حقیت حاصل ہونا خلاف قانون نہین ہے[55] پریوی کونسل نے ایک مقدمہ مین یہہ طے کیا ہے کہ جب ہبہ یا وصیت کسی اناث کے حق

---

[51] ۱۱ بمبئی ۵۷۳ - ۲۱ بمبئی ۳۷۶ - ۲۴ کلکتہ ۲۴۶ - ۲۶ بمبئی ۴۴۵ - ۲۷ کلکتہ ۴۴ - ۲۴ الہ آباد ۱۹۵ - غ ۱۴ الہ آباد ۱۳۳ -

[52] ۳۰ الہ آباد ۵۸ زیر پریوی کونسل ۱۔ ۵ انڈین کیسیز ۷۳ - ۳۰ بمبئی ۴۳۱ - ۳۱ الہ آباد ۳۸ -

[53] ۳۴ کلکتہ ۷۰ - ۲۹ کلکتہ ۷۱۶ - ۲۶ کلکتہ ۶۹۹ -

[54] ۳۴ کلکتہ ۱۰۵۱ - ۳۳ کلکتہ ۹۴۷ -

[55] ۸ مدراس لا جرنل ۴۶۹ -

مین کیا جاوے تو عدالت کو اس قیاس سے آغاز کرنا چاہیئے کہ حقیت محدود منتقل ہوئی ہے[ا]

**ترکہ بغرض دہرم** - جائز ترکہ کا یہہ لازمی جزو ہے کہ اُس کے شرائط معین ہونے چاہئین - اگر رفاہ عام یا خیراتی اغراض کے لیئے ترکہ دیا گیا ہو تو اغراض کا ذکر وضاحتاً ہونا چاہیئے - ایک مقدمہ مین موصی نے اپنی تمام جائداد دہرم کے لیئے چھوڑی اور یہہ تحریر کیا کہ روپیہ ایسے کام مین لگایا جائے جس سے اُس کا نام ہمیشہ قائم رہے - تجویز ہوئی کہ یہہ بوجہ غیر معین ہونے کے ناجائز ہے[۲] - مگر مدراس کی ایک مقدمہ مین مسٹر منی ایر صاحب جج نے دیگر حکام سے اتفاق نہ کرتے ہوے اپنی رائے اِس طرح ظاہر کی ہے جو قابل غور ہے "دھرم کے نام پر یہہ غیر معین ہونے کی بناء پر خواہ مخواہ کالعدم نہین ہوا کرتا ہے کیونکہ جب جائداد کے ہبہ کے متعلق لفظ دہرم استعمال کیجاتی ہے تو اُس کے معنی معین اور مقرر ہین اور اِس مین ایشٹ اور پورتا نذرین شامل ہین - یہہ لفظ ایک بڑی وسیع اصطلاح ہے جس کا اشارہ مخصوص اقسام متبرک ہبہ کی طرف ہوا کرتا ہے اور یہہ محض غیر معین و مبہم اصطلاح نہین ہے - ایسا قیاس کرنا چاہیئے کہ جب موصی نے یہہ لفظ استعمال کی تو اُس کا اشارہ اُن معین اغراض

---

[ا] ۳۵ کلکتہ ۸۹۶ - ۱۶ انڈین کیسز ۸۳۱ - ۲۹ بمبئی ۳۰۶ -

[۲] ۲۳ بمبئی ۷۲۵ - ۲۳ الہ آباد ۴۴۸ - ۲۵ الہ آباد ۴۳۵ - ۲ بمبئی لا رپورٹر ۱۰۶ - ۱۲ مدراس لا جرنل ۱۴۷ - خ ۲۸ مدراس ۱۴۷ -

کی طرف ہے جن کی تعلیم شاستروں مین کی گئی ہے اور ہر خاص و عام کو معلوم ہے۔ وصی امین کو یہہ ہدایت کرنا کہ وہ تمام جائداد بہ مد سخاوت حسب صوابدید خود صرف مین لاوے جائز قرار دیا گیا ہے[1] اگر غرض وصیت فوت ہو جاوے تو جائداد زیر بحث مانند دیگر غیر متعلقہ جائداد کے حاصل ہوگی۔ شاستر کی رو سے ایسی وصیت جائز ہے جس کی رو سے کہ کسی شخص کو جائداد مین حین حیاتی حق دیا جائے اور بعد اس کی وفات کے جائداد مذہبی یا خیراتی اغراض مین وقف کر دیجائے[2]

حسب ذیل تمثیلات ہبہ بغرض دہرم بذریعہ وصیت کی تحریر کیجاتی ہین برہمنون کو کہانا کہلانے کی غرض سے یا دوسرے غریب ہندوون کو کہانا دینے کی غرض سے ہبہ جائز ہے[3] اسی طرح دہرم شالہ سادہوون کے واسطے بنانے کے لیے[4] یا مذہبی اغراض کے لئے مندر بنانے کے لیئے ہبہ جائز ہے[5]۔ وصیت مین ایسی ہدایت کہ شیوراتری کے دوسرے روز برہمنون کو کہانا کھلایا جائے اور دکشنا دلائی جائے[6] مندر کی عمارت مکمل کرانے اور مورت کی استہاپن کرنے اور اس کی پوجا پاٹ کو ماہانہ خرچہ کرنے کے لیئے جائداد صرف کیجاوے[7] تو ایسے ہبہ جات جائز ہین کیونکہ ان مین غرض

---

[1] ۳۱ کلکتہ ۹۱۶۔
[2] ۳۴ کلکتہ ۵۔
[3] ۹ بمبئی ۴۹۔
[4] ۳۰ الہ آباد ۲۸۸۔
[5] ۷ بمبئی ۱۹۔
[6] ۲ کلکتہ ویکلی نوٹس ۱۰۹۳۔
[7] ۷ الہ آباد لاجرنل ۲۹۶۔

نہین ہے۔

موروثی کا حق مین ترکہ۔ اگر بوقت نفاذ وصیت مورثی وجود مین نہ ہو تو یہہ کالعدم ہو گا۔ لیکن وصیت مین ایسی ہدایت کیجا سکتی ہے کہ ٹھاکر جی کے استھاپنا کیجائے اور ایسی ہدایت جائز ہوگی۔[1]

**ناجائز وصیت**۔ اگر حسب ذیل ہدایات کسی وصیت مین پائی جائین تو اُن ہدایات کا نفاذ نہ ہوسکے گا۔

(الف) جبکہ ایسی حقیت عطا کیجائے جو شاستراً ممنوع ہو۔

(ب) قاعدۂ خلاف انتقال دوامی کی خلاف ورزی نہ ہو۔

(ج) عام طریقۂ توریث مین تبدیلی واقع ہو۔ مثلاً ایسی ہدایت کہ جائداد صرف کلان ذکور کو ملے یا یہہ کہ اناث کو وراثتاً کوئی حق نہین پہنچیگا۔[2]

(د) موہوب الیہ وجود مین ہونا چاہیے۔[3] اگر ہبہ وصیتی کسی ایسی بت کے اخراجات کے لیئے ہو جو ہنوز قائم نہین ہوئی ہے تو ایسا ہبہ وصیتی ناجائز ہے۔[4]

(ہ) یہہ ہدایت کہ جائداد سے کوئی عزیز پرورش کا مستحق نہ ہوگا یا یہہ کہ جائداد بایفائے ڈگری نیلام نہ ہوسکے گی۔[5]

(و) ایسی ہدایت کہ آمدنی ایک طول طویل مدت تک جمع رہے ناجائز ہے۔ محض آمدنی جمع ہونے کی ہدایت قانوناً ناجائز نہین ہے اور ایسی

---

[1] ۳۰ کلکتہ ۱۲۵۔ ۴۳ کلکتہ ۲۶۰۔

[2] ۴۳ مدراس ۵۰۱۔

[3] ۹ بمبئی ۲۸۔

[4] ۲۵ کلکتہ ۴۰۵۔ ۴۹ کلکتہ ۲۶۰۔

[5] ۶ مدراس ۴۹۹۔

ہدایت کا نفاذ اُس صورت میں کیا جا سکتا ہے جبکہ وہ مصلحت عامہ کے منافی نہ ہو[1]

(ز) کسی ناجائز غرض کے لیئے جائداد کے انتقال کی ہدایت کرنا[2]

(ح) ایسی شرط جو اصُول قانون کے خلاف ہو کالعدم ہے۔ مثلاً ممانعت انتقال۔

**ایکٹ وصیت ہند۔** یہہ ایکٹ ایسے ہندو جینی اور سکھہ باشندوں پر حاوی ہوتا ہے جو صوبہ بنگال و حدود بلاد مدراس و بمبئی میں وصیت کریں یا جب موصی بیرون حدود کا رہنے والا ہو۔ مگر جائداد متعلقہ اندرون حدود ہذا واقع ہو۔ قانون ہذا کی رُو سے وصیت کی تصدیق کم از کم دو گواہوں سے ہونی لازمی ہے۔ وصی تمام اغراض قانونی کے لیئے موصی کا قائم مقام ہوتا ہے اور پروبیٹ لینا ضروری ہے۔

**وصیت نامہ کی تعبیر۔** حسب ذیل سرسری قواعد وصیت نامہ کی تعبیر کے متعلق درج کیئے جاتے ہیں۔

(۱) موصی کی اصل نیت جہاں تک ہو سکے عبارت وصیت ہی سے اخذ کرنی چاہیئے۔ اور اِس لیئے تمام فقرات وصیت نامہ ایک ساتھہ پڑھنے چاہیئیں[3]

(۲) جبکہ وصیت نامہ میں نیت کا اظہار صاف عبارت میں کیا گیا ہو

---

[1] ۴۳ کلکتہ ۵۔ ۲۵ کلکتہ ۶۶۲۔ خ ۲۶ بمبئی ۴۴۹۔

[2] ۲۳ مدراس ۶۱۳۔ ۶ مورز انڈین اپیلز ۵۲۹

[3] ۱۲ انڈین اپیلز ۱۰۳۔

اور کوئی عام فقرہ نوشتہ مین ایسا بھی ہو جس سے نیت کا منشاء فوت ہوتا ہو تو ایسی عبارت سے نیت محدود نہین خیال کیجاے گی[1]

(۳) جبکہ بعض شرائط وصیت کے دوسرے شرائط کے منافی ہون اور واقعی نیت موصی کی کسی طرح اخذ کرنا ممکن نہ ہو تو آخری الفاظ پر عمل کیا جاے گا[2]

(۴) عدالت کو ایسے واقعات پر بھی لحاظ کرنا چاہیئے جن سے الفاظ مستعملہ کا مفہوم معلوم ہوسکے مثلاً حالت خاندان۔ اولاد۔ رواج اور حالات قوم وغیرہ۔ یا یہہ تسلیم کرلینا نامناسب نہین ہے کہ ہندو عموماً یہہ خواہش رکھتے ہین کہ اُن کی جائداد بالخصوص جائداد موروثی خاندان مین رہے یعنی عورتین قطعی حقوق توریث حاصل نہ کرین[3]

(۵) توریث کے صاف الفاظ ونیز ایسے الفاظ جو اختیار انتقال صراحتاً عطا کرتے ہون اس پر دلالت کرتے ہین کہ نیت قابل انتقال وقابل وراثت حقیت عطا کرنے کی ہے[4]

(۶) اصطلاحات اور خاص قانونی الفاظ کا مطلب وہی لینا چاہیئے جو مخصوص ہے۔ جب تک یہہ ثابت نہ کیا جاے کہ متعاقد الفاظ مستعمل ہوے ہین اور موصی کا مطلب اصطلاحات مخصوص معنون مین استعمال کرنے کا نہین تھا۔

---

[1] ۲۴ انڈین اپیلز ۷۶۔

[2] ۷ بمبئی لارپورٹر ۲۳۶۔

[3] ۱۲ ویکلی رپورٹر ۹ ۲ ۷ (پریوی کونسل)۔

[4] ۱۱ بمبئی ۳ ۷۔

# باب دہم

## نان ونفقہ

عام اصول متعلق قانون نان ونفقہ۔ اشخاص مستحق نان ونفقہ بیوی کا حق علحدہ رہکے نان ونفقہ پانے کے متعلق۔ بہو کا خسر کے مقابلہ مین حق نان ونفقہ۔ غیر صحیح النسب اولاد کا حق نان ونفقہ۔ بے عصمتی کا اناث کے استحقاق نان ونفقہ پر اثر۔ مقدار نان ونفقہ۔ بقایاے وصول کرنے کا حق۔ خاندانی مکان مین سکونت رہنے کی پابندی۔

عام اصول متعلق قانون نان ونفقہ۔ نان ونفقہ کا حق معاہدہ پر مبنی نہین ہے۔ یہہ ایک ایسی ذمہ داری ہے جو دہرم شاستر کی رو سے ظہور مین آتی ہے۔ اکثر ایسی صورتون مین اِس ذمہ داری کا نفاذ جائز ہے جہان کہ معاہدہ سے کوئی تعلق نہین ہے[1]

[1] ۲ الہ آباد ۴۷۷۔ ۹ کلکتہ ۵۳۵۔

یہہ استحقاق محض متعلق بہ ذات ہے۔ چنانچہ یہہ تجویز ہوئی ہے کہ غیر صحیح النسب ماں کا صحیح النسب بیٹے کو خاندانی جائداد میں کوئی ایسا استحقاق حاصل نہیں ہے جسکی بنا پر وہ ایسے رہن کا انفکاک کر سکے جو سابق کے مستحق و صحیح النسب مالک جائداد نے قائم کیا ہو۔[1]

یہہ حق ناقابل انتقال یا بیع ہے[2]

جائداد غیر منقولہ میں نان ونفقہ پانے کا حق آئندہ بہ تعمیل ڈگری قرق نہیں ہو سکتا۔ مگر بقایا سے نان ونفقہ قرق بھی ہو سکتا ہے اور بیع بھی ہو سکتا ہے[3]

بیوی اپنے حق نان ونفقہ سے دست بردار نہیں ہو سکتی لیکن اگر کوئی انتظام ایسا کیا جائے جس کے ذریعہ سے نان ونفقہ مقرر ہو جائے تو اگر وہ معقول ہو قابل بحالی ہوگا[4]

ہر شخص کے دیون کو اُس کی بیوہ کے نان ونفقہ کے بار پر ترجیح ہوگی اور ایسی بیوہ جسکو لاولد ہونے کی وجہ سے شوہر کی جائداد ورثتاً حاصل ہو نان ونفقہ کی مستحق نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ وارث ہوتی ہے[5]

ہندو بیوہ کا حق نان ونفقہ مسلسل پیدا ہوتا ہے محض یہہ بات کہ ایک عرصہ سے اُس کو گذارہ نہیں ملا ہے اِس امر کے مانع نہیں ہے

---

[1] ۲۲ الہ آباد ۱۹۱ (پریوی کونسل)۔ [2] ۵ بمبئی ۹۹۔ ۱۵ الہ آباد ۳۷۱۔ ۱۰ بمبئی ۳۴۲

[3] ۱۵ الہ آباد ۳۷۱۔ ۱۱ بمبئی ۵۲۸۔ [4] ۵ بمبئی ۹۹۔

[5] ۲۷ مد۔ اسس ۴۷۔

جبکہ اُس کو یہہ ضرورت ہو[1]

نان ونفقہ متوفی کی جائداد پر بار منصور نہین ہو سکتا ہے جبتک کہ ڈگری یا اقرار کی بنا پر نان ونفقہ کی رقم کی کفالت جائداد پر عاید نہ کیجاے۔ ہر ہندو کو اختیار حاصل ہے کہ جائداد نیک نیت مشتری کے حق مین بعوض بدل قیمتی منتقل کرے[2] بشرطیکہ یہہ نیت نہ ہو کہ بیوہ کا حق نان ونفقہ ساقط ہو ایسی صورت مین بیوہ کو کوئی حق بمقابلہ خریدار حاصل نہ ہوگا۔

حق نان ونفقہ محض ذات باہر ہونے سے زائل نہین ہوجاتا[3] اگر کوئی شخص ہندو مذہب سے نکل جائے تو وہ اس وجہ سے اپنی بیوی کے حق نان ونفقہ کو زائل نہین کرسکتا ہے[4]

وارث کی ذمہ واری ایسے لوگون کی پرورش کے متعلق جنکی پرورش مورث پر اخلاقاً یا قانوناً واجب تھی متروکہ کی حد تک لازمی ہے[5]

جب کسی جائداد پر بیوہ کے نان ونفقہ کا بار ہو تو بار ثبوت اُس شخص پر عائد ہوتا ہے جو یہہ عذر کرے کہ اُس کو ایسا حق حاصل نہین ہے[6] اور یہہ بار ثبوت اِسقدر ثابت کردینے سے پورا ہوجاتا ہے

---

[1] ۲۹ کلکتہ ۵۵۷۔
[2] ۴ کلکتہ لا جرنل ۳۷۶۔
[3] ۴ مدراس ۲۴۳۔
[4] ۴ مدراس ہائیکورٹ ضمیمہ
[5] ۹ ویکلی رپورٹر ۳۱۴۔ ۲۸ کلکتہ ۲۷۸۔ ۱۱ الہ آباد ۱۹۴۔ متاکشرا باب دفعہ ۱
[6] ۲۷ بمبئی ۴۸۵۔

کہ بیوہ بغرض ناجائز اپنے شوہر کے خاندان سے علیحدہ رہتی ہے یا یہہ کہ جائداد خاندانی ایسی نہین ہے کہ اُس کے علیحدہ گذارہ کیلئے اکتفا کرے یا یہہ کہ اُس کے دوسرے ذرائع پرورش ہین[1]

اشخاص مستحق نان ونفقہ۔

منو مین تحریر ہے "ضعیف والدین نیک بیوی اور نابالغ بیٹے کی پرورش لازمی ہے اگرچیکہ ایسے سو کام بہی کرنے پڑین جو نہ کرنے چاہیین"۔ (باب ۹ فقرہ ۱۰۸)[2] لیکن نان ونفقہ کا حق خاندان کے ساتھہ رہ کر ہے نہ کہ علیحدہ۔

(الف) تمام غیر منقسمہ شرکاء اُن کی بیویان اور بچے۔ ایسا ذکور رکن خاندان مشترکہ کا جو مشترکہ رہنے سے انکار کرے مستحق نہین ہے کہ اُسے گذارہ دیا جائے[3]

(ب) وہ تمام ارکان خاندان جو ناقابلیت ذاتی کی وجہ سے حصہ دار نہ ہوسکے ہون۔ اُن کی بیوی اور بچے[4]

(ج) والدین اس لفظ مین جدین بھی شریک ہین۔ لیکن علاتی مان کی نسبت بمبئی مین یہہ تجویز ہوئی ہے کہ سوتیلے بیٹے پر پرورش کا فرض نہین ہے جب تک کہ جائداد خاندانی اُس کو حاصل نہ ہوئے[5] لیکن مدراس ہائیکورٹ نے یہہ تجویز کی ہے کہ وہ ہر صورت مین مستحق ہے

[1] ۱۴ بمبئی ۴۹۰۔ ۳ بمبئی ۳۷۳۔
[2] ہندو لا مؤلفہ اسٹرینج صاحب جلد ۱ صفحہ ۶۷۔
[3] ۳ انڈین کیسیز ۳۷۶۔
[4] متاکشرا باب ۲ دفعہ ۱۰ اسمرتی چندریکا باب ۵ فقرہ ۱۔ اتا ۴ ۱ دایابہاگ باب ۵ فقرہ ۱۱ و ۱۴۔ ۱۶۔
[5] ۹ بمبئی ۲۷۹۔

خواہ جائداد خاندانی حاصل ہو یا نہ ہو۔ حقیقی ماں کے متعلق بیٹے پر ہمیشہ فرض ہے کہ وہ پرورش کرے خواہ اُس کو جائداد باپ سے وراثتاً ملے یا نہ ملے اُس صورت مین جبکہ وہ علٰحدہ بھی ہو بیٹون پر اُس کی پرورش فرض ہے۔ اگر وے جائداد خاندانی آپس مین تقسیم کرین تو ماں کو نان ونفقہ کے عوض مین بیٹے کے برابر حصہ ملے گا[۵۱] کلکتہ مین دادی کا حق تسلیم کیا گیا ہے[۵۲]

(د) ساس اُس کو کوئی حق اپنی بہو کے مقابلہ مین حاصل نہین ہے اگر جائداد بہو کی استری دہن ہو[۵۳]

(ہ) متوفی شریک کی داشتہ۔ یہہ اُس وقت مستحق گذارہ کی ہوگی جب کہ تعلق مستقل اور مسلسل رہا ہو نہ کہ محض زناکاری[۵۴] اور یہہ بھی لازمی ہے کہ دعویٰ نان ونفقہ کے قبل وہ باعصمت رہی ہو[۵۵] اپنے یار کی زندگی مین وہ نان ونفقہ کی مستحق نہین ہو سکتی اسلئے کہ کوئی وجہ نہین ہے کہ وہ علٰحدہ ہو جائے لیکن اگر اُس کی وفات تک وہ وفادار رہے تو اُس کو حق نان ونفقہ حاصل ہو جاتا ہے خواہ جائداد موروثی ہو یا مکسوبہ[۵۶] اگر ایک عرصہ تک کسی عورت کو داشتہ

---

۵۱ ۲۷ کلکتہ ۵۵۱۔

۵۲ ۱۲ دیکلی رپورٹر ۴۰۹۔

۵۳ ۸ بمبئی ۱۵۔

۵۴ ۱۰ بمبئی ہائیکورٹ ۳۸۱۔

۵۵ ۱۲ بمبئی ۲۶۔

۵۶ ۳ بمبئی لا رپورٹر ۶۴۷ - ۲۶ بمبئی ۱۶۳ - ۳۳ مدراس ۴۸۲ - ۱۲ بمبئی ۲۶ - دہرم شاستر مؤلفہ میگناٹن صاحب جلد ۲ باب ۲ دہرم شاستر مؤلفہ اسٹرینج صاحب جلد ۲ صفحہ ۱۷۳۔

رکھا ہو اور اُس کے بعد نکالدیجائے تو وہ مستحق نان و نفقہ نہ ہوگی[1]

(و) ناکتخدا بہنین اور بیٹیان۔ بہنین اور بیٹیان خاندان مشترکہ کی ارکان ہین لیکن اُن کا شمار شرکار مین نہین ہے۔ اُن کو صرف یہ حق حاصل ہے کہ شادی کے زمانہ تک اُن کی پرورش کیجائے اور شادی کے اخراجات ادا کیئے جائین۔ صرف ناکتخدا بیٹیون کو قانوناً حق گذارہ باپ کی جائداد پر ہمیشہ حاصل رہتا ہے۔ شادی شدہ بیٹیون کی پرورش اُن کے شوہر کے خاندان سے ہونی چاہیئے۔ اگر شوہر کے خاندان سے پرورش ہو اور بیوہ بیٹی اپنے باپ یا بھائی کے پاس آکر رہے تو باپ یا بھائی پر کوئی قانونی فرض پرورش کا عائد نہین ہوسکتا جسکا نفاذ جائداد مقبوضہ کے مقابلہ مین کیا جاسکے بلکہ محض اخلاقاً فرض عائد ہوتا ہے[2] یہہ طے ہوچکا ہے کہ لاولد و مفلس بیوہ بیٹی علٰحدہ گذارہ کی مستحق اُس جائداد سے نہین ہے جو اُس کے باپ کے ورثاء کو حاصل ہوئی ہو۔ ایسی بیٹی جو اپنے باپ سے علٰحدہ رہتی ہو بلا وجہ موجہ گذارہ دلاپانے کے دعوے کی مستحق نہین ہوسکتی۔

(ز) غیر صحیح النسب اولاد۔ (داسی پتر) متاکشترا کی رو سے باپ پر فرض ہے کہ غیر صحیح النسب اولاد کی پرورش کرے۔ اور یہہ اُس اُصول پر مبنی ہے کہ وہ باپ کے خاندان کا رکن ہوتا ہے مگر تین دو جنمی ذاتون مین وراثت سے محروم رکھا گیا ہے[3] مگر یہہ شرط ہے کہ

---

[1] ۲۳ مدراس ۲۸۲-۲۶ بمبئی ۱۶۳۔

[2] ۲۳ بمبئی ۲۹۱-۲۷ کلکتہ ۲۵۵-۳۰ کلکتہ ۲۷۸-[3] ۱۷ مدراس ۱۶۰-۴ انڈین اپیلز ۱۶۵۔

مان ہندو ہوئے[۱] اگر مان ہندو نہ ہو یعنی اولاد عیسائی بیوی سے ہو تو اولاد مستحق نان ونفقہ نہین ہے[۲] یہہ دوسرا امر ہے کہ ضابطۂ فوجداری کی رُو سے اُس کی پرورش لازمی ہو۔ اُس کے گذارہ کی ڈگری بکفالت جائداد خاندانی دیجا سکتی ہے۔ ایسی غیر صحیح النسب اولاد کو محض باپ ہی نہین بلکہ ایسے شرکار کے مقابلہ مین بھی جو بہ حیثیت پسماندہ باپ کا حصہ حاصل کرین حق نان ونفقہ حاصل ہے[۳] وہ مستحق اُس صورت مین بھی ہوگا جبکہ وہ وارث نہ ہو سکتا ہو مثلاً دو جنمی اقوام مین[۴] لیکن یہہ حق اُس کی ذات سے متعلق ہے اور اُس کے ورثا دعویٰ نہین کر سکتے[۵] ٹریویلین صاحب تحریر فرماتے ہین کہ باپ کی وفات کے بعد غیر صحیح النسب بیٹے کو اُس صورت مین بھی حق حاصل ہوگا جبکہ وہ بالغ ہو[۶] اِس امر کا معیار کہ آیا غیر صحیح النسب بیٹا نفقہ پانے کا مستحق ہے کہ نہین عمر یا روزی حاصل کرنے کی اہلیت نہین ہے بلکہ یہہ واقعہ ہے کہ آیا وہ منتظم خاندان کے تابع رہتا ہے کہ نہین[۷]

(۱) داسی پتر سے مطلب کلکتہ مین غلام کا بیٹا لیا گیا ہے لیکن بمبئی اور مدراس کی رُو سے ایسی اولاد مراد ہے جو غیر شادی شدہ عورت سے پیدا ہوئی ہو بشرطیکہ تعلق مسلسل ہو اور محض زناکاری نہ ہو۔

---

۱ ۳۲ کلکتہ ۴۷۹۔ ۲ ۲۷ مدراس ۱۳۔

۳ ۱ مدراس ویکلی نوٹس ۱۳۸۔ ۵ انڈین کیسنر ۹۱۹۔ ۳۰ مدراس ۳۲۴۔

۴ ۱ بمبئی ۹۷۔ ۵ ۲۲ الہ آباد ۱۹۱۔

۶ ہندو فیملی لا مؤلفہ ٹریویلین صاحب ۲۱۳۔ ۷ ۶ الہ آباد ۳۲۹۔

(ح) ایسا شخص جسکی تبنیت ناجائز قرار پائی ہو تبنی گیرندہ خاندان سے پرورش کا مستحق ہے[1]

(ط) بیٹے - جب تک کہ نابالغ رہین بیٹون کی پرورش خاندان سے لازمی ہے - لیکن اس صورت مین پرورش لازمی نہین ہے جبکہ وہ بالغ ہو جائین[2] لیکن اگر موروثی ناقابل تقسیم جائداد باپ کے قبضہ مین ہو تو بالغ بیٹے بھی پرورش کے مستحق ہین[3] ٹریولین صاحب تحریر فرماتے ہین کہ انہین شک ہے کہ آیا باپ پر بیٹون کی پرورش کے فرض کا نفاذ عدالت دیوانی سے کرایا جاسکتا ہے - لیکن ان کی یہہ دلیل ہے کہ جب غیر صحیح النسب بیٹے کو ایسا حق دیا گیا ہے تو صحیح النسب بیٹے کو بھی ایسا حق ہونا چاہیئے[4]

(ی) خاندان کے ارکان کی بیوائین اگر وہ باعصمت رہین مستحق پرورش ہین مگر کسی بیوہ کو حق پرورش دہرم شاستر کی رو سے اپنے شوہر کے اقربا کے مقابلہ مین محض اس وجہ سے حاصل نہین ہوتا ہے کہ ان مین تعلق قرابت کا ہے یہہ ذمہ داری موروثی جائداد کے وجود پر منحصر ہے[5]

(ک) بیوی - دہرم شاستر کی رو سے بیوی کو حق نان و نفقہ قرابت

---

[1] مدراس ہائیکورٹ ۳۵ - [2] ۱۱ مدراس ۹۱ - ۲ اوبکلی رپورٹر ۳۹۹

[3] ۲ بمبئی ۳۹۴ - ۱۲ بمبئی ہائیکورٹ ۹۴ - [4] ہندو فیملی لا مولفہ ٹریولین صاحب صفحہ ۲۱۱ و ۲۱۲

[5] ۲ بمبئی ۵۷۳ - خ ۲۳ بمبئی ۶۰۸ - ۲۲ بمبئی ۵۲ - ۱۱ الہ آباد ۱۹۴ - ۱۱ الہ آباد ۱۷۰ - ۱۴ الہ آباد ۲۰۶ -

ہی کی وجہ سے حاصل ہے اور موروثی یا مکسوبہ جائداد کا وجود لازمی نہیں ہے[1] شوہر کا فرض ہے کہ اپنی بیوی کو کھانا کپڑا اور دوسری ضروریات زندگی مہیا کرے[2] اگر بیوی کسی وجہ موجہ سے شوہر سے علٰحدہ رہتی ہو تو وہ ضروریات زندگی کے لیئے شوہر کے نام پر قرضہ لے سکتی ہے[3] یہہ تجویز ہوئی ہے کہ ہندو عورت کے حق نان ونفقہ کی خاص طریقہ سے حفاظت کرنی چاہیئے[4] اگر شوہر ہندو مذہب کو چھوڑ دے تاہم وہ اِس فرض سے بری نہیں ہو سکتا[5] محض ذات باہر ہونے سے حق نان ونفقہ زائل نہیں ہو جاتا[6] ایسے شخص کی بیوی جو وارث ہونے کے قابل نہ ہو یا عصمت رہنے کی صورت میں اُس جائداد سے مستحق پرورش ہے جو اُس کے شوہر کو بصورت قابل ہونے کے حاصل ہوتی[7] بیوی کی پرورش بالعموم شوہر کے گھر میں ہونی چاہیئے[8] اگر شوہر بلا کسی وجہ موجہ سے بیوی کو اپنے ساتھ رکھنے سے انکار کرے یا جب وہ خود کسی وجہ موجہ پر علٰحدہ جا کر رہے تو وہ مستحق نان ونفقہ ہے[9]

---

[1] ۲۷ مدراس ۴۵۔ ۵ بمبئی ۹۹۔

[2] دہرم شاستر مؤلفہ سیگناٹن صاحب جلد ۲ باب

[3] ۱۳ الہ آباد ۱۲۲۔

[4] ۵ بمبئی ۹۹ بصفحہ ۱۰۷۔

[5] ۴ مدراس ہائیکورٹ ضمیمہ ۳۔

[6] ۴ مدراس ۲۴۵۔

[7] متاکشرا باب ۲ فصل ۱۰۔ سمرتی چندریکا باب ۵ فقرہ ۴۴۔

[8] ۱ مدراس ہائیکورٹ ۳۷۵۔ ۲۴ ویکلی رپورٹ ۳۷۷۔

[9] ۲ بمبئی ۶۳۴۔ ۹ کلکتہ ۸۴۔

حسب ذیل صورتون مین بیوی علحدہ رہ کر نان ونفقہ کی مستحق ہوسکتی ہے۔

(۱) جبکہ اُس کے شوہر نے مذہب تبدیل کر دیا ہو[1] (۲) جبکہ شوہر نے سکونتی مکان مین داشتہ رکھی ہو[2] مگر یہہ ثابت ہونا چاہیئے کہ اُس کے رہنے سے عزت ریزی ہے اور ہندو عورت کا گھر مین رہنا ناممکن ہے[3] (۳) جبکہ شوہر عادتاً بدسلوکی کرتا ہو جس سے کہ اُس کی ذات کو اندیشہ ہو[4] جبکہ شوہر نے کئی عورتین گھر مین رکھی ہون اور اُنکے کہنے پر بیوی کو مارتا اور حملہ کرتا ہو اور گھر سے نکالدیا ہو[5] (۴) محض بیوی کو چھوڑ دینا ہی کافی ہے اگرچہ بیرحمی ثابت نہو[6] (۵) جبکہ بیوی اپنے شوہر کے گھر سے نکل گئی تھی۔ اور اپنی گذر محنت مزدوری کر کے کرتی تھی اور شوہر نے اُس کو بلانے کا خیال نہین کیا اور جب بیوی نے پھر آنا چاہا اُس کو رکھنے سے انکار کیا۔ تجویز ہوئی کہ وہ مستحق نان ونفقہ ہے[7]

حسب ذیل صورتون مین عورت مستحق نان ونفقہ نہین ہوتی ہے

(۱) جبکہ شوہر نے دوسری شادی کرلی ہو اور پہلی بیوی بھی ساتھ ہو تو پہلی بیوی ساتھ رہنے سے انکار نہین کرسکتی ہے[8] (۲) جبکہ شوہر

---

[1] ۱۶ الہ آباد ۲۱۷۔
[2] ۱۴ ویکلی رپورٹر ۱۵۱۔
[3] ۱۲ بمبئی لا رپورٹر ۳۰۷۔
[4] ۹ ویکلی رپورٹر ۴۷۵۔
[5] ۳۲ کلکتہ ۲۳۴۔
[6] ۱۹ کلکتہ ۸۴۔
[7] ۱۹ کلکتہ ۸۴۔
[8] ۱۵ مدراس ہائیکورٹ ۳۷۵۔

خود گذارہ دینے پر راضی ہو تو بیوی خواہ مخواہ علیحدہ گذارہ پانے پر اصرار نہین کرسکتی[۱] (۳) جبکہ بیوی بے عصمت ہو۔ ایسی صورت مین اُس وقت بھی حق زائل ہوجائے گا جبکہ ڈگری یا اقرار سے اُسکا حق مستحکم ہوگیا ہو[۲] لیکن وہ معمولی گذارہ پاسکتی ہے۔

(۴) ایسی بیوی جو اپنے شوہر کو بغیر اُس کی اجازت کے چھوڑ کر اور اپنے باپ کے خاندان مین رہے تو گذارہ کی مستحق نہ ہوگی۔ لیکن اگر بغیر کسی وجہ موجہ کے علیحدہ جاکر رہے تو اُس کا حق نان و نفقہ اپنے شوہر کی جائداد کے مقابلہ مین زائل نہ ہوگا[۳]

(ل) بہو کا حق نان ونفقہ۔ خسر کا فرض ہے کہ اپنی بیوہ بہو کی پرورش کرے اور اِس فرض کا قانوناً اُس وقت نفاذ کرایا جاسکتا ہے جبکہ اُس نے بذریعہ پسماندگی اپنے بیٹے کی جائداد پائی ہو لیکن جبکہ اُس نے کوئی جائداد بیٹے کی نہ پائی ہو تو فرض پرورش محض اخلاقی ہے اور اُس کا نفاذ عدالتہائے دیوانی سے نہین کرایا جاسکتا[۴] لیکن یہہ فرض اخلاقی جو خسر پر عائد ہوتا ہے ایسی ورثار پر جو اُس کے خسر کی جائداد حاصل کرین فرض قانونی ہوجاتا ہے[۵]

---

[۱] ۴ کلکتہ ویکلی نوٹس ۴۸۸۔ ۱۵ مدراس ۳۷۲-۱۹ مدراس ۶-۱۷ مدراس ۳۹۲-۲۰ ویکلی رپورٹر ۲۱-

[۲] ۳۱ مدراس ۳۳۸-

[۳] ۵ کلکتہ ویکلی نوٹس ۵۴۹- ۱۱ الہ آباد ۱۹۴- ۲۳ بمبئی ۶۰۸- ۱۱ مدراس ۹۱-۲۹ کلکتہ ۵۵۷- ۲۳ الہ آباد ۸۴- ۳۲ مدراس ۳۰۵-

[۴] ۵ کلکتہ ویکلی نوٹس ۵۴۹- ۲۹ کلکتہ ۵۵۷- ۱۷ کلکتہ ۳۷۴-

اس مسئلہ کے متعلق متاکشرا اور دایا بھاگ مین کوئی فرق نہین ہو خسر کی وفات کے بعد ایسے ورثا پر بھی یہہ فرض عائد ہوگا جو اُسکی مکسوبہ جائداد حاصل کرین [1] خسر متاکشرا کی رُو سے جائداد کو اس طرح پہ ہبہ یا وصیت نہین کر سکتا کہ وہ بہو کے حق نان و نفقہ کو زائل کر سکے [2] لیکن وہ اپنی جائداد مکسوبہ کو اس طرح منتقل کر سکتا ہے۔ اور اُس سے بہو کا حق نان و نفقہ زائل ہو سکتا ہے [3] لیکن مدراس ہائی کورٹ نے یہہ تجویز کی ہے کہ قانونی حق بہو کا انتقال وصیتی سے زائل نہین ہو سکتا جبکہ حق منتقل الیہم کو بلا بدل حاصل ہوا ہو اور منتقل کنندہ اخلاقاً پرورش کے پابند ہون۔ بہو اگر اپنے باپ کے مکان مین رہے اور باپ ہی اُس کی پرورش کرے تو اُس سے خسر کے مقابلہ مین حق نان و نفقہ زائل نہین ہو جاتا بشرطیکہ یہہ قانونی ہو [4] محض بہو کا خسر کے گھر مین رہنے سے انکار کرنا حق نان و نفقہ زائل نہین کر دیتا [5]

**بے عصمتی کا اناث کے حق نان و نفقہ پر اثر۔** اب ہم ذیل مین اناث کی بے عصمتی کا اُس کے حق نان و نفقہ پر بحث کرتے ہین۔ مختلف قرابت دار جن کے متعلق اس مضمون پر بحث کیجا سکتی ہے بیوہ۔ مان۔ بہن اور بیٹی ہین۔

---

[1] ۲۳ بمبئی ۶۰۸۔ ۱۷ کلکتہ ۲۷۳۔ ۱۱ الہ آباد ۱۹۴۔

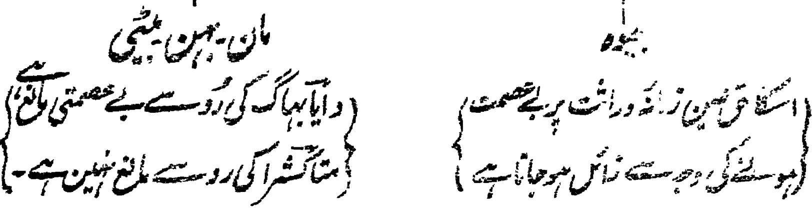
[2] ۲۳ الہ آباد ۸۶۔

[3] ۲۵ بمبئی ۲۶۳۔

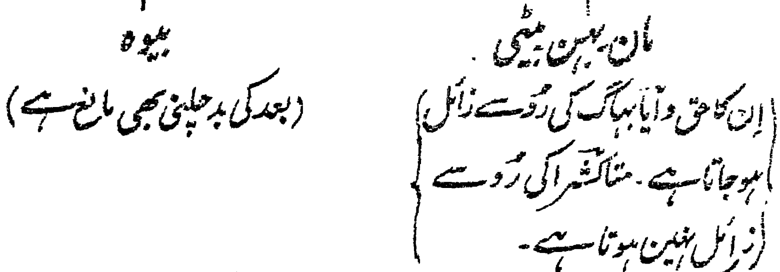
[4] ۲۹ کلکتہ ۵۵۷۔

[5] ۵ مدراس ہائیکورٹ ۱۵۰۔

## وراثت




## حق نان و نفقہ




**بیوہ کی بے عصمتی۔ حق نان و نفقہ پر اثر۔** ایک مقدمہ میں بمبئی میں یہہ تجویز ہوئی تھی کہ ہندو بیوہ جس نے نالش نان و نفقہ اپنے متوفی شوہر کے خلاف دائر کرکے معمولی گذارہ دلاپانے کی ڈگری حاصل کی ہو ڈگری مذکور کے استفادہ سے اس بناء پر محروم نہیں ہوسکتی کہ وہ بعد حصول ڈگری بدچلن رہی ہے[1] مگر اس فیصلہ کے بعد اس کے برعکس طے ہوا ہے یعنی یہہ کہ بے عصمت بیوہ معمولی گذارہ پانے کی بھی مستحق نہیں ہوسکتی ہے[2] یہہ بھی طے کیا گیا ہے کہ بیوہ کی

[1] ۱۵ بمبئی ۵۵۹۔
[2] ۷ بمبئی ۸۴۔ ۱۷ مدراس ۳۹۲۔ ۹ مدراس

نان ونفقہ کے متعلق استقراری ڈگری کی تنسیخ کا دعویٰ بربنائے بدچلنی مابعد دائر کیا جاسکتا ہے یا اُس کے ممو کے دعویٰ نفاذ حق کی جواب مین بدچلنی مابعد کا عذر کیا جاسکتا ہے۔ اقرار کا اثر بھی اِس اُصول پر نہین پڑتا ہے[1] مگر حال مین چند رواَرکر صاحب جج نے اس قدر ترمیم کی ہے کہ اگر حق نان ونفقہ بیوہ کو اُس کے شوہر کی وصیت کی رُو سے حاصل ہوا ہو تو بےعصمتی مابعد مزیل حق نہین ہے[2]۔ اگر حق گذارہ کے لیئے کوئی جائداد بیوہ کو تفویض کیجائے تو جب تک کہ صریح شرط موجود نہ ہو اُس کا حق آمدنی جائداد سے زائل نہین ہوجاتا ہے[3] اگر بےعصمتی کا الزام لگایا جائے تو عرائض مین صاف طور سے تحریر ہونا چاہیئے[4] بنگال ہائیکورٹ کی رائے ہے کہ بےعصمت بیوہ معمولی گذارہ کی مستحق ہوگی[5] بمبئی ہائی کورٹ مین بھی مقدمہ مندرجہ ۳۴ بمبئی ۲۷۸ یہہ تسلیم کیا گیا ہے کہ ادنیٰ ذات کے ساتھہ بدچلنی کرنے پر بھی کم ازکم معمولی گذارہ دلایا جائے گا اور اگر وہ توبہ کرکے تو سالم گذارہ کی مستحق ہوگی (نیز ملاحظہ ہو ہندو لا مؤلفہ اسٹرینج صاحب جلد ۱ صفحہ ۱۷۲ جلد ۲ صفحہ ۳۱۰ میگناٹن جلد ۲ باب ۴ صفحہ ۱۱۲ و ۱۱۳) لیکن ایک مقدمہ مین جبکہ خاص اقرار بیوہ اور شوہر کے دوسرے

---

[1] ۱۷ کلکتہ ۷۷۷ - ۱۵ الہ آباد ۳۸۲ - ۱۷ مدراس ۹۹۲ -

[2] ۳۴ بمبئی ۲۷۸ -

[3] ۲۶ الہ آباد ۳۲۱ -

[4] ۲۷ بمبئی ۴۸۵ -

[5] ۱۷ کلکتہ ۶۷۴ -

رشتہ دارون کے مابین نفقہ دینے کے متعلق ہوا تہا۔ تجویز ہوئی کہ جب یہہ ثابت نہ کیا جائے کہ یہہ شرط اقرار مین تھی بیوہ بدچلنی کے الزام پرحق نان ونفقہ سے محروم نہین ہوسکتی ہے[1]

منو۔ ایسی بیوی کو جو بڑی فاحشہ ہو شوہر مجاز ہے کہ ایک کمرہ مین بند کردے اور اُس سے توبہ کراوے جسطرح ذکور کے لیئے جرم زنا کے ارتکاب مین محکوم ہے۔ اُس کو یہی قاعدہ ذات باہر اناث کے ساتھہ بہی عمل مین لانا چاہیئے لیکن کہانا۔ کپڑا اور پانی اُن کو دیا جائے گا اور وے مکان کے قریب رہین گی۔

نارد۔ جو بیوی (تپنی) بیوہ ہوجائے اور عصمتہ رہے متوفی کے برادر کلان یا خرد یا دوسرے گوتر والے سے کہانا کپڑا پانے کی مستحق ہے۔

مقدار نان ونفقہ۔ مقدار نان ونفقہ کافی ہونے کا سوال ہر مقدمہ مین اُس کے خاص واقعات پر مبنی ہوتا ہے۔ عدالت سے بالعموم ایک معین مقدار سالانہ مقرر کیجاتی ہے نہ کہ جائداد کی آمدنی کا ایک حصہ[2] مقدار گذارہ کا تقرر عدالت کی اختیار تمیزی نہین ہے اور اپیل مین جب تک قوی وجوہات موجود نہ ہون دست اندازی نہ کیجائیگی[3] عدالت تقرر گذارہ کے وقت حسب ذیل امورات پر غور کرتی ہے۔

(۱) اول مالیت جائداد بلحاظ آمدنی سالانہ۔ متوفی شوہر کی حیثیت

---

[1] ۲۶ الہ آباد ۱۴۴۔

[2] ۲ الہ آباد ۷۷۷۔

[3] ۱۲ مورز انڈین اپیل ۳۹۔

وشان - بیوہ خود کی حیثیت و شان - اور اخراجات جو مذہبی اور دیگر فرائض کی ادائی مین لاحق ہون[1] عدالت مین نہ محض درخواست گذارہ کے ایسے شخص کی ضروریات پر غور کیا جاویگا بلکہ اُس کے شوہر کے خاندان کے ذرائع آمدنی بھی قابل لحاظ ہون گے[2] اگر شوہر متوفی نے وصیت مین مقدار کے متعلق کوئی تصفیہ کردیا ہو تو اُس کا بڑا اثر ہوگا - اگرچہ عدالت قانوناً اُس مقدار کی پابند نہین ہے تاہم ایسی تحریر سے یہہ واضح ہوجاتا ہے کہ اُس کی بیوی کس حیثیت کی عورت ہے اور اُس کی ضروریات کیا ہوا کرتی ہین[3]

(۴) اِس اصول کو مدنظر رکھہ کر مقدار کا تعین ہونا چاہیے کہ ہندوؤن مین بیوہ کو سخت زندگی بسر کرنی چاہیئے اور اُس کو صرف معمولی کھانا پیٹ بھرنے کو ملنا چاہیئے - جو سختیان و پابندیان وغیرہ بیوہ کے لیئے شاستر مین درج ہین اُن کو قانونی وقعت حاصل نہین ہے اور عدالت سے اُس کا نفاذ نہین کرایا جاسکتا ہے - بلکہ عدالت اِس امر کو مدنظر رکھے گی کہ ہندوؤن مین بیوہ کا ازدواج مکرر ممنوع ہے اِس لئے مقدار گذارہ ایسی ہونی چاہیئے کہ جسکو بدچلنی کی ترغیب نہ ہوئے یہہ لازمی نہین ہے کہ بیوہ کی پرورش اُسی اعلیٰ حالت مین کیجاوے جسمین اُس کو شوہر رکھتا رہا ہو[5]

---

[1] انڈین اپیل ۵۵ - ۲ الہ آباد ۴۰۷ - ۱۱ الہ آباد ۵۵۸ - ۲۵ الہ آباد ۲۶۶ -

[2] ۲۲ کلکتہ ۴۱۰ -

[3] ۸ کلکتہ لاجرنل ۴۸۹ -

[4] ۴ ویکلی رپورٹر ۵ -

[5] ۱۲ الہ آباد ۵۵۸ -

(۳) بڑی سے بڑی مقدار گذارہ وہ رقم ہو سکتی ہے جو اُس کا شوہر بصورت زندہ ہونے کے پانے کا مستحق ہوتا[۱] اور کم از کم شوہر کے حصہ کا ایک ثلث تعین کیا گیا ہے۔ اور یہہ ایک ثلث کا قاعدہ اُس وقت بھی صادق آتا ہے جب ایسی بیوہ جسکو اُس کے شوہر نے چھوڑ دیا ہو اپنے شوہر پر دعویٰ کرے یا بھاوج اپنے ایسے شوہر کے بھائی پر دعویٰ کرے جس نے اُس کے شوہر کی جائداد حاصل کی ہو۔

یاجنا ولک۔ وہ شخص جو مطیع اور فرمانبردار اور خوش لہجہ بیوی کو چھوڑ دیتا ہے مجبور کیا جائے کہ اُسے اپنی جائداد کا ایک ثلث حصہ دے۔ اگر غریب ہو تو بیوی کی پرورش کرنی چاہیئے۔

(۴) تعین مقدار مین عدالت اُس جائداد پر بھی لحاظ کر سکتی ہے جو عورت کے پاس ہو لیکن صرف ایسی جائداد پر لحاظ کیا جائے گا جس سے مقررہ آمدنی ہوتی ہو۔ لیکن ایسی جائداد جس سے مقررہ آمدنی نہ ہوتی ہو مثلاً زیورات و پارچہ وغیرہ اُن پر لحاظ نہ کیا جائے گا[۲]۔ ایسی رقم جو عورت نے اپنے باپ کے گھر مین رہکر جمع کی ہو قابل لحاظ نہین ہے[۳] مگر بیوی کو اُس وقت تک دعویٰ کا حق حاصل نہین ہے جب تک کہ بیوی یہہ نہ ثابت کرے کہ اُس کے قبضہ مین اُس کی شوہر کی جائداد کا کوئی حصہ ہے[۴]

---

[۱] ۲ بمبئی ۶۳۹۔ [۲] ۲ بمبئی ۶۷۶۔

[۳] ۲ ویکلی رپورٹر ۲۸۴۔

[۴] ۳۲ بمبئی ۵۰۔

(۵) جو رقم ایک بار مقرر ہو جائے اُس مین خاندان کی مالی حالت کی لحاظ سے کمی وبیشی ہو سکتی ہے۔

اگر ایسی جائداد جو خاندان مین رہن ہو اور وہ بیوہ کو اُس کی پرورش کے لیئے دی گئی ہو اور وہ بعد کو فک رہن کرائی جائے تو بیوہ اپنی تمام زندگی اُس روپیہ کے منافع سے مستفید ہونے کی مستحق ہے[1] ناقابل تقسیم راج کی صورت مین اگر برادر خورد نان ونفقہ کا دعوی کرے تو محض راج ہی کی جائداد پر لحاظ نہ کرنا چاہیئے بلکہ دوسری آمدنی خواہ کسی ذریعہ سے حاصل ہو قابل لحاظ ہے[2]

مقدار مین کمی وبیشی۔ دہرم شاستر کی رُو سے مقررہ نان ونفقہ مین ہر وقت کمی وبیشی ہو سکتی ہے بشرطیکہ وجہ موجہ ہو۔ وجہ یہہ ہی کہ مقدار کا تعین جائداد کی اُس مالیت کے لحاظ سے ہوا کرتا ہے جو وقت تعین گذارہ تشخیص کیجائے۔ اور اُس کا دارومدار حالت خاندان پر بہی ہوا کرتا ہے لیکن اگر کمی بیشی کیجائے تو اُس کا اثر تاریخ نالش سے ہوگا اور بقایا پر موثر نہ ہوگا[3] کمی اُس صورت مین ہو سکتی ہے جبکہ یہہ ثابت کیا جائے کہ مالیت جائداد دو اماً زائل ہو گئی ہے نہ کہ محض یہہ کہ خود مدعی کے قصور کی وجہ سے آمدنی مین کمی واقع ہوئی ہے[4] پس جو مقدار ڈگری کے ذریعہ سے معین کر دی گئی ہو اُس مین اسوجہ سے کمی نہ کیجائے گی کہ جائداد کی مالیت خود مدعی کے ذاتی افعال

---

[1] ۱۲ بمبئی ۴۷۔
[2] ۱۲ الہ آباد ۲۳۲۔
[3] ۹ ویکلی رپورٹر ۱۵۲۔
[4] ۲۴ بمبئی ۳۸۶۔

کی وجہ سے زائل ہو گئی ہے[۵۱] لیکن اُس صورت مین کمی ہو گی جبکہ آفات آسمانی یا غیر معمولی آفات کے وقوع سے آمدنی مین کمی ہوئی ہو اور انصاف مقتضی ہو کہ گذارہ مین بہی کمی کیجائے[۵۲] محض یہہ امر کہ بیوہ کو وصیت کے ذریعہ سے کوئی جائداد ملنے والی ہے گذارہ مین کمی کرنے کی وجہ موجہ نہین ہے[۵۳] بیوہ رقم مین اضافہ کا دعویٰ اُس وقت کر سکتی ہے جب یہہ ثابت ہو کہ نرخ گران ہو گیا ہے اور اُس وجہ سے مالیت جائداد بڑہ گئی ہے[۵۴] گذارہ مین کمی کرنے کے لیئے یہہ امر قابل لحاظ نہین ہو گا کہ وقت تعین گذارہ بیوہ کے بچہ تہا اور وہ بعد کو فوت ہو گیا۔ اور اسلئے بیوہ وہ گذارہ پانے کی مستحق نہین رہی جو لاولد بیوہ ہونے کی صورت مین اُس کو ملنا چاہیئے تہا[۵۵] عمل یہہ ہے کہ کمی یا بیشی کر دینے کیلئے نمبری نالش ہونی چاہیئے جبکہ سابقہ ڈگری مین ایسی کوئی رعایت نہو کہ حالات آئندہ کے لحاظ سے رقم ڈگری مین کمی بیشی ہو سکے گی[۵۶] مگر اُس صورت مین جبکہ سابقہ ڈگری مین ایسی رعایت رکہی ہو تو محض درخواست دیکر بہی کمی و بیشی ہو سکتی ہے[۵۷]

**بقایائے نان ونفقہ۔** دہرم شاستر مین کوئی ایسا قاعدہ نہین ہے کہ بقایا نان ونفقہ نہ دلایا جائے صرف میعاد ایک ایسا عذر ہے کہ جس سے اکثر

---

[۵۱] ۸ مدراس ۲۴۔ [۵۲] ۵ ویکلی رپورٹر ۸۰۔

[۵۳] ۱۴ بمبئی ۴۹۰۔ ۵ کلکتہ ویکلی نوٹس ۹۴۹۔

[۵۴] ۲ مدراس ۱۷۵۔ [۵۵] ۱۲ الہ آباد ۴۰۰۔

[۵۶] الہ آباد ۵۹۴۔ [۵۷] ۲۴ بمبئی ۳۸۶۔

حق ساقط ہوجاتا ہے[1] یہہ بھی تجویز ہوئی ہے کہ بیوہ کا یہہ حق گذارہ
قانونی ہے اور وہ طلب اور انکار پر منحصر نہین ہے اِس لیئے اُس کو
ایک ہی ڈگری مین گذارۂ آئندہ اور بقیہ دلایا جاسکتا ہے اور اگر اِس
طریقہ سے دلایا جائے تو اُس کے شوہر کے موہوب لہم کے قبضہ
کی جائداد اُس کی ادائی کی ذمہ دار سمجھی جاوے گی[2] ایسی بیوہ جو
خاندان سے علیحدہ ہوتے وقت کافی جائداد خاندانی اپنی پرورش
کے لیئے ہمراہ لیگئی ہو اُس عرصہ تک کے نفقہ کا دعویٰ نہین کرسکتی
جب تک کہ وہ جائداد قائم رہے طلب نہ کرنا اِس امر کی شہادت
ہوسکتا ہے کہ اُس کو ضرورت نہ تھی مگر مانع حق نہین ہے - الہ آباد مین
یہہ تجویز ہوئی ہے کہ اگر ہندو بیوہ اپنے متوفی شوہر کی جائداد سے گذارہ
کا دعویٰ کرے اور ساتھہ ہی اُس کے بقایا کا دعویٰ کرے تو بقایا کا
دلانا اختیار تمیزی عدالت پر منحصر ہے - اور اگر عدالت بقایا کی ڈگری
دے تو یہہ لازمی نہین ہے کہ اُسی شرح سے دے جو شرح آئندہ
مقرر کی گئی ہے[3] مدراس مین ایک مقدمہ مین یہہ تجویز ہوئی ہے کہ
چونکہ بیوہ نے اپنے متوفی شوہر کی وفات سے چھہ سال تک گذارہ طلب
نہ کیا اِس لیئے اُس کو اُس مدت کا بقایا نہ ملے گا[4] اگر خسر کے خلاف

---

[1] ۱۲ بنگال لا رپورٹر ۲۳۸ - ۱۴ بمبئی ۴۰ - ۵ کلکتہ ویکلی نوٹس ۲۹۷ و ۵۴۹ - خ ا بمبئی ۵۵۹ - ۱۵ بمبئی ۲۳۶ -

[2] ۳ بمبئی ۲۰۷ - ۱۷ بمبئی ۲۶۲ - ۲۴ مدراس ۱۴۷ (پریوی کونسل) - ۵ بمبئی ۹۹ -

[3] ۲۱ الہ آباد ۱۸۳ -

[4] ۱۸ مدراس ۴۰۳ -

بقایا کے متعلق اُس کی ذات پر ڈگری صادر ہو تو اُس کی وفات کے بعد اُس کے ورثار اُس کی جائداد سے زر ڈگری کی ادائی کے پابند ہوں گے[1]

بیوہ کا حق نان و نفقہ اس وجہ سے زائل نہیں ہو جاتا کہ وہ اپنے شوہر کے مکان میں نہیں رہتی بجز اُس صورت کہ وہ مکان سے علٰحدہ اغراض ناجائز کے لیئے ہو گئی ہو[2] اگر جائداد خاندانی کا وجود ہو جس پر نان و نفقہ کا بار عائد کیا جاسکتا ہو تو فریقین معترض پر اس امر کا بار ہو گا کہ وہ ثابت کریں کہ واقعات ایسے تھے جن سے بیوہ مستحق نہیں قرار پاسکتی مثلاً یہہ کہ وہ اپنے خاوند کے گھر سے علٰحدہ ناجائز اغراض سے رہتی ہے یا یہہ کہ جائداد خاندانی اسقدر قلیل ہے کہ اُسے علٰحدہ گذارہ دینا ناممکن ہے[3] یا اگر جائداد خاندانی قلیل ہو تو بیوہ کو اختیار ہے خواہ مکان خاندان میں رہے یا اپنے رہنے کے متعلق ایسے انتظام کو قبول کرے جو ارکان خاندان اُس کے لیئے کریں[4] اگر باوجود اس کے کہ شوہر نے وصیت میں ہدایت کی ہو کہ اُس کی بیوہ مکان خاندانی ہی میں رہے بیوہ علٰحدہ جاکر رہے تو اُسے علٰحدہ نان و نفقہ دلایا جائے گا[5] بشرطیکہ علٰحدہ رہنے کی وجہ موجہ ہو۔ بے عصمتی کا الزام لگاتا

---

[1] ۱۷ مدراس ۲۶۸ - [2] ۲۹ کلکتہ ۹۹ -

[3] ۳ بمبئی ۳۷۲ - ۲۲ بمبئی ۵۲ - ۵ کلکتہ ویکلی نوٹس ۵۷۱ -

[4] ۲۲ بمبئی ۵۲ - ۱۴ بمبئی ۴۹۰ - [5] ۵ بمبئی ۲۳۶ -

وجہ موجہ مین داخل ہے[1] اس وجہ سے کہ بیوہ کو سکونتی مکان خاندان مین رہنے کا حق حاصل ہے۔ وہ اس امر پر اصرار نہین کرسکتی کہ وہ ایک خاص مکان مین رہے گی اور بالعموم جب وہ ارکان خاندان کے ساتھہ مکان مین رہتی ہو اُسے ایسے معقول انتظام کو منظور کرنا چاہیئے جو ارکان خاندان اُس کے لیئے کرین۔ اور یہ حق سکونت اُس کی ذات تک محدود ہے اور قابل انتقال نہین ہے[2]

بیوہ کا حق دعویٰ بمقابلہ مشتری۔ اب ہم اُس کے حق سکونت کے بارہ مین ذکر کرتے ہین۔ بادی النظر مین اسے یہہ حق حاصل ہے کہ خاندانی مکان مین رہے اُس کے اور اُس کے شوہر کے مابین نزاع ہوجانے سے وہ گھر سے نکالی نہین جاسکتی[3] بنگال مین یہہ طے کردیا گیا ہے کہ اگر بیٹا خاندانی مکان کو بیچ کر ڈالے تو وہ اپنے باپ کی بیوہ کو گھر سے باہر نہین نکال سکتا اور نہ مشتری مجاز ہوگا کہ بغیر دوسرا معقول انتظام کیئے ہوے بیوہ کو گھر سے نکالدے[4] لیکن اگر بہ تعمیل ڈگری مکان بیع ہو اور ڈگری منتظم خاندان کے مقابلہ مین ایسے قرضہ کی بناء پر صادر ہوئی ہو جو اغراض خاندان کیلیئے لیا گیا ہو نہ صرف بائع کے ذاتی فائدہ کے لیئے تو ایسی صورت مین بیوہ کا حق سکونت اگر وہ معاہدہ یا ڈگری کے ذریعہ سے مستحکم نہ ہوگا تو نیک نیت مشتری کے مقابلہ مین زائل ہوجائیگا۔ اگرچہ مشتری کو

---

[1] ۱۳ بمبئی ۲۱۸۔
[2] ۱۳ بمبئی ۱۰۱۔
[3] ۴ مدراس لا ٹائمس ۴۸۵۔
[4] ۱ ویکلی رپورٹر ۳۴۵۔

اس کا علم ہو کہ بیوہ وہاں رہتی تھی اور رہنے کا دعویٰ رکھتی تھی[1] اگر بیوہ یہہ ثابت کر دے کہ معاملت بیع مین فریب عمل مین آیا ہے تو صورت دوسری ہوگی محض یہہ واقعہ کہ نیک نیت مشتری مکان کو بیوہ کے حق کی اطلاع تھی مشتری کے قبضہ کی جائداد کے خلاف اثبات حقوق کے لیئے قطعاً کافی نہین ہے۔ ہندو بیوی یا بیوہ کی حیثیت مانند مسلمان بیوی کے نہین ہے جو بقدر اپنی مہر کی رقم کے دائن شوہر ہوتی ہے۔ اُس کا حق اُس صورت مین زائل ہو جاتا ہے جبکہ مکان قرضہ خاندانی مین بیع ہوا ہو۔ قرضہ کو بیوہ کے نان ونفقہ پر ترجیح حاصل ہے[2] اولاً جائداد دیون کی ادائی مین خرچ کیجائے گی لیکن جائداد بیع کر ڈالنے سے اولاد بیوہ کی پرورش کرنے کی ذمہ داری سے بچ نہین سکتی۔ مگر جبکہ جائداد پر نان ونفقہ کی ادائی کا بار نہ ہو تو مشتری کے مقابلہ مین بیوہ کے حق کا نفاذ نہ ہوگا۔ نان ونفقہ کی ڈگری جو کسی رکن غیر منقسم خاندان کے مقابلہ مین حاصل ہوئی ہو اُس کی وفات کے بعد ایسی مشترکہ جائداد پر تعمیل کرائی جاسکتی ہے جو دوسرے ارکان کے قبضہ مین ہو اگر رکن جس کے مقابلہ مین ڈگری صادر ہوئی ہو بہ حیثیت قائم مقام خاندان دعوے کیا گیا ہو تو ڈگری سے جائداد خاندان مشترکہ پر بار عائد ہوگا۔[3]

---

[1] ۲۴ الہ آباد ۱۶۰ - ۱۲ مدراس ۲۶۰ - ۱۷ بمبئی ۳۹ - خ ۶ مدراس ۱۳۰ - ۱۹ مدراس ۳۹۵ -

[2] ۲ مدراس ۸۴ -

[3] ۳ مدراس ۳۲۴ -

# باب یازدہم

## قانون وراثت وترکہ

وراثت ترکہ اور تقسیم مین فرق۔ اپرتی بندہ اور سپرتی بندہ وراثت جائداد معلق نہین رہ سکتی۔ اصول متعلقہ وراثت سپنڈ گوتر سپنڈ وبندہو۔ تسلسلیہ وسمانودک۔ خاص قواعد وراثت متعلق جین سکھہ وغیر ملکی وغیرہ۔ نوعیت واثر ناقابلیت وراثت۔ ناقابلیت کے رفع ہونے کا اثر۔ شاستراً اور شرعاً وراثت مین فرق۔

وراثت ترکہ اور تقسیم مین فرق۔ وراثت ایک وسیع لفظ ہے۔ وہ ایک نوع ہے اور ترکہ اُسکی جنس ہے۔ اِس کا اطلاق اُن تمام صورتون پر ہوتا ہے جن مین کوئی شخص دوسرے کی جائداد حاصل کرے۔ خواہ وہ بہ حیثیت وارث پائے یا بہ حیثیت پسماندہ یا بذریعہ وصیت۔ بخلاف اسکی ترکہ کا اطلاق اُن صورتون مین ہوتا ہے جبکہ کوئی شخص جائداد بہ حیثیت وارث اُس ترتیب کے لحاظ سے پائے جو ایک متقسمہ ہندو کی وراثت کے لیئے مقرر ہے۔ تقسیم کے مقابلہ مین یہہ کہا جاسکتا ہے کہ وراثت

سے ایک ہندو کو مالک کی وفات کے بعد نیا حق جائداد مین حاصل ہوتا ہے
اور یہہ حق صرف اُسی صورت مین حاصل ہوتا ہے جبکہ آخری ذکور قابض کا
قبضہ بلا شرکت غیرے ہو تقسیم سے کوئی نیا حق پیدا نہین ہوتا ہے
بلکہ اُس کا اثر صرف اسی قدر ہے کہ سابقہ مشترکہ قابضین کا حصہ علیحدہ
علیحدہ ظاہر ہوتا ہے۔ وہ تمام اشخاص جن کو جائداد خاندانی مین پیدائش
سے حق محصلہ حاصل ہوتا ہے وقت تقسیم حصہ کے مستحق ہوتے ہین
درجہ رشتہ داری خواہ کتنا ہی مختلف ہو وراثت کی صورت مین صرف وہی
شخص وارث ہوتا ہے جو آخری ذکور مالک کا قریب ترین وارث ہو۔
یہہ ایک ایسا حق ہے جو مورث کی وفات پر حاصل ہوتا ہے بیشک وقتِ
وفات وارث موجود ہونا چاہیے کیونکہ جائداد معلق نہین رہ سکتی
رشتہ داری (سمبندہ) جسکی بناء پر کوئی شخص دوسرے کی جائداد کا مالک
ہوتا ہے حسب ذیل اقسام سے ہونی چاہیئے۔

(۱) خون کی رشتہ داری۔ (۲) تبنیت۔ (۳) شادی۔ (۴) تعلق
روحانی۔ (۵) کسی جماعت کی رکنیت۔ (۶) حاکم اور محکوم کا تعلق۔

اپرتی بندہ اور سپرتی بندہ وراثت۔ ایسی وراثت جس کے
حاصل کرنے مین کوئی امر مانع نہ ہو اپرتی بندہ کہلاتی ہے اور ایسے وارث
کا حق اگر وہ مورث کی وفات پر زندہ ہو زائل نہین ہوسکتا۔ بخلاف اسکی
وراثت بعید ورثاء مثلاً بھائی۔ چچا وغیرہ کی سپرتی بندہ کہلاتی ہے یعنی
اُن کی وراثت مین امور مانع موجود ہین۔ چنانچہ قریب تر وارث پیدا
ہوجانے کی صورت مین ایسے ورثاء محروم ہوجاتے ہین۔ اپرتی بندہ
وراثت سے مراد بیٹے۔ پوتے اور پڑپوتے وغیرہ کے حقوق ہین۔

جبکہ وے چار پشت سے زیادہ نہ ہون خواہ منقسمہ ہون یا غیر منقسمہ - سپرتی بندہ وراثت منقسم ہے ایسی وراثت مین جو (۱) کسی ایسے شخص کی ہو جسکی نسل مین کوئی و کو بندھا ہو (۲) ایسے شریک کی جو الگ رہتا ہوا ہو (۳) تارک الدنیا کی (۴) عورت کی - یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ شاکشرا کے مسائل پسماندگی کا اطلاق صرف ایسی جائداد پر ہے جو وراثتاً بلا کسی امر مانع کے (بطریق اپرتی بندہ) حاصل ہوتی ہے اور ایسی شترکہ جائداد پر جو شرکا کے مکرر اتحاد سے وجود مین آئی ہو اور اسکا اطلاق ایسی جائداد پر نہین ہوتا ہے جسکی وراثت سپرتی بندہ ہو - نواسے اپنے نانا کی جائداد سپرتی بندہ طریقہ وراثت سے پاتے ہین اور انکو آپس مین حقوق پسماندگی حاصل نہین ہوتے لیکن حال مین ایک مقدمہ مین پریوی کونسل نے یہہ تجویز کی ہے کہ اگر جائداد بالاشتراک حاصل ہوئی ہو تو ایسے حقوق حاصل ہوتے ہین۔

جائداد کبھی معلق نہین رہتی - ہندوؤن کا متوفی کی جائداد مین حق وراثت پیدائش سے وجود مین آجاتا ہے اور ان کی وفات پر ختم ہوجاتا ہے - وراثت کبھی معلق نہین رہتی - توریث کے وقت وارث کا وجود ہونا چاہیئے یا کم سے کم قانون کی نگاہ مین موجود ہونا چاہیئے - بیٹا جو رحم مادر مین ہو قیام حمل کے وقت سے وجود مین آیا خیال کیا جاتا ہے - پس اگر بیٹا مورث کی وفات کے بعد بھی پیدا ہو تو وہ جائداد کا وارث

---

۳۰ مدراس ۶۸۷ - ۳۵ مدراس ۶۷۸ (پریوی کونسل) - ۳۴ مدراس ۳۸۲ - خ ۲۷ مدراس ۳۰۰ - ۴ الہ آباد لاجرنل ۵۸۲ -

ہو سکتا ہے۔

اُصول وراثت ۔ دایا بھاگ ۔ اس کی رُو سے ہر مسئلہ وراثت روحانی منفعت کے اُصول پر تحقیق کیا جاتا ہے۔ جمُت واہن کا یہہ بیان ہے کہ جائداد کے وارث ہونے کا استحقاق اس امر پر مبنی ہے کہ وارث پنڈ پانی (فرائض مذہبی بعد وفات مورث) دینے کے قابل ہی یا نہین پس ترتیب ورثار اسی لحاظ سے ہوتی ہے۔ اور جو وارث شرادہ کرنے کے قابل ہوتا ہے وہ مرجح وارث ہے۔ چنانچہ اکثر پنڈ ہو گو ترجیح پنڈ پر ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ شرادہ دو قسم کے ہوتے ہین (۱) ایکودسٹ (۲) پروان۔ اول الذکر صرف ایک نفس کے لیئے ہوتا ہے اور اس سے صرف ایک کو فائدہ پہنچتا ہے۔ آخر الذکر مورث عین ماقبل اور ایسے مورث کے مورثان کو دیا جاتا ہے۔ آخر الذکر صورت مین دوسرے پنڈ بنائے جاتے ہین پہلے سلسلہ کے پنڈ تین پدری مورث کے نام دیئے جاتے ہین اور دوسرے سلسلہ کے پنڈ مادری مورث کے نام مان۔ دادی وغیرہ کو ان کے شوہر کے حصہ ہی سے حصہ ملجاتا ہے پنڈ تین قسم کے ہوتے ہین (۱) سالم پنڈا جو عین ماقبل کے تین ورثار کو دیا جاتا ہے (۲) حصص پنڈا جو سکلیہ کو دیئے جاتے ہین (۳) محض پانی جو سامانودک کو دیا جاتا ہے۔ مگر ہمیشہ روحانی منفعت وراثت تعین کرنے کے لیئے اس اسکول کی رُو سے ہی نہین دیکھی جاتی ہے جبکہ اس اسکول کے کتب مین کسی خاص مسئلہ کی متعلق کوئی ذکر نہ ہو تو قرابت قریب اور محبت والفت فطری سے ہر وراثت کے تعین کے لیئے لحاظ کیا جاتا ہے جیسا کہ وگیانیشور اور دوسرے شارحین قدیم کا اصول ہے اصل شرادھ

پتر پکش کے زمانہ کا ہوا کرتا ہے۔ جو شرادہ تیرہوین پر کیا جاتا ہے (یعنی وفات کے تیرہوین روز) وہ ایسا اہم نہین ہوتا ہے۔
متاکشرا۔ اِس خیال کی رُو سے پنڈ کی نوعیت یا تعداد سے وراثت تعین نہین ہوتی بلکہ قرابت قریبہ پر لحاظ کیا جاتا ہے۔ مذہبی اصُول پر دعویدارون کے استحقاق معلوم کرنے کے لیئے غور نہین کیا جاتا ہے بلکہ یہہ معلوم کرنے کے لیئے غور کیا جاتا ہے کہ دو ورثا مین سے کون قریب تر ہے۔ گوترج سپنڈ ہمیشہ بندھو پر ترجیح پاتے ہین۔
گوترج سپنڈ۔ بندھو۔ سپنڈ دو الفاظ کا مرکب ہے۔ سہ و پنڈ سہ کے معنی وہی اور پنڈ کے معنی جسم۔ یہہ رشتہ داری خون ایک ہونے پر مبنی ہے۔ مگر دایا بہاگ کی رُو سے پنڈ دینے کی قابلیت پر۔ متاکشرا کی رُو سے سپنڈ مین حسب ذیل اشخاص آتے ہین۔ (۱) رشتہ داران جو متوفی سے چھہ درجہ اوپر اور چھہ درجہ نیچے ہون اور ذکور نسل مین ہون اور ایسے ہم جدی بھی جو چھہ درجہ تک کی قرابت رکھتے ہون۔ (۲) متوفی سے پانچ پشت اوپر تک کے ناہالی مورث یعنی مان اور اس کے تین پدری مورث اور ان مورثان کے پانچ پشت تک کی اولاد۔ سپنڈ ہونے کیلیئے متوفی کے ساتھہ رشتہ ایسا ہونا چاہیئے کہ متوفی بہی اُس کا سپنڈ ہو خواہ بالراست یا بہ توسط باپ۔ ان دایا بہاگ کی رُو سے یہہ اصطلاح چار پشت کے قرابتدارون پر محدود ہے۔ یعنی میت اور اُس کے تین عین ماقبل کے پدری مورث۔ مگر یہہ وراثت کے اغراض کے لیئے ہے شادی کے اغراض کے لیئے آپس مین پدری رشتہ دار سات درجہ تک کے اور مادری رشتہ دار پانچ درجہ تک کے شامل ہین۔

بودھیانہ۔ پڑدادا۔ دادا۔ باپ۔ خود اور اخیافی بھائی جبکہ ماں باپ کی ہم درجہ ہو۔ اس کا بیٹا۔ پوتا اور پوتے کا بیٹا یہہ سب ایک پنڈ میں حصہ پاتے ہیں۔ رشتی سپنڈ ان کو کہتے ہیں جنکا تعلق پنڈ سے ہو۔ جن کو پنڈ کے ٹکڑے ملتے ہیں وہ سکلیہ کہلاتے ہیں یعنی دور کے رشتہ دار جو خاندان سے تعلق رکھتے ہوں۔ جبکہ ذکور کے اولاد نرینہ ہو تو جائداد نہیں ملنی چاہیئے۔ سپنڈ موجود نہ ہونے پر گرو چیلہ یا پروہت جائداد پائینگے اور اگر یہہ بھی نہ ہوں تو بادشاہ وقت کو ملے گی۔

وشسٹ۔ وید میں یہہ تحریر ہے کہ سپنڈ کی قرابت سات پشت تک چلتی ہے اور یہہ بھی لکھا ہے کہ شادی شدہ اناث کے لیئے تین پشت تک چلتی ہے۔

سپنڈ رشتہ داروں کی تقسیم حسب ذیل کیجا سکتی ہے۔

(الف) گوترج یعنی ایسے ورثاء جو بلا توسط اناث قرابت رکھتی ہوں اور ذکور نسل میں سے ہوں۔

(ب) بہن گوترج یا بندہو۔ ایسے سپنڈ ہیں جن کا تعلق بتوسط اناث ہوتا ہے۔

تمام رشتہ دار چھ پشت تک کے جن کو قرابت خون ہو معہ اپنی بیٹوں کے ایک دوسرے کے سپنڈ کہلاتے ہیں۔ اگر دو سے زیادہ اناث سے توسط ہو تو سپنڈ قرابت قائم نہ ہوگی۔ قریب تر سپنڈ بعید سپنڈ کو محروم کرتا ہے۔

سپنڈ

۷ ۔ ۶ ۔ ۵ ۔ ۴ ۔ ۳

۵ ۔ ۴ ۔ (بندھو) ۳

ماں ۲ = باپ ۲

۱ ۔ میت ۔ ۱

۲ بیٹا ۲ بیٹی

۳ ۔ ۴ ۔ ۵ ۔ ۶ ۔ ۷ گوترج

۳ ۔ ۴ ۔ ۵ ۔ ۶ ۔ ۷ بندھو

اگر سلسلہ میں ذکور کل ذکور ہی ذکور ہوں تو گوترج۔ اگر کسی میں اناث کا توسط ہو جائے تو بندھو۔

گوترج سپنڈ - سے مراد ایسے سپنڈ ہین جو ایک ہی گوتر کے ہون یعنی کوئی اُناث درمیان مین نہ آئے ہون - ایک شخص دوسرے کا گوترج اُس وقت کہلاتا ہے جبکہ وہ اور متوفی راست ذکور نسل مین ایک ہی ذکور مورث کی اولاد مین ہون - اصطلاح مین وہ تمام ذکور اولاد جو سات پشت مین ہون شامل ہین اور نیز وہ تمام ذکور ہم جدی رشتہ دار جو کسی سات پشت تک والے مورث اعلیٰ کے سات پشت مین ہون اس مین اُن کی بیویان بھی شامل ہین - بمبئی مین گوترج سپنڈ کی بیویان ایسے شوہر کی قائم مقام ہوتی ہین اور جائداد حاصل کرتی ہین اور اُن کی حیثیت ویسی ہی ہوتی ہے جیسی کہ اُن کے شوہر کی ہوتی ہے اگر وہ زندہ ہوتے - دور کے گوترج سپنڈ ترکہ بالراس پاتے ہین نہ کہ بالاصول[۱] گوترج سپنڈ کے سلسلہ مین اُناث ذکور کی موجودگی مین محروم الورث ہوتی ہین بشرطیکہ ذکور اُتنے ہی درجہ تک کے قرابتی ہون جو گوترج سپنڈ کے لیئے مخصوص کئے گئے ہین[۲]

بندھو - اِن سے مراد ایسے رشتہ دار ہین جن کا تعلق دوسرے خاندان سے ہوتا ہے اور قرابت بتوسط اُناث ہوتی ہے بشرطیکہ چھ درجہ تک کی قرابت ہو - حسب ذیل قسم کے بندھو ہوتے ہین -

(الف) آتما بندھو یعنی وہ جو خود متوفی کے عزیز ہون - اِس مین وہ رشتہ دار شامل ہین جن سے تعلق خاندان کی بیٹیون کے توسط سے ہوتا ہے -

---

[۱] ۷ بمبئی ۳۰۳ - [۲] ۴۵ بمبئی ۷۱۶ -

(ب) سپنڈی بندہو جن کا تعلق متوفی کے باپ سے ہو۔
(ج) ماتری بندہو جن کا تعلق متوفی کی ماں کے ذریعہ سے ہو۔
ایک اور تقسیم بندہو کی کیگئی ہے وہ یہہ ہے (۱) بندہو بجانب باپ اور (۲) بندہو بجانب ماں۔ ایسے ذکور رشتہ دار جن سے متوفی یا متوفی کے تین مورث پدری نانا۔ پڑنانا اور سکڑنانا کا رشتہ رکھتے ہوں بندہو بجانب باپ کہلاتے ہیں۔ نیز ان میں میت کی ماں کے ماموں۔ ماموں زاد بھائی اور ماسی زاد بھائی شریک ہیں۔ بندہو بجانب ماں ہیں (الف) میت کے نانا۔ پڑنانا۔ سکڑنانا (ب) وہ تمام ذکور جن کے میت کے متذکرہ بالا تین نانہیالی مورث باپ ہوں یا اُن کی ماں کے باپ۔ دادا یا پڑدادا ہوں اور (ج) میت کی ماں کے ماموں۔ ماموں زاد بھائی اور ماسی زاد بھائی شریک ہیں۔ مگر دایا بھاگ کی رُو سے بندہو (ب) از قسم اول و بندہو (ج) از قسم (۲) شریک نہیں ہیں۔ دایا بھاگ کی رُو سے بندہو یا تو صرف باپ کی طرف کے یا صرف ماں کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اول الذکر سے مراد وہ بندہو ہیں جو اپنے نانہیالی مورثان کو پنڈ پانی دینے کے مستحق ہوتے ہیں اور یہہ نانہیالی مورث میت کے پدری مورث ہوتے ہیں۔ تمثیل۔ بہن کا بیٹا اور پوتی کا بیٹا۔
آخر الذکر بندہو سے مراد وہ قرابت دار ہیں جو مالک کی ماں کے تین درجہ تک پدری مورث ہوں اور وہ تمام اشخاص جو مالک کے اِن تینوں مورثوں میں سے کسی کو پنڈ پانی دیتے ہوں خواہ اس لیئے کہ یہہ مورث خود اُس کے ہوں یا اُنکی ماں کے ہوں۔
سندہو نمبر ۲) وراثت۔ بنگال میں وہ گوتر ج سپنڈ کے ساتھ وارث

ہو جاتے ہیں۔ لیکن متاکشرا کی رُو سے وہ اُس وقت تک وارث نہیں ہوتے جب تک کہ ایک ساماتو دک باقی ہو۔ اگر مختلف قسم کے بندھو ہوں تو آتما بندھو کو پدری بندھو پر اور پدری بندھو کو مادری بندھو پر ترجیح ہوگی اور اگر دونوں مساوی درجہ کے قرابت دار ہوں تو باپ کیطرف کے بندھو کو ماں کی طرف کے بندھو پر ترجیح ہوگی۔ اگر سب ایک ہی قسم کے بندھو ہوں اور سب باپ ہی کیطرف کے یا ماں ہی کے طرف کے ہوں اور مساوی درجہ کے قرابت دار ہوں تو وہ دعویدار جسکے اور اصل مورث کے مابین صرف ایک اُناث کا تعلق ہو اُس بندھو پر مرجح ہوگا جس کا رشتہ اصل شاخ سے دو اُناث سے ہو[1] دہرم شاستر کا یہ اصل اصول ہے کہ قریبی شاخ دور کی شاخ کو محروم کرتی ہے۔ مگر جب کسی بندھو کی قرابت کم اُناث کے توسط سے ہو تو اگرچہ وہ دور کی شاخ کا ہو تاہم وہ ایسے بندھو پر مرجح ہوگا جو شاخ کے لحاظ سے قریب کا ہو مگر زیادہ اُناث کے توسط سے قرابت رکھتا ہو[2]

متاکشرا کی رُو سے بندھو کی تشریح حسب ذیل کیجاتی ہے۔

(۱) باپ کی بہن کا بیٹا۔ ماں کی بہن کا بیٹا۔ ماں کے بھائی کا بیٹا۔

(۲) دادا کی بہن کا بیٹا۔ دادی کی بہن کا بیٹا۔ دادی کے بھائی کا بیٹا۔

(۳) نانا کی بہن کا بیٹا۔ نانی کی بہن کا بیٹا۔ نانی کے بھائی کا بیٹا۔

مینو کہتا۔ بندھوں کی وراثت کے متعلق متاکشرا سے متفق ہے[3] یہ

[1] ۳۰ مدراس ۴۰۶۔ [2] ۲۹ مدراس ۱۱۹۔ [3] ۱۹ بمبئی ۶۳۱۔

کہیں تحریر نہیں ہے اور نہ یہہ مطلب اخذ کیا جاتا ہے کہ جن بندھون کے نام مذکور ہین اُن کو ایسے بندھو پر جن کے نام مذکور نہین ہین ترجیح حاصل ہے[1] مثلاً ماموں۔ اگرچہ فہرست متاکشرا مین ماموں کا ذکر نہین ہے تاہم وہ بندھو ہے اور متوفی کے باپ کی پھوپی کے بیٹون پر اُسے ترجیح ہے۔ ماں کا علاتی بھائی بھی بندھو ہے۔ حقیقی بھائی کے بعد اس کا حق ہے مگر اور دور کے رشتہ دارون پر مرجح ہوگا[2] ماموں کو حق وراثت خالہ کے بیٹے پر مرجح حاصل ہے[3]

**نظائر**

(۱) متبنی باپ کی بھائی کا نواسہ باپ کی طرف سے بندھو ہے اور اُسکو متبنی ماں کی بہن کے بیٹے پر جو ماں کی طرف سے بندھو ہے ترجیح حاصل ہے[4]

(۲) پھوپی کی بیٹی کا بیٹا بندھو ہے[5]

(۳) خالہ کا بیٹا آتما بندھو ہے اور اس لیئے اُسے دادا کی بہن کے بیٹے پر جو پتری بندھو ہے ترجیح ہے[6]

(۴) باپ کی علاتی بہن کو ماں کے بھائی پر ترجیح ہے۔ اس لیئے کہ دونون درجہ مین برابر ہین اور ایسی صورت مین باپ کی طرف کے

---

[1] ۷ مدراس لا جرنل ۲۰۳۔ [2] ۹ مدراس ۴۰۵۔

[3] ۵ بمبئی ۵۹۷۔ ۱۷ بمبئی ۱۱۴۔ ۲ کلکتہ ۴۵۴۔ ۳۰ بمبئی ۲۳۱ (پریوی کونسل)۔

[4] ۱۸ مدراس ۱۹۳۔ ۲۰ مدراس ۳۴۲۔ [5] ۱۹ بمبئی ۶۳۱۔

[6] ۲۸ بمبئی ۴۵۳۔ ۹ بمبئی لا رپورٹر ۱۱۲۴۔

رشتہ دارون کو ترجیح ہوا کرتی ہے[53]

(۵) پھوپی کی بیٹی کا بیٹا آتما بندہو ہے اور اس سبب سے دادا کی بہن کے بیٹے پر جو پیتری بندہو ہے ترجیح حاصل ہے[54]

(۶) نواسے کے بیٹے کو نواسی کے بیٹے پر ترجیح ہے[55] نواسی کے بیٹے بندہو ہین[56]

(۷) بھانجی کا بیٹا[57] باپ کی پھوپی کا پوتا[58] چچا کی بیٹی کا بیٹا[59] پوتری[60] نواسی[61] نواسی کا بیٹا[62] بیٹی کے پوتے[63] ماموں کے پوتے[64] یہ سب بھی بندہو تسلیم کئے گئے ہین۔

سکلیہ اور سمانودک۔ متاکشرا کی رو سے سکلیہ سپنڈ مین شریک ہین لیکن جمبت دائن سکلیہ تین پدری مورث پر دادا کے بعد کے شامل کرتا ہے یعنی سپنڈ کے بعد اوپر اور نیچے تین درجہ تک کے قرابت دار سکلیہ ہین ان کو پنڈ کا حصہ ملتا ہے۔ سمانودک وہ رشتہ دار ہین جو سکلیہ کے بعد سات درجہ تک مین آتی ہون۔ بعض مقننین کا خیال ہے کہ اسمین وہ تمام مورث شامل ہین جن کا نشان ملسکتا ہے۔ ان رشتہ دارون کو صرف پانی ملتا ہے۔ متاکشرا کی رو سے سمانودک بمقابلہ بندہو قریب تر عزیز

[53] ۲۶ بمبئی ۷۱۱۔

[54] ۲۹ مدراس ۱۱۵۔

[55] ۳۰ مدراس ۴۰۶۔

[56] ۷ الہ آباد لا جرنل ۷۷۶ (سنہ ۱۹۱۰ع)۔

[57] ۶ کلکتہ ۱۱۹۔

[58] ۱۲ مدراس ۱۵۵۔

[59] ۲۶ کلکتہ ۲۸۳۔

[60] ۲۰ بمبئی

[61] ۱۷ مدراس ۱۲۸۔ [62] ۱۳ الہ آباد ۲۵۴۔ [63] ۱۷ الہ آباد ۵۲۳۔ [64] ۵ مدراس ۶۹۔

ہوتا ہے[1] ان سب کو ہندو پر ترجیح ہوتی ہے[2]

جین اور سکھ وغیرہ کی وراثت کے خاص قواعد۔ اصول دھرم شاستر متعلقہ وراثت کا اطلاق معاملات وراثت مین کھتری ہیر[3] مولہ سلیم گریشا[4] اور سنی بوروں پر ہوتا ہے جب تک کہ اس کے خلاف رواج ثابت نہ کیا جائے۔ نمبودری برہمن پر دھرم شاستر کا اطلاق ہوتا ہے مگر ملیبار کے خاص رواجات نے عام اصول کو ترمیم کردیا ہے[6] شمالی ہند کے سکلدیپی برہمن مین متاکشرا مروج ہے[7]

راج بنسی۔ ان مین سے جن لوگون نے ہندو مذہب اختیار کیا ہے ان پر اسی شاخ دھرم شاستر کا اطلاق ہوتا ہے جو اس مقام پر مروج ہو جہاں وہ مقیم ہون۔ جب تک کہ اس کے خلاف ثابت نہ کیا جائے[8]

جین اور سکھ پر جب تک کہ رواج خلاف مین ثابت نہ ہو وحشی اقوام کے قانون متاکشرا کا اطلاق ہوتا ہے[9] غیر ملکی خاندانون کی صورت مین قیاس یہہ ہوتا ہے کہ ارکان خاندان اپنے ساتھہ اپنے مذہبی مراسم اور رواج لائے یعنی وے اپنی پیدائش کی جگہ کے قانون کے تابع ہین نہ کہ اس جگہ کے قانون کے جہاں وہ سکونت رکھتے ہون[10]

---

[1] (۱۹۱۸ء) ۴۰ الہ آباد لا جرنل ۳۰۳۔

[2] ۱۰ بمبئی ۳۷۲۔

[3] ۹ بمبئی ۱۱۵۔

[4] ۲۱ بمبئی ۱۸۔

[5] ۱۸ بمبئی ۵۳۔

[6] ۱۱ مدراس ۱۵۷۔

[7] ۹ کلکتہ لا رپورٹر ۱۶۔

[8] ۲۰۵۸ کلکتہ ۴۰۹۔

[9] ۲۳ بمبئی ۲۵۷۔

[10] ۱۲ مور انڈین اپیلز ۱۔ ۵ کلکتہ ویکلی نوٹس ۳۵۳

کمائی۔ ایسے کمائی جو بمبئی مین سکونت پذیر مین معاملات وراثت مین سیوکھا اور متاکشرا کے تابع ہین۔ لیکن جب ان دونون کتب مین اختلاف ہو تو سیوکھا واجب التعمیل ہوتا ہے[1]

محروم الورثی - اصول۔ عام اصول جن پر حق وراثت مبنی ہے یہ ہی کہ وارث کو اس غرض سے دولت ملتی ہے کہ وہ متوفی مالک کی روح کو منفعت پہنچا سکے۔ مین صاحب کی رائے ہے کہ چونکہ اصول وراثت یہی ہے کہ جائداد وارث کو اس غرض سے ملے کہ وہ متوفی کو مصائب دائمی سے رہائی دلوائے۔ اس لیئے جو شخص ضروری مراسم انجام دینے کے قابل نہو وراثت حاصل کرنے کے لائق نہین ہو سکتا۔ جیمت واہن اس طرح بیان کرتے ہین کہ اصول وراثت وصول اجرت ہے۔ کیونکہ حاصل کرنے والے کا فرض ہے کہ ان مورثون کو جن کی جائداد اسکو ملی ہے پنڈ اور پانی دے۔ اس کی وجہ یہہ ہے کہ قوانین دہرم شاستر کا جزو اہم مذہب ہے۔ لیکن دنیوی اغراض بہی بنائے قانون ہو سکتی ہین۔

متاکشرا مین حسب ذیل وجوہات ناقابلیت کے درج ہین۔

عنین خارج الذات اور اس کی اولاد لنگڑا۔ پاگل اور بیوقوف اندہا اور ایسا شخص جو ایسی بیماریون مین مبتلا ہو جن سے صحت حاصل ہونا ناممکن ہو۔ اور دوسرے اشخاص جو ایسی ہی کسی ناقابلیت مین مبتلا ہون مثلاً کسی نے سنیاس لے لیا ہو۔ جو اپنے باپ کا دشمن ہو۔

[1] ۱۲ بمبئی لا رپورٹ ۵۴۵۔

گونگا بہرہ یا کسی عضو سے معذور ہو۔ اتنے اشخاص وراثت حاصل کرنے سے محروم کئے گئے ہین۔

منو ''ہنجڑے اور خارج الذات۔ پیدائشی اندہے اور بہرے۔ پاگل بیوقوف۔ گونگے اور ایسے اشخاص جن کا کوئی عضو بیکار ہوگیا ہو وراثت مین حصہ پانے سے محروم ہین۔ لیکن وارث کا فرض ہے کہ اُن سب کو کہانا کپڑا اُن کی حیات تک حتی الوسع دے۔ وہ جو اُن کو کچہہ نہین دیتا ہے بلا شک سزا کے ملک مین ڈوب جاتا ہے''

نارد ''وہ جو اپنے باپ کا دشمن ہو۔ جو مرتبہ مین ذلیل ہوگیا ہو اور وہ جسکو اس کے عزیزون نے ذات باہر کردیا ہو۔ اگرچہ متوفی کی صلبی اولاد ہو وارث نہ ہوگا''

گوتم۔ برہمن کا مارڈالنے والا۔ منشی اشیاء کا پینے والا۔ گرو کی بیوی کو خراب کرنے والا۔ وہ جس نے اپنی مان اور باپ کے چہ پشت کی قرابتی عورتون سے شادی کی ہو۔ وہ جو برہمن کا سونا چرائے۔ منکر خدا۔ وہ جو متواتر افعال بیجا سرزد کرے۔ وہ جو ایسے اشخاص کو جنہون نے ذات باہر ہونے کے لائق جرم کیا ہو اپنے سے علیحدہ نہ کرے اور وہ جو بے گناہ عزیزون کو بہول جائے خارج الذات ہوجاتے ہین۔

بیوقوف اور ہنجڑے کی پرورش لازمی ہے۔ بیوقوف شخص کی ذکور اولاد کو اُس کے باپ کا حصہ ملتا ہے۔

ناقابلیت یا تو انسان کے عمل سے یا اُس کی قدرتی حالت سے پیدا ہوتی ہے۔ مگر قدرتی حالت سے محض بدصورتی مراد نہین ہے۔

وجوہات محروم الورثی۔ (۱تا۲) اندہا۔ بہرا۔ گونگا۔ یہہ نقص پیدائشی

ہونے چاہئیں۔ اور ایسے ہونے چاہئیں کہ اُن کی صحت ناممکن ہو ورنہ محروم الورثی کا باعث نہ ہوں گے[1]

محض یہہ امر کہ نقص ناقابل رفع ہے کافی نہیں ہوتا[2]

(۴) نامرد ہونا۔

(۵) برص یعنی کوڑھ یا ایسی ہی کوئی دوسری متنفر و ناقابل صحت بیماری ہو۔ جب اِس بناء پر کسی کو محروم کرنا ہو تو یہہ ثابت ہونا چاہیئے کہ قبل تقسیم وہ اِس عارضہ میں مبتلا تھا۔ اور نیز یہہ بھی ثابت ہونا چاہیئے کہ وہ ناقابل علاج ہے اور بہت ہی سخت ہے۔ مثلاً پیپ ٹپکتا ہو[3] اگر یہہ مرض معمولی ہو تو وہ مانع وراثت نہیں ہے[4] اگر یہہ مرض جائداد حاصل ہونے کے بعد پیدا ہو تو پھر وہ شخص محروم نہیں ہو سکتا[5] برص سیاہ سنگین قسم میں داخل ہے۔

(۶) لنگڑا ہونا۔ اِس سے مُراد یہہ ہے کہ اُس شخص کی ٹانگ بالکل بیکار ہو گئی ہو محض یہہ امر کہ وہ بہت کم چلنے کے قابل ہے اُس کو لنگڑا بنانے کے لئے کافی نہیں ہے۔ علاوہ اس کے یہہ سقم پیدائش سے ہونا چاہیئے[6]

(۷) بدکاری۔ یہہ بھی ایک وجہ محروم الورثی کی ہے مگر راضت

---

[1] ۱ بمبئی ۱۷۷۔ ۸ کلکتہ ۱۹۹۔ ۱ بمبئی ۵۵۷۔ ۳ بمبئی ۵۵۱۔

[2] ۴ بنگال لاء رپورٹر ۲۷۳۔ [3] ۱ بمبئی ۵۵۴۔ ۵ بمبئی ہائیکورٹ ۱۴۵۔

[4] ۱ مدراس ۷۷۔ ۴ کلکتہ لاجرنل ۳۲۴ [5] ۷ سدر لینڈ ویکلی رپورٹر ۶۸۔

[6] ۲۶ مدراس ۱۳۳۔

(پرائشچت) اسی نقص رفع ہوسکتا ہے ۔ اور اس تنقیح کے لئے محض سرسری اور عام شہادت مدعی کے اطوار کے متعلق کافی نہ ہوگی ۔ شہادت سے عادتاً بدسلوکی کرنا یا کینہ وخصومت کے ساتھ اظہار عداوت ثابت کرنا چاہئے ورنہ عدالت مدعی کو اُس کے باپ کا دشمن نہ قرار دیگی اور نہ وہ محروم الورثہ ہوگا۔

**بسپتی** ۔ اگر نیک صفات لڑکے موجود ہوں تو بدکار لڑکے کو وراثت نہ ملنی چاہیئے ۔ کیونکہ منوجی مہاراج فرماتے ہیں کہ وہ بھائی جو عادتاً بدکار ہوں اپنا حق وراثت زائل کردیتے ہیں ۔

**وشنو** ۔ وہ لوگ جنھوں نے وہ تکالیف برداشت کئے ہیں جو جہنم میں برداشت کرنی پڑتی ہیں اور رینگنے جانور کی مدارج زندگی سے گذر چکے ہوں ۔ اُن پر انسانی جامہ میں بھی غیر عفو شدہ گناہ کے نشانات پائے جاتے ہیں عظیم گناہگار کے کوڑھ نکلتا ہے ۔ شراب پینے والے کے دانت سیاہ ہوتے ہیں جو اپنے گرو کے زنانہ کو خراب کرتا ہے اُس کے اعضائے تناسل صحیح حالت میں نہیں ہوتے

**خارج الذات** ۔ شاستراً ایسا شخص جو ذات باہر ہو وراثت سے محروم ہوتا ہے ۔ لیکن برٹش انڈیا میں قانون ایکٹ نمبر ۲۱ بابتہ ۱۸۵۰ءکے نفاذ سے یہہ وجہ محروم الورثی کی باقی نہیں رہ گئی ہے ۔ ممالک محروسہ سرکار نظام میں ایسا کوئی قانون نافذ نہیں ہے اور نہ کوئی عدالتی فیصلہ اب تک اس کے خلاف یا موافق ہوا ہے ۔ محض تنزلی سے جبکہ ذات سے خارج نہ کیا گیا ہو حقوق ملکیت پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا ہے[۱]

[۱] ۱۳ مدراس ۱۰۰۷ ۔

قانون مذکور مین یہہ تحریر ہے کہ ایسا قانون یا رسم جسکی بنا پر ذات باہر ہونے کی وجہ سے کوئی شخص وراثت سے محروم ہوتا ہو منسوخ العمل ہوگا اسلیے یہہ بحث پیدا ہوئی ہے کہ قانون مذکور سے صرف اُسی شخص کی حفاظت کی گئی ہے جس نے مذہب تبدیل کر دیا ہو یا ذات باہر ہوگیا ہو یا اولاد کی بھی۔ یہہ تجویز ہوئی ہے کہ ایسے شخص کی اولاد کے حقوق بھی قانون مذکور سے محفوظ ہین[1] کلکتہ ہائیکورٹ نے حال کے ایک مقدمہ مین اسکی خلاف تجویز کی ہے[2] مدراس مین یہہ تجویز ہوئی ہے کہ بیوہ جو ذات مین شامل ہو ایسے شوہر کی وارث نہین ہوسکتی جو لا ولد مرا ہو اور جس نے مذہب تبدیل کر دیا ہو۔ کیونکہ توبہ نہ کرنے کی وجہ سے شادی فسخ ہوگی[3] سانکھہ۔ ایسے شخص کا حق وراثت پنڈا اور پانی زائل ہو جاتا ہے جو باضابطہ طریقہ سے تنزل کیا گیا ہو۔

برہم پران۔ تنزل شدہ اشخاص کا نہ کریہ کرم ہونا چاہیئے نہ ہون اور نہ اُن کی ہڈی جمع کرنی چاہیئے۔

(۹) بے عصمتی۔ اگر بیوہ وراثت کے وقت بے عصمت ہو تو وہ محروم ہوگی۔ لیکن بے عصمتی مابعد وجہ محرومیت نہین ہے[4] مان بہن اور بیٹی کے حقوق متاکشرا کی رُو سے بوجہ بے عصمتی زائل نہین ہوتے

---

[1] ۱۱ الہ آباد ۱۰۰۔

[2] ۳۲ کلکتہ ۱۷۸۔

[3] ۸ مدراس ۱۶۹۔

[4] ۱۳ بنگال لا رپورٹ ۱۔

لیکن دایا بھاگ کی رُو سے زائل ہو جاتے ہین[۵۱] - لیکن بے عصمتی کسی عورت
کو اپنے اناث قرابت دارون کی جائداد کو بطور استری دھن حاصل کرنے
مین مانع وراثت نہین ہے[۵۲] بمقدمہ پاروتی بائی بنام بھوکو مندرجہ ۴
بمبئی ہائیکورٹ صفحہ ۲۵ - یہہ تجویز ہوئی ہے کہ جبکہ ایک مرتبہ بیوہ کو وراثت
حاصل ہو جائے تو پھر وہ اُس حق سے کسی وجہ سے محروم نہین ہو سکتی -
اور نہ بے عصمتی مابعد وجہ محرومیت ہو سکتی ہے - بجز اس کے کہ ایسی
بے عصمتی اس کی تنزلی کا باعث ہوئی ہو[۵۳] مگر محض ذات باہر کیا جانا کافی نہین
ہے - پریوی کونسل نے بھی بمقدمہ کیریکولی کنی بنام مُنی رام مندرجہ
کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۷۷۶ تجویز بالا سے اتفاق کیا ہے اور یہہ رائے ظاہر کی
ہے کہ بیوہ کا حق وراثت اس عام قاعدۂ وراثت مین مستثنیٰ ہے جس کی
رُو سے کسی ہندو کا حق وراثت کسی وجہ مابعد سے بھی زائل نہین ہو سکتا -
یہان پر یہہ غور کے قابل ہے کہ صرف حق حاصل ہونا کافی قرار دیا گیا ہے فی الواقعی
قبضہ حاصل ہونا لازمی نہین ہے[۵۴] کسی عورت کا بے عصمت ہونے کی وجہ
سے برادری مین تنزل ہو جانا قانوناً یہہ معنی نہین رکھتا ہے کہ اُسکا تعلق
اُس کے خاوند کے خاندان کے ارکان سے منقطع ہو گیا - پس اُس کی
وفات کے بعد اگر قریبی عزیز موجود نہ ہون تو علاتی بیٹا اُس کی جائداد کا

---

[۵۱] ۴ بمبئی ۳۰۱ - ۲۲ کلکتہ ۳۴۷ - ۳ کلکتہ ۵۵۰ - ۲۶ مدراس ۵۰۹ - ۳۱ مدراس ۱۰۰ -
۵ مدراس ۱۴۹ - ۳۱ بمبئی ۴۹۵ - ۷ الہ آباد لاجرنل ۸۰ - ۳۲ الہ آباد ۱۳۵ -

[۵۲] ۲ کلکتہ ۵۲۱ -

[۵۳] ۱ بمبئی ۹۰۹ - ۵ کلکتہ ۷۷۶ -

[۵۴] ۲ الہ آباد ۱۵۰ - ۲ الہ آباد ۱۷۱ -

وارث ہوگا۔[1]

(۱۰) سنیاسی یعنی وہ شخص جو تارک الدنیا ہوگیا ہو۔

وسیشٹھ۔ ایسے اشخاص جو دوسرے آشرم کو اختیار کرلین حصون سے محروم کیے گئے ہین۔ اِس سے اشارہ سدا برہم چاری تارک الدّنیا اور فقیر مراد ہے یعنی وہ جو گرہست آشرم کے سوائے دوسرا کوئی آشرم اختیار کرلین۔

(۱۱) مکرر ازدواج بیوہ۔ اُن اقوام مین بھی جہان کہ ازدواج مکرر رواجاً جائز رکھا گیا ہے اور نیز وہان جہان کہ ایکٹ ۱۵ بابتہ ۱۸۵۶ع نافذ ہے۔ ایسی بیوہ کا حق جو مکرر ازدواج کرے زائل ہوجاتا ہے لیکن حقوق آئندہ زائل نہین ہوتے۔[2]

(۱۲) خبط یا دیوانگی مخبوط الحواس سے ایسا شخص مراد ہے جسکی ذہنی حالت خراب ہوگئی ہو یعنی وہ جو صحیح اور غیر صحیح مین تمیز نہ کرسکتا ہو۔ یہہ نقص عموماً پیدائشی ہوا کرتا ہے۔

دیوانہ سے مراد ایسا شخص ہے جو مختلف قسم کی دماغی بیماریون مین مبتلا ہو اور اِس وجہ سے اُس کا دماغ پھر گیا ہو۔ پس کس درجہ کا خلل دماغ تابع وراثت ہونے کے لیئے ثابت ہونا چاہیئے ایک سوال ہے۔ ایک بڑا سے مقدمہ مین مدراس[3] ہائیکورٹ نے یہہ تجویز کیا ہے کہ ناقابلیت کے لیئے یہہ لازمی نہین ہے کہ وہ ایسی دماغی تاریکی ہو کہ اُس

---

[1] ۳ مدراس ۱۷۲۔ [2] ۲۲ بمبئی ۳۲۱ - ۲۹ بمبئی ۷۔

[3] مدراس ہائیکورٹ ۱۴ ۲ = ۱ بمبئی ۷۷ ۱۔

ذرا بھی عقل کا وجود نہ پایا جاتا ہو- اتنا ہی کافی ہے کہ وہ شخص ایسا غیر صحیح
اور کمزور دماغ کا ہو کہ اپنے کام اور معمولی کاروبار زندگی کو انجام نہ دیسکتا
ہو- الہ آباد ہائیکورٹ نے یہہ تجویز کی ہے کہ ہم کو اس اصطلاح کی سخت
تعبیر کرنی چاہیئے اور اس قاعدۂ دھرم شاستر کا نفاذ کہ مخبوط الحواس
اور دیوانہ اشخاص وراثت سے محروم ہونگے- صرف اُن صورتون مین
کرنا چاہیئے جبکہ واضح ترین اور اطمینان بخش ثبوت اِس امر کا موجود ہو کہ
فی الواقعی ایسے علامات موجود ہین کہ جن سے دیوانگی متصور کیجا سکتی
ہے- محض کمزور عقل کا ہونا دیوانگی کی دلیل نہین ہے[1] جبکہ فالج کیوجہ
سے کسی شخص کی زبان بیکار ہوگئی ہو اور اسیوجہ سے دماغ مین خلل آگیا
ہو تو یہہ کوئی وجہ محرومیت کی نہین ہے[2] بمبئی ہائی کورٹ کا یہہ خیال ہے
کہ دیوانگی پیدائشی ہونی چاہیئے[3] مگر الہ آباد اور بنگال مین یہہ تجویز
ہوئی ہے کہ محض بوقت وراثت دماغ مین خلل ہونا کافی ہے[4]- گو خلل
پیدائشی نہ ہو بالخصوص خدمت شبیت کے لیئے- بہرکیف اتنا ہی کافی
ہے کہ بوقت وراثت کسی شخص کے دماغ مین خلل ہو اور یہہ امر کہ وہ
قابل صحت تھا یا نہین کسی طرح موثر نہین ہو سکتا ہے[5] لیکن جبکہ کسی
رکن خاندان مشترکہ کو ایک مرتبہ جائداد حاصل ہوگئی ہو تو بعد کو مخبوط الحواس

---

[1] ۱۲ الہ آباد ۵۳۰-
الہ آباد ۳۶۹-
[2] ۸ کلکتہ لا جرنل ۳۶۸-
الہ آباد ۲۴۷-
[3] ۸ کلکتہ ۱۱۱ (پریوی کونسل) ۲۳۰-
[4] ۱ بمبئی ۱۷۷-
[5] ۲۲ کلکتہ ۸۶۴- ۱۵ الہ آباد ۵۰۹- ۲۸

ہو جانے سے وہ حق ساقط نہین ہو جاتا[1] مخبوط الحواس آدمی اپنے حصہ کا
دعویٰ نہین کرسکتا۔ مخبوط الحواس باپ جائداد خاندان مشترکہ کے دلا پانے کا
دعویٰ نہین کرسکتا[2] مخبوط الحواس اپنی جائداد کا قابض رہ سکتا ہے اور
اِس مین کوئی امر مانع نہین ہے[3]

ہلاکت۔ اگر ماں اپنے بیٹے کے قتل مین شریک رہی ہو تو وہ اُس کی
جائداد کی وارث نہین ہو سکتی[4] ایسا شخص جو کسی کو ہلاک کرنے کے بعد
وارث ہوتا ہو اپنے اِس ناجائز فعل سے فائدہ نہین اٹھا سکتا[5] کسی
ناقابل ہندو کی بیوی یا بیوہ محض اِس وجہ سے محروم الورث نہین ہوتی
کہ اُس کا خاوند ناقابل ہے بشرطیکہ اُس مین کوئی نقص نہ ہو۔ محض
یہہ امر کہ اس کو اپنے شوہر کے ذریعہ وراثت حاصل ہوتی ہے قابل لحاظ
نہ ہوگا[6]

**ناقابلیت کی نوعیت اور اُس کا اثر۔** ناقابلیت محض ذاتی ہوتی ہے
اُس کا اثر صرف یہہ ہوتا ہے کہ اُس سے بعد کے ورثا قائم مقام ہون
گویا کہ ناقابل شخص کا وجود ہی نہ تہا۔ مگر یہہ ناقابلیت ناقابل شخص کی
صحیح النسب اولاد سے متعلق نہین ہو سکتی۔ دوسری نوعیت یہ ہے
کہ جب ایک بار وراثت حاصل ہو جائے تو پہر اس ناقابلیت کی وجہ
سے محرومیت نہین ہوتی۔ جبکہ کوئی شخص جائداد کا وارث ہوگیا تو وہ

---

[1] ۲۸ الہ آباد ۲۴۷۔ [2] ۱ بمبئی ۱۷۷۔ ۳ کلکتہ ۱۹۹۔ ۲۳ کلکتہ ۳۴۰۔
[3] ۵ سدرلینڈ ویکلی رپورٹرہ۔ ۲۵ کلکتہ ۵۸۰۔ [4] ۳۱ مدراس ۱۰۰۔
[5] ۲۷ مدراس ۵۹۱۔ [6] ۳۲ بمبئی ۲۷۵۔

محض اسی وجہ سے محروم نہین ہو سکتا کہ بعد ازان کسی ایسی بیماری مین مبتلا ہوگیا ہو جو مانع وراثت ہے[1] ناقابل شخص اگرچہ وارث نہین ہوتا تاہم جائداد خاندانی سے پرورش کا مستحق ہوتا ہے - اُس کے متبنیٰ بیٹے اور بیویان بھی پرورش کی مستحق ہین -

**یاجنا ولک** - ذات باہر اور اُس کا بیٹا - عنین - لنگڑا - فاترالعقل - پاگل - پیدائشی اندہا اور ایسا شخص جو کسی ناقابل صحت بیماری مین مبتلا ہو - اُس کی پرورش لازمی ہے - لیکن اُن کے بیٹے خواہ وہ صلبی ہون یا کسی رشتہ دار کے پیدا کئے ہوئے ہون حصّہ لے سکتے ہین - بشرطیکہ وہ بھی کسی ناقابلیت مین مبتلا نہون -

**بودھائن** - ایسے اشخاص جو معاملت کرنے کی قابلیت نہ رکھتے ہون - اندہے - مخبوط الحواس - بدکار یا جن کو ناقابل صحت مرض ہو - ان سب کو ورثا کا فرض ہے کہ کہانا اور کپڑا دین -

**منو** - اگر تقسیم کے بعد علاج یا دوسرے ذرائع سے اُن کو قابلیت بہم حاصل ہو جائے تو اُس وقت اُس شخص کو تقسیم کے بعد پیدا ہوئے لڑکے کی طرح حصّہ ملیگا -

**وشسٹ** - لیکن ایسے تمام اشخاص کی جو حصہ پانے سے محروم کئے گئے ہون اُن کی بقیہ زندگی بہر پرورش ہونی چاہیئے - لیکن یہہ مناسب ہے کہ عقلمند آدمی کو اُن سب کو کہانا کپڑا حتی المقدور دینا چاہیئے کیونکہ جو نہین دیتا ہے وہ ذات باہر خیال کیا جائے گا - اگر ہیجڑا اور دوسرے

---

[1] الہ آباد لا جرنل ۵ - ۲۱۵ - (۱۹۰۸ء) الہ آباد ویکلی نوٹس ۷ - ۴۷ -

اشخاص کسی وقت شادی کرنے کی خواہش کریں اور اگر ہیجڑے کی بیوی جائز طرح سے مقرر کئے ہوئے شخص سے اولاد پیدا کرائے تو ایسا بیٹا اور اُس کی اولاد وارث ہونے کے قابل ہوں گے۔ لیکن بے گناہ بیٹے ایسے شخص کی اولاد بھی جو وجوہات بالا سے محروم الورث قرار پایا ہو حصہ پائینگے۔

**ناقابلیت رفع ہونے کا اثر۔** اگرچہ کسی شخص کی ناقابلیت رفع ہونے سے وہ وارث ہو سکتا ہے۔ تاہم وہ جائداد ایسے شخص سے نہیں لے سکتا جو بوقت وراثت اُس کے ناقابل ہونے کی وجہ سے وارث ہو گیا تھا۔ جب ایک بار حقیت حاصل ہو جائے تو ناقابلیت رفع ہونے سے حقیت زائل نہیں ہو سکتی۔ اس لیئے کہ دہرم شاستر کی رُو سے جائداد معلق نہیں رہ سکتی۔ بمبئی ہائیکورٹ نے صراحتاً یہ تجویز کی ہے کہ بعد کو نقص رفع ہو جانے سے ایسا شخص محروم نہیں ہو سکتا جس کا استحقاق بوقت موجودگی نقص بہتر تھا اگرچہ بعد رفع نقص کم ہو گیا ہو[1] لیکن مدراس ہائیکورٹ نے یہہ تجویز کی ہے کہ ناقابل شخص کا بیٹا ایسے شخص کو محروم کرا سکتا ہے جسکو حق پسماندگی جائداد حاصل ہوئی ہو[2] اگر کوئی شخص بوجہ نقص وراثت سے محروم ہو گیا ہو اور جائداد وارث مابعد کو حاصل ہو تو محروم شدہ وارث کے بعد کو بیٹا پیدا ہونے سے دوسرے کی محصلہ حقیت زائل نہیں ہو سکتی[3]

---

[1] ۶ بمبئی ۶۱۶۔ [2] ۹ مدراس ۱۴۱۔ ۶
[3] ۳۲ بمبئی ۵ ۹ ۳۔

**عام اصول وراثت۔ متاکشرا۔** قانون وراثت کا اطلاق تین صورتوں میں ہوتا ہے۔ (۱) جب جائداد کسی شخص کے قبضہ میں بلا اشتراک غیرے کاملاً ہو اور یہہ وہ شکل ہے جبکہ جائداد خاندان مشترکہ بعد تقسیم مختلف ارکان کے جداگانہ قبضہ میں ہو[1] (۲) جبکہ جائداد کسی ایک رکن کی کسوبہ ہو اور وہ اُسے بطور جائداد مکسوبہ علیحدہ رکھے اگرچہ دوسری جائداد کے متعلق وہ دوسرے ارکان سے مشترک ہو[2] اور (۳) جب دوسرے سب ارکان فوت ہوگئے ہوں اور جملہ جائداد شخص متوفی کے قبضہ میں آگئی ہو اور وہ اکیلا پسماندہ ہو[3] قانون پسماندگی کا اطلاق اُسی صورت میں ہوتا ہے جبکہ خاندان مشترکہ کے ارکان مشترکا سکونت رکھتے ہوں اور قابض جائداد ہوں[4] قانون دایا بھاگ کی رُو سے اصول پسماندگی خاندان مشترکہ کی صورت سے بھی متعلق نہیں ہوتا ہے اور صرف قاعدہ وراثت ہر قسم جائداد سے متعلق ہوتا ہے[5]

ہر شخص مجاز ہے کہ اپنے استحقاق وراثت سے دست بردار ہوجائے لیکن قانون وراثت یا طریقہ حصول جائداد میں اس طرح ترمیم نہیں کیجاسکتی کہ بیوہ کو مشترکہ جائداد متوفی کے بھائی پر برخلاف دھرم شاستر ترجیح دیجاسکے[6] اگر کوئی شخص اپنے حق توریث کے متعلق کوئی اقرارنامہ

[1] ۴ کلکتہ ۱۹۰-۲۲- [6] ۹ مورز انڈین اپیل ۵۴۳-

[2] مدراس ہائیکورٹ ۳۱۲-۳۰ ویکلی رپورٹر ۱۹۷-

[3] ۳ بمبئی ۱۵۱- سرداد پکاری صفحہ ۱۴۷- [5] ۱۳ کلکتہ ۲۱۴-

[4] ۶ مدراس ۴۹۹- ۹ کلکتہ ۹۵۲-۹۵۸- ۳ بمبئی ۵۴-

تحریر کردے تو اُس کی پابندی ایسے اشخاص پر نہین ہوسکتی جو بوقت وراثت وارث قرار پاوین[۱] یہہ امر قابل نوٹ کرنے کے ہے کہ متاکشرا و دایابہاگ ہردو کی رو سے وارث موجودہ عین وارث مابعد کے حق مین اپنی حقیت سے دست بردار ہوسکتا ہے[۲] ایسا نوشتہ جسکی رُو سے ایک جدید طریقہ وراثت ظہور مین آتا ہو اور تمام ورثار بجز راست ذکور ورثار کے محروم ہوتے ہون دہرم شاستر کے خلاف ہے اور اس لیئے کالعدم ہے[۳]

تبادلہ حکومت سے یا بغرض انتظام مملکت تبدیلی رقبہ سے عام قواعد دہرم شاستر مین فرق نہین آتا ہے[۴] فاضل مصنف راج کمار سرواد ہکاری صاحب نے تحریر کیا ہے کہ تمام قانون وراثت ہنود یاجناولک کی حسب ذیل دو عبارت پر مبنی ہونا کہا جاسکتا ہے۔

(۱) اِن ۱۲ ایشخاص(؟) مین ہر ایک ترتیب سے وارث ہوتا ہے اور ماقبل کی عدم موجودگی مین پنڈ دیتا ہے (یاجناولک باب ۲ صفحہ ۱۳۵)۔

(۲) بیوی بیٹیاں۔ والدین۔ بھائی اور اُن کے بیٹے۔ گوترج۔ بندہو۔ شاگرد اور ہم سبق۔ پہلے کی عدم موجودگی مین اُس کے بعد والا ایسے شخص کا وارث ہوتا ہے جو ذکور اولاد چھوڑے بغیر فوت ہوگیا ہو۔ (یاجناولک باب ۲۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷) "قانون وراثت ہنود" مؤلفہ سرواد ہکاری صاحب صفحہ ۵۶۳۔ اِن کتب مین دس قسم کے ورثار مذکور ہین۔

(۱) بیٹے۔ (۲) بیوگان۔ (۳) بیٹیاں اور اُن کے بیٹے۔

---

[۱] ۴۴ الہ آباد ۹۴۔

[۲] ۲ بمبئی ۶۵۹۔ ۱۴ ادیکلی رپورٹر ۱۹۷۔

[۳] ۱۹ مدراس ۵۰۱۔

[۴] ۱۲ بمبئی لارپورٹر ۵۷۳۔

(۴) والدین۔ (۵) بھائی۔ (۶) بھائی کے بیٹے۔ (۷) گوترج۔ (۸) بندھو۔ (۹) شاگرد۔ (۱۰) ہم سبق۔

# باب دوازدہم

## ترتیب ورثار

مقررہ سلسلۂ ورثائے خاندان منقسمہ۔ ورثائے خاندان مشترکہ ایسے شریک کے ورثا جن کا اشتراک مکرر ہوا ہو۔ سدابرہم چاری سنیاسی۔

دھرم شاستروں میں وراثت کی غرض کے لیئے متوفی یا اصل مالک جائداد کی قدرتی یا قانونی شان پر غور کیا جاتا ہے۔ چنانچہ حسب ذیل ترتیب ورثار کی ہے۔

(۱) منقسم اہل خاندان (دبھکت گرہست) کی وراثت کی ترتیب۔

| متاکشرا | دایابھاگ |
|---|---|
| (۱) اولاد یعنی بیٹا۔ پوتا اور پڑپوتا۔ | (۱) ایضاً |
| (۲) بیوی | (۲) ایضاً |
| (۳) بیٹیاں | (۳) ایضاً |
| (۴) نواسہ | (۴) ایضاً |
| (۵) والدین (ماں باپ) | (۵) والدین (باپ ماں) |

میو کھا کی رو سے باپ کو ماں پر ترجیح ہے۔

| | |
|---|---|
| (۶) بھائی | (۶) ایضاً |
| (۷) بھتیجے | (۷) ایضاً |
| (۸) دادا دادی اور اُن کی ذکور اولاد تین پشت تک کے یعنی چچا۔ چچا کے بیٹے وغیرہ۔ تین درجہ سے نیچے کی اولاد دور کے گوترج ہوتے ہیں۔ بمبئی میں دادی کے بعد بہن آتی ہے۔ | (۸) بھائی کے پوتے۔ دادا دادی<br>(۹) ایضاً |
| (۹) پڑدادا اور اُن کی اولاد تین درجہ تک کے مثلاً باپ کے چچا وغیرہ۔ | باپ کی بیٹی کے بیٹے بھی اس میں شامل ہیں۔ |
| (۱۰) سات پشت تک کے مورث جدی اور تین پشت تک کی اُن کی اولاد۔ | (۱۰) دادا اور پڑدادا کی اولاد جنہیں اُنکی بیٹی کے بیٹے بھی شامل ہیں۔ |
| (۱۱) سمانودک۔ | (۱۱) ماں کے رشتہ دار مثلاً ماموں اور وہ لوگ جو پانی دیتے ہیں۔ |
| (۱۲) بندھو { (الف) آتما بندھو، (ب) پتری بندھو، (ج) ماتری بندھو | (۱۲) سکلیہ |
| (۱۳) گرو | (۱۳) سمانودک |

| | |
|---|---|
| (۱۴) چیلا | (۱۴) بندہو (الف) آتما بندہو<br>(ب) پتری بندہو<br>(ج) ماتری بندہو<br>گر دایا بھاگ کی رُو سے بندہو ورثاء متذکرہ بالا کے ساتھ بھی قرابت قریبہ کے لحاظ سے وارث ہو سکتے ہین۔ |
| (۱۵) ہم مکتب | (۱۵) گرو |
| (۱۶) آچاری | (۱۶) چیلا |
| (۱۷) بادشاہ | (۱۷) ایک ہی گوتر والے اشخاص۔ |
| | (۱۸) آچاری |
| | (۱۹) بادشاہ۔ بجز اس حالت کے جبکہ مالک جائداد برہمن ہو۔ |

متو۔ نہ بھائی نہ باپ نہ مان بلکہ اولاد اگر زندہ ہو یا اُن کی ذکور اولاد متوفی کے ورثا رہین۔ لیکن اُس شخص کی جائداد جس کے نہ بیٹا ہو نہ بیوی نہ بیٹی باپ وراثتاً لیگا اور اگر نہ باپ ہو اور نہ مان ہو تو بھائی لینگے۔ بیٹا۔ پوتا اور پڑپوتے کو مالک متوفی کی جائداد پر بہتر حق حاصل ہے گو کہ پوتے اور پڑپوتے پسماندہ باپ یا دادا سے پشت کے لحاظ سے دور کے ہوتے ہون۔

یاجنا ولک۔ اس مین ایسے شخص کی دولت کی وراثت جو علحدہ ہو اور مکرر شترک کی حالت مین نہ آکر فوت ہو گیا ہو بطریق ذیل بیان کیگئی ہے۔

ایسے شخص کی جس کے کوئی اولاد نہ ہو بیوی۔ بیٹیان۔ مان باپ

بھائی اور اُن کی اولاد ہم جدی، مادری رشتہ دار، چیلا اور ہم مکتب ہین
اِن مین سے کسی ایک کے نہ ہونے کی صورت مین دوسرے کو جائداد
ملتی ہے۔ اِس قاعدہ کا اطلاق تمام اشخاص اور اقوام پر ہے۔
وشنو۔ ایسے شخص کی دولت جسکو کوئی اولاد نہ ہو اُس کی بیوی کو
ملتی ہے۔ بیوی نہ ہونے کی صورت مین اُسکی بیٹی کو اور وہ بھی
نہ ہو تو نواسہ کو اور اگر نواسہ بھی نہ ہو تو باپ کو۔ یہہ بھی نہ ہون تو بھائی
کو اور اگر بھائی مر گیا ہو تو بھتیجون کو۔ اِن سب کی عدم موجودگی مین
قریب تر رشتہ دار کو۔ اُن کے نہ ہونے کی صورت مین ایسے شخص کو
جسکی ابتدائے نسل ایک ہو۔ یہہ بھی نہ ہون تو ہم مکتب کو۔ ہم مکتب
نہ ہونے کی صورت مین بادشاہ کو۔ بجز اُس صورت کے جبکہ جائداد
برہمن کی ہو۔ اِنہین قواعد کا اطلاق اُناث کی ایسی جائداد پر ہوتا ہے
جو استری دہن نہ ہو۔ ذکور بند ہو مثلاً باپ کی بہن کے متبنی بیٹے کو
مدراس مین اُناث وارث عودی پر مثلاً بیٹی کی بیٹی پر ترجیح ہے
اگرچہ کہ وہ پشت مین قریب ہو[1] اب مین اِن ورثار کے متعلق تفصیلی
بیان تحریر کرتا ہون۔

(۱) اولاد - اِس لفظ مین بیٹے - پوتے - پڑپوتے جو صحیح النسب
ہون یا متبنی ہون شامل ہین۔ متبنی بیٹا صُلبی بیٹے کا قائم مقام اور اُسکی
مساوی ہوا کرتا ہے۔ صُلبی بیٹا نہ ہونے کی صورت مین اُس کو اپنے
باپ کی کامل جائداد ملتی ہے۔ اگر بعد کو صُلبی بیٹا پیدا ہو جائے تو متبنی

[1] ۳۱ مدراس ۳۲۱۔

بیٹے کو صرف ایک جزو ملتا ہے بمبئی میں اُسی صُلبی فرزند کا ایک ربع ملتا ہے[۱۵۱] شودرون مین اُس کو صُلبی فرزند کے مساوی حصہ ملتا ہے۔

تقسیم شدہ بیٹا۔ اگر بیٹا اپنے باپ کی زندگی مین ہی اُس سے علٰحدہ ہوجائے تو اُس کو حق وراثت اُس وقت تک حاصل نہین ہوتا جبتک کوئی غیر منقسمہ بیٹا موجود ہو[۱۵۲] لیکن اگر کوئی غیر منقسمہ بیٹا موجود نہ ہو تو دوسرے ورثاء پر اُسے ترجیح ہونی چاہیئے ۔ حتیٰ کہ مان کو بھی اُس کے مقابلہ مین حق حاصل نہین ہے ۔ اِس کی وجہ یہہ ہے کہ بیٹے کا حق از قسم ایرتی بندہ ہے یعنی راست ہے اور اُس کے لیئے کوئی روک نہین ہے[۱۵۳] آخری ذکور قابض کے منقسمہ بیٹے ۔ پوتے اور پڑپوتون کو اُسکی غیر مشترکہ جائداد کی وراثت کے متعلق وہی حقوق حاصل ہین جو مشترکہ خاندان کی جائداد کی صورت مین ہوتے ہین ۔ ہر دو صورتون مین حق قائم مقامی موجود ہوتا ہے ۔ منقسمہ بیٹا اِس اُصول کی بنا پر کہ دور کے سپنڈ قریبی سپنڈ کی وجہ سے محروم ہوتے ہین ۔ منقسمہ ہونے کو مورث کی منقسمہ جائداد کی وراثت سے محروم نہین کرسکتا[۱۵۴]

بیٹے کا اپنے حق سے دست بردار ہونا ۔ اگر بیٹا کسی بدل کے عوض مین اپنے باپ کی جائداد سے بقدر اپنے حصہ کے دست بردار ہوجائے اور اقرار کرے کہ اُس کے بعد پھر اُس کا دعویٰ نہ کرے گا

---

۱۵۱ ۔ ۱۷ بمبئی ۱۰۰ ۔

۱۵۲ ۳۲ مدراس ۳۷۷ - ۲۲ بمبئی ۱۰۱ - ۲ مدراس ۱۸۲ ۔ خ ۳۰ مدراس ۸ ۳۴ ۔

۱۵۳ ۲ مدراس ۱۸۲ ۔ خ ۲۲ بمبئی ۱۱۱ ۔

۱۵۴ ۔ ۳۰ مدراس ۳۴۸ ۔

تو اس سے بیٹے کی حقیت زائل نہین ہوتی۔ اس کا اثر صرف اسی قدر ہوتا ہے کہ باپ کو جائداد منتقل کرنے کے متعلق کامل حقوق حاصل ہوجاتے ہین۔ لیکن اگر باپ انتقال کے قبل ہی فوت ہوجائے تو بیٹے کو دوسرے ورثا پر ترجیح ہوگی[1] متبنی بیٹا بھی اپنی شان کو نہین کہہ سکتا۔ اگر وہ اپنی جائداد سے دست بردار ہوجائے تو اس کی حیثیت منقسمہ بیٹے کی طرح ہوجائے گی۔

یاجنا ولک۔ بیٹے۔ پوتے یا پڑپوتے کے توسط سے باپ یا بزرگون کو دوسری دنیا مین آرام اور بہشت ملتا ہے۔

منو۔ بیٹے کی وجہ سے آدمی کو تمام آدمیون پر فتح حاصل ہوتی ہے۔ پوتے سے اس کو مکتی ملتی ہے اور اُس پوتے کے بیٹے کی وجہ سے وہ دوسری دنیا (سُرگ لوک) کو پہنچتا ہے۔ سب سے بڑے بیٹے کو چاہیے کہ قبل تقسیم جملہ میراث کا انتظام رکھے۔

بودھائن۔ تیسری پشت مین ذکور اولاد ہوتے ہوئے باپ کی ملکیت اُنہین کو ملنی چاہیے۔

مان کے کریا کرم۔ بیٹے کا فرض ہے خواہ اُس کو مان کی جائداد ملی ہو یا نہ ملی ہو کہ اپنی مان کی تجہیز و تکفین کرے۔ ایسے اخراجات کا بار جو عمل مین آئے ہون بیٹے کی جائداد پر ہوا کرتا ہے[2]

طریقہ تقسیم۔ تقسیم دو طرح سے ہوتی ہے۔ بالرأس یا بلحاظ اُصول اول الذکر سے مطلب یہ ہے کہ ورثا مین تقسیم بلحاظ تعداد نفر عمل مین آوے گی۔

---

[1] ۳ بمبئی۔ ۱۹ بمبئی ۵۴۔

[2] ۳۲ بمبئی ۲۶۔

اور آخر الذکر سے مراد یہہ ہے کہ حصہ تقسیم کے وقت اُصول کے لحاظ سے دیا جائے گا نہ کہ فروع کی تعداد سے۔ عام قاعدہ یہہ ہے کہ اگر تمام ورثاء ایک ہی قسم سے ہون مثلاً بیٹے۔ پوتے وغیرہ یا جبکہ پوتے مختلف بیٹون سے بھی ہون یا تمام پڑپوتے ہون تقسیم بالراس ہوگی اور ایسی تقسیم مین وارث کا حصہ تعداد گروہ اور ہر ایک گروہ کے اشخاص کی تعداد پر منحصر ہوتا ہے۔ دہرم شاستر کی رُو سے حق قائم مقامی صرف پڑپوتے تک ہے۔ واضح طور سے یہ لکہا ہوا ہے کہ جبکہ متوفی کے بزرگون مین تقسیم ہوئی ہو تو تقسیم بلحاظ اُصول ہونی چاہیئے۔ لیکن اِس قاعدہ کا اطلاق اُس صورت مین نہین ہوتا جہان کہ کتاب مین اُس قاعدہ کو متعلق کرنے کے متعلق واضح طور سے احکام نہ ہون۔ اِسیطرح دور کے گوترج سپنڈ صرف بالراس حصہ پاتے ہین۔

یا جنا ولک۔ ایسے شرکا مین جو مختلف باپ کی اولاد ہون حصہ باپ کے لحاظ سے دیا جائے گا۔

حق کلانیت۔ دہرم شاستر مین ایسا کوئی حق تسلیم نہین کیا گیا ہے لیکن بعض زمینداریون اور دیگر ناقابل تقسیم جائداد کے معاملے مین سب سے بڑا لڑکا خواہ نسل سے ہو یا ہم جدی ہو تنہا وارث تسلیم کیا گیا ہے مگر عام طور سے اِس سوال کا جواب کہ آیا جائداد عام قاعدہ وراثت کے تابع ہے یا حق کلانیت کا اطلاق ہوگا ہر مقدمہ کی خاص حالات پر منحصر ہے[1] ایسا حق اُن صورتون مین بھی تسلیم کیا جاسکتا ہے جبکہ

[1] ۱۷ انڈین اپیلز ۱۴۴ - ۲۹ مدراس ۳۳۷ -

جائداد از قسم راج نہ ہو بشرطیکہ خاندانی رواج ثابت ہو[51] جہان کہ کلاینت مروج ہوتی ہے بیوی ثانی سے جو اولاد بیوی اولی کی اولاد سے پہلے پیدا ہوتی ہے وراثت مین حق مرجح رکھتی ہے[52]

غیر صحیح النسب اولاد۔ تین اعلی اقوام مین غیر صحیح النسب فرزند وارث نہین ہوتا۔ جب تک کہ اس کے خلاف کوئی رواج مقامی ثابت نہ کیا جائے اس کو صرف حق پرورش حاصل ہے۔ یہہ بھی اس کی ذات تک محدود ہے[53] غیر صحیح النسب بیٹے کے بیٹے پرورش کے بھی مستحق نہین ہوتے ہین[54] اور نہ غیر صحیح النسب بیٹیان وارث ہو سکتی ہین[55] لیکن شودرون مین غیر صحیح النسب بیٹے کو حق وراثت حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ نیت عمل کے خلاف نہ ظاہر ہو۔ اگر وہ وارث ہوتا ہے تو اسکا حق صحیح النسب بیٹے کے ساتھہ ہوتا ہے۔ شودر کی غیر صحیح النسب بیٹی کو معاملات وراثت مین منقسمہ بھائی کے بیٹے پر ترجیح حاصل نہین ہے[56]

داسی پتر کی تعریف۔ بمبئی ہائی کورٹ کی رو سے اس لفظ سے ایسی داشتہ سے پیدا ہوئی اولاد مراد ہے جو شودر ہو اور اس کا تعلق مسلسل ہو اور ناجائز نہو[57] مگر یہہ لازمی ہے کہ وہ زناکاری سے پیدا نہ ہوا ہو۔ مدراس اور الہ آباد ہائیکورٹ اس رائے سے متفق ہین[58] کلکتہ ہائی کورٹ نے

---

[51] ۲۲ کلکتہ ۶ [52] ۳۲ الہ آباد ۳۲۰۔ [53] ۱ بمبئی ۹۷۔ ۲۳ بمبئی ۲۵۷۔

[54] ۲۲ الہ آباد ۱۹۱۔ [55] ۱۸ بمبئی

[56] ۱۰ بمبئی لا رپورٹر ۶۳۶۔ [57] ۹ بمبئی ۳۷۔ ۲۸ کلکتہ ۱۹۴۔ خ ۱ مدراس ۳۴۳۔

[58] ۷ مدراس ۴۰۷۔ ۱۸ کلکتہ ۱۵۱۔ ۱۹ کلکتہ ۹۱۔ ۱۸ الہ آباد ۳۸۷۔ خ ۲۸ کلکتہ ۱۹۴۔

سنہ کلکتہ ۱۱ اور ۱۹ الہ آباد ہائیکورٹ کی رُو سے یہہ طے کیا ہے کہ داسی پتر سے مراد ایسا غیر صحیح النسب بیٹا ہے جسکی ماں لونڈی نہ ہو بلکہ صرف داشتہ ہو[۱] ایسی اولاد جو شودر عورت سے اُسوقت پیدا ہو جبکہ وہ بیوہ ہوچکی ہو اور ازدواج مکرر اُس قوم مین رائج نہ ہو صحیح النسب نہین کہلاتی ہی اور اِس لیئے وہ بحیثیت غیر صحیح النسب بیٹا ہونیکی وراثت سے محروم ہے[۲] غیر صحیح النسب بیٹا کم ازکم اُن لوگون کے مقابلہ مین نان ونفقہ کا مستحق ایسی جائداد سے ہوتا ہے جنہون نے اسپنے باپ کی جائداد بحیثیت پسماندہ حاصل کی ہوئے[۳] غیر صحیح النسب فرزند شودرون مین بیوہ کی موجودگی سے محروم نہین ہوجاتا[۴]

داسی پتر کا حصہ۔ مدراس ہائیکورٹ کی رُو سے اُسکو تقسیم کے دعوے مین صحیح النسب بیٹے کے مساوی حصہ ملیگا بشرطیکہ باپ کی خواہش ہو کہ وہ اس طرح شترک مستفید ہو[۵] لیکن دوسرے ہائیکورٹ کی رُوسے صحیح النسب بیٹے کو غیر صحیح النسب بیٹے کا دوگنا حصہ ملتا ہے۔ لیکن صحیح النسب بیٹا نہ موجود ہونے کی صورت مین بھی وہ پوری جائداد نہین پاسکتا۔ اگر بیوہ بیٹی یا نواسہ موجود ہون بیوہ اور بیٹی کے موجود ہونیکی صورت مین نصف بیوہ پائیگی۔ اگر بیوہ اور غیر صحیح النسب فرزند ہون تو

---

[۱] ۱۹ کلکتہ ۹۱۔ ۲۸ کلکتہ ۲۰۰۔ [۵] ۷ مدراس لاٹائمس ۱۴۱۔

[۲] ۲۰ مدراس لاجرنل ۳۵۰۔

[۳] ۲۰ مدراس لاجرنل ۳۵۹۔

[۴] ۳۳ مدراس ۱۰

نصف بیوہ پائیگی اور نصف غیر صحیح النسب بیٹا[1] غیر صحیح النسب بیٹا صرف باپ کی مکسوبہ جائداد کا وارث ہوسکتا ہے۔ اور صورتون مین اسکو صرف بشرح مناسب گذارہ کا حق حاصل ہے[2] دربارہ اس کے کہ غیر صحیح النسب بیٹے ایک دوسرے کے وارث ہوسکتے ہین یا نہین اور غیر صحیح النسب بیٹا صحیح النسب بیٹے یا دوسرے ہم جدی رشتہ دارون کا وارث ہوسکتا ہے یا نہین قاعدہ یہہ ہے کہ صحیح النسب اولاد کے مانند یہہ بھی آپس مین ایک دوسرے کے وارث ہوسکتے ہین مگر صحیح النسب[3] بیٹے یا ہم جدی رشتہ دارون کے وارث نہین ہوسکتے۔ لیکن اگر صحیح النسب اور غیر صحیح النسب بیٹے مشترکہ رہتے ہون تو صحیح النسب بیٹا لاولد فوت ہونیکی صورت مین غیر صحیح النسب بیٹے صحیح النسب بیٹون کی جائداد کے وارث ہون گے[4] اور یہی حال اس صورت مین ہوگا جبکہ بیوہ بھی موجود ہو۔ شودرون مین صحیح النسب بیٹے کی اولاد کے ساتھہ غیر صحیح النسب بیٹے کی اولاد وارث ہوتی ہے[5] ایک مقدمہ مین یہہ طے ہوا ہے کہ اگر برہمن بنیا قوم کی بیوہ کو گھر رکھے ہو اور اس سے اولاد بھی ہوئی ہو تو اس کی جائداد کا مالک بھائی کے مقابلہ مین اسکی اولاد ہوگی[6] مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس مقدمہ کی ایک خاص صورت

---

[1] ۱۴ بمبئی ۲۸۵ - ۱۰ مدراس ۳۳۴ - ۲۸ مدراس ۵۵۷ -

[2] ۲۷ مدراس ۳۲۱ - [3] ۷ مدراس ۴۰۷ - ۱۳۱ الہ آباد ۹۹ - ۲۵ مدراس ۴۲۹ -

[4] ۱۲ بمبئی لا رپورٹر ۲۰۴ - [5] ۴ بمبئی ۳۷ - ۸ کلکتہ ۱۵۱ - خ ۲۸ کلکتہ ۱۹۴ -

[6] ۴ بمبئی لا رپورٹر ۸۰۹ - [7] ۱۳ الہ آباد ۵۳۷ -

تھی یعنی یہہ کہ برہمن ذات باہر کردیا گیا تھا اور اُس کے بھائی جو بحیثیت وارث دعویدار تھے شامل ذات تھے۔ اس لیئے یہہ قاعدہ عام نہین کہا جا سکتا۔ شودرون مین بھی یہہ تجویز ہوئی ہے کہ اگر جائداد از قسم وطن ہو تو غیر صحیح النسب فرزند صحیح النسب ہم جدی ورثار کے مقابلہ مین ہم جدی رشتہ دارون کی وراثت مین ترجیح نہ پائے گا۔[ا] اگر شادی شدہ عورت بغیر طلاق حاصل کیئے ہوئے گوسائین کے پاس رہے تو اُس سے جو اولاد بزمانہ زنا پیدا ہوگی اُسے باپ کی جائداد مین وراثتاً کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔[۲]

منو۔ ایسا بیٹا جو نیچ ذات مین کسی مرد کو اپنی لونڈی سے پیدا ہو یا اپنے نوکر کی لونڈی سے پیدا ہو تو وہ اولاد بہ اجازت وراثت مین حصہ پا سکتی ہے۔ برہمن چھتری یا ویش کے اگر نیچ ذات سے اولاد ہو تو اُنکو جائداد سے کوئی حصہ نہ ملے گا جب تک کہ وہ نیک روش نہ رہے اور نہ دوسرے بیٹون کی شراکت مین اُسے کوئی حصہ ملیگا جب تک کہ اُسکی مان کی شادی جائز طور پر نہ ہوئی ہو۔ جو کچھہ اُس کا باپ دے وہ اُس کا حصہ ہو جائیگا۔

یاجنا ولک۔ ایسا بیٹا جو نیچ ذات کے کسی آدمی کو اُس کی لونڈی سے پیدا ہوا اپنے باپ کے استرضائے سے حصہ پا سکتا ہے یا باپ کی وفات کے بعد بھائیون کو نصف حصہ دینا ہوگا۔ اگر اُس کے کوئی بھائی نہ ہو تو اُس کو تمام جائداد ملیگی بجز اس کے کہ نواسہ بھی موجود ہو۔

---

[ا] ۳ ۵۵۸ بمبئی ۳۲۱۔ [۲] ۲ ۵۴ بمبئی ۱۴۰۔

گوتم - شودر عورت سے پیدا شدہ بیٹے اگر کوئی صحیح النسب اولاد نہ ہو اور وہ چیلے کی طرح اطاعت گذار ہو اپنی پرورش کے لیے گذارہ پائیگا سانکہہ اور لکھت - شودر عورت سے پیدا ہوا بیٹا پدری جائداد نہین پاتا - جو کچھہ اُس کا باپ دیدے وہی اُس کا حصہ ہوجائیگا -

بیوہ - اگر متوفی کے بیٹا - پوتا یا پڑپوتا خواہ منقسمہ یا غیر منقسمہ موجود نہ ہون تو اُس کی جائداد حین حیات بیوہ کو ملتی ہے اور اگر ایک سے زیادہ ہون تو اُن کو وہ جائداد مشترکا حاصل ہوتی ہے یا مساوی حصہ مین اس طرح حاصل ہوتی ہے کہ ایک دوسرے کو حق پسماندگی حاصل ہوگا[۱] متاکشرا کی رُو سے بیوہ کو اپنے شوہر کی جائداد ورثتاً اُسوقت ملتی ہے جبکہ وہ اپنے شرکار سے منقسم ہوکر فوت ہوا ہو یا جب تمام جائداد اُس کے شوہر کو تمامی دیگر شرکار کی وفات کی وجہ سے حاصل ہو اگر اُس کا شوہر بعد تقسیم علٰحدہ نہ ہوا ہو تو وہ صرف گذارہ کی مستحق ہوگی یعنی جسطرح کہ اولاد ہونے کی صورت مین اُس کو حق حاصل ہوتا ہے[۲] لیکن دایا بہاگ کی رُو سے اولاد نہ ہونے کی صورت مین بلا لحاظ انقسام یا اشتراک کے بیوہ اپنے شوہر کی جائداد کی وارث ہوتی ہے[۳] اس کی وجہ یہہ ہے کہ دایا بہاگ مین اصول پسماندگی تسلیم نہین کیا گیا ہے بلکہ اشتراک کی حالت مین بھی ایک قسم کی علٰحدگی متصور ہوتی ہے - جبکہ ایک سے زیادہ بیوائین ہون تو اُن سبکو مشترکاً

---

[۱] ۱ بمبئی ہائیکورٹ ۶۶ -
[۲] ۲ مدراس ہائیکورٹ ۱۱۷ -
[۳] ۶ سدرلینڈ ویکلی رپورٹر ۶۱ -

حقیت حاصل ہوتی ہے اور یہہ بھی صرف محدود حقیت ہوتی ہی بلاشک خاوندکی جائداد کاکوئی جزو کسی پسماندہ بیوہ کی زندگی مین دوسرے ورثار کو نہین ملتا ہے[۱] لیکن اگر بیواؤن نے آپس مین یہہ انتظام کیا ہو کہ ہر ایک اپنے اپنے حصہ سے مستفید ہو تو ایسی صورت مین یہہ کوئی جائداد اس طرح منتقل نہین کرسکتی جس سے دوسری بیوہ یا دیگر ورثار کے حقوق تلف ہون[۲] ہر بیوہ کو متاکشرا کی رُو سے حق حاصل ہے کہ آپس مین تقسیم کرے اور اس طرح علٰحدہ علٰحدہ اپنے حصہ سے مستفید ہو اور اُن کو یہہ بھی حق حاصل ہے کہ وہ اپنا حصہ کسی کو منتقل کر دے یا بیع کر ڈالے[۳] مگر ایسا انتقال صرف اُس کی حیات تک جائز ہوگا اور بعد اُس کی وفات کے جائداد پسماندہ بیوہ کو ملیگی[۴] یہہ واقعات کہ اُن مین سے کسی ایک کو بیٹا تھا جس کا انتقال ہوگیا یا بیٹی موجود ہے یا یہہ کہ بیوہ کلان ہے غیر موثر ہین سب کو مساوی حصہ ملے گا[۵] بیوہ کلان مشترکہ جائداد کو دوسری بیوہ کی اجازت کے بغیر منتقل نہین کرسکتی اگرچہ کوئی ضرورت بھی درپیش ہو[۶] وہ ایسے انتقال سے صرف اپنا حین حیاتی حق منتقل کرسکتی ہے مکرر ازدواج سے اُس کا حق وراثت زائل ہوجاتا ہے - لیکن اس کا اثر صرف حقوق موجودہ پر ہوگا نہ کہ حقوق آئندہ پر جیساکہ اوپر بیان ہوچکا ہے[۷]

[۱] ۱۱ مورز انڈین اپیلز ۱۹۴ -
[۲] ۱۲ الہ آباد ۱۵ - خ ۳۹ الہ آباد ۵۲ - ۳۱ کلکتہ ۷۶ - ۳۴ کلکتہ ۱۷۹ - ۳۶ مدراس ۲۱۴ -
[۳] ۲۶ مدراس ۳۹۹ -
[۴] ۳ بمبئی ۶۰ -
[۵] ۱ مدراس ۲۹۸ -
[۶] ۲ الہ آباد ۴۱۱ -
[۷] ۲۶ بمبئی ۳۸۸ - ۲۸ مدراس ۳۲۵ -

بے عصمتی مانع وراثت صرف اُس وقت مین ہے جبکہ وہ وراثت
کے وقت بے عصمت ہو[1]

(۱) کاتیان۔ ایسی لاولد بیوہ کو جو اپنے مالک کا بستر پاک رکھے اور
مستقل طور سے احتیاط رکھے جائداد سے اپنی وفات تک مستفید
ہو سکے گی اور اُس کے بعد ورثار پائین گے۔

(۲) بیوی اگر بے عصمت نہ ہو شوہر کی جائداد پاتی ہے اگر نامناسب
شرمناک یا ناپاک افعال کی مرتکب قرار پائے تو ایسی حالت مین وہ
استری دہن کی مستحق نہین ہوتی ہے۔ بیوہ کے اِس استحقاق کی
بنیاد یہہ ہے کہ وہ متوفی خاوند کی (اردہانگنی) نصف جسم ہوا کرتی
ہے اور اُس پر بیٹون کو اِس لیئے ترجیح دی گئی ہے کہ وہ اپنے
خاوند کو روحانی منفعت اُس کی وفات کے بعد پہنچا سکتی ہی برخلاف
اِس کے بیٹے اپنی پیدائش ہی کے زمانہ سے منفعت مذکور پہنچانے
کے مستحق ہو جاتے ہین۔ وہ صرف اپنے شوہر کی جائداد کی وارث
ہوتی ہے بجز بمبئی کے جہان گوترج سپنڈ کی بیوہ بھی اپنے شوہر کی
قائم مقام ہوتی ہین۔

برہسپتی۔ کتاب مقدس قانون اور احکام اور رواج عام مین بیوی
کو عقلمندون نے خاوند کا آدھا جسم بتلایا ہے اور اِس طرح وہ نیک
اور بد ہر قسم کے افعال کے نتائج مین شریک ہوتی ہے ایسے شخص
کا آدھا جسم قائم رہتا ہے جسکی بیوی نہ مرگئی ہو اور اس لیئے اُس کی

[1] ۴ بمبئی ہائیکورٹ ۵۲۔

جائداد دوسرا کون شخص لے سکتا ہے۔ اگرچہ دور کے عزیز باپ اور ان اخیافی بھائی زندہ ہون تاہم وہ جولاولد مرا ہو اُس کی بیوی اُسکا حصہ پائیگی۔

کاتیان۔ شوہر کی وفات کے بعد ایسی بیوہ جسنے خاندان کی عزت قائم رکھی ہو اپنے شوہر کا حصہ حین حیات پائیگی۔ مگر اُس کو اُس جائداد مین حق رہن یا ہبہ یا بیع کا حاصل نہین ہوتا ہے۔

میو کہا۔ لیکن بیوی جو ایسے بد افعال کی مرتکب ہو جس سے اُس کے شوہر کو نقصان پہنچتا ہو اور جو نامناسب کام کرتی ہو اور جس نے اپنے مرد کے بستر کے ساتھ بیوفائی کی ہو علٰحدہ جائداد پانے کی مستحق نہین ہو سکتی۔

مہابھارت۔ محض استفادہ ایسا ثمرہ بتلا یا گیا ہے جو بیوی کو اپنے مالکون کی ترکہ سے ملتا ہے کسی صورت مین ان کو اپنے خاوندون کی جائداد تلف نہ کرنا چاہیئے۔

بیٹیان۔ بیٹے۔ پوتے۔ پڑپوتے اور بیوہ کی عدم موجودگی مین باپ کی جائداد بیٹی کو ملتی ہے۔ جبکہ ایک ہی قسم کی چند بیٹیان ہون تو اُن سب کو مساوی حصہ ملتا ہے۔ اگرچہ آخری قابض بیٹی کی سوتیلی مان ہو تاہم اُس کی وفات کے بعد بیٹی کو حق حاصل ہوتا ہے۔ اُس صورت مین جبکہ ایک سے زیادہ بیٹیان ہون کس اصول پر بیٹیون مین تقسیم ہونی چاہیئے اس کے متعلق مختلف رائے ہین جس کا ذکر آئندہ کیا جاتا ہے۔

بیٹی کے حق کی بنیاد۔ اُس کے حق کی بنیاد قرابت بتائی گئی ہے

اور اِس کے متعلق مختلف سمرتیون مین مختلف وجوہ بیان کیے گئے ہین چنانچہ منو نے لکھا ہے کہ وہ اِس وجہ سے وارث بنائی گئی ہے کہ باپ کے پُتریکا پُتر کی مان ہے۔ نارد اِس بنار پر وارث قرار دیتے ہین کہ اُس سے اُس کے باپ کی نسل قائم رہتی ہے۔ برہسپتی اِس وجہ سے کہ بیٹے کے مانند اُس کا وجود بھی عضو جسمانی سے ہے۔ دایا بہاگ کی رُو سے وہ اِس وجہ سے وارث ہے کہ اُس کا بیٹیا مورث کو روحانی منفعت پہنچاتا ہے۔

بے عصمتی کا اثر۔ متاکشرا کی رو سے بے عصمتی بیٹی کو باپ کی جائداد پانے سے محروم نہین کرسکتی[1] دایا بہاگ کی رو سے بے عصمت بیٹی وارث نہین ہوسکتی[2] وہ وجوہات ناقابلیت جو ذکور کی وراثت کے مانع ہین اُس کو بھی محروم کرتی ہین[3]

اگر کوئی ہندو عورت اپنے شوہر سے طلاق لیئے بغیر مسلمان ہوجائے اور کسی مسلمان سے شادی کرے اور شادی سے بیٹے ہون تو ایسی صورتین ایسی اولاد غیر صحیح النسب ہوگی اور وہ بے عصمتہ متصور ہوگی اور اسلیئے دایا بہاگ کی رُو سے اپنے باپ کی وراثت سے محروم ہوگی[4]

نوعیت حقیت۔ متاکشرا مروجہ مدراس کی رُو سے اُس کو صرف محدود حق حاصل ہوتا ہے اور اُس سے ایک جدید نسل ورثار نہین بنتی[5] اُسکی

---

[1] ۴ بمبئی ۱۰۵- ۱ الہ آباد ۴۷۶- ۳۰ کلکتہ ۵۲۱- ۲۲ کلکتہ ۳۴۷- خ ۴ کلکتہ ۵۵۰-

[2] ۲۲ کلکتہ ۳۴۷- ۳۰ کلکتہ ۵۲۱- ۳۲ کلکتہ ۸۷۱- ۲۶ مدراس ۵۰۹-

[3] ۲ بمبئی ہائیکورٹ ۵- ۲ الہ آباد ۵۶۱- ۶ بمبئی ہائیکورٹ ۱۸۳-

[4] ۳۳ کلکتہ ۸۷۱-

[5] ۲۵ مدراس ۸۶۷ (پریوی کونسل)-

وفات کے بعد اُس کی پسماندہ بیٹیان وارث ہوتی ہین لیکن احاطہ بمبئی مین بیٹی کو باپ کی جائداد مین حقیت کامل حاصل ہوتی ہے[1] اور اسکی وفات کے بعد جائداد اُسی کی نسل مین رہتی ہے نہ کہ اُس کے باپ کے ورثا حقدار ہوتے ہین۔ حتی کہ پسماندہ بیٹیان بھی مستحق نہین قرار پاتین[2] میوکھا کی رُو سے اُس کو نہ صرف حقیت کامل حاصل ہوتی ہے بلکہ ایک جداگانہ حقیت حاصل ہوتی ہے[3] بمبئی کی رُو سے ایسی صورت مین اُن کی حقیت مشترکہ نہین خیال کیجاتی ہے[4] اگر وہ چاہے تو بذریعہ وصیت منتقل کرسکتی ہے بشرطیکہ اُس کو کوئی ذکور اولاد نہ ہو[5] برار مین بھی بیٹی کو باپ کی جائداد مین کامل حقیت حاصل ہوتی ہے اور بمبئی کے قاعدہ پر عمل ہوتا ہے[6] بیوہ اور بیٹی اپنے حق مقدم سے نواسہ کے لیے دست بردار ہوسکتی ہے[7] دایابھاگ کی رُو سے اُن کو محدود حق ملتا ہے اور وہ آپس مین مصالحت کرکے وارث عودی کا حق زائل نہین کرسکتے[8] غیر صحیح النسب بیٹیون کو حق وراثت حاصل نہین ہے[9] لیکن وہ اپنی مان کی جائداد پاسکتی ہین[10]

ترتیب ترجیح۔ بنگالہ مین نجات روحانی وجہ ترجیح ہوا کرتی ہے۔ اسلئے

---

[1] ۱ بمبئی ہائیکورٹ ۱۳۰۔ ۵ بمبئی ۶۶۲۔ ۲۱ بمبئی ۶۴۴۔ ۷ بمبئی ۱۵۵۔

[2] ۳۱ بمبئی ۵۵۴۔ ۲ بمبئی لارپورٹر ۸۷۴۔

[3] ۹ بمبئی ۸۵۔ ۹ بمبئی لارپورٹر ۱۲۹۲۔

[4] ۱۴ بمبئی ۶۱۲۔

[5] ۳ بمبئی ۱۷۱۔ ۵ بمبئی ۴۴۰۔ ۱۵ بمبئی ۲۰۶۔

[6] ۵ ناگپور لارپورٹر ۱۳

[7] ۲۴۹ پنجاب ویکلی رپورٹر ۱۹۱۳ء۔

[8] ۴۴ کلکتہ ۲۴۳۔

[9] ۳۲ بمبئی ۵۶۲۔

[10] ۲۱ مدراس ۴۰۔

بیوہ یا بانجھ یا ایسی بیٹیاں جن سے بجز بیٹی کی اولاد کے بیٹا تولد ہونے کی امید نہ ہو محروم الورث قرار دیگئی ہیں - متاکشرا کی رو سے دنیوی خیالات کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور اس لیئے غیر شادی شدہ دختران کو شادی شدہ بیٹیوں پر ترجیح ہے - اور شادی شدہ دختروں میں امیر پر غریب کو ترجیح ہے بیٹے کا ہونا یا بانجھ کا ہونا قابل لحاظ نہیں ہے - متھلا کی رُو سے ایسا کوئی فرق جائز نہیں رکھا گیا ہے - مگر اس قدر ہر خیال کی رُو سے طے ہو گیا ہے کہ غیر شادی شدہ دختر کو شادی شدہ دختر پر ترجیح ہے - بمبئی میں یہہ تجویز ہوئی ہے کہ اگرچہ دختران کے حقوق کا تصفیہ غریبی کے لحاظ سے ہونا چاہیئے تاہم عدالتوں کو چاہیئے کہ اس مسئلہ کو باریکی سے نہ دیکھیں یعنی دوسرے الفاظ میں امیری غریبی کا لحاظ صرف اُس صورت میں کریں جبکہ ہر دو دعویداروں کی حیثیت میں بہت بڑا فرق ہو[1] اصل کتب میں الفاظ سادہن - نردہن مستعمل ہوئے ہیں جس کے معنی روپیہ والا اور بغیر روپیہ والا ہوتے ہیں - مگر ان الفاظ کا منشا رخواہ مخواہ یہی نہیں ہو سکتا کہ باپ سے روپیہ لیا ہو -

وضاحت کے لیئے ہم حسب ذیل تختہ نیچے درج کرتے ہیں -

| بنگال | متاکشرا | متھلا |
|---|---|---|
| (۱) غیر شادی شدہ - | (۱) غیر شادی شدہ | (۱) غیر شادی شدہ |
| (۲) ایسی جنکی اولاد ذکور ہے یا جنکی اولاد ذکور ہونیکی امید ہو ان سبکو مشترکہ حصہ ملے گا۔ | (۲) شادی شدہ (الف) غریب (ب) امیر | (۲) شادی شدہ |

[1] ۲۳ بمبئی ۲۲۹ - ۶ بمبئی ہائیکورٹ ۱۸۲ - ۳ مدراس ۲۶۵ - ۳ الہ آباد ۵۶۱ -

دختر کو صرف اپنے باپ کی جائداد مین حق حاصل ہوتا ہے۔ بھائی۔ چچا یا بیٹے کی بیٹی کو کوئی حق حاصل نہین ہوتا ہے۔ بمبئی مین دے اِس بناء پر وارث متوفی ہین کہ اناث خاندانی کو ترجیح ہین اُن کی اولاد وارث بعید یعنی بند ہونیکے لحاظ سے وارث ہوتی ہے۔ اگر جائداد ناقابل تقسیم ہو تو دختر کلان وارث ہوگی۔

مُرلی۔ یہہ ایسی لڑکی کا نام ہوتا ہے جو کسی دیوتا یعنی معبود کی پرستش کے لیئے چھوڑ دی جائے اور وہ اپنی زندگی کسب کے ذریعہ سے کرے پس ایسی عورتین نہ کنیا یعنی غیر شادی شدہ اور نہ گلستری یعنی شادی شدہ کہلا سکتی ہین۔ پس اُس کا حق غیر شادی شدہ اور شادی شدہ لڑکیون کے بعد رکھا گیا ہے[1]

نارو۔ اگر بیٹیا نہ ہو تو عقل یہہ کہتی ہے کہ بیٹی وارث ہونی چاہیئے کیونکہ اُس سے نسل قایم رہتی ہے۔

پراسر۔ متوفی کی جائداد جبکہ اُس کے کوئی اولاد ذکور نہ ہو غیر شادی شدہ بیٹی کو ملیگی اور اُس کے بھی نہ ہونیکی صورت مین شادی شدہ بیٹی کو۔

کاتیان۔ ایسی صورت مین جبکہ بعض لڑکیون کی شادی ہوگئی ہو اور بعض کی نہ ہوئی ہو صرف وہ لڑکیان جنکی شادی نہ ہوئی ہو وارث ہونگی۔ عورت کی جائداد ایسی لڑکی کو ملتی ہے جسکی نہ شادی ہوئی ہو اور نہ جسکی معاش کا انتظام ہوگیا ہو۔

نواسہ۔ اولاد۔ بیوہ اور بیٹی کی عدم موجودگی مین نواسہ کو اپنی نانا کی

[1] ۱۳ بمبئی ۵۴۔ ۹ بمبئی لا رپورٹر ۲۷۰۔

جائداد ملتی ہے۔ سب بیٹیوں کے بیٹوں کو مساوی حصہ ملتا ہے۔ ان کو اصول کے لحاظ سے حصہ نہیں ملتا بلکہ بالراس حصہ ملتا ہے مثلاً منجملہ پانچ نواسوں کے دو ایک بیٹی سے ہوں اور تین دوسری سے تو جائداد پانچ حصوں میں تقسیم ہوگی۔ ہر نواسہ کو ایک حصہ ملیگا۔ لیکن جبتک کوئی بیٹی زندہ ہو نواسہ کا کوئی حق نہیں ہوتا[1] نواسہ اپنی متوفی نانا کا قائم مقام نہیں ہوا کرتا ہے۔ موروثی خدمات پر بھی نواسہ کو دادا کے ہم درجہ بھائی پر ترجیح دی گئی ہے[2] اغراض وراثت کے لیئے بیٹی کا متبنیٰ فرزند بیٹی کے صلبی فرزند کے مساوی ہوتا ہے۔ نواسہ کو کامل ملکیت حاصل ہوتی ہے اور اس سے جدید نسل آغاز ہوتی ہے[3] اس کی وفات پر جائداد اسی کے ورثاء کو پہنچتی ہے نہ کہ اس کے نانا کے ورثاء کو[4] پریوی کونسل نے یہہ تجویز کی ہے کہ نواسے کو نانا کی جائداد ملی ہو بحیثیت شرکا رو وارث ہوتے ہیں اور ہر ایک کو حقوق پسماندگی حاصل ہوتے ہیں۔ ان کی حیثیت پٹہ وار شترکہ کی نہیں ہوا کرتی ہے[5] اگر نواسے مختلف بیٹیوں سے ہوں تو اس اصول کا اطلاق نہ ہوگا۔ نواسہ گوترج سپنڈ نہیں ہے اور اس لیئے گوترج سپنڈوں کی طرح اس کی بیوہ کو کوئی حق حاصل نہیں ہوتا ہے۔ فی الحقیقت نواسہ بندھو ہوتا ہے۔ پس اگر اس کی بیوہ کو کوئی حق حاصل ہوسکتا ہے تو

---

[1] ۸ الہ آباد ۱۴۰۔
[2] ۸ مدراس ۴۲۰۔
[3] ۹ کلکتہ ۷۰۔
[4] ۳ الہ آباد ۱۳۱ - ۱۹ مدراس ۴۵۱۔
[5] ۲۵ مدراس ۶۷۸۔

وہ بند ہو کی حیثیت سے حاصل ہو سکتا ہے یعنی گو ترج پنڈون کے بعد[1]
جو خاص رعایات نواسہ کے ساتھہ رکھی گئی ہین دوسرے ورثائی عودی
سے متعلق نہین ہو سکتین[2]۔ نواسہ وارث عودی ہے اور اُسے حقیت
ناناسے حاصل ہوتی ہے نہ کہ مان سے[3]

برہمیتی۔ جسطرح بیٹی اپنے باپ کی ملکیت کی مالک ہوجاتی ہے اگرچہ
قرابت دار زندہ ہون پس اسیطرح اُس کا بیٹا اُس ملکیت کا وارث
تسلیم کیاجاتا ہے جو اُس کی مان اور نانا کی ہو۔

وشنو۔ بیٹے اور اُن کی اولاد ذکور کی عدم موجودگی مین بیٹیون کے بیٹے
جائداد پاوینگے اِس لیئے کہ بیٹے اور بیٹی کی ذکور اولاد بطریق مساوی
ہر درجہ کے آدمیون کی رسوم میت ادا کرنے کے قابل ہوتے ہین۔

نواسی۔ یہہ کسی قسم کی وارث نہین ہے اِس لیئے کہ مالک متوفی
کی نسل سے اِس کی نسل جدا ہے اور اُس سے کوئی روحانی منفعت
اُس کو حاصل نہین ہوتی۔ لیکن بمبئی اور مدراس مین یہہ تجویز ہوئی ہے
کہ وہ بند ہو ہے اِس لیئے ذکور ورثاء کی عدم موجودگی مین نانا کی
جائداد کی وارث مرجح ہوتی ہے[4]

والدین۔ اِس اصطلاح مین باپ اور مان شامل ہین۔ سوتیلی مان اِسمین
شامل نہین ہے۔ متبنیٰ فرزند کی صورت مین متبنیٰ گیرندہ باپ کی وہ بیوی

---

[1] ۲۵ بمبئی ۲۸۔
[2] ۱۲ مدراس لاٹائمس ۱۸۸۔
[3] ۸ الہ آباد لاجرنل ۹۴۹۔
[4] ۸ مدراس ۱۸۲۔ نج ۱۳۸ الہ آباد ۸ و ۳۰۷۔

شامل ہے جو تبنیت مین شریک رہی ہو۔ متاکشرا اور دایابھاگ ترتیب بغرض ترجیح مین مختلف البیان ہین۔ متاکشرا کی رُو سے مان کا حق اولی ہے اور اُس کے بعد باپ کا[1] متبنیٰ فرزند کی وراثت مین متبنیٰ گیرندہ مان کو متبنیٰ گیرندہ باپ پر ترجیح دی گئی ہے[2] بنگالہ مین باپ کو مان پر مذہبی فائدہ کے لحاظ سے ترجیح دی گئی ہے[3] میوکھا کو دایابھاگ سے اتفاق ہے[4] بنارس اور متھلا مطابق متاکشرا کے مان کو ترجیح دیتے ہین حقیقت یہہ ہے کہ کتب اصلی مین ترتیب وراثت نہین بتائی گئی ہے صرف جملہ ماتا پترم مستعمل ہوا ہے۔ اس ترکیب الفاظ سے اور اُس مطلب سے جو اِس لفظ سے اخذ کیا جاتا ہے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مان کو حق اولی حاصل ہے۔ اور اُس کے بعد باپ مالک ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ باپ کے دوسرے بیٹے بھی ہوتے ہین۔ مگر مان کے نہین ہوتے اور وہ سب سے زیادہ نزدیک کی رشتہ دار ہے اس لیئے یہہ صحیح قرار دیا گیا ہے کہ اُس کو باپ پر ترجیح دیجاوے اور بمطابق عبارت کتب اصلی یہی ہے جہان کہ یہہ تحریر ہے کہ قریب ترین سپنڈ کو وراثت عین مابعد حاصل ہوتی ہے۔ مگر نیلکنتھ دیسی ہی صاف زبان مین متاکشرا کی اس حجت کی تردید کرتا ہے۔

مان کے حق کی بنیاد۔ وہ اس لیئے وارث ہوتی ہے کہ وہ سپنڈ ہے متاکشرا کی رُو سے اس لیئے کہ اُسے رشتہ نزدیکی حاصل ہے اور دایابھاگ

---

[1] ۳ ا بمبئی ۶۰۵۔ [2] ۳ ۳ بمبئی ۴۰۴۔

[3] ۶ کلکتہ ۱۱۶۔ [4] ۶ بمبئی ۱۴۱ھ۔

کی رُو سے اِس لیئے کہ بیٹے پیدا کرکے مذہبی فائدہ متوفی کو پہنچاتی ہے۔ بھائی جو پنڈا اپنے بزرگون کو دیتے ہین اُس سے متوفی ہی مستفید ہوتا ہے۔ ایسی مان جس نے اپنے بیٹے کے قتل مین حصہ لیا ہو اُس کی ملکیت کی وارث نہین ہو سکتی[1]

نوعیت حقیت۔ اُسے حقیت بیوہ حاصل ہوتی ہے یعنی اُس سے کوئی جدید نسل پیدا نہین ہوتی ہے بلکہ اُس کی وفات کے بعد جائداد ورثائے قابض آخر پر عود کر جاتی ہے۔ اپنی حیات مین اُسکو تصرف کا حق کامل حاصل ہے۔ صرف اتلاف جائداد ممنوع ہے۔ وہ ضروریات مذہبی کے لیئے جس سے شوہر کی منفعت مقصود ہو جائداد صرف کر سکتی ہے۔ ایسی جائداد جو اُسے اپنے بیٹے سے وراثتاً حاصل ہو اُس کا استری دہن نہین ہوتا ہے[2]

سوتیلی مان۔ ہائیکورٹ کی یہی رائے ہے کہ لفظ مان مین سوتیلی مان شریک نہین ہے۔ اِس لیئے وہ بہ حیثیت مان وارث نہین ہو سکتی[3]۔ گویا عام قاعدہ کی رو سے اُسے کوئی حق حاصل نہین ہوتا۔ مگر بمبئی مین گوترج سپنڈکی بیوگان کا حق وراثت تسلیم کیا گیا ہے اور اِس حیثیت سے اُس خاندان مین کسی ذکور وارث کی عدم موجودگی مین وے اُس جائداد کی مستحق ہوتی ہین جو اُس کے شوہر کو بشرط زندگی حاصل ہوتی۔ لیکن ورثائے اجمالی کے اختتام کے بعد اُن کے استحقاق کا نفاذ ہوتا ہے

---

[1] ۳۱ مدراس ۱۰۰۔ [3] ۳ بمبئی ۳۵۳۔ ۳۶۹۔

[2] ۲۷ کلکتہ ۲۱۴۔ ۱۶ انڈین کیسز ۹۰۰۔

یعنی ۸ ورثاء مندرجہ فہرست کی موجودگی مین کسی صورت مین بیوگان کو ترجیح سپنڈ کو حق حاصل نہین ہوتا ہے اور یہی اصول ہے جسکی بناء پر متاکشرا اور میوکھا ہر دو کی رُو سے سوتیلی ماں کو وراثت حاصل ہوتی ہے[1] لیکن مدراس مین اس اصول پر عمل نہین کیا جاتا ہے - متوفی کے چچا کی موجودگی مین ایسی بیوگان محروم قرار دی گئی ہین[2] اسی طرح دادا کے بھائی کا پوتا[3] دادا اور سوتیلے بیٹے کے سپنڈ کی موجودگی مین وہ محروم الورث قرار دی گئی ہین - متاکشرا مروجہ بنگال کی رُو سے پھوپھی کے بیٹے کے مقابلہ مین سوتیلے بیٹے کی وارث سوتیلی ماں نہین قرار دی گئی ہے[4] سوتیلی دادی اپنے سوتیلے بیٹے کی وارث نہین ہو سکتی ہے -

بمبئی اُس کو سوتیلے بیٹے کے چچازاد بھائی اور علاتی بھائی کی بیوہ پر ترجیح دی گئی ہے[5] جیسا اوپر بیان کر چکے ہین - صرف بنگالہ مین بے عصمتی اُس کی محروم الورث کا باعث ہوتی ہے لیکن دوسرے اسکول کی رُو سے ایسا نہین ہے[6] الہ آباد ہائیکورٹ سے یہہ تجویز ہوئی ہے کہ وہان اگر ماں اپنے شوہر کی وفات کے بعد بے عصمتہ ہو جائے تو اُسکا حق وراثت زائل نہین ہو جاتا ہے[7]

---

[1] ۱۱ بمبئی ۴۷ - ۴ بمبئی ۱۸۸ - ۲۱۸ - ۱۱۶ الہ آباد ۴۲ - [2] ۸ مدراس ۱۰۷ - ۱۵ مدراس ۳۰۰ -

[3] ۸ مدراس ۱۳۳ - [4] ۵ مدراس ۱۳۳ - ۵ مدراس ۳۲۷ -

[5] ۴ کلکتہ ویکلی نوٹس ۳۴۴ - ۱۱ کلکتہ لاجرنل ۵۸۸ - ۳۰ کلکتہ ۲۱۴ - ۱۹ الہ آباد ۳۲۷ -

[6] ۱۹ بمبئی ۷۰۷ - ۱۱ بمبئی ۴۷ - [7] ۵ مدراس ۱۴۹ -

[8] ۳۲ الہ آباد ۱۱۵ -

متبنیٰ گیرندہ مان۔ جو مان اپنے شوہر کے ساتھہ متبنیٰ لینے مین شریک ہو بلالحاظ اِس کے کہ وہ بیوۂ اولیٰ ہے یا ثانی اپنے متبنیٰ بیٹے کی وارث مرجح ہوتی ہے اور اگرچہ وہ بیوہ ثانی بھی ہو بیوۂ اولیٰ پر ترجیح پائیگی اِس لیئے کہ بیوۂ اولیٰ اُس بیٹے کی سوتیلی مان کی جگہ ہوتی ہے۔

متنو۔ وہ جو لاولد فوت ہو اور اُس کی بیوہ بھی فوت ہوجائے اُسکی وارث اُس کی مان ہوتی ہے۔ جب مان بھی فوت ہوجائے تو اُس کی دادی وارث ہوتی ہے بشرطیکہ بھائی اور بھتیجے موجود نہون۔ آچاری یا گایتری منتر دینے والے گرو کو دس آچاریون پر ترجیح ہے۔ باپ کو ایسے دس آچاریون پر اور مان کو ایک ہزار صُلبی باپ پر ترجیح دیگئی ہے متاکشرا۔ مان ہزار باپ پر مرجح ہوتی ہے اس لیئے کہ وہ بیٹے کو حمل مین رکھہ کر پرورش کرتی ہے۔ اِس لیئے مان سب سے زیادہ قابل عزت ہے۔

کانتیان۔ ذکور اولاد کی عدم موجودگی مین ایسی جائداد جو بیٹے نے تقسیم کے بعد حاصل کی ہو باپ کو یا بھائی یا حقیقی مان یا دادی کو ترتیب مذکور سے ملیگی۔

بھائی۔ اِن کا حق والدین کے بعد ہوتا ہے۔ متاکشرا کی رو سے حقیقی بھائی کو علاتی بھائی پر ترجیح ہوتی ہے[1] میوکھا کی رُو سے خون کا لحاظ اس قدر کیا گیا ہے کہ حقیقی بھائی کے بیٹے کی موجودگی مین علاتی بھائی محروم ہے[2] جبکہ وہ ایک ہی خون کے بھائی ہون تو منقسمہ بھائیون پر

---

[1] ۴ کلکتہ ویکلی نوٹس ۷۷۰ (پریوی کونسل) ۳۲ الہ آباد ۴۳۴ [2] ۱۱ بمبئی ہائیکورٹ ۶۵۔

ایسے بھائیون کو جو بعد تقسیم پھر مل گئے ہون ترجیح ہے۔ لیکن اگر دو حقیقی بھائیون مین سے کوئی ایک تیسرے علاتی بھائی کے ساتھہ اشتراک مین ہو اور اُس وقت اُس کا انتقال ہو جائے تو ایسی صورت مین منقسمہ حقیقی بھائی اور مشترکہ علاتی بھائی بحصص مساوی حقدار ہون گے۔ متاکشرا کی رُو سے جب تک سلسلہ بھائیون کا موجود ہو بھتیجون کو کوئی حق حاصل نہین ہوتا اگرچہ بھائی علاتی ہی کیون نہ ہون قائم مقامی کا حق جائز نہین رکھا گیا ہے۔ لیکن میوکھا کی رُو سے متوفی بھائی کے بیٹے پسماندہ بھائیون کے ساتھہ حصہ دار ہوتے ہین[1] مگر یہہ قاعدہ بھائی اور بھتیجون ہی تک محدود ہے۔ میوکھا کی رُو سے علاتی بھائی کو اُسیوقت حق حاصل ہوتا ہے جب بھتیجے۔ دادی اور بہن موجود نہ ہون غیر منقسم بھائی ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہین۔

متاکشرا کی رُو سے وراثت حسب ذیل ترتیب سے ہوتی ہے۔ (۱) حقیقی بھائی۔ (۲) علاتی بھائی۔ (۳) حقیقی بھائی کا بیٹا۔ (۴) علاتی بھائی کا بیٹا۔ میوکھا کی رُو سے (۱) حقیقی بھائی۔ (۲) حقیقی بھائی کا بیٹا۔ (۳) علاتی بھائی وغیرہ۔

یاجنا ولک۔ دوسری مان سے جو بھائی ہو اگر بعد تقسیم خاندان مین شریک ہو جائے تو وہی نہ کہ دوسرا علاتی بھائی جائداد کا وارث ہوتا ہے مگر حقیقی بھائی اس طرح مشترک نہ ہونے کی صورت مین بھی وارث ہوگا۔ لیکن ایک ہی باپ کا منقسمہ بھائی اُسوقت تک وارث نہ ہوگا جبتک

[1] ۵ بمبئی لاء رپورٹ ۳۷۶۔

دوسرے بھائی موجود ہون۔
کاتیاین۔ قریبی دعویداران کی عدم موجودگی مین ایسے بھائی جو دوبارہ مشترک ہوگئے ہون ان کے ورثاء قرار پاوینگے جو مکرر مشترک ہوئے ہون اور غیر مشترکہ ان کے جو غیر مشترکہ ہون۔ کیونکہ اولاد نہ ہونے کی صورت مین وے ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہین۔
نارد۔ اگر بھائیون مین سے کوئی لاولد فوت ہوجائے یا کسی مذہبی فرقہ مین شریک ہوجائے تو بقیہ بھائی اُس کی جائداد آپس مین تقسیم کرلینگے بجز اُس جائداد کے جو بیوی کی جداگانہ جائداد ہو۔ اُس کو چاہیئے کہ اُسکی عورتون کو اُن کی حیات تک نان ونفقہ دے بشرطیکہ وے اپنے مالک کا بستر پاک رکھین۔ اگر اُن کا طریقہ چلن کسی اور قسم کا ہو تو بھائی اُسکا گذارہ کو واپس لے سکتے ہین۔
وسیشٹ۔ اور تقسیم اُس وقت تک ملتوی رہنی چاہیئے جب تک ایسی لاولد بیوگان کے جو حمل سے ہون بچہ پیدا نہ ہولے۔
بھائی کے بیٹے۔ یہہ اُس وقت وارث ہوتے ہین جبکہ کوئی بھائی موجود نہ ہو حتی کہ علاتی بھائی بھی نہ ہو۔ ایسا متاکشرا کی رُو سے۔ مگر میوکھا کی رُو سے علاتی بھائی پر حقیقی بھائی کے بیٹے کو ترجیح حاصل ہے جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے[1] بنگالہ مین علاتی بھائی کے ساتھہ بھتیجے وارث ہوتے ہین۔ بھتیجے کو کوئی حق پیدائش سے حاصل نہین ہوتا ہے۔ اسکو حق وراثت اُسی صورت مین حاصل ہوتا ہے جبکہ بوقت وراثت دو زندہ

[1] ۱۱ بمبئی ہائیکورٹ ۶۵۔

متوفی کے ایسے بیٹے کی بہن یا بیٹی کی موجودگی میں جو بحیات بیت فوت ہوگیا ہو اُسے حق مرجح حاصل ہے[1] بھتیجوں میں آپس میں حقیقی بھتیجے علاتی بھتیجوں پر مرجح ہیں۔ بھائی کا متبنیٰ فرزند صلبی فرزند کیطرح جائداد حاصل کرتا ہے۔ متاکشرا کی رُو سے علاتی بھائی کا بیٹا بہن پر ترجیح پاتا ہے۔ لیکن دیہوار میو کہا کی رُو سے اِس کے خلاف عمل ہے[2] بھائی کے بیٹے بالراس حصہ پاتے ہیں نہ کہ بلحاظ اصول اور دہ متاکشرا کے اجمالی ورثاء کا سلسلہ ختم کرتے ہیں۔

حقیقی اور علاتی رشتہ داری۔ عام قاعدہ یہہ ہے کہ حقیقی رشتہ دار کو علاتی رشتہ دار پر ترجیح ہے مگر سوال یہہ ہے کہ ایا تمامی رشتہ داروں کی وراثت پر اِس قاعدہ کا اطلاق ہوگا۔ الہ آباد ہائیکورٹ کی یہی رائے ہے[3] متاکشرا اور دایا بھاگ ہر دو کی رو سے بھائی اور بھتیجے کی صورت میں اِس قاعدہ پر عمل ہوتا ہے۔ متاکشرا بربنائے قرابت قریبہ اور دایا بھاگ روحانی منفعت پہنچانے کی قابلیت کی بناء پر رشتہ حقیقی کو اِس طرح مرجح قرار دیتے ہیں۔ میو کہا کی رُو سے اِس اصول کا عمل وسیع ہے۔ حتیٰ کہ اُس کی رُو سے حقیقی بھتیجے کو علاتی بھائی پر ترجیح حاصل ہے۔ بہرکیف متاکشرا اور میو کہا ہر دو کی اِس تفریق کو اِسی حد تک محدود رکھتے ہیں اور دادا اور اعلیٰ تر مورثان کی اولاد میں ایسی تفریق تسلیم نہیں کرتے اِس لیئے کہ وہ محض بوجہ سپنڈ ہونیکے

---

[1] ۴۴ بمبئی ۵۶۳۔ [2] ۳۲ بمبئی ۳۰۰۔

[3] ۱۹ الہ آباد ۲۱۵۔ ۳۲ الہ آباد ۵۴۱ (جلسۂ کاملہ)۔

وارث ہوتے ہیں نہ روحانی منفعت کی غرض سے۔ اسی وجہ سے بمبئی میں حقیقی چچا کو علاتی چچا پر ترجیح نہیں دیجاتی ہے[1] مگر بنگالہ میں یہ تفریق رائج ہے اس لیئے کہ وہاں روحانی منفعت نہ کہ قرابت پر غور کیا جاتا ہے[2] حقیقت یہہ ہے کہ متاکشرا میں اور ہیو کہا میں حقیقی اور علاتی رشتہ داری میں ترجیح کے متعلق کوئی خاص احکام معین نہیں ہیں الہ آباد ہائیکورٹ کی رُو سے حقیقی چچا کو علاتی چچا پر ترجیح ہے۔ مگر یہہ محض عدالتی رائے ہے[3] اور اس کی وجہ یہہ کہی جاتی ہے کہ متاکشرا میں اندراجات محض تمثیلاً تحریر ہیں یہہ نہیں کہا جا سکتا کہ فہرست اندراج متاکشرا مکمل ہے اور اس لیئے چونکہ صرف بھائی اور بھتیجوں کا نام تحریر ہے اس لیئے کسی اور رشتہ داری میں ایسی تفریق کا محکوم ہونا نہیں کہا جا سکتا ہے۔ اگر بفرض غلط متاکشرا کا مطلب یہ تسلیم کر لیا جاوے کہ اس کی رُو سے ترجیح اور تفریق صرف بھائیوں اور بھتیجوں تک محدود ہے تو اس سے اُس عام اصول وراثت کی تردید ہوتی ہے جس کی رُو سے قریب تر سپنڈ وارث ہوتا ہے اور قرابت کا اصول بلا استثنا رشتہ داران دور کے رشتہ داروں پر بھی حاوی ہے۔ پنجاب چیف کورٹ نے بمبئی ہائیکورٹ کی رائے تسلیم کی ہے[4]

بھائی کے پوتے - متاکشرا میں بھائی کا پوتا درج نہیں ہے اگرچہ وہ سکوتج ہوتا ہے بنگالہ اور متاکشرا کی رُو سے اس کا درجہ بھتیجے کے بعد ہے

---

[1] ۲۴ بمبئی ۲۱۷ - ۶ کلکتہ لا جرنل ۱۹۰
[2] ۵۴ انڈین اپیلز ۱۴۷-
[3] ۱۹ الہ آباد ۲۱۵ - ۶ کلکتہ لا جرنل ۱۹۰-
[4] ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ صفحہ ۸۳-

مدراس میں اِس کا درجہ چچا کے بیٹے کے بعد ہے[۱] اِس لیئے وہان کی رُو سے لفظ بیٹے مین پوتا نہین آتا۔ الہ آباد ہائیکورٹ نے اِس کے خلاف رائے قائم کی ہے[۲] اسی طرح بھائی کے پڑپوتے کو چچا کے بیٹو پر ترجیح ہے[۳] بمبئی مین ابھی یہ طے نہین پایا ہے کہ اُس کا درجہ دادا کے بعد یا قبل ہوگا۔ بمقدمہ مندرجہ بمبئی جلد ۲۵ صفحہ ۲۸ وہ متوفی کے نواسے کی بیوہ پر مرجح قرار دیا گیا ہے[۴]

بھائی کی بیٹی۔ میوکھا کی رُو سے میت کے متوفی بھائی کی بیٹی بہ چچا کے بیٹے کو ترجیح حاصل ہے[۵]

دادا۔ متاکشرا کی رُو سے دادی کا حق دادا سے قبل ہے۔ دایا بھاگ اور میوکھا کی رُو سے دادا کو دادی پر ترجیح حاصل ہے۔ اسکو جو درجہ دیا گیا ہے وہ ایک خاص درجہ ہے جزواً اسوجہ سے کہ وہ اصل خاندان سے ہی اور اخلاقاً دادا کی شریک ہے اور جزواً اسوجہ سے کہ منو نے مان کے بعد خاص طور سے اِس کا نام درج کیا ہے۔ باپ بھائی اور چچا کے بعد اُس کو درجہ اِس لیئے دیا گیا ہے کہ اِن کا نام کتاب مین تحریر ہے مگر اُس کا نام درج نہین ہے۔

منو۔ اِس کے بعد تیسرے درجہ مین قریب تر سپنڈ اناث یا ذکور

---

[۱] ۵ مدراس ۲۹۱ - ۱۰ مدراس لا ٹائمز ۲۲۶ - خ ۴۴ الہ آباد ۱۲۸ -

[۲] ۴۴ الہ آباد ۱۲۸ -

[۳] سردار دہکاری ۶۷۴ - ٹریولین ۱۹۱۲ء صفحہ ۴۷۶ - ۱۶ انڈین کیسنر ۵۲۹ -

[۴] ۲۵ بمبئی ۲۸۱ -

[۵] (۱۹۱۰ء) ۱۲ بمبئی لا رپورٹر ۳۴۵ -

وارث ہوتے ہین سپنڈ اور اُن کی اولاد نہ ہونے کی صورت مین
سامانودک یا واداکے رشتہ دار وارث ہون گے یا گرو یا چیلہ یا
متوفی کا ہم مکتب - بھائی کے بیٹے کی عدم موجودگی مین سات پشت تک
کے گوترج وارث ہوتے ہین اِس لیئے کہ اُن کا تعلق پنڈ سے ہوتا ہی
اِن مین سب سے اول دادی سے چوتھا اور باقی ماندہ رشتہ دار
پنڈ کا بقیہ جزو جو کشا سے دھونے کے بعد بچا ہو پاتے ہین - باپ
اور دوسرے رشتہ دار پنڈ مین حصہ پاتے ہین - ساتوان رشتہ دار
وہ ہے جو پانی دیتا ہے - اِسطرح سپنڈ رشتہ داری اُن اشخاص کو متعلق
کرتی ہے جو چھ درجہ اصل چھ درجہ فروع مین ہون مگر پانی سے سامانودک
رشتہ دارون مین جو تعلق پیدا ہوتا ہے وہ چودہوین شخص پر ختم ہوجاتا ہے
ہمبستی - اِن کے نہ ہونے کی صورت مین اخیافی بھائی یا بھائی کے
بیٹے - دادھیالی اور ناتھیالی عزیز چیلہ یا ذی علم آچاری متوفی کی جائداد
کے مستحق ہوتے ہین - مگر نصف جائداد اولاً متوفی کے فائدہ کے لیئے
علیحدہ رکھدینا چاہیئے اور باحتیاط تمام اُس کے ماہانہ ششماہی یا
سالانہ مراسم میت مین صرف ہونا چاہیئے - جبکہ کسی لاولد شخص کی
جائداد کے متعدد ورثار ہون خواہ دادھیالی یا ناتھیالی یا دور کے رشتہ دار
تو جو سب سے نزدیک کا ہوگا وہی جائداد پاویگا -

گوترج سپنڈ - دادی کے بعد گوترج سپنڈ وارث ہوتے ہین - اِن مین آپس مین
بلحاظ اِس کے کہ کون قریب کی شاخ سے ہے ترجیح ہوتی ہے یعنی میت
خود کی نسل مین چوتھے - پانچوین اور چھٹے درجہ کے رشتہ دار مع اُنکی
بیوہ کے اول وارث ہوتے ہین اُس کے بعد میت کے باپ کی

نسل کے یعنی میت کے بھائی کے دوسرے تیسرے اور چوتھے درجہ کے فروع۔ اس کے بعد دادا اور اُس کے فروع چھ درجہ تک اور علیٰ ہذا۔ مگر گجرات مین دادی کے بعد گوترج سپنڈ کے قبل بہن کا درجہ ہے۔

بمبئی مین دوسرے احاطون کے برعکس عدالتی فیصلہ جات سے طے کر دیا ہے کہ گوترج سپنڈ کی بیوہ بھی وارث ہوتی ہین۔ یہہ اس اصُول پر مبنی ہے کہ شادی سے وہ اپنے شوہر کی گوترج سپنڈ ہوجاتی ہین اور پس اشوہر کے گوترج سپنڈ کی گوترج سپنڈ ہوجاتی ہین[1] ان کے حقوق بھی ویسے ہی وسیع ہوتے ہین جیسے اُن کے شوہر کے اور اپنے شوہر کے علین مابعد وے وارث ہوتی ہین۔ اس قاعدہ کی رُو سے جملہ ہم جدی رشتہ دارون کی بیوگان کو استحقاق وراثت حاصل ہوجاتا ہے جبکہ گوترج سپنڈون ہی مین رقابت ہو تو حق وراثت قرابت خاندانی سے معین ہوتا ہے یعنی قریب تر گوترج کو ترجیح ہوگی۔ مگر ان کو اُس وقت تک کوئی حق حاصل نہین ہوتا جبتک اجمالی ورثا کے سلسلہ مین کوئی باقی رہے۔

مگر یہہ حق قائم مقامی جو بیوہ کو اپنے شوہر کی جگہ حاصل ہونا ذکر ہوا ہے کسی کتاب مین درج نہین ہے۔ صرف فیصلجات عدالتی نے اس کی ایجاد کی ہے۔ اور صرف احاطۂ بمبئی مین تسلیم کیا گیا ہے اور وہ بھی صرف گوترج سپنڈ کی بیوہ کی صورت مین نہ کہ بندہو کی بیوہ کو۔

**قاعدۂ توریث۔** اگر نسل ایک ہی ہو تو ذکور گوترج کو اناث پر ترجیح ہوگی

---

[1] ۲ بمبئی ۳۸۸۔ ۵ بمبئی ۱۱۰۔

لیکن اگر نسل مختلف ہون تو قریب تر نسل کو بعید تر نسل پر ترجیح ہوگی اگرچیکہ قریب تر نسل مین اناث ہی وارث کیون نہ ہون۔ ہر نسل مین جب تک کوئی ذکور وارث کسی درجہ کا موجود ہو اناث ورثار کو حق حاصل نہین ہوتا خواہ وہ درجہ مین قریب ہی کیون نہ ہون۔

نظائر۔ میت کی باپ کی طرف کے درجہ اول سے چچیرے بھائی کی بیوہ اُس کی ماں کی طرف کے پانچوین درجہ کے ذکور چچیرے بھائی پر مرجح ہے[1] سوتیلی ماں کو علاتی بھائی[2] کی بیوہ اور چچازاد بھائی پر ترجیح ہے[3] ایک چچا کے بیٹے دوسرے چچا کی بیوہ پر مرجح ہین[4] نواسے کی بیوہ میت کے نانا کے منقسمہ بھائی کے پوتے پر مرجح نہین ہے[5] متوفی بیٹے کی بیوہ کو اول درجہ کے چچیرے بھائی پر ترجیح حاصل ہے[6] لیکن اور مقامات پر بجز بمبئی کے متاکشرا کی رُو سے وہ وارث تسلیم نہین کی گئی ہے[7] منقسمہ بھائی کی منقسمہ نسل مین پوتا میت کے پوتی پر مرجح ہے۔ اس لیئے کہ اخراللذکر صرف بند ہو ہے[8] منقسمہ بھائی کا بیٹا غیر منقسمہ بھائی کے بیٹے کی بیوہ پر مرجح ہے[9] بھائی کی بیوہ بمبئی مین وارث تسلیم کی گئی ہے مگر بنارس مین

[1] ۲ بمبئی ۳۸۸

[2] ۱۱ بمبئی ۴۷۔

[3] ۱۹ بمبئی ۷۰۷۔

[4] ۱۶ بمبئی ۷۱۶۔

[5] ۲۵ بمبئی ۲۸۱۔

[6] ۴ بمبئی ۴۱۹

[7] ۹ کلکتہ ۳۱۵۔ ۱۶ کلکتہ ۳۶۷۔

[8] ۲۰ بمبئی ۱۷۳۔ ۳۴ بمبئی ۵۶۳۔

[9] ۹ بمبئی ۳۱۔ نیز ۱۶ بمبئی ۷۱۶۔ ۳۴ الہ آباد ۴۷۲۔

ایسا نہیں ہے[1]

بہن۔ کسی کتاب میں صراحتاً بہن وارث تسلیم نہیں کی گئی ہے۔ بنگالہ میں وہ اسلئے محروم قرار دی گئی ہے کہ وہاں تمام اناث محروم رکھی گئی ہیں اور کسی صورت میں گوترج سپنڈ پر اُسے ترجیح حاصل نہیں ہے[2] الہ آباد میں متاکشرا کی رو سے وہ محروم قرار دی گئی ہے۔ چونکہ متاکشرا کی رو سے جب تک اناث کا نام صراحتاً درج نہ ہو وہ وارث نہیں ہوتیں اور بہن کا نام صراحتاً درج نہیں ہے اس لئے اُن کا حق تسلیم نہیں کیا گیا ہے[3] بنارس کی رو سے وہ اس سبب سے وارث نہیں ہے کہ گوترج سپنڈ نہ ہونے کی وجہ اُس سے کوئی روحانی منفعت نہیں پہنچتی ہے۔ مدراس میں اگرچہ اُسکا حق تسلیم کیا گیا ہے مگر بہت دور کا۔ یہہ تجویز ہوئی ہے کہ جملہ ذکور سپنڈ وساماتو دک دبندہو ہو جانے کے بعد اُس کا حق پیدا ہوتا ہے[4] مگر بمبئی میں بہ حیثیت سپنڈ وہ بھائی کی جائداد کی وارث ہونا تسلیم کی گئی ہے[5] سیو کہا بھی اُس کے ایسے استحقاق کی تائید میں ہے۔ اور اس لیئے گجرات میں گوترج سپنڈ کے اوپر اُس کا نام درج ہے۔ میو کہا کی رو سے اُس کو علاتی بھائی اور اول درجہ کے چچا زاد بھائی پر ترجیح ہے[6] لیکن

---

[1] ۱۵ بمبئی ۲۳۴۔ ۱۶ کلکتہ ۳۶۷۔ [2] ۹ کلکتہ ۷۲۵۔

[3] ۱۵ الہ آباد ۳۱۱۔ ۱۶ الہ آباد ۲۲۱۔ ۲۸ الہ آباد ۱۸۷۔ ۳۰۷۔

[4] ۸ مدراس ہائیکورٹ ۸۸۔ ۱۲ مدراس ۲۶۳ خ ۱۶ کلکتہ ۳۶۷۔ ۵ مدراس ۲۴۱۔

[5] ۱ بمبئی ہائیکورٹ ۱۱۷۔ ۹ مورز انڈین اپیل ۵۱۶۔ ۲۴ بمبئی ۵۶۳۔

[6] ۴ بمبئی ۲۱۰۔ ۲۸ بمبئی ۸۲۔ ۵ بمبئی لا رپورٹر ۶۷۶۔ ۳ بمبئی ۳۶۹۔

بھائی کے بیٹے پر وہ مرجح نہیں ہو سکتی۔ اس کا درجہ دادی کے بعد سب کے اوپر ہے[1] مگر یہہ صرف میوکھا کی رو سے ہے۔

خلاصتاً بنگالہ و ممالک مغربی و شمالی میں بہن وارث تسلیم ہی نہیں ہوئی مدراس میں وہ بندھو مانی گئی ہے۔ لیکن بمبئی میں متاکشرا اور میوکھا ہر دو کی رو سے وہ گوترج سپنڈ تسلیم کی گئی ہے اور دادی کے بعد اول نمبر اسی کا ہے۔ بمبئی میں حال کے ایک مقدمہ میں یہہ بحث کی گئی تھی کہ عبارت متاکشرا کی رو سے لفظ بھائی میں بہن بھی شامل ہے۔ (ملاحظہ ہو مولجی بنام کرشن داس ۲۴ بمبئی ۵۶۳) مگر جنکنس صاحب جج نے تجویز کی صرف بالم بھٹ ایسے معنی لیتے ہیں مگر یہ معنی بمبئی میں تسلیم نہیں کئے گئی ہیں۔ مگر ایک اور مقدمہ میں یہہ تجویز ہوئی ہے کہ چونکہ لفظ بھائی مستعملہ عبارت متاکشرا میں بہن بھی شامل ہے اس لیے بہن کو بھائی کی بیوہ پر ترجیح ہے۔

**نوعیت حقیت۔** بمبئی میں اس کو قطعی اور جداگانہ حقیت حاصل ہوتی ہے اور اس کے بعد اس کے خود کے ورثاء جائداد پاتے ہیں۔ اس سے جدید نسل شروع ہوتی ہے[2] اگر ایک سے زیادہ بہن ہوں تو سبکو مساوی حصہ ملتا ہے۔ غریب کو امیر پر ترجیح نہیں ہے[3]

**علاتی بہن۔** حقیقی بہن کی طرح اس کو بھی حق حاصل ہے۔ مگر جب تک کوئی

---

[1] ۲۴ بمبئی ۵۶۳ ۔
[2] ۱۵ بمبئی ۲۰۶ ۔
[3] ۵ بمبئی ۲۶۴ ۔
[4] ۳ بمبئی ۳۳۲ ۔

حقیقی بہن موجود ہو اس کو حق نہیں پہنچتا[1] علاتی بہن کو سوتیلی ماں بھائی کی بہن اور چچا کی بیوہ پر ترجیح حاصل ہے۔ مدراس میں اس کے حق سے صراحتاً انکار کیا جاتا ہے[2]۔

باپ کی بہن۔ مدراس میں ماموں کو پھوپھی پر ترجیح دی گئی ہے[3] بمبئی میں باپ کی علاتی بہن کو بھی ماموں پر ترجیح دی گئی ہے[4]۔ مدراس میں متاکشرا کی تعبیر اس طرح کیجاتی ہے کہ وہ اناث جنکا نام صراحتاً مذکور نہ ہو جائداد حاصل نہیں کر سکتیں حتی کہ ایک بہن کا بیٹا دوسری بہن پر مرجح قرار دیا گیا[5] لیکن مغربی ہند میں یہ حالت نہیں ہے۔ ہر دو بندھو میں اور آتما بندھو میں وے جن کا تعلق باپ کے توسط سے ہو ایسے بندھو پر جن کا تعلق ماں کے توسط سے ہو مرجح ہیں۔ گو ترج سپنڈ پر وہ کسی طرح ترجیح نہیں پا سکتی ہے[6] باپ کی بہن وہی درجہ نہیں رکھتی جو بہن کو حاصل ہے۔

بہن کا بیٹا۔ یہ متاکشرا یا متھلا کسی کی رو سے وارث نہیں ہوتا ہے لیکن بیو کہا اور دایابھاگ میں بندھو تسلیم کیا گیا ہے[7]۔ مدراس میں تمام سامانودک ختم ہو جانے کے بعد اس کو جگہ دی گئی ہے[8] اودھ میں یہ سمجھا گیا ہے کہ چھوٹے درجہ کا گوتری بہن کے بیٹے پر مرجح ہے[9] الہ آباد میں قریب تر رشتہ دار ہونے کی صورت میں وہ وارث ہو سکتا ہے[10] بنگال

---

[1] ۴ بمبئی ۲۸۸۔ [2] ۹ مدراس ۲۹۔ [3] ۱۳ مدراس ۱۰۔ ۱۵ مدراس ۲۱۔ ۲۹ بمبئی ۲۴۷
[4] ۲۶ بمبئی ۷۱۰۔ [5] ۵ مدراس ۲۴۱۔
[6] ۲۷ بمبئی ۶۱۰۔ [7] ۹ ویکلی رپورٹر [8] ۱۱ اودھ کیسز ۳۶۲۔ ۱۳ کلکتہ ویکلی نوٹس ۱۰۔
[9] ۲۰ الہ آباد ۱۹۱۔

مین اُسے ماں کی بہن کے بیٹے پر ترجیح حاصل ہے[۱] علاتی بہن کا بیٹا ہونیکی صورت مین بھی وہ وارث ہوتا ہے[۲] دایا بہاگ کی رُو سے بہن کا پڑپوتا وارث نہین ہوتا ہے۔ بہن کی بیٹی اور بہن کا نواسہ بادی النظر مین وارث نہین ہین[۳] علاتی بہن کے بیٹے حقیقی بہن کے بیٹون کے مساوی حصہ پاتے ہین[۴] اصل کتب مین عبارت جسمین ایسے استحقاق کا ذکر ہو اسطرح ہے جبکہ دادی نہ ہو بہن کو منو کی اِس ہدایت کے مطابق جائداد ملتی ہے[۵] جو قریب ترین سپنڈ ہو جائداد اُس کی ہوگی[۶] چونکہ بہن بھائی کے گوتر مین پیدا ہوتی ہے اِس لیئے اِس معنی مین کہ وہ پیدائش سے سپنڈ ہے قریب ترین سپنڈ ہوگی بمقابلہ ان کے جو شادی سے سپنڈ بنین۔ برہسپتی کا بیان ہی کہ اخیافی یعنی حقیقی بھائی کے بعد اور علاتی بھائی کے پیشتر اُس کا درجہ ہی متاکشرا کی رُو سے والدین کے بعد بھائی کا نمبر ہے اور نند پنڈت اور بالم بہٹ لفظ بھائی مین بہن شامل خیال کرتے ہین۔ اِس طرح متاکشرا کی رُو سے علاتی بھائی پر بہن کو ترجیح ہوگی[۷] یہی بحث علاتی بہن سے متعلق ہے۔ اور علاتی بہن عین بعد علاتی بھائی کے وارث قرار دیگئی ہین[۸]

چچا۔ دادا کے بعد چچا وارث ہوتا ہے اور چچا نہ ہونے کی صورت مین اسکا بیٹا اور پوتا بحز بمبئی کے جہان کہ بہن اور گوترج سپنڈون کی بیوہ سلسلہ اجمالی کے عین بعد وارث قرار دیگئی ہین۔ چچا بہ حیثیت اولاد دادا وارث ہوتا ہی

[۱] ۲۲ ویکلی رپورٹر ۲۶۴۔
[۲] ۳۵ کلکتہ ۶۳۱۔
[۳] ۳ بمبئی ۳۶۵۔
[۴] ۱۵ مدراس ۳۰۰۔
[۵] ۳ بمبئی لا رپورٹر ۸۴۲۔ ۱۱ کلکتہ ۹۹۔

اور متاکشرا کی رو سے حقیقی اور علاتی مین تمیز نہین ہے۔ بنگالہ مین یہ تمیز پایا جاتا ہے۔ علاتی چچا کو حقیقی چچا کے بیٹے پر ترجیح ہے[1] کلکتہ مین دادا کا پوتا بھائی کے نواسہ پر مرجح ہے جو محض بندھو ہوتا ہے[2] میوکھا کی رو سے چچا کا بیٹا متوفی بھائی کی بیٹی پر مرجح ہے[3]

پڑدادا۔ یہہ مورث اور اُن کی اولاد تین درجہ تک کہ جدین اور اُن کی اولاد کے بعد وارث ہوتے ہین۔ دادی کو دادا پر متاکشرا کی رو سے ترجیح ہے اگرچہ میوکھا کی رُو سے نہین ہے۔

جدین چھ درجہ تک کے اور اُن کی اولاد تین درجہ تک بلا تفریق حقیقی یا علاتی ہونے کے وارث ہوتے ہین۔ اگر دو ہم جدی سپنڈ رشتہ دارون مین مقابلہ ہو جو ورثار اجمالی مین شریک نہ ہون تو قریب تر شاخ کو ترجیح ہوگی[4]

ساما نودک۔ سامانودک شمار مین ۱۴۷ مین۔ (ملاحظہ ہو دہرم شاستر سرکار صاحب طبع سوئم صفحہ ۲۶۲)۔ اگر رشتہ یکجدی ہونے کا ثابت ہو جائے تو اصل مالک سے ۱۴ درجہ سے دُور کے رشتہ دار بھی شامل ہو جائین گے[5] متاکشرا کی رُو سے سپنڈ کے اوپر کے رشتہ دار سامانودک کہلاتے ہین۔ ان مین آپس مین قریب تر مورث کی اولاد بعید مورث کی اولاد پر ترجیح پائے گی۔ اور ایک ہی مورث کی اولاد مین قریب تر سے

---

[1] ۷ الہ آباد لاجرنل ۵۶۰- ۶ کلکتہ لاجرنل ۱۹۰ =

[2] ۲۳ ویکلی رپورٹر ۱۱۷- ۵ اکلکتہ ۷۸۰- [3] ۱۲ بمبئی لارپورٹر ۵۴۵ ہم (۱۹۱۰) =

[4] ۱۰ مدراس لاٹائمس ۲۲۶- [5] ۳۲ الہ آباد ۵۹۴-

بعید محروم ہوتے ہین۔ (سر دادہیکاری "وراثت ہنود" صفحہ ۶۸۷)۔

اِن ۴۷ اساما نوک رشتہ دارون مین وراثت بطریق ذیل ہوگی۔

(۱) سات درجہ اولاد کی شاخ نمبر ۴۲ سے سات پشت تک کے ورثاء (۲) سات درجہ نمبر ۲۷ سے شاخ ہم جدیون مین۔ (۳) سات درجہ نمبر ۳۰ سے شاخ ہم جدیون مین۔ (۴) سات درجہ نمبر ۳۳ سے شاخ ہم جدیون مین۔ (۵) سات درجہ نمبر ۱۵ سے شاخ ہم جدیون مین۔ (۶) سات درجہ کے رشتہ دار نمبر ۴۵ سے شاخ ہم جدیون مین۔ (۷) پانچ درجہ کے جد کے اوپر سات مورث اور اُن کی اولاد ہر شاخ مورث مین ۱۳ پشت تک (خلاصہ دہرم شاستر کننگم صاحب صفحہ ۱۷ اور ۱۸۔ بغرض شمار ملاحظہ ہو نقشہ منسلکہ)۔

بندہو۔ اِس لفظ کی تعریف اور بعہہ کہ اس مین کون رشتہ دار شریک ہین قبل تحریر کردیا گیا ہے۔ متاکشرا کی رو سے جب تک ایک اہل ساما نود بھی موجود ہو بندہو کو حق وراثت حاصل نہین ہوتا ہے[۱] نواسہ کا حق وراثت استثناء مین داخل ہے۔ بمبئی اور مدراس مین بعض اناث بھی بندہو شمار کی گئی ہین۔ سر دادہیکاری صاحب اپنی تصنیف "اصول قانون وراثت ہنود" مین حسب ذیل قواعد وراثت بندہو تحریر فرماتے ہین:

۱۔ بندہو ایسے ہم درجہ کے سپنڈ ہین جو بتوسط اناث (۱) متوفی کی مورث کی نسل مین یا اولاد مین ہون یا (۲) متوفی کے عین قبل کے ہم مورثان سے ۲۔ حق وراثت بندہو کو اسوقت حاصل ہوتا ہے جبکہ مالک آخر اور

---

[۱] ویکلی رپورٹر (پریوی کونسل) ۴۴۔ ۱۹ الہ آباد ۴۶۷۔ ۴۴ الہ آباد ۳۶۶۔

# نقشہ سامانودک وغیرہ حسب متاکشرا

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| سکڑ دادا کا دادا ۲۸ / سکڑ دادا کی دادی ۲۷ | بیٹا ۲۹ | بیٹا ۳۰ | بیٹا ۵۴ | بیٹا ۵۵ | بیٹا ۵۶ | بیٹا ۵۷ |
| سکڑ دادا کا باپ ۲۴ / سکڑ دادا کی ماں ۲۳ | بیٹا ۲۵ | بیٹا ۲۶ | بیٹا ۵۰ | بیٹا ۵۱ | بیٹا ۵۲ | بیٹا ۵۳ |
| سکڑ دادا ۲۰ / سکڑ دادی ۱۹ | بیٹا ۲۱ | بیٹا ۲۲ | بیٹا ۴۶ | بیٹا ۴۷ | بیٹا ۴۸ | بیٹا ۴۹ |
| پڑدادا ۱۶ / پڑدادی ۱۵ | بیٹا ۱۷ | بیٹا ۱۸ | بیٹا ۴۲ | بیٹا ۴۳ | بیٹا ۴۴ | بیٹا ۴۵ |
| دادا ۱۲ / دادی ۱۱ | بیٹا ۱۳ | بیٹا ۱۴ | بیٹا ۳۸ | بیٹا ۳۹ | بیٹا ۴۰ | بیٹا ۴۱ |
| باپ ۸ / ماں ۷ | بیٹا ۹ | بیٹا ۱۰ | بیٹا ۳۴ | بیٹا ۳۵ | بیٹا ۳۶ | بیٹا ۳۷ |

میت — بیوہ ۴

بیٹا ۵ - بیٹی ۶

۷ پشت نمبر ۵۷ سے
۷ پشت نمبر ۵۳ سے
۷ پشت نمبر ۴۹ سے
۷ پشت نمبر ۴۵ سے
۷ پشت نمبر ۴۱ سے
۷ پشت نمبر ۳۷ سے
۷ پشت کی اولاد نمبر ۳۳ سے

بیٹا-۱
پوتا-۲
پڑپوتا-۳
سکڑپوتا-۳۱
پڑپوتے کا پوتا-۳۲
سکڑپوتے کا پوتا-۳۳

دعویدار آپس مین سپنڈ ہون خواہ بالراست یا اپنے مان یا باپ کے توسط سے۔ ۲۔ رشتہ سپنڈ ہر دو کی جانب سے ہونا چاہیئے[1] حسب ذیل تمثیل سے واضح ہوجائیگا۔

الف ـــ ج دختر، د دختر، ہ فرزند، و فرزند

اِس نقشہ مین الف مورث اعلیٰ ہے اور ب اُس کا فرزند میت ہے۔ ج دختر الف و د دختر ج فوت ہوگئے ہین۔ ہ فرزند د ہے اور و [ب] میت

فرزند ہ ہے۔ اب ب اور ہ آپس مین سپنڈ ہین لیکن ب اور و آپس مین سپنڈ نہین ہین۔ اگرچہ و سپنڈ ب کا ہے لیکن چونکہ ب و کے نانا کی شاخ یا د کے باپ کے نانا کی شاخ یا د کی مان کے نانا کی شاخ کی نسل مین نہین ہے۔ اِس لیئے ب اور و آپس مین سپنڈ نہین ہین۔ متاکشرا کی مندرجہ فہرست محض تمثیلی ہے قطعی نہین ہے اِس اسکول کی رو سے آتمابندہو کو پتری بندہو پر اور پتری بندہو کو ماتری بندہو پر ترجیح حاصل ہے اور ہر ایک قسم بندہو مین باپ کے توسط کے بندہو کو مان کے توسط کے بندہو پر ترجیح ہے۔ متاکشرا اور میوکھا اِس طریقۂ وراثت پر متفق ہین[2]

تمثیلات۔ ماما کو ماسی زاد بھائی پر ترجیح ہے[3] مدراس مین ماسی کے

---

[1] کلکتہ ۱۱۹۔ ۲۲ کلکتہ ۳۳۹ بصفحہ ۳۴۴۔ سرداد ہکاری صفحہ ۶۹۸۔
[2] بمبئی ۱۸۱۔
[3] ۵ بمبئی ۶۰۱۔ ۱۷ بمبئی ۱۴۴۔

بیٹے کو ماموں کے بیٹے پر ترجیح ہے کیونکہ جن بندہوں کا ذکر صراحتاً درج ہے وے ترتیب مقررہ سے وارث ہوتے ہیں[۵۰] ماسی کے بیٹی کو داوی کی بہن کے بیٹے پر ترجیح ہے[۵۱] نانا کو بوا پر ترجیح ہے[۵۲] باپ کی علاتی بہن کو ماما پر ترجیح ہے[۵۳] نواسہ کے بیٹے کو نواسی پر ترجیح ہے باپ کے بھائی کی بیٹی کے بیٹے پر ماما کے بیٹے مرجح ہیں۔دایابھاگ[۵۴] کی رو سے علاتی ماما باپ کی بوا کے بیٹے پر مرجح ہے۔اِس لئے کہ اوّل الذکر اتما بندہو ہے اور آخر الذکر پتری بندہو ہے[۵۵] پوتی کا نام فہرست ورثا میں درج نہیں ہے۔عام قاعدہ یہہ ہے کہ جن اناث کا نام صراحتاً زمرۂ ورثار میں درج نہ ہو محروم رہتے ہیں وہ گوترج سپنڈ نہیں ہیں محض بندہو ہے۔

دوسرے ورثار۔ متذکرۂ بالا ورثار کی عدم موجودگی میں گرو۔ چیلہ۔ ہم مکتب اور آچاری ترتیب دار وارث ہوتے ہیں۔ بالآخر اگر ان میں سے بھی کوئی نہ ہو تو سلطان وقت مالک ہوتا ہے۔ سرکار کا فرض ہے کہ یہہ ثابت کرے کہ اور کوئی ورثار نہیں ہیں[۵۶]

مشو۔ ان سب کے نہونے کی صورت میں قانونی ورثار ایسے برہمن ہوتے ہیں جنہوں نے تینوں وید پڑھے ہوں جو جسم اور دل سے پاک

---

[۵۰] ۲۰ مدراس لاجرنل ۴۷۵۔
[۵۱] ۲۸ بمبئی ۴۵۳۔
[۵۲] ۱۵ مدراس ۴۲۱۔
[۵۳] ۱۱ مدراس ۲۸۷۔
[۵۴] ۲۶ کلکتہ ۲۸۵۔
[۵۵] ۱۹ مدراس ۲۳۔
[۵۶] ۸ مورز انڈین اپیلز ۵۲۹۔

ہون جنہون نے اپنی خواہشات قابو مین رکھی ہون ۔ اور اُن کو پنڈ دینا چاہیے ۔ اِس طرح حق پنڈ پانے کا کبھی زائل نہین ہوسکتا ۔ برہمن کی جائداد بصیغہ لاوارثی بادشاہ وقت کو کبھی نہ ملیگی ۔ یہہ مقررہ قانون ہے لیکن دوسری اقوام کی دولت تمام ورثار ختم ہوجانے کے بعد بادشاہ لیگا ۔

برہسپتی ۔ بادشاہ بطور لاوارثی ایسے چھتری ۔ ویش اور شودرون کی دولت لیتا ہے جس کے نہ بیٹا ہو نہ بیوی نہ بھائی کیونکہ وہ سب کا مالک ہے ۔

نارد ۔ بیٹون کی عدم موجودگی کی صورت مین وزثار ایسے عزیز ہین جو خاندان سے تعلق رکھتے ہون ۔ زیادہ دور کے رشتہ دار اور وہ اشخاص جن کا سلسلہ متوفی سے ملتا ہو ۔ اِن مین سے کسی کے نہونے پر جائداد بادشاہ کو حاصل ہوتی ہے بجز برہمن کی جائداد کے ۔

طوائف کی وراثت ۔ ہندو طوائف کی صورت مین بھی اُس کا قریبی عزیز بمقابلہ سرکار کے مرجح وارث ہوگا ۔ عورت کی وقعت مین فرق آنے سے اُس کے شوہر یا باپ کے خاندانی رشتہ دارون سے تعلق بغرض وراثت منقطع نہین ہوجاتا ہے[1] برار مین یہہ تجویز ہوئی ہے کہ جبکہ برہمن شوہر نے اپنی بیوی کو بے عصمتی کی بنار پر مطلقاً چھوڑ دیا تو اب کوئی تعلق ازدواج بیوی کے ساتھہ باقی نہین رہا ۔ اور اسیطرح اِس کے برعکس ۔ اور اِس لیئے شوہر یا اُس کے ورثار کو بیوی کی ایسی مکسوبات مین جو بزمانہ خارج الذات رہنے کے اُس نے حاصل کیئے ہون حق وراثت حاصل

---

[1] ۲۷ الہ آباد ۲۹ ۔

نہین ہوتا۔[1]

غیر منقسمہ شریک (او بہکت گرہست) کے ورثار۔ غیر منقسمہ خاندان کے ذکور رکن کی جائداد اُس کے بیٹے۔ پوتے اور پڑپوتے صلبی یا متبنی کو بالاُصول حاصل ہوتی ہے۔ اور اُن کے نہونے کی صورت مین غیر منقسمہ شرکار کو ملتی ہے۔

برہم چاری کی وراثت۔ اُس کی وراثت کا طریقہ وہی ہے جو منقسمہ گرہست کے لیئے مقرر ہے۔ اگر نشتہک برہم چاری ہو تو اُس کی جائداد کا وارث اُس کا گرو ہوگا۔

یا جنا ولک۔ سنیاسی۔ برہم چاری کے ورثار معکوس ترتیب سے گرو۔ چیلہ اور دینی بہائی بعض ایک ہی گرو کے چیلے ہوتے ہین۔ دینی بہائی وہ ہے جسنے بہائی کے نام سے موسوم ہونے کا اقرار کیا ہو۔ جو تقدس مین شریک ہو اور ایک ہی گروہ سے متعلق ہو۔

وشنو۔ متوفی سنیاسی کی جائداد گرد کو ملیگی۔

مکرر متحدہ شریک کے ورثار۔ (الف) بیٹے۔ پوتے۔ پڑپوتے بالاُصول وارث ہون گے بشرطیکہ وے اپنے باپ کے ساتہہ مشترکہ رہتے ہون یا اُس وقت پیدا ہوئے ہون جبکہ اُن کے باپ مکرر شترک تھے متبنی اور ایسے بیٹے جو بعد وفات پدر پیدا ہون صلبی اولاد کے مانند ہین۔

(ب) اولاد کے بعد مکرر مشترکہ شرکار وارث ہوتے ہین۔ لیکن اگر مکرر مشترکہ شرکار مین مختلف البطن بہائی ہون تو مکرر مشترکہ حقیقی بہائی تنہا

---

[1] ۴ ناگپور لارپورٹ ۱۳۱۔

مالک جملہ جائداد ہوگا ۔ اگر حقیقی بھائیون مین ایک علاتی بھائی کے ساتھہ مکرر مشترک ہوا ہوا اور دوسرا نہ ہوا ہو تو مکرر مشترکہ بھائی کی وفات پر مکرر مشترکہ علاتی بھائی اور ایسا حقیقی بھائی جو مکرر مشترک نہ ہوا ہو اسکی جائداد بحصص مساوی پاوینگے ۔

(سنیاسی) کے ورثاء ۔ سنیاسی کی جائداد اُس کے نیک شاگرد یا چیلہ کو ملیگی ۔ نہ کہ خون کا رشتہ دار اُس کا وارث ہوگا[1] اصول محض ساتھی ہونے پر مبنی ہے حصول مہنت کے چیلہ سے متعلق نہ ہوگا[2] کوئی شخص سنیاسی اُس وقت تک نہین کہا جاسکتا جب تک کہ اُسنے تمام دنیوی معاملات سے تعلق منقطع نہ کرلیا ہو ۔ اور فی الواقعی تمام دنیا کے لیئے وہ فوت ہوگیا ہو ۔ اگر تارک الدنیا بالکل قطعی طور سے نہ ہوا ہو تو محض یہہ امر کہ اُس نے کوئی مذہبی نام اختیار کرلیا ہے اُس کو جائداد سے محروم نہین کرسکتا[3] شودر سنیاسی نہین ہوسکتا اور اس لیئے اُس کی جائداد کی توریث بطریق معمولی ہوگی جب تک کہ خلاف مین رواج ثابت نہ کیا جاوے اگر چیلہ اپنے گرو کو چھوڑ کر بلا اجازت دور کسی غیر ملک کو چلا جائے اور بالکل تعلق منقطع کردے اور یہہ بھی ظاہر کرے کہ اُس کا ارادہ دوبارہ نہ آنے کا ہے تو وہ اپنے گرو کی جائداد کا وارث نہین ہوسکتا[4] چیلہ سنیاسی کا وارث اُس وقت تک نہین ہوسکتا جب تک اُسنے بیراگ ہوم

---

[1] ۴ کلکتہ ۵۴۴ ۔ ۱۰ الہ آباد ۵۳۹ ۔ ۲۱ ویکلی رپورٹر ۳۴۰ ۔

[2] ۲ انڈین کیسنر ۳۸۵ ۔ [3] ۴ کلکتہ ۳۴۳ ۔

[4] ۲۲ مدراس ۳۰۲ ۔ ۱۸ انڈین کیسنر ۳۴۷ ۔ [5] ۴ نارتھہ وسٹرن پراونس ۱۰۱ ۔

کی رسم ادا نہ کی ہو[1]۔

مہنت۔ گوسائین و گرو کی وراثت۔ مہنت کا چیلہ اُس قاعدہ کی بنا پر جسکی رُو سے یاتی کا چیلہ وارث ہوتا ہے وارث ہونے کا دعوے نہین کر سکتا۔ جبکہ کوئی شخص سنیاسی یا گوسائین کے فرقہ مین آنا چاہتا ہے تو بعض معمولی رسوم ادا کیجاتی ہین۔ مثلاً سر منڈوانا۔ نہانا۔ نئے کپڑے پہننا اور نیا نام اختیار کرنا۔ تب وہ کار آموز گوسائین بنجاتا ہے۔ اُسکے بعد جب ایک یا دو سال وہ رہ لیتا ہے اور فرقہ کے رواج سے واقف ہوجاتا ہے تب بیراگ ہوم کی رسم کان مین منتر پڑہ کر ادا کیجاتی ہے اور بیراگ ہوم کی رسم ادا ہوجانے کے بعد وہ مکمل چیلہ بنجاتا ہے۔ کار آموزی کے زمانہ مین وہ مہنت گری کے آشرم کو چھوڑکر اپنے خاندان کو واپس جاسکتا ہے مگر بیراگ ہوم کی رسم کے بعد یہ غیر ممکن ہے۔ محض گرو کی جانب سے یا دوسرے مہنتون کی جانب سے انتخاب کافی نہین ہے جب تک یہہ رسم ادا نہ ہو۔

بالعموم چیلہ وارث کا انتخاب گرو اپنی زندگی مین کردیتا ہے اور مہنت جو بوقت انجام دہی مراسم موت متوفی جمع ہوتے ہین اُس کی تائید کرتے ہین[2]۔ اگر ایسا انتخاب عمل مین نہ آیا ہو تو اُس گروہ کے سر برآوردہ اشخاص وارث منتخب کرتے ہین۔ اگر متوفی کے کوئی چیلہ نہ ہو تو اُسکے گرو بھائی بند کا چیلہ وارث ہوتا ہے[3]۔ گوسائین کم درجہ کے سنیاسی

---

[1] ۲ انڈین کیسز ۳۸۵۔
[2] ۱۱ الہ آباد ۴۳۹ - ۱۱ بمبئی ۴۷۵۔
[3] ۵ بمبئی لا رپورٹر ۳۱۸۔

ہوتے ہین اور وہ اپنے چیلون مین سے وارث نامزد کرسکتے ہین - اگر گرو کے کوئی گرو بھائی ہو اور وہ علیحدہ رہتا ہو تو اُس کا چیلہ ہی وارث ہوگا - ورنہ چیلہ اور گرو بھائی بحصص مساوی حقدار ہون گے - زیادہ تر اُس خاص مٹھ کی رسم پر منحصر ہے - اگر گرو نے وارث نامزد نہ کیا ہو اور چند چیلے ہون تو چیلے خود نامزد کرتے ہین - صلبی فرزند بھی چیلہ ہوسکتا ہے لیکن ایسی اولاد جو زنا سے پیدا ہوئی ہو نامزد نہین ہوسکتی - چیلہ کو مٹھ کے رواج پر عمل کرنا ہوگا - اگر رواجاً شادی ممنوع ہو تو وہ شادی نہ کرسکے گا - چیلی وارث نہین ہوسکتی - اگر ایک سے زیادہ چیلے ہون تو رواج پر عمل ہوگا[1] - چیلہ کا گرو وارث ہوسکتا ہے - مگر گرو کا گرو وارث اُس وقت ہوسکتا ہے جب رواج ثابت ہو -

گرہباری گوسائیون مین یعنی جن کے یہان شادی جائز ہے بیٹے کے نہ ہونے کی صورت مین چیلہ وارث ہوتا ہے[2] دقت اُس حالت مین ہوتی ہے جبکہ داشتہ کے فرزند اور بعد کی شادی کی عورت مین نزاع ہو - اس کا جواب ذات پر منحصر ہے - اگر وہ شودر ہے تو داشتہ کے فرزند کو ترجیح ہوگی ورنہ بیوہ وارث ہوگی - گوسائین کی بیوہ چیلہ نامزد کرکے لڑکے کو محروم نہین کرسکتی[3] ایسے گوسائین جن کا تعلق کسی مٹھ یا مندر سے نہ ہو اُن کی وراثت رواج پر منحصر ہے -

**موقوفہ جائداد کے انتظام کی وراثت کے قواعد** - اگر سند تولیت

---

[1] ۷ کلکتہ ویکلی نوٹس ۱۴۰۵ - [2] ۲۷ بمبئی

[3] ۲۹ الہ آباد ۱۰۹ -

یا وقف نامہ مین وضاحتاً انتظامی یا تولیت کی وراثت کے قواعد مندرج ہون تو انہین شرائط کی پابندی ہوگی۔ اگر کوئی وقف نامہ یا سند نہ ہو تو رواج قدیم پر عمل ہوگا[1] اگر خاندان مشترکہ ہو تو تا زمانہ تقسیم رُکن کلان کو حق انتظام حاصل ہوگا اور بقیہ ارکان کو باری باری انتظام کرنے کا حق حاصل نہوگا[2]

وقف کے انتظام مین پسماندگی کے اطلاق کے بارہ مین کوئی حکم تحریر نہین ہے۔ یہہ مسئلہ طے شدہ ہے کہ بالعموم موقوفہ جائداد کا انتظام موہوب لہ کے ورثائے صلبی کو حاصل ہوتا ہے[3]

# باب سیزدہم

## عورتون کی جائداد

اناث ورثار ۔ عورتون کی حقیت کی نوعیت ۔ عام قاعدہ مین استثنار ۔ بیوہ ۔ مان ۔ دادی ۔ بیٹی اور بہن کی حقیت کی نوعیت بذریعہ وراثت حاصل شدہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ اور بحیثیت کے متعلق اقتدار انتقال ۔ بیوہ سے مشتری کی حیثیت اغراض ضروری

---

[1] ۳ انڈین کیسنر ۴۵۸ ۔ ۳۲ کلکتہ ۱۲۹ ۔ ۲۹ الہ آباد ۶۶۳ ۔ ۲۳ بمبئی ۱۳۱ ۔

[2] ۳۲ مدراس ۱۶۷ ۔ [3] ۴ انڈین کیسنر ۷۶ ۔

ناقابلیت۔ بے عصمتی یا ازدواج مکرر کا اثر۔ ورثائے عودی بیوہ
کے افعال کے کہان تک پابند ہین۔ اُن کی قانونی حیثیت
ورثائے عودی کے حقوق کی نوعیت۔ اتلاف بیوہ کے
روکنے کا حق۔ اُس کے انتقالات کو کون تنسیخ کرا سکتا ہے
حق قبضہ۔ بیوہ کا ورثاء عودی کے حق مین دست بردار ہونا۔
بیوہ اور ورثاء عودی کا آپس مین معاہدہ کرنا۔ بیوہ کی جانب سے
برضامندی وارث عودی انتقال۔

اُناث ورثاء۔ دہرم شاستر کی رُو سے حقیت اناث کی ہندو عورت کے
حق مین عطیہ یا معاہدہ سے اُسی طرح سے پیدا کیجا سکتی ہے جس طرح کہ
عورت کو وراثتاً جائداد حاصل ہوتی ہے[1] متاکشرا کی رُو سے صرف اُنہین
عورتون کو حق وراثت حاصل ہوتا ہے جن کا ذکر فہرست ورثاء مین صراحتاً
کیا گیا ہے۔ اُس کی رُو سے بیوہ۔ بیٹی۔ مان اور دادی وارث ہو سکتی
ہین۔ دوسری اُناث اگرچیکہ سپنڈ ہون وراثت سے محروم ہین۔ بنارس کے
خیال کی رُو سے بھی یہی قاعدہ ہے وہان پوتی دادی کی وارث نہین ہو سکتی[2]
مدراس مین اس کے خلاف تجویز ہوئی ہے[3] بمبئی مین عورتین بلا کسی

---

[1] ۱۰ انڈین کیسنر ۱۷۔ [2] ۲۶ الہ آباد ۱۸۷۔ ۲۸ الہ آباد ۳۰۔
[3] ۱۴ مدراس ۱۴۹۔ ۱۷ مدراس ۱۳۲۔

ممانعت کے وارث قرار دیگئی ہین۔ اور اصول قرابت ملحوظ رکھا گیا ہے۔
عورتون کی حقیت کی نوعیت۔ بجز بمبئی کے اور ممالک مین اس کے متعلق حسب ذیل اصول پر عمل ہوتا ہے (الف) کہ عورت کو محدود حق انتقال حاصل ہوتا ہے (ب) اس سے جدید نسل آغاز نہین ہوتی ہے یعنی اُس کی وفات کے بعد اُس کے ورثار مالک نہین ہوتے ہین بلکہ آخری ذکور قابض جائداد کے ورثار پر عود کرتی ہے۔ بمبئی مین بہن اور بیٹی کی صورت مین استثنار ہے یعنی ان ہر دو کو جداگانہ اور قطعی حقیت حاصل ہوتی ہے اور اُن کی وفات پر انہین کے ورثار کو جائداد حاصل ہوتی ہے۔

بیوہ مان وغیرہ کی حقیت کی نوعیت۔ اب ہم ذیل مین مختلف عورتون کی حقیت کی نوعیت کے متعلق بحث کرین گے۔ بمبئی مین عدالتون نے عورتون کی وراثت کی غرض کے لیئے دو تقسیم کی ہین۔ (الف) وہ جو بذریعۂ شادی مرد کے گوتر مین شریک ہوئی ہون اور اُن کو حق محدود و مماثل بیوہ حاصل ہوتا ہے ان مین بیوہ مان۔ دادی اور سپنڈون کی بیوہ آتی ہین۔ (ب) وہ جو اُسی خاندان مین پیدا ہون مگر بذریعۂ شادی دوسرے گوتر کی ہو جائین۔ اُن کو قطعی حق حاصل ہوتا ہے۔ ان مین بیٹی بہن بھتیجی وغیرہ شامل ہین[1]

حقیت بیوہ۔ اُس کو اپنے شوہر کی جائداد مین حین حیاتی حق حاصل ہوتا ہے مگر زندگی بھر کامل استفادہ کا حق حاصل ہوتا ہے۔ بعض اغراض

---

[1] ۲۱ بمبئی ۷۷۹۔

کے لیئے بیشک اُس کی حیثیت محدود ہوتی ہے۔ بیوہ کی حین حیاتی حق سے کیا مراد ہے متعدد دفعہ زیر بحث رہا ہے۔ انگلستان کے حق حین حیاتی سے یہہ مختلف ہے یعنی ہندو بیوہ کے انتقالات بعض صورتون مین جائداد پر ہمیشہ کے لیئے واجب التعمیل ہوتے ہین مگر انگلستان مین حق حین حیاتی سے مراد ایسا حق ہے جو کسی صورت مین بھی قابض کی زندگی کے بعد اثر پذیر نہین ہوسکتا[^۱]۔ یہہ مزید یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بیوہ وارث عودی کی امین نہین ہوا کرتی ہے کیونکہ امین محض دوسرون کے فائدہ کیلیئے منتظم ہوا کرتا ہے مگر بیوہ جو اپنے شوہر کی جائداد پر ورا ثتاً قابض ہو محض منتظم نہین ہوتی بلکہ اُسے استفادہ کا حق بھی حاصل ہوتا ہے اور اپنی زندگی بھر تنہا مستفید ہوتی ہے نہ ورثاء عودی اُس کی زندگی بھر ایک ایک حبہ سے مستفید ہوتے ہین اور نہ حساب طلب کرسکتے ہین۔ بیوہ پابند نہین ہے کہ وہ کفایت شعاری سے رہے یا بچائے بیوہ صرف اسی حد تک پابند ہے کہ جائداد تلف نہ کرے یعنی اِس طرح موروثی جائداد کو استعمال نہ کرے جس سے ورثاء عودی کے حقوق آئندہ متاثر ہون۔ قریبی وارث عودی صرف اُس وقت دعویٰ کرسکتا ہے جبکہ اسکی حقیت معرض خطر مین ہو۔ بہرکیف بیوہ کی حیثیت نہ (لائف اسٹیٹ) کہلا سکتی ہے اور نہ (ٹرسٹ اسٹیٹ)۔ بیوہ کو حق حاصل ہے کہ بچت آمدنی جس کو چاہے دیدے قیود متذکرہ بالا اُس کی حیثیت سے علیحدہ نہین کیجا سکتی اور اُس صورت مین بھی قائم رہین گے جبکہ ورثاء عودی موجود نہون[^۲] جیسین

[^۱]: کلکتہ ۷۷۶۔ ۲۱ بمبئی ۷۴۹۔
[^۲]: مورز انڈین اپیلز ۵۲۹۔

کی بیوہ کو اپنے خاوند کی جداگانہ ومکسوبہ جائداد پر قطعی حقوق حاصل ہوتے ہین لیکن اپنے شوہر کی موروثی جائداد مین مماثل ہندو بیوہ کے محدود اختیارات حاصل ہوتے ہین[1] متھلا کی رُو سے بیوہ کو ایسی جائداد منقولہ پر جو اُس کو شوہر سے حاصل ہوئی ہو قطعی حقوق حاصل ہوتے ہین۔

بیوہ ورثاء عودی کی ایجنٹ بھی نہین کہی جاسکتی۔ اور نہ وہ اپنے اختیارات محصلہ کو کسی دوسرے شخص کے تفویض کرسکتی ہے[2] منتظم خاندان اور بیوہ کی حقیت مین فرق یہہ ہے کہ بعض صورتون مین مثلاً جبکہ منتظم خاندان باپ ہو اپنے انتقالات سے جائداد کو کاملاً پابند کردیتا ہے۔ اُسی طرح بیوہ بھی ضروریات قانونی کے ایفا مین خاندانی جائداد پر بار عائد کرسکتا ہے اور اُس کو منتقل کرسکتا ہے۔ باپ کے استحقاق انتقال پر جو قیود عائد کئے گئے ہین وے شراکت کے لوازمات مین سے ہین برخلاف اِس کے بیوہ کو جو حق انتقال حاصل ہے وہ محض ایک محدود حق ہے جو خاص صورتون مین اِس طرح استعمال کیا جاسکتا ہے کہ ورثاء عودی پابند ہون[3] جبکہ ایک سے زیادہ بیوائین ہون تو انہین اصول پسماندگی کا اطلاق ہوتا ہے چنانچہ کوئی ایک بیوہ دوسری بیوہ کی رضامندی کے بغیر جائداد منتقل نہین کرسکتی ہے[4] اور ایک بیوہ دوسرے کے مقابلہ مین تقسیم کا دعوی بھی کرسکتی ہے اور وقت تقسیم ایکدوسرے کو

---

[1] ۱۱ الہ آباد ۶۰۸ – ۱۱۲ الہ آباد ۷۹ – ۳۷۹ – ۲۷ کلکتہ ۳۷۹۔

[2] ۶ کلکتہ لاجرنل ۹۰۴۔ [3] ۴ مدراس ۱۵۲۔

[4] ۸ الہ آباد لاجرنل ۲۲۰ – ۳۱ بمبئی ۵۶۰۔

کامل حقوق بہی عطا کر سکتی ہے[1]

مان - اِس کے حق کے متعلق ہم قبل بحث کر چکے ہین - اِس کا نام اجمالی ورثا کی فہرست مین درج ہے اِن کی حقیت بیوہ کی حقیت کے مماثل ہوتی ہے[2] یعنی اُس کی حقیت محدود ہوتی ہے -

دادی - یہہ بھی مان کی طرح محدود حقیت رکھتی ہے لیکن بمبئی ہی جلسۂ کاملہ سے ایک مقدمہ مین یہہ طے ہوا ہے کہ مغربی ہند مین ہندو بیوہ کی محدود حقیت کی نظیر دادی کے محدود حقوق پر اُس وقت عاید نہین ہو سکتی جبکہ وہ پوتی کی جائداد کی وارث ہو کیونکہ ایسی صورت مین وہ اپنی ذاتی حق کی بناء پر وارث ہوتی ہے نہ کہ شوہر کے حق کی بناء پر[3] اصول یہہ ہے کہ بمبئی مین بالعموم قطعی حقیت حاصل ہوتی ہے بجز اِس کے کہ خاص طریقہ سے خلاف تحریر ہو -

بیٹی - عام اصول متاکشرا کی رو سے بیٹی کی حقیت موروثی جائداد مین بیوہ کی حقیت کی سی ہوتی ہے یعنی محدود حق حاصل ہوتا ہے بنگال و مدراس مین بھی یہی تعبیر کیگئی ہے اور دایا بہاگ و متہلا کا بھی یہی اصول ہے - لیکن بمبئی مین اِس کے خلاف تجویز ہوئی ہے[4] اُس کی حقیت قطعی اور جداگانہ ہوتی ہے - وہ اپنی حقیت کو دوسرون کی رضامندی کے بغیر منتقل کر سکتی ہے[5] متاکشرا کی رو سے ایسی جائداد اُس کی

[1] ۲۲ مدراس ۵۲۲ - ۱۲ مدراس لا ٹائمز ۲۸۸ - ۲ مدراس ویکلی نوٹس ۳۱۱ -
[2] ۲۱ بمبئی ۷۳۹ -
[3] ۳۲ بمبئی ۲۶ -
[4] ۲۱ بمبئی ۲۴۴ و ۷۳۹ -
[5] ۳۱ بمبئی ۵۳۴ - ۱۱ بمبئی ۲۸۵ - ۱۴ بمبئی ۶۱۲ -

استری دہن ہوجاتی ہے لیکن میوکہا اُس کو استری دہن بمعنی وسیع کہتا ہی اِس لیئے ورا ثتاً بیٹون کو بیٹی پر ترجیح ہوتی ہے[1] الہ آباد مین ایسی جائداد جو پوتی کو پوتے کی جانب سے بربنا و صلح حاصل ہو محض محدود حقیت کی جائداد ہے۔

بہن۔ چونکہ اِس کا نام زمرۂ ورثاء مین وضاحتاً تحریر نہین ہے اِس لیئے بجز بمبئی کے دوسرے مقامات مین وہ وارث تسلیم نہین کی گئی ہے۔ لیکن بمبئی مین رواج قدیم اور میتوکہا کی سند پر اُس کا حق اِسی حد تک تسلیم کیا گیا ہے کہ اُس کی حقیت ایسی جائداد مین جو باپ سے وراثتاً ملے قطعی تسلیم کر لیگئی ہے۔

علاتی بہن کا بھی حق تسلیم کیا گیا ہے۔ مگر ایک سے زیادہ ہون تو سب کو جداگانہ اور قطعی حقیت حاصل ہوتی ہے۔ امیر اور غریب کی تمیز نہین رکہی گئی ہے۔ نہ حق پسماندگی کا اطلاق ہوتا ہے۔ جائداد اُس کا استری دہن ہوجاتی ہے اور اُس سے ایک جدید نسل کا آغاز ہوتا ہی[2]

بیوہ کا اقتدار انتقال۔ انتقال یا تو بذریعۂ وصیت عمل مین آوے یا بذریعۂ ہبہ۔ دہن یا بیع حین حیاتی وہ اپنا استری دہن بذریعۂ وصیت منتقل کرسکتی ہے نہ کہ ایسی جائداد جو اُسے شوہر سے وراثتاً حاصل ہوئی ہو[3] اگر چیکہ وہ منقولہ ہو۔ اگر بذریعۂ صلحی ڈگری اُسے حقیت قطعی حاصل ہوئی ہو تو معمولی قیود اُس جائداد سے متعلق نہون گے۔ کیونکہ وہ جائداد

---

[1] ۱۲ بمبئی ۵۰۵۔
[2] ۴ بمبئی ۱۸۸۔ ۱۵ بمبئی ۲۰۶۔ ۵ بمبئی ۲۶۴۔
[3] ۱۷ بمبئی ۶۹۰۔ ۲۱ بمبئی ۱۷۰۔ ۲۸ بمبئی ۴۵۳۔

اُسے بہ حیثیت وارث حاصل ہوتی ہے نہ کہ بذریعہ کسی دستاویز کے[1] دربارۂ انتقال حین حیاتی یعنی بذریعہ ہبہ۔ بیع یا رہن اُس کا اختیار جائداد شوہر سے ورا ثتاً حاصل ہونے یا بذریعہ ہبہ یا وصیت وغیرہ حاصل ہونے پر منحصر ہے۔ نیز جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ہونے کے لحاظ سے بھی فرق آجاتا ہے۔

(الف) جبکہ جائداد ورا ثتاً حاصل ہوئی ہو جملہ شاخ دہرم شاستر کی رُو سے بیوہ کو حق انتقال بجز ضروریات قانونی درپیش آنے کے حاصل نہیں ہے اور یہہ قیود اُس کی جائداد کے ساتھہ ہیں۔ یعنی ورثائے عودی کے وجود پر منحصر نہیں ہے۔ مگر بصورت اِس کے کہ انتقال وقوع میں آجاوے تو اُس کی زندگی بھر قائم رہے گا۔ یعنی اگر ضرورت نہ بھی ثابت ہو تا ہم بیوہ کی حین حیاتی حقیت ضرور منتقل ہوگی[2]۔ ورثائے عودی کو پابند کرنے کے لیئے ضرورت کا اثبات لازمی رکھا گیا ہے علاوہ ضروریات قانونی کو ورثائے عودی مستحق کے رضامندی سے جائداد منتقل کرسکتی ہے[3] یہہ قید منقولہ اور غیر منقولہ ہر دو سے متعلق ہے۔ صرف بمبئی میں منقولہ اور غیر منقولہ جائداد کی رُو سے تمیز رکھا گیا ہے یعنی منقولہ جائداد کے متعلق زیادہ وسیع اختیار عطا کیا گیا ہے۔ اور بمعنی ہندو بیوہ کہا کے یہہ خصوصیات مخصوصہ سی ہو کہ جائداد منقولہ جو ورا ثتاً حاصل ہو وہ آزادی کے ساتھہ منتقل کرسکتی ہے۔ مگر انتقال کا اثر صرف

---

[1] ۱۰ بمبئی لا رپورٹر ۳۱۰۔
[2] ۶ بمبئی ہائیکورٹ ۲۷۰۔ ۳ بمبئی ۶۷۔
[3] ۳۰ الہ آباد (پریوی کونسل)۔

اُس کی حیات تک رہیگا۔ ورثائے عودی پابند ہونگے جب تک خاص طور سے اختیار انتقال عطا نہ کیا گیا ہو اُس کا انتقال محدود ہی خیال کیا جائے گا۔ حال کے ایک مقدمہ مین یہہ تجویز ہوئی ہے کہ وہ شوہر سے وراثتاً حاصل ہوئی جائداد کو بطریق جائز ہبہ نہین کر سکتی[1] ورثائے عودی کی اجازت خواہ قبل ہی حاصل کر لیجائے یا منظوری بابعد لیجائے اِس مین کوئی فرق نہین رکھا گیا ہے۔ اگر ضرورت جائز کے لیئے انتقال عمل مین آیا ہے تو ورثائے عودی پابند ہین اگرچہ کہ ضرورت سے زیادہ روپیہ حاصل کیا گیا ہو[2] اثبات ضرورت لازمی ہے محض کسی دستاویز مین تذکرہ آنا کافی نہین ہے[3] محض وارث مابعد کا حاشیۂ دستاویز پر دستخط ثبت کر دینا کافی نہین ہے اور وہ بمنزلہ منظوری بیع نہین ہو سکتا[4] ایسے ورثائے عودی کی اجازت یا رضامندگی ہونی چاہیئے جو زندہ ہون اور جن کو اعتراض کا حق حاصل ہو یعنی ایسی ورثائے عودی کی ہونی چاہیئے جن کی جانب سے اعتراض نہ کیے جانے کی وجہ سے یہہ قیاس پیدا ہوتا ہو کہ انتقال جائز اور مناسب تھا[5]۔ مگر یہہ مسئلہ حصول رضامندی ورثائے عودی صرف انتقالات بعوض بدل سے متعلق ہے۔ انتقالات بلا بدل بذریعۂ ہبہ سے یہہ متعلق نہین ہے بیوہ کو اختیار حاصل ہے خواہ جائداد قطعاً بیع کر ڈالے یا صرف

---

[1] ۳۲ بمبئی ۵۹ - ۱۶ بمبئی ۲۲۳ - ۲۲۹۔
[2] ۱۸ مدراس لا جرنل ۱۷۔
[3] ۱۳ مورنگ انڈین اپیل ۲۲۸۔
[4] ۱۳ کلکتہ ویکلی نوٹس ۹۳۱۔
[5] ۵ بمبئی ۵۶۳ - ۱۰ کلکتہ ۲۲۵۔

محدود حق۔ اگر ہبہ ثابت ہو کہ اُس کا منشا صرف محدود حقیت منتقل کرنے کا تھا
تو ضرورت جائز ثابت ہونے کی صورت میں بھی کامل ملکیت منتقل نہ ہوگی[1]
اگر کاروبار خاندانی کے چلانے میں قرضہ تجارتی بیوہ لیوے تو اُسکی ادائی
ورثائے مابعد پر لازم ہے۔ بصورت اس کے کہ قرضہ ذاتی ہو اور خاندان
یا کاروبار خاندانی سے متعلق نہ ہو تو صرف اُس کی ذاتی جائداد یعنی استری دہن
ذمہ دار ہوگی۔ اپنی زندگی میں اُسے پورا حق حاصل ہے کہ جسطرح چاہے
استعمال کرے۔ اگر قرضہ قابل پابندی خاندان نہ ہو تو بقیہ جائداد شوہری
جب ورثائے مابعد کو حاصل ہو ذمہ دار نہ ہوگی[2]

(ب) جائداد جو بذریعہ ہبہ یا وصیت حاصل ہو۔ تمام ہائیکورٹ اس رائے
پر متفق ہیں کہ جو جائداد شوہر سے بذریعہ ہبہ یا وصیت حاصل ہو اُسمیں بیوی
کو صرف بیوہ کا حق ہوگا بجز اس کے کہ الفاظ وصیت سے صراحتاً وسیع
اختیارات مستنبط ہوتے ہوں اور جب تک صراحتاً وسیع اختیار حاصل ہونا
واضح نہ ہو کامل ملکیت حاصل نہیں ہوتی ہے[3] یہ ایک قیاس قانونی ہی
اور اُس صورت میں بھی اس قیاس کا پیدا ہونا تسلیم کیا گیا جبکہ شوہر نے اپنی
بیوی کے نام پر زندگی کا بیمہ کرایا تھا مگر صراحتاً ایسی عبارت نہ تھی جس سے
قطعی تفویض ہو[4] یہاں تک تجویز ہوئی ہے کہ محض یہ الفاظ کہ میری بیوی

---

[1] ۹ کلکتہ لا جرنل ۸۸۔ [2] ۲۶ بمبئی ۲۰۶ (اجلاس کاملہ)

[3] ۷ بمبئی ۴۹۱ - ۱۱ بمبئی ۶۹ - ۲۳ - ۵۷۳ - ۲۶ بمبئی ۵۴۴ - ۳۴ کلکتہ ۶۴۶ - ۳۲ کلکتہ ۱۹۵ - ۲۴ بمبئی ۲۰۴ - خ ۱۱۹ الہ آباد ۳۳ - ۲۲ بمبئی ۹۸۴ -

[4] ۲ بمبئی لا رپورٹر ۳۸۲ -

اپنے تنہا استعمال اور فائدہ کے لیئے جائداد لینگی کافی نہیں ہیں[1]

نارو۔ رشیون نے لکھا ہے کہ بیوی کے معاہدات جائز نہیں ہوتے ہیں بالخصوص ہبہ۔ رہن یا بیع مکان یا مزرعہ۔ عورتیں مستحق نہیں ہیں کہ جائداد ہبہ کریں یا بیع کریں صرف اُس حالت میں جبکہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ رہتی ہوں[2] وہ جائداد خاندانی سے مستفید ہونیکی مستحق ہیں۔

ایسا انتقال جو جائز نہو کالعدم نہیں ہوگا صرف قابل انفساخ ہوگا۔ اگر ورثائے عودی اُسے منسوخ نہ کریں بمقابلہ اشخاص ثالث وہ جائز ہوگا منسوخی کے لیئے جدید نالش کی ضرورت نہیں ہے[3]

ضرورت قانونی کسے کہتے ہیں حسب ذیل تمثیلات ضرورت قانونی کی تحریر کیجاتی ہیں۔

(۱) ایسے مذہبی یا خیراتی کام جنسے شوہر کی روحانی منفعت مقصود ہو[4]

(۲) بیٹی کی شادی کے موقع پر دان اس لیئے کہ اُس سے بیوہ کے شوہر کی روح کو راحت ملتی ہے[5]

(۳) قلیل جزو آراضی کا دان جبکہ شوہر کے روحانی منفعت کیلیئے ہو[6]

(۴) داماد کو شادی کے موقع پر ہبہ[6]

(۵) عمارت کی تعمیر[7]

---

[1] ۲۹ انڈین اپیل ۱۸۔

[2] ۵ انڈین کیسز ۱۳۹۔ الہ آباد ۲۵۵۔ ۱۳ بمبئی لا رپورٹر ۶۹۰۔

[3] ۳۵ انڈین کیسز ۸۷۔

[4] ۱۳ بمبئی لا رپورٹر ۶۰۲۔ ۳۱ کلکتہ ۴۴۴۔

[5] ۲۲ کلکتہ ۵۰۶۔

[6] [illegible]

[7] [illegible]

(۶) شوہر کی جائداد کی حفاظت کے متعلق مقدمہ بازی میں خرچ - مگر
اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اُسے اس امر میں غیر محدود اختیار حاصل ہے[1]
وارث کا فرض ہے کہ وہ ضرورت کو ثابت کرے - یہ تجویز ہوئی ہے کہ جب
بیوہ کے خلاف بحیثیت وارث شوہر کوئی شخص دعویٰ دائر کرے تو
اُس کے مصارف میں انتقال جائز ہے[2] اسیطرح جبکہ فوجداری مقدمات
اُس کے خلاف بحیثیت وارثہ شوہر دائر ہوں تو مصارف مقدمہ کیلئے
قرضہ و رہن جائز ہے[3] لیکن اگر ایسے دعوے میں خرچ کیا جاوے جو
نیک نیتی سے دائر نہ کیا گیا ہو اور جس کے صحیح ہونیکا بیوہ کو یقین ہی
[illegible] ثابت ہے[4] اگر وارثان مقدمہ کے لیے
قرضہ دے تو اُس کو ثابت کرنا چاہیئے کہ ضرورت فی الواقعی پیدا ہوئی تھی
اور مقدمہ کے لیے قرضہ کی ضرورت تھی اور کوئی دوسرا سرمایہ اُن
اغراض کے ایفا کے لیے موجود نہ تھا[5]

(۷) سرکاری زرلگان ادا کرنا[6] لیکن محض ایسا بیان بغیر ثبوت
ضرورت کافی نہیں ہے[7] اگر سرکاری زرلگان کی ادائی کیلئے جائداد بیوہ
نیلام ہو تو نیلام میں کس قسم کی حقیت منتقل ہوتی ہے - اس کے متعلق
بعض نظائر سے طے کیا ہے کہ محض بیوہ کی حین حیاتی حقیت منتقل

---

[1] ۶ بمبئی لا رپورٹس ۹۲۲ - ۶ کلکتہ لا جرنل ۹۰۴ - [2] ۴۸ مدراس لا جرنل ۱۳۹ - ۳۱ کلکتہ ۱۴۴ - ۳۱ الہ آباد ۷۹۴ -
[3] ۹ کلکتہ ویکلی نوٹس ۲۴۸ -
[4] ۴۸ مدراس لا جرنل ۱۳۹ -
[5] ۴۶ بمبئی لا رپورٹس ۹۲ -
[6] ۸ کلکتہ ۳۱۱ -
[7] ۱۳ کلکتہ ویکلی نوٹس ۳۸۶ -

ہوتی ہے[۵۱]

(۸) سارٹیفکٹ وراثت حاصل کرنے مین مصارف[۵۲]

(۹) جائداد کے قیام وحفاظت مین مصارف از قسم مرمت وتیاری چاہ وغیرہ[۵۳] لیکن جدید مکان تیار کرانا داخل نہین ہے محض ترقی دینا بھی جائز نہین ہے[۵۴]

(۱۰) خود بیوہ اپنی ذات کی پرورش کے لیئے جبکہ آمدنی جائداد کافی نہ ہو کوئی جزو جائداد منتقل کرسکتی ہے[۵۵] ایسا کوئی قاعدہ نہین ہے کہ بیوہ کو صرف آمدنی جائداد پر گذر کرنی چاہیے۔ پرورش آئندہ کیلئے وہ جزو جائداد منتقل نہین کرسکتی[۵۶]

(۱۱) برسی وسرادہ کے مصارف کے لیئے[۵۷]۔ اپنے شوہر کی والدہ کے شرادہ وبرسی کے لیئے[۵۸] شوہر کی میت کے متعلق رسم ادا کرنا[۵۹]

(۱۲) شوہر کی روح کی منفعت کی غرض سے گیا جانے مین بشرطیکہ معقول خرچ ہو جائز ہے مگر کاشی پنڈ دینے کی غرض سے جانا ضروری نہین ہے[۶۰] اسی طرح خود بیوہ کی منفعت روحانی کیلئے جو خرچ کیا جاوے وہ غرض

---

[۵۱] ۱۶ کلکتہ ۵۱۱ - ۱۴ مدراس ۲۰۸ - ۳۶ کلکتہ ۲۸۵ - ۲۳ ویکلی رپورٹر ۱۷۴ - خ ۹۶ ویکلی رپورٹر

[۵۲] ۲۲ کلکتہ ۶۴۱ - [۵۳] ۳۶ کلکتہ ۷۵۳ -

[۵۴] ۱۰ کلکتہ ۸۲۳ - ۳۳ الہ آباد ۲۵۵ - [۵۵] ۱۰ بمبئی لاء رپورٹر ۹۲۷ -

[۵۶] ۹ انڈین کیسز ۹۹۷ - ۱۶ انڈین کیسز ۱۳۹ - [۵۷] ۱۳ انڈین کیسز ۴۸۲ - ۶۴۰ -

[۵۸] ۹ انڈین کیسز ۹۹۷ - [۵۹] ۱۰ ویکلی رپورٹر ۳۰۹ - ۳۶ کلکتہ ۷۵۳ -

[۵۹] ۱۳ کلکتہ ویکلی نوٹس ۱۸۴ - [۶۰] ۱۱ انڈین کیسز ۴۳۴ - ۱۳ بمبئی لاء رپورٹر ۸۶۰ -

ضروری نہین ہے[1]

(۱۳) شوہر یا دوسرے سابقہ مالک کامل کے دیون ادا کرنا[2] لیکن اپنی ذاتی آمدنی سے بیوہ ادا کرنے کی پابند نہین ہے[3] اگر ایسے قرضہ کی ادائی مین بیوہ جائداد منتقل کرے جو بوجہ عروض میعاد سماعت ناقابل وصول ہو تو محض اسوجہ سے انتقال قابل انفساخ نہین ہو سکتا[4]

(۱۴) بیٹی کے اخراجات کے لیئے جو قرضہ لیا جائے وہ صحیح ہے اور ضرورت قانونی کے لیئے کہا جائیگا[5]

(۱۵) بیوہ کی ذاتی روحانی منفعت کے لیئے جائداد منتقل کرنا یا جاترا مین روپیہ صرف کرنا ضرورت قانونی نہین ہے[6]

(۱۶) تشدد زمانہ نہ ہونے کی صورت مین جائداد منتقل کرنا[7] استمراری پٹہ عطا کرنا[8] تالاب تعمیر کرانا[9] محض ترقی جائداد کی غرض سے تعمیر مین رقم صرف کرنا[10]

رہن بلا ضرورت۔ اگر بیوہ اپنے شوہر کی جائداد جو اُسے وراثتاً حاصل ہوئی ہو بلا ضرورت قانونی رہن کر دے اور فوت ہو جائے اور جائداد طغیانی مین بہہ جانے کی وجہ سے مرتہن اپنی ذات سے مکرر تعمیر کرائے

---

[1] ۸ مدراس ۵۵۲۔

[2] ۲۱ مدراس لاجرنل ۳۲۰۔

[3] ۳۳ الہ آباد ۲۵۵۔

[4] ۱۹ ویکلی رپورٹر ۸۰۔

[5] ۲۱ ویکلی رپورٹر ۴۹۔

[6] ۲۷ مدراس ۴۵۔ ۳۳ کلکتہ ۷۶۶۔

[7] ۵ انڈین کیسز ۳۸۲۔

[8] ۵ انڈین کیسز ۲۸۳۔ ۸ مدراس ۵۵۲۔

[9] الہ آباد ویکلی نوٹس ۱۹۰۸ء ۲۰۷۔

[10] ۱۰ بمبئی لارپورٹر ۹۲۷۔

تو وارث عودی بلا ادائی خرچہ تعمیر وہر قسم کے بارسے مبرا جائداد مرتہن سے بازیافت کر سکتا ہے۔ یعنی وہ اسی حالت میں جائداد پانے کا مستحق ہے جو حالت اسکی وقت وفات بیوہ تھی[1]

بیوہ کے مشتری یا منتقل الیہ کا فرض۔ ہندو بیوہ موروثی جائداد کو صرف ضرورت قانونی کے وقت منتقل کر سکتی ہے اور ایسی صورتوں کیلئے قانون نے منتقل الیہ پر فرض عائد کیا ہے کہ وہ تحقیقات احتیاط کے ساتھ کرے کہ آیا وجوہات موجہ موجود ہیں۔ اُس کو یہہ بھی ثابت کرنا ہوگا کہ دستاویز انتقال صحیح ہے اور ضرورت نے بوقت انتقال مفہوم حقیقی سمجھ لیا تھا اور یہہ کہ اُس کے لیے قانونی ضرورت موجود تھی لیکن زر ثمن کس کام میں لگایا گیا اُس کا فرض معلوم کرنیکا نہیں ہے۔ اتنا ہی کافی ہے کہ اُس نے فی الواقعی تحقیقات کی تھی اور نیک نیتی سے عمل کیا تھا۔ اصول مندرجہ مقدمہ ہنومان پرشاد کا اطلاق ہوتا ہے[2] یہہ مسئلہ کہ بیوہ کے لیئے ہوئے قرضہ کی ادائی شوہر کی جائداد پر واجب ہے نیت پر منحصر ہے اور نیت نوعیت معاملت سے اخذ کیجا سکتی ہے[3] دائن کو یہہ ثابت کرنا چاہیئے کہ ضرورت جائز تھی یا اُسے بوجوہات معقول یہہ یقین ہوا تھا کہ ضرورت موجود تھی[4] (۱) اُس پر یہہ فرض نہیں ہے کہ صحیح تعداد ضرورت کی دریافت کرے۔ (۲) اُسکا فرض یہ

---

[1] ۳۴ بمبئی ۳۴۳۔

[2] ۱۳ کلکتہ ویکلی نوٹس ۳۳۲ (پریوی کونسل)۔

[3] ۱۸ کلکتہ ۲۲۲ (پریوی کونسل)۔ ۳۳ کلکتہ ۲۴۲۔

[4] ۴۸ بمبئی ۲۸۴۔ ۱۱ بمبئی ۳۲۰۔ ۲۱ کلکتہ ۱۹۰۔ ۲۴ الہ آباد ۳۰۴ پریوی کونسل۔ ۴۲ الہ آباد ۳۴۹۔ ۱۶ الہ آباد لا جرنل ۵۵۷۔ ۱۳۱ الہ آباد ۳۳۳۔

نہین ہے کہ زرشن کہان استعمال ہوا دیکھے اور نہ یہہ کہ ضرورت کیونکر درپیش آئی اور (۳) صرف یہی فرض ہے کہ احتیاط کافی اور نیک نیتی سے عمل کرے - بدنظمی مین اُس کی امداد ثابت نہ ہوئے[1] اگر بلا ضرورت قانونی بیع یا انتقال کے عمل آیا ہو تو وہ محض حیات بیوہ تک قائم رہیگا - یا اگر ضرورت سے زیادہ بیع ہو گیا ہے تو بقدر زیادہ کے قیمت ادا کر کے وارث حوا کی بیع کو فسخ کرا سکتا ہے - شوہر کے باپ اور بھائیون کے علیحدہ ہونے کی صورت مین بھی بیوہ کو قطعی انتقال کا حق حاصل نہ ہوگا جب تک کہ خاص حالات ثابت نہ کئے جائین -

بچت کے تصرف کا اقتدار - اِس کے متعلق تین عنوان مین بحث کیجا سکتی ہے -

(۱) بچت جو آخری ذکور قابض کے زمانہ مین ہوئی ہو - ایسے سرمایہ پر اُسے ویسے ہی اقتدار حاصل ہین جیسے جائداد موروثی پر - وے ترکہ کا جزو شمار ہوتے ہین -

(۲) ایسی رقم جو آخری مالک کی وفات اور بیوہ کو جائداد ملنے کے درمیانی زمانہ مین بچی ہو - اسپر بھی اُسے حسب فقرہ (۱) محدود اختیار حاصل ہے - لیکن اگر یہہ ثابت ہو کہ ناجائز طور سے وہ جائداد سے محروم رکھا گیا ہو تو اُسے قطعی اختیار تصرف حاصل ہوگا[2]

(۳) ایسی بچت جو بیوہ نے بزمانہ قبضہ جائداد موروثی کی ہو - اس پر اُسے قطعی حق تصرف حاصل ہوتا ہے - لیکن تمام دار و مدار اُسکی نیت پر

---

[1] ۲۴ کلکتہ ۹ ۸۴۸ (پریوی کونسل) -
[2] ۲۰ کلکتہ ۳۳۴ - ۱۹ الہ آباد ۲۳۵ -

ہوتا ہے یعنی یہہ کہ آیا اُس کا منشا بچت کو علیحدہ رکھنے کا تھا یا صرف اصل سرمایہ موروثی میں شریک کردینے کا کوئی ایسا قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے کہ جائداد جو بیوہ اپنے بچائے ہوئے سرمایہ سے خرید کرے اصل جائداد کا جزو ہے اور اُسی کیساتھ منتقل ہوگی[1] اور اگر یہہ ثابت ہو کہ اُس کا منشا خاوند کی جائداد ایک جار رکھنے کی تھی تو بچت جائداد میں اضافہ شمار ہوگا[2] بصورت اِس کے کہ یہہ ثابت نہ ہو تو عدالت یہہ قیاس کرسکتی ہے کہ بیوہ کا منشا آمدنی بچت کو اپنے ذاتی فائدہ کے لیئے رکھنے کا تھا۔ اگر محدود حقیت کا مالک اسٹیٹ کی آمدنی سے جائداد تعمیر کرے تو عمارت بطور جزو جائداد منتقل ہوگی اور اُس مالک کو قطعی حقیت حاصل نہ ہوگی[3]

ہندو بیوہ اور ہندو باپ کی حقیت میں یہہ فرق ہے کہ (۱) آخر الذکر اپنے فائدہ کے لیئے موروثی جائداد کی آمدنی علیحدہ نہیں رکھہ سکتا اور نہ علیحدہ جائداد حاصل کرسکتا ہے مگر ہندو بیوہ رکھہ سکتی ہے کیونکہ وہ قطعی مالک ایسی آمدنی کی ہوتی ہے جو اُس کے شوہر کی جائداد سے حاصل ہوتی ہے (۲) ہندو باپ کو اپنے بیٹوں کو حساب بتانا پڑتا ہے مگر ہندو بیوہ پابند نہیں ہے کہ ورثائے عودی کو ایسی بچت کا حساب دے[4] مگر اُس صورت میں کہ وہ ایسی رقم بچت کو اپنی زندگی میں تصرف میں نہ لاوے تو اسکی وفات کے بعد وہ بھی اصل جائداد کے ساتھہ جائیگی۔ یعنی ایسی رقم بچت استری دھن نہیں ہوجاتی ہے۔ مگر اضافہ جو جائداد میں ہو بچت سے مختلف ہے[5]

---

[1] ۲ مدراس ۱۔ [2] ۴ کلکتہ ۲۸۷۔ ۳۴ انڈین اپیلز ۸۷۔ [3] ۱۳ مدراس ۳۲۱۔ [4] ۹ مدراس ۱۵۱۔ [5] ۷ بنگال لا رپورٹ ۸۴۔

اور اُس پر بیوہ کو وہی اختیار تصرف حاصل نہین ہے۔ جب ترتیب وراثت کو تبدیل کرنے کی غرض سے جائداد خاندانی اور ایسی جائداد جو شوہر کی جائداد کی آمدنی کی بچت سے خرید کی گئی ہو منتقل کیجاتی ہین تو قیاس یہی ہوتا ہے کہ وہ اضافہ اصل جائداد ہے[1]

وجوہات محروم الورثی بیوہ۔ (الف) مکرر ازدواج کرنا۔ اِس سے محض موجودہ حقوق زائل ہوتے ہین اور وہ بھی شوہر یا اُس کے نسبی ورثار کی جائداد مین ایسے حقوق جو آئندہ بعد ازدواج مکرر پیدا ہون زائل نہین ہوتے مگر ایسا انتقال جو ازدواج مکرر کے قبل عمل مین آچکا ہو اُس سے موثر نہین ہوتا ہے[2]

(ب) بے عصمتی۔ اگر بوقت وراثت وہ بے عصمت ہو تو حق زائل ہوجاتا ہے۔ جائداد ایک مرتبہ حاصل ہوجانے کے بعد بعد کو بے عصمت ہونے سے حق زائل نہین ہوجاتا ہے[3]

بیوہ کے مقابلہ مین ڈگری۔ مشتری کی حقیت نوعیت قرضہ پر جسکی بنار پر ڈگری صادر ہوئی ہوا اور بوقت ارجاع نالش حقیت بیوہ پر منحصر ہوتی ہے[4] اگر قرضہ اُس کا ذاتی ہے تو صرف اُس کا صین حیاتی حق بیع ہوگا۔ ورثائے عودی کی حقیت منتقل نہین ہوتی ہے بجز اُس کے کہ بیوہ اِس کی مجاز ہو کہ جائداد پر بار عائد کرے اور اُس کی فی الواقعی ایسی

---

[1] ۲۴ کلکتہ ۸۶۳۔　[2] ۸ کلکتہ لاجرنل ۵۴۲۔

[3] ۴ بمبئی ہائیکورٹ ۲۵-۱ بمبئی ۵۵۹- ۵ کلکتہ ۷۷۶۔

[4] ۶ کلکتہ ۷۹-۲۴- ۳۳ کلکتہ ۹۳۶- ۷ کلکتہ ویکلی نوٹس ۱۲۸۔

نیت رہی ہو۔ اگر واصلات اور قبضہ کی ڈگری بیوہ کے خلاف صادر ہو اور اُس کی حیات مین اُس کی تعمیل نہ ہوسکے تو جائداد شوہری پر جبکہ وہ اُس کے قائم مقام قانونی کے قبضہ مین ہو تعمیل نہین کرائی جاسکتی[1] ایسی ڈگری جو بیوہ کی ذات پر غیر کفالتی تمسک کی بنار پر صادر ہو ورثائے عودی پر موثر نہین ہوتی ہے[2] اگرچیکہ قرضہ ضرورت قانونی کے لیئے لیا گیا ہو[3] یہہ معلوم کرنے کے لیئے کہ جائداد مین بیوہ کے حقوق ومرافق بیع ہونے سے صحیح طور پر کیا منتقل ہوتا ہے۔ طریقہ یہہ ہے کہ یہ دیکھا جاوے کہ مقدمہ جسمین بیع عمل مین آیا بیوہ کی ذات کے مقابلہ مین دائر ہوا تھا اور بنائے مخاصمت کا تعلق اُس کی ذات سے تھا یا جائداد مشترکہ کے مقابلہ مین دائر ہوا تھا اور کل جائداد پر موثر ہے[4]

## بیوہ ڈگری یا صلح سے وارث کو کب پابند کرسکتی ہے۔

اگر نالش مین ہندو بیوہ کی جملہ جائداد کی قائم مقام کی حیثیت ہو تو اسکو صلح کرنے کے متعلق ویسا ہی اختیار حاصل ہے جسطرح نفاذ حقوق اور فیصلہ مخالف کی ناراضی سے اپیل کرنے کا حق حاصل ہوگا[5] وارث عودی ڈگری کا اسوقت پابند ہوگا جبکہ تحقیقات مقدمہ منصفانہ عمل مین آئی ہو[6]

---

[1] انڈین کیسز ۱۱۶۔

[2] ۳۰ الہ آباد ۳۹۷۔

[3] ۱۲ کلکتہ ویکلی نوٹس ۷۶۹۔

[4] ۹ بمبئی ۷۲۹۔ ۲۴ بمبئی ۱۳۵۔ ۸ الہ آباد ۳۶۵۔ ۲۳ کلکتہ ۴۳۷۔ ۲۰ الہ آباد ۱۹۹۔ ۸ کلکتہ ویکلی نوٹس ۷۴۰۔ ۱۷ مدراس ۲۰۸۔ ۱۰ کلکتہ ۹۸۵ (پریوی کونسل)۔

[5] ۲۵ ویکلی رپورٹر ۱۳۴۔

[6] ۲۸ الہ آباد ۲۴۱۔

مگر جبکہ اُسے اطمینان ہو کہ قرضہ فی الواقعی واجب الادا ہے تو بہ حیثیت
قائم مقام جائداد اُس کا یہہ فرض نہین ہے کہ عذر ضرور کرے۔ یعنی اگر
بلا فریب یا سازش کے ڈگری صادر ہوجائے اگرچہ نزاع نہ کیگئی ہو تو
ورثائے عودی پابند ہین[1] الہ آباد ہائیکورٹ نے حال کے ایک مقدمہ
مین یہہ تصفیہ کیا ہے کہ ورثائے عودی صرف اُس وقت پابند ہونگے
جبکہ ڈگری اچھی طرح مقابلہ کرنے کے بعد اور نیک نیتی کے ساتھ پیروی کرنے کے
بعد صادر ہوئی ہو[2] لیکن اگر بلا ضرورت صلح کرلیجاوے تو ورثائے عودی
پابند نہون گے بالخصوص جبکہ اُن کے حقوق موثر ہوتے ہون
مثلاً جبکہ وہ اپنے جملہ حقوق سے دست بردار ہوجائے صرف ایک جزو
جائداد سے اپنی حین حیات مستفید ہونے پر راضی ہو[3] اسیطرح ایک سے
زیادہ بیوائین آپس مین راضی نامہ کرکے ورثائے عودی کے حقوق
کو نقصان نہین پہنچاسکتین[4] پس جبکہ بیوہ نے ایک ایسے شخص سے
صلح کی جو اپنے کو اُس کے شوہر کا تبنّی بتاتا تھا اور یہہ شرط ہوئی کہ اسکی
بیٹیان صرف باپ کی مکسوبہ جائداد پاوین گی اور دعویدار کو موروثی جائداد
ملیگی۔ تجویز ہوئی کہ صلح مذکور بیٹیون پر قابل پابندی نہین ہے[5]

**وارث عودی کی حقیت کی نوعیت۔** وارث عودی دعویدار کو نہ صرف
یہہ ثابت کرنا چاہیئے کہ وہ وارث ہونیوالا ہے بلکہ یہہ بھی ثابت کرنا چاہیئے

---

[1] ۳۰ مدراس ۳۔
[2] ۲۹ الہ آباد ۴۸۷۔ ۳۰ الہ آباد ۵۰۷۔
[3] ۴ ویکلی رپورٹر ۱۴۶۔
[4] ۳۵ کلکتہ ۹۸۔
[5] ۶ کلکتہ لا رپورٹر ۲۷۶۔

کہ وہ ایسا وارث اقرب ہے جو بیوہ کی وفات پر مستحق ترین وارث ہو سکتا ہے۔ مگر ذکور قابض کی وفات کے وقت کوئی وارث قریب تر زندہ ہو تو بیوہ کی وفات کے وقت اُس کا فوت ہو جانا ثابت ہونا چاہیئے[1] اگر کوئی شخص اس بیان سے آوے کہ وہ آخری ذکور قابض کا قریب ترین وارث عودی ہے اور اپنے اُس بیان کو ثابت نہ کر سکے تو اُس کا دعویٰ خارج ہونا چاہیئے[2] عام قاعدہ یہہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے توسط سے دعویدار ہو تو اُس کو یہہ ثابت کرنا چاہئے کہ جائداد اُس دوسرے شخص کو حاصل ہو گئی۔ مثلاً اگر بیوہ کے قبضہ مین کچھہ جائداد ہو جس کے حاصل ہونے کے ذریعہ کا کوئی پتہ نہ بتایا جاتا ہو اور یہہ بھی ثابت کیا جاوے کہ اُس کے شوہر کے قبضہ مین وقت وفات کثیر جائداد تھی تو شہادت کی عدم موجودگی مین یہہ قیاس نہین کیا جا سکتا کہ جائداد مقبوضہ بیوہ اُس کے شوہر ہی کی تھی[3] اگرچہ وارث عودی کو موجودہ حق حاصل نہین ہوتا تاہم وہ مستحق ہے کہ ایسی کارروائی مین جس سے حفاظت جائداد مقصود ہو جوابدہی کرے مثلاً کارروائی حصول اجازت نامہ وصیت مین[4] اِسیطرح اگر وارث عودی سرکاری لگان ادا کر دے تو بیوہ سے واپس پا سکتا ہے[5] اور وہ اُس قسم کا دعویٰ کر سکتا ہے کہ

---

[1] ۵ انڈین کیسز ۶۶۲- ۴ انڈین کیسز ۳۳۹- ۱۱ انڈین کیسز ۲۰۲- ۲۶ کلکتہ ۸۷۱- ۲۰ ویکلی رپورٹر ۲۴ (پریوی کونسل)۔

[2] ۱۳ مدراس لاٹائمس ۱۹۸ (۱۹۱۳ء)۔

[3] ۱۱ انڈین کیسز ۴۳۴- ۲ کلکتہ ویکلی نوٹس ۱۹۷-

[4] ۳ انڈین کیسز ۱۷۸-

[5] ۱۹۱۵ مدراس لا جرنل ۳۳۱-

انتقالات بیوہ اُس کے حق مین غیر موثر قرار دیئے جاوین [1]
بیوہ کی حیات مین وارث عودی کی حقیت محض قائم بہ اُمید ہوا کرتی ہے اِس لیئے وہ اگرچہ اُس کے بعد وہی وارث احق ہو بذریعہ بیع یا رہن اُسے منتقل کرنے کا مجاز نہین ہوا کرتا ہے [2] قانون انتقال جائداد بھی مضمون ہے [3] اور اسیطرح وہ ڈگری کی ایفلے مین قرق بھی نہین ہوسکتا ۔ مگر ساتھہ ہی اِس کے بیوہ کی حیات مین وہ جائداد کو رہن نہین کرا سکتا [4]

اگر ایک سے زیادہ ورثائے عودی ہون تو کوئی ایک دوسرے وارث کے توسط سے دعویدار ہونا نہین کہا جا سکتا ہے اگرچیکہ باپ اور بیٹے ہی کیون نہ ہون بلکہ ہر ایک کا حق آخری قابض سے ہوتا ہے [5] اسیطرح ایک وارث عودی دوسرے وارث عودی کی حقیت کا راز دار نہین ہوتا ہے اور کسی ایک وارث عودی کے فعل یا ترک فعل کا دوسرا وارث ذمہ دار نہین ہوسکتا [6] لیکن اِس عام قاعدہ سے ایک مستثنیٰ ہے یعنی یہ کہ ایک وارث عودی محدود حقیت کی قابض اُناث کے انتقال پر رضامندی ظاہر کر سکتا ہے اور اگر قریب تر وارث عودی کی رضامندی سے انتقال عمل مین آیا ہو تو بعید ورثائے عودی بھی ذمہ دار ہو جاتے ہین ۔ اگر کوئی

---

[1] ۱۵ مدراس لاجرنل ۳۹۴ ۔ [2] ۱۱۷ الہ آباد ۱۲۵ ۔ ۱۱۰ انڈین کیسز ۲۸۹ ۔
[3] ۳۰ مدراس ۲۰۱ ۔ ۲۴ مدراس ۲۰۶ ۔ ۳۲ الہ آباد ۸۸ ۔ ۴ انڈین کیسز ۱۴۴ ۔ ۸ انڈین کیسز ۲۸۹ ۔ ۲۹
[4] ۳۰ الہ آباد ۹۷ ۴ ۔ [5] ۲۸ مدراس ۵۷ ۔ ۳۲ کلکتہ ۶۲ ۔ ۱۸ انڈین کیسز ۲۸۹ ۔
[6] ۲ کلکتہ لاجرنل ۸۷ ۔ ۲۸ مدراس ۵۷ ۔

وارث عودی وقت انتقال نابالغ ہو یا پیدا نہ ہوا ہو تو وہ عرصۂ تمادی سے
محفوظ رہیگا اور ایک وارث کے مقابلہ مین فیصلہ ہو جانے سے دوسرے
وارث عودی کے دعوے مین امر فیصل شدہ عارض نہین ہوجاتا ہے[1]
اور نہ امر مانع تقریر مخالف کا اثر پیدا کرتا ہے ورنہ ایک کے چارہ جوئی
اختیار نہ کرنے یا میعاد گزر جانے کی صورت مین دوسرا ممنوع ہو سکتا ہے
چونکہ وارث عودی کو بیوہ سے بھی حقیت حاصل نہین ہوتی ہے اس لیے
کوئی تصفیہ جو مابین کسی وارث عودی اور بیوہ کے عمل مین آئے دوسرے
ورثاء پر قابل پابندی نہین ہے[2]

ورثائے عودی بیوہ کی حیات مین استقرار حق کا دعوی نہین کرسکتے
مگر یہہ دعوی کرسکتے ہین کہ بیوہ کے انتقالات ممنوع کیے جائین یا انتقالات
فسخ کیے جائین یا وہ اتلاف جائداد سے منع کیجاوے[3] مخالفت انتقال کی
دعوے مین صریحی انتقال بتانا چاہیے۔ تمام انتقالات کے منع کرنیکا
دعوی دائر نہین ہوسکتا[4] مگر ایسے دعوے کا منشا صرف اسیقدر ہوسکتا
ہے کہ بجز بیوہ کی زندگی کے زمانہ کے انتقالات ممکن الانفساخ ہین۔

ورثائے عودی لبعید کب دعوی کرسکتے ہین۔ عام قاعدہ یہہ ہے کہ
صرف ایسا وارث جو بعد وفات بیوہ وارث احق ہوگا دعوی کرسکتا ہے مگر

---

[1] ۱۳ مدراس لاجرنل ۳۵۹-۱۶ مدراس لاجرنل ۳۴۷-۳۶ کلکتہ ۸۰۷ (جلسۂ کاملہ)۔

[2] ۲۳ کلکتہ ۱۲-نج ۴ بمبئی لاء رپورٹر ۹۳۸۔

[3] ۳۹ الہ آباد ۵۱-۴۴ الہ آباد ۹۴ (پریوی کونسل)-۳۲ الہ آباد ۳۴۳ و ۱۴۔

[4] ۲۷ الہ آباد ۲۰۶-۱۷ انڈین کیسز ۵۸۶ ۱۹ انڈین کیسز ۹۹۷۔

بعض خاص حالتوں میں وارث اقرب کی موجودگی میں بھی وارث بعید دعویٰ کرسکتا ہے مثلاً جبکہ وہ بیوہ سے سازش کر گیا ہو یا اپنے حقوق سے دست بردار ہو کر ارجاع نالش کا حق زائل کر لیا ہو[1] اگر ورثائے قریب میعاد معینہ کے اندر دعویٰ کرنے سے تعرض کرتے رہے ہوں تو اس کے معنی یہی ہیں کہ وے حق نالش سے دست بردار ہو گئے ہیں[2] مگر محض مدت گزر جانے دینا کافی نہیں ہے۔ جب وارث مابعد کا پتہ نہ ہو اور وہ غائب ہو تو وارث بعید کو حق نالش حاصل ہے[3] جب وارث عودی مابعد اناث ہو تو مدراس، کلکتہ اور پنجاب کے فیصلہ جات کی رُو سے ایسا وارث عودی جو اُس اناث کی وفات کے بعد وارث ہو سکتا ہے دعویٰ دائر کر سکتا ہے[4] مگر پیشتر کے مقدمات میں الہ آباد ہائی کورٹ نے یہی طے کیا تھا کہ بجز سازش ثابت کرنے کے کسی دوسری صورت میں وارث بعید کو حق نالش حاصل نہیں ہے[5]

میعاد۔ انتقال بجز زمانہ حیات بیوہ کے کالعدم قرار دینے کی نالش بزمانہ حیات بیوہ تاریخ انتقال سے اندرون ۱۲ سال دائر ہونی چاہئے۔ یہ حجت کہ دوسرے قریب ورثا موجود تھے اس لیئے جب اُن کا دعویٰ سے

---

[1] ۵ انڈین کیسز ۲۷-۳۲ الہ آباد ۱۷۶-۱ مدراس ویکلی نوٹس (سنہ ۱۹۱۲ء) ۷۰-۱۹ بمبئی ۶۱۴-۱۸ انڈین کیسز ۲۱۲-

[2] ۲۸ مدراس ۵۷- ۳۲ کلکتہ ۶۲- ۲۶ انڈین کیسز ۷۳۹- ۱۹ الہ آباد ۴۴۱-

[3] ۱۱ الہ آباد لاجرنل ۳۸۰-

[4] ۷ مدراس لا ٹائمس ۲۶۴- ۳۲ کلکتہ ۶۲- ۱۹ الہ آباد لاجرنل ۱۵۰- ۳۴ الہ آباد ۲۰۷-۲۰۹-

[5] ۳۴ الہ آباد ۸۲- ۱۵ الہ آباد ۱۳۲-

تعرض کرنا ثابت ہوا بنائے نالش پیدا ہوگی صحیح نہین ہے[1] اور اگرچہ ایسی نالش مین میعاد عارض ہوجائے بعد وفات بیوہ وارث عودی قبضہ دلاپانے کا دعوی کرسکتا ہے[2] اسیطرح اگرچہ کہ جائداد متدعویہ پر شخص غیر کا قبضہ مخالفانہ برخلاف بیوہ عرصہ دراز تک رہا ہو وارث عودی وفات بیوہ سے ۱۲ سال کے اندر دعوی دائر کرسکتا ہے[3] بیوہ کے مقابلہ مین قبضہ مخالفانہ وارث عودی کے مقابلہ مین قبضہ مخالفانہ متصور نہ ہوگا[4] یہی قاعدہ مفوض الیہ وارث عودی سے متعلق ہوگا[5] وارث عودی کا حق صرف وفات بیوہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر عورت کا قبضہ بحیثیت بیوہ نہ ہو بلکہ کسی دوسرے استحقاق کی بنا پر ہو تو وہ اور بات ہے۔ ایک وارث عودی مدعی کی وفات کے بعد حق دعوی دوسرے وارث عودی پر باقی نہین رہتا ہے[6]

وارث عودی کے حق مین دست برداری۔ چونکہ بیوہ کی وراثت باضابطہ وراثت نہین ہے اور عام اصول روحانی منفعت پر مبنی نہین ہے اس لیئے اگر وہ اپنے حقوق سے بحق وارث عودی مابعد دست بردار ہوجائے تو جائز ہے اس لیئے کہ اس کا اثر صرف اسیقدر ہوتا ہے کہ شخص مستحق کو دیر مین ملنے والی جائداد جلد ملجاتی ہے مگر یہہ لازمی ہے کہ

---

[1] ۲۶ انڈین کیسز صفحہ ۲۴۷۔

[2] ۲۱ بمبئی ۶۴۶ - ۲۳ بمبئی ۲۵ - ۱۱۹ الہ آباد ۳۵۷ - ۳۴ کلکتہ ۳۲۹ - ۳۱ بمبئی ۱ - ۳۰ مدراس ۳۰۸ - ۳۳ الہ آباد ۳۱۲ -

[3] ۱۰ کلکتہ ویکلی نوٹس ۵۳۵ -

[4] ۱۲ کلکتہ ویکلی نوٹس ۸۵۷ -

[5] ۱۰ انڈین کیسز ۹۴۸ - ۹۵۹ -

[6] ۱۶ انڈین کیسز ۵۱۵ - ۱۲ مدراس لا ٹائمس ۱۹۹ -

کامل حقیت سے دست برداری کیجائے اور قبضہ دیدیا جائے۔ گذارہ کی شرط لگائی جاسکتی ہے لیکن قبضہ قائم نہین رکھا جاسکتا ہے[1] یہہ جائز ہے کہ اپنی راست نگرانی سے دست بردار ہوجائے اور صرف ایک رقم سالانہ لیا کرے[2] ایسی دست برداری اِس وجہ سے کالعدم نہین ہوسکتی کہ وقت واحد مین کوئی ایسا اقرار ہی بیوہ اور وارث عودی کے مابین ہوا ہو جس کی رُو سے ایک کثیر حصہ جائداد کسی عزیز بیوہ کو ملتا ہو[3] بیوہ اور وارث عودی کے درمیان ہر اقرار جائز ہے بشرطیکہ وارث عودی مابعد کے حقوق پر موثر نہ ہو مثلاً یہہ کہ بیوہ کو ایک رقم ماہانہ ہمیشہ کے لیئے دیجایا کرے[4] الہ آباد ہائیکورٹ نے ابہی قطعی تصفیہ اِس مسئلہ کا نہین کیا ہے کہ آیا بیوہ اپنی حقیت حین حیاتی زائل کرکے بذریعہ انتقال قطعی وارث مابعد کے حق کو جلد حاصل کراسکتی ہے[5]

خلاصہ قواعد۔ (۱) مدراس ہائیکورٹ کی رُو سے بیوہ کو تمام جائداد سے بحق وارث مابعد دست بردار ہونا چاہیئے[6] کلکتہ ہائیکورٹ کی رُو سے کسی ایک جزو جائداد کے لیئے بھی دست برداری ہوسکتی ہے[7] بمبئی

---

[1] ۱۹ کلکتہ ۲۳۶-۴ مدراس لاٹائمس ۸۸- [2] ۱۳ کلکتہ ویکلی نوٹس ۲۰۱-

[3] ۳۱ مدراس ۴۴۶- [4] ۲۲ کلکتہ ۳۵۴-

[5] ۲۴ الہ آباد ۱۷۰- [6] ۲۱ مدراس ۱۲۸ (جلسہ کاملہ)۔ ۱۷ انڈین کیسنر ۴۸۷-۳۱ مدراس ۳۶۶ (جلسۂ کاملہ)۔ ۲۶ انڈین کیسنر ۵۷۰ سرکار صاحب طبع چہارم صفحہ ۹۴۹-

[7] ۱۲ کلکتہ ویکلی نوٹس ۹۴۹- د۔ ۴ کلکتہ ۹۳۹ ۲ انڈین کیسنر ۹۶۰-۱۳ کلکتہ ویکلی نوٹس ۲۰۱-

ہائی کورٹ وپنجاب۔ مدراس ہائیکورٹ سے متفق ہین کہ ایک جزو جائداد کے لیئے دست برداری جائز نہین ہے[۱] الہ آباد ہائی کورٹ مین اسکا تصفیہ نہین ہوا ہے۔ (۲) دست برداری بحق وارث عین مابعد ہونی چاہیئے۔ بیوہ کا بحق نواسہ بموجودگی بیٹی ہبہ کرنا دست برداری نہین ہے[۲] (۳) بحق اُناث یا قابض حقیت محدود دست بردار ہونے سے ایسی اُناث کو قطعی استحقاق حاصل نہین ہوجاتا ہے[۳] بیوہ منجملہ ورثائی عودی کے صرف چند کے حق مین دست برداری کا عمل نہین کرسکتی ہے[۴]

دست برداری مشروط کی مختلف شکل ہوسکتی ہین۔ (۱) جبکہ تمام جائداد منتقل ہو اور وہ اپنے لیئے کسی ایک جزو جائداد مین قطعی حق قائم رکھے۔ (۲) جبکہ ایک جزو جائداد منتقل ہو اور دوسرے اجزا مین وہ قطعی حقوق تصرف رکھے[۵] (۳) جبکہ تمام جائداد اس شرط سے منتقل ہو کہ ایک جزو کسی غیر شخص کو دیا جائے[۶] دست برداری انتقال سے مختلف ہے۔

انتقال برضامندی وارث عودی۔ بیوہ اور وارث عودی ملکر انتقال کی تکمیل کرسکتے ہین اور اُس کے ذریعہ سے کامل حقیت منتقل کرسکتے ہین مگر انتقال دور کے ورثا سے کے اعتراض کے تابع رہیگا[۷] قریب ترین

---

[۱] ۴۴ بمبئی ۱۶۵۔ [۲] ۴۴ الہ آباد ۲۰۷۔

[۳] ۳۳ الہ آباد ۵۸۲ و ۱۶ انڈین کیسنر ۹۰۲۔

[۴] ۲۳ کلکتہ ویکلی نوٹس ۴۹ - ۲۲ کلکتہ ۳۵۵ - [۵] ۲ انڈین کیسنر ۶۶۰ خ - ۱۱ مدراس لاجرنل ۳۳۵

[۶] ۱۷ انڈین کیسنر ۴۸۷ - ۳۱ مدراس ۴۹۴ - [۷] ۳۴ الہ آباد ۶۲ - ۳۰ کلکتہ ۲۲۵ - ۳۲ مدراس ۱۶ ل۔

وارث عودی کی سازشانہ رضامندی ظاہر کرنا غیر مفید ہے[۱] چنانچہ حال کے ایک مقدمہ مین مدراس ہائی کورٹ کے جلسہ کاملہ نے بوضاحت یہہ طے کیا ہے کہ قریب تر وارث عودی کی رضامندی کا مفہوم صرف اسیقدر ہوسکتا ہے کہ معاملت مناسب تھی۔ وہ دوسرے ورثاء عودی کے مقابلہ مین قطعی ثبوت نہین ہوسکتی ہے[۲] اگر تمام ورثاء موجودہ کچھہ رقم لیکر اُس کے حق مین فارغخطی تحریر کردین تو دوسرے ورثاء عودی اُسکے پابند نہ ہون گے لیکن اگر اُن مین سے کسی کو تکمیل کنندگان فارغخطی کے ذریعہ سے حق حاصل ہو تو وہ پابند ہین[۳] محض یہہ امر کہ تکمیل کنندگان مین سے بعض کو بدل ملا رضامندی باطل کرنے کے لیئے کافی نہین ہے[۴] آیا رضامندی وارث عودی عین مابعد قطعی ثبوت ہی۔ اسکے متعلق مختلف رائے ہین مگر حال کے ایک مقدمہ مین مدراس ہائیکورٹ نے ان مختلف آرا سے ایک ہی نتیجہ نکالنے کی کوشش کی ہے اور بتایا ہے کہ مقدمہ مندرجہ ۳۰ الہ آباد (پریوی کونسل) کا منشاء ہرگز یہہ نہین ہے کہ وارث عین مابعد کی رضامندی قطعی ہو کیونکہ اُس مقدمہ کے بعد بھی کلکتہ ہائیکورٹ نے بمقدمہ مندرجہ ۱۹ انڈین کیسز ۲۷۳ یہہ طے کیا ہے کہ ایسی رضامندی محض انتقال ہونیکی وثیل ہی ہے[۵] بہرکیف مدراس ہائیکورٹ کی رو سے اگر انتقال بغیر ضرورت کیا جائے تو

---

[۱] ۱۹ مدراس ۳۴۷۔ [۲] ۲۶ انڈین کیسز ۷۵۷۔

[۳] ۳۱ مدراس ۳۶۶۔ ۳۲ مدراس ۲۰۶۔ [۴] ۶ مدراس لاٹائمس ۲۶۰۔

[۵] ۲۶ انڈین کیسز ۷۶۱ بصفحہ ۷۶۲۔ ۳۵ کلکتہ ۹۳۹۔ ۲۵ بمبئی ۱۲۹۔ ۳۰ الہ آباد (پریوی کونسل)

رضامندی وارث مابعد کافی نہین ہے مگر کلکتہ اور بمبئی ہائیکورٹ کی رائے قدرے خلاف معلوم ہوتی ہے۔بسیط بحث کے لئے ملاحظہ ہو ۲۶ انڈین کیسنر ۶۱۷ سنہ ۱۹۱۵ء۔

اگر انتقال بضرورت قانونی عمل مین آیا ہو تو پوری قیمت ادا کرنے پر بھی بیع فسخ نہین ہو سکتا[1] اگر بیع جزواً ناجائز ثابت ہو تو کامل بیع فسخ ہونی چاہیئے اور مشتری سے واصلات ملنی چاہیئے۔بیوہ کی حیات مین ایسی ڈگری صادر نہین کیجا سکتی کہ اُس کی وفات کے بعد وارث عودی کی جانب سے ضروریات قانونی کے مصارف کی حد تک روپیہ دینے پر بیع نامہ فسخ کردیئے جائین[2] انتقال ناجائز ثابت قرار دینے کے استقرار کا دعویٰ اسوجہ سے ساقط نہین ہوجاتا ہے کہ دوران اپیل مین وارث دعویدار فوت ہو گیا[3]

# باب چہاردہم

## استری دھن

### لفظ استری دھن کی تعریف۔بلحاظ مختلف اسکولون کی تعبیر۔

---

[1] ۵ الہ آباد لا جرنل ۳۶۶۔
[2] ۱۳ کلکتہ ویکلی نوٹس ۴۴۳۔ ۵۲۵۔ ۳۵ الہ آباد ۴۳۳۔
[3] ۳۱ مدراس ۱۵۳۔ ۲۰ مدراس لا جرنل ۴۹۔

تمثیلات - جائداد موروثی کس حد تک استری دہن ہی متاکشرا میوکھا اور دایابھاگ کی رُو سے طریقہ وراثت استری دہن - استری دہن سے متعلق عورت کا اقتدار تصرف - بے عصمتی کا اثر

ناکتخدا عورت کا استری دہن -

استری دہن کسے کہتے ہین - یہہ لفظ دو اجزا سے مرکب ہے "استری" بمعنی عورت اور "دہن" بمعنی دولت اِس طرح اِس اصطلاح کے معنی عورت کی دولت ہوتے ہین - اِس لیئے اِس کا اطلاق ایسی جائداد پر ہوتا ہے جو کسی عورت کو دیجاوے یا جو کوئی عورت اپنے یا اپنے شوہر کے رشتہ دارون سے حاصل کرے - یہہ لازمی طور سے زر نقد پر مشتمل نہین ہوتا ہی جواہرات زیورات - پارچہ ہائے پوشیدنی - زمینات وغیرہ بھی اسمین شامل ہین مگر اِس قسم جائداد کی تفصیل کے بارہ مین مقننین مختلف الرائے ہین -
منو - جو کچھہ کہ شادی کے ہوم کے موقع پر جو بارات کے وقت اور جو باظہار محبت دیا جاوے اور جو بہائی - مان اور باپ سے حاصل ہو یہہ چھہ قسم کی جداگانہ جائداد شادی شدہ عورت کی ہین -
یاجنا ولک - جو کچھہ کہ عورت کو باپ - مان - خاوند یا بہائی نے دیا ہو جو شادی کے ہوم کے وقت اور جو بارات کے وقت اُسے ملی ہو اور دوسری قسم کی جائداد عورت کی جائداد کہلاتی ہین -
وشنو - بھی اسیطرح چھہ قسم سے زیادہ کا ذکر کرتے ہین -
"عورت کی جائداد وہ ہے جو اُس کے باپ - مان - دوست یا بہائی

نے اُسے دی ہو۔ یا جو اُسے شادی کے ہوم کے وقت یا بارات کے موقع پر یا جب شوہر نے دوسری شادی کی ہو ملی ہو جس کے متعلق اُسکا خاوند اقرار کرے کہ اُس کی جیب خرچ رہیگی یا جو کچھہ اُس کے یا شوہر کے عزیزوں سے بعد شادی کے ملے۔

کا تیان۔ جو کچھہ کہ شادی کے وقت عورت کو ہوم کے سامنے دیا جائے جو شادی کی گواہ ہوتی ہے ایسی جائداد کو رشی علما نے عورت کی جائداد بیان کیا ہے۔ جو کچھہ کہ عورت کو اپنے والدین کے خاندان سے اُس وقت ملا ہو جبکہ وہ اپنے خاوند کے گھر جا رہی ہو بارات کے موقع پر دی ہوئی جائداد کہلاتی ہے۔ جو جائداد عورت کو خاوند کی ماں یا باپ باظہار محبت دیں اور جو اُس کی عاجزانہ خدمت کے معاوضہ میں دیجاوے بذریعہ محبت حاصل کی ہوئی جائداد کہلاتی ہے۔

بھر گو۔ ہبہ مابعد " میں ہر ایک جائداد جو اُسے بعد ادائی ہر اسم شادی شوہر سے یا اپنے والدین سے باظہار الفت ملے شامل کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جب زوج کی ظروف وغیرہ نہ ملیں تو جو کچھہ شادی کے وقت اُسکو بطور اُس کی قیمت کے حاصل ہو اُس کی ذاتی تصرف کی جائداد کہلاتی ہے۔ جو کہ بارات کے وقت حاصل ہو ادھی دیدا اُسکا کہلاتی ہے۔ مگر جو کہ بہ نیت فریبانہ بھائی۔ باپ یا خاوند عورت کو دیں اور جو بغرض استعمال اُس کے سپرد کیا جاوے عورت کی جائداد نہیں کہلاتی ہے۔

متاکشرا۔ (دیجنا نیشور) اس میں اُس کی تعبیر لفظی کی گئی ہے اور ہر قسم کی جائداد مملوکہ عورت جو کسی مسلمہ طریقہ کے ذریعہ سے حاصل کی گئی ہو اِس میں شامل ہے۔ پس جو کہ باپ۔ بھائی۔ ماں یا خاوند نے

دی ہو اور جو ماموں وغیرہ نے شادی کے وقت ہوم کے سامنے دی ہو اور دوسری شادی کے وقت کا ہبہ۔ جائداد جو وراثت۔ اشتراک تقسیم یا ہبہ کے ذریعہ سے حاصل کی جاوے استری دہن ہے۔

اس طرح متاکشرا کی رو سے ذریعہ وراثت حاصل کی ہوئی جائداد استری دہن ہے۔ مگر اصطلاحی معنی میں ایسی جائداد استری دہن نہ ہوگی۔ خاص اقسام جائداد جو قدیم کتب اسمرتیوں میں مذکور ہیں اُن سے مکمل فہرست نہیں بنتی ہے۔ منو میں چھ قسم کی جائداد کا ذکر محض تمثیلاً آیا ہے۔ اور اس سے مراد یہہ ہے کہ چھ سے کم قسم کی جائداد نہیں ہو سکتیں نہ یہہ کہ اس سے زیادہ نہیں ہو سکتیں۔

میو کہا۔ نیلکنٹھ بھی وگیانیشور کی طرح چھ قسم کی جائداد کے تذکرہ کو مکمل فہرست نہیں شمار کرتے ہیں اور اس لفظ میں تمام جائداد جو قانوناً عورت کی جائداد ہوگئی ہو شامل شمار کرتے ہیں۔ مگر انہوں نے اس کی دو تقسیم کی ہیں۔

(۱) استری دہن بمعنی محدود۔ (۲) استری دہن بمعنی وسیع۔ لیکن یہ تقسیم بغرض توریث اور طریقہ وراثت کی گئی ہے یعنی اگر استری دھن اصلی یعنی بمعنی محدود ہے تو متاکشرا کی رو سے اُس کی وارث بیٹیاں ہوتی ہیں لیکن بقیہ یعنی دوسرے قسم کے استری دہن کے وارث بیٹے وغیرہ ہوتے ہیں۔

دایا بھاگ۔ جمت واہن اس لفظ میں (۱) ناکتخدا عورت کی جائداد (۲) یاتک یعنی جائداد جو بوقت ادائی مراسم شادی دیجاوے۔ (۳) ایاتک جائداد جو شادی کے قبل یا بعد دیجاوے۔ (۴) پرتی دت۔ جائداد

جو محبت سے دیجاوے۔ اِن کی رُو سے موروثی جائداد اِس مین شریک نہین ہے۔
متھلا۔ مین ویواد چنتامنی پر عمل ہوتا ہے اور اِس لیئے وہان اس لفظ مین دس قسم کی جائداد شامل ہوتی ہین جن کا ذکر اُس مین صراحتاً کیا گیا ہے۔ مدراس مین اسمرتی چندر کا تسلیم کیجاتی ہے اِس لیئے وہان اِس لفظ کے ویسے وسیع معنی نہین لیئے گئے ہین جو اُس کو بمبئی مین دیئے گئے ہین۔ بنارس مین لفظی تاویل کیجاتی ہے اِس لیئے ہر ایک جائداد عورت اِس لفظ مین آجاتی ہے اگرچیکہ عورت اپنی مرضی سے منتقل کرنیکی مجاز نہ ہو۔

**تعریف اصطلاحات۔** (استری دہن)۔ (الف) ادھیاگنکا۔ جو کچھ عورت کو ہوم کی آگ کے سامنے شادی کے وقت دیا جاتا ہے۔ وہ نقد۔ برتن زیورات پر مشتمل ہو سکتی ہے۔

(ب) آدھی واہنکا۔ جو جائداد عورت کو اُس وقت ملتی ہے جبکہ وہ اپنے باپ کے گھر سے خاوند کے گھر کو جارہی ہو یعنی بارات کے پہلے

(ج) الوادھیاکہ۔ جو جائداد عورت کو اپنے خاوند یا والدین کی خاندان سے بعد شادی کے ملے۔ یہہ لفظ ساودیکا کے متضاد نہین ہے۔

(د) ادھی ویدانکا۔ جو کہ شوہر دوسری شادی کرنے پر اپنی پہلی بیوی کو بغرض اطمینان دیوے۔

(ہ) پتری دت۔ جو کہ خسر۔ خوشدامن یا دوسرے بزرگون سے قدمبوس ہونے کے وقت حاصل ہو۔

(و) بھراترودت۔ جو بھائی سے ملے۔ پتر ودت جو باپ سے ملے ماترودت جو ماں سے ملے۔

(ز) سلاک ۔ متاکشہرا اس لفظ کے معنی دُلہن کی قیمت لینا ہے (باب ۲ دفعہ ۱۱-۶)۔ دایابہاگ کی رُو سے اُس جائداد کا نام ہے جو خاوند اپنی بیوی کو اپنے گھر لیجانے کی ترغیب کے لیئے دیتا ہے۔ میوکہا اور دراوڈو کی رُو سے ظروف خانہ داری۔ چوپایان باربرداری وغیرہ کا معاوضہ مُراد ہے۔ اِس قسم جائداد کی توریث کا خاص طریقہ معین ہے۔ سمرتی چندریکا کی رُو سے مُراد ایسی جائداد ہے جو پسندیدہ طریقہ شادی مین بوقت شادی دیجائے۔ سرکار صاحب تحریر فرماتے ہین کہ بطور دولہے کی قیمت کے جو جائداد دُلہن کے باپ سے فی زمانہ لیجاتی ہے وہ بھی دُلہن کا استری دہن شمار ہونا چاہیئے اور پانے والا دُلہن کا امین متصور ہونا چاہیئے (ہندو لا طبع سوئم صفحہ ۳۶۵)

(ح) یاتک اور ایاتک ۔ یاتک استری دہن وہ جائداد ہے جو عورت یعنی بیوی خاوند کے پاس بیٹھکر رسم شادی یا کسی دوسری رسم کی انجام دہی کے وقت حاصل کرتی ہے۔ ایسی جائداد بہ ترجیح ناکتخدا دخترون کو حاصل ہوتی ہے۔ جائداد جو دوسرے اوقات پر حاصل ہو ایاتک کہلاتی ہے

(ط) سادیک ۔ یہہ وہ جائداد ہے جو اُسے اپنے خاوند یا باپ کے گھر مین خواہ بحالت ناکتخدا رہنے کے یا شادی ہوجانے کے بعد ملتی ہے اِس سے مُراد تمام جائداد ہے جو عورت کی سگائی کے وقت سے خاوند کی گھر جانے کے وقت تک والدین اور دوسرے بزرگون سے باظہار محبت ملے۔

قیاس ۔ قیاس یہہ ہوتا ہے کہ ہر جائداد جو کسی عورت کے قبضہ مین ہو اُس کا استری دہن ہے[1]

[1] ۸ مدراس ۲۱۴ - ۲ مدراس لاجرنل ۲۶۱ - خ ۲ کلکتہ ویکلی نوٹس ۱۹۷ -

ذیل میں ہم یہہ تحریر کرتے ہین کہ بلحاظ فیصلجات عدالتی استری دہن کو مختلف ہائی کورٹ برٹش انڈیا نے کیا معنی لیئے ہین -

بمبئی - میتو کہا کی رُو سے شادی شدہ عورت کی مکسوبات خواہ بزمانۂ ازدواج ہون یا بعد استری دہن بمفہوم صحیح نہین ہین - اور نہ ایسا مکان جوکوئی غیر خاندانی شخص اُسے دے[^1] مگر بمعنی اصطلاحی استری دہن ہین - جائداد جو بیٹی کو مان یا باپ سے[^2] یا بھائی سے[^3] یا دوسرے رشتہ دارون سے حاصل ہو یا جو بغرض پرورش بیوی یا مان کو دیجاوے[^4] عورت کا استری دہن ہین - میتو کہا کی رُو سے ایسے زیورات جو شادی کے وقت دیئے جائین استری دہن ہین اور جو بعد شادی دیئے جاوین استری دہن نہین ہین - ادر اسلیئے آخر الذکر کے لڑکے اور لڑکیان مساوی طور سے حقدار ہوتے ہین[^5] منقولہ جائداد جو بیوہ اپنے خاوند سے بذریعۂ وراثت حاصل کرے اُس کا استری دہن نہین ہے[^6] زیورات جو بیوی کو شوہر دے یا جو روزمرہ استعمال مین آتے ہون اُس کے استری دہن ہین مگر ایسے زیورات جو خاص اوقات پر استعمال کی غرض سے دیئے گئے ہون استری دہن نہین ہین[^7] جائداد جو عورت کو دوسری عورت سے وراثتاً ملے استری دہن ہے[^8]

---

[^1]: ۱۲ بمبئی ۵۰۵ - ۶۱۲ -
[^2]: ۷ بمبئی ۷۵۸ -
[^3]: ۱۹ بمبئی ۲۲۹ - ۲۱ بمبئی ۷۳۹ -
[^4]: ۲۴ بمبئی ۱۹۲ -
[^5]: ۱ بمبئی ہائیکورٹ ۲۰۹ - ۱۱ بمبئی ۲۸۵ - ۲۴ بمبئی
[^6]: ۶ بمبئی ہائیکورٹ ۱ - ۹ ویکلی رپورٹر ۱۲۵ -
[^7]: ۹ بمبئی ۱۱۵ -
[^8]: ۸ بمبئی ۱۲۹ -

نوٹ۔ بمبئی کی رُو سے بذریعۂ وصیت حاصل شدہ جائداد صرف دو صورتوں مین استری دہن ہوتی ہے۔ (۱) جبکہ عورت از قسم مان۔ بہن یا بیٹی ہو اور (۲) جبکہ عورت دوسری عورت سے بذریعۂ وصیت جائداد حاصل کرے۔

مدراس۔ جائداد جو باپ سے حاصل ہو[1] یا جو بیوی کو عطا کیجائے[2] یا اراضی مشروط الخدمت جو عورت کے نام بحال ہو[3] یا جو مان یا بیوی کو اُس کی گذر اوقات کے لیئے دیا جاوے اور جو اُس گذارہ سے خرید کیجاوے[4] اور جو جائداد شوہری مین حقوق سے دست بردار ہونیکی صورت مین آپسے[5] صلحًا حاصل ہو یا جو عورت بزمانۂ ازدواج اپنے ذاتی زیورات اور ایسے تحفہ تحائف وزر نقد سے خرید کرے جو اُسے اپنے شوہر سے ملی ہون جائداد جو بذریعۂ دست کاری پیدا کرے یا عزیزون سے قبل یا بعد یا بزمانۂ شادی ملی ہو اُس کا استری دہن ہے[6] جائداد جو ناکتخدا عورت کو وراثتًا حاصل ہو یا جو کسی عورت کو مرد یا عورت سے وراثتًا حاصل ہو استری دہن نہین ہین[7]

الہ آباد۔ بٹی داری موضع مین جبکہ شوہر اپنی بیوی کو ایک حصہ دی۔ زیورات جو جائداد باظہار محبت عورت کے لیئے بنادے بشرطیکہ وے غیر مشروط

---

[1] ۲۱ مدراس ۵۸۔　[2] ۲۷ مدراس ۳۸۷۔

[3] ۲۱ مدراس ۱۰۰۔ ۲۳ مدراس ۴۷۔　[4] ۲۸ مدراس ۱۔ ۸ انڈین کیسز ۳۸۵۔ ۳۱ مدراس ۱۷۹۔

[5] ۳۲ مدراس ۵۲۱۔ خ ۱۹ مدراس ۱۰۷۔ ۲ مدراس لاجرنل ۱۳۹۔

[6] ۲ مدراس ۳۳۳۔　[7] ۱۰ الہ آباد ۱۹۷ پریوی کونسل ۱۸ الہ آباد۔ تاریخ ویسٹرن پراونشنز ۲۷۹۔

دیئے جاوین اور نہ یہہ کہ صرف خاص اوقات پر استعمال کے لیئے دیئے جاوین[1] استری دہن ہین۔ اور قیاس یہی ہوگا کہ عام استعمال کے لیئے دیئے گئے تھے۔ غیر منقولہ جائداد جو لاولد بیوہ اپنے بھائی سے حاصل کرے[2] جائداد جو بیوہ کو بمعاوضہ پرورش دیجاوے[3] اور جائداد جو بوقت تقسیم فیمابین خود اور اولاد کے اسے حصہ مین حاصل ہو[4] جو بذریعہ وصیت قبل شادی لڑکی کو باپ سے حاصل ہو[5] جو ہندو بیوہ بذریعہ قبضہ مخالفانہ حاصل کرے[6] جو بیوہ اپنے استری دہن سے خرید کرے یہ سب استری دہن ہین۔ جائداد جو عورت کو وراثتاً حاصل ہو[7] مثلاً دادی کو پوتے سے حاصل ہو[8] یا بیوہ کو شوہر سے[9] جو بیٹی کو مان سے وراثتاً حاصل ہو[10] جو عورت اپنی محدود جائداد کی آمدنی سے پس انداز کرے[11] اور جو بزمانہ ازدواج بذریعہ دست کاری وغیرہ حاصل کرے استری دھن نہین ہین۔

**بوقت تقسیم مان کا حصہ۔** اِس کے متعلق مختلف رائے ہین۔ بنارس مین اِس کا شمار استری دہن مین ہے اور مان کی وفات کے بعد استری دہن

---

[1] ۵ الہ آباد ۳۱۰۔ خ ۸ الہ آباد ۳۴۳۔ [2] ۱۱ الہ آباد ۲۹۶۔ ۲۴ الہ آباد ۶۷۔

[3] ۲۴ الہ آباد ۶۷۔ ۶-۸۲۔ ۴ الہ آباد لاجرنل ۶۷۳۔ ۷ الہ آباد لاجرنل ۲۶۹۔ ۳۲ الہ آباد ۲۵۳۔ [4] ۹ ویکلی رپورٹر ۲۶۴۔ ۳۸ کلکتہ ۳۱۱۔

[5] ۲ کلکتہ ویکلی نوٹس ۱۶۱۔ ۳۲ الہ آباد ۱۸۹۔ [6] ۲۵ الہ آباد ۴۶۹۔ منسوخ کیا ۲۲ الہ آباد ۳۵۳۔ [7] الہ آباد ۱۹۱۱۔

[8] ۱۱ سورنا انڈین اپیل ۵۸۷۔ [9] ۵ کلکتہ ۱۷۲۔ ۱ کلکتہ ۹۱۱۔

[10] ۱۰ کلکتہ ۶۴۳ (پریوی کونسل)۔

کے ورثاء کو حاصل ہوتا ہے[1] اور اُس کو انتقال کا حسب مرضی خود حق حاصل ہے[2] دایا بھاگ کی رُو سے یہ حصہ بطور رقم گذارہ تصور کیجاتی ہے اس لئے استری دھن نہیں ہے[3] متہلا کی رُو سے ماں کا ایسا حصہ اسوجہ سے استری دھن شمار نہیں ہوتا ہے کہ فہرست جائداد استری دھن میں اسکا نام نہیں ہے۔ مدراس میں یہ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے اس لیئے کہ وہاں بوقت تقسیم ماں کو حصہ نہیں دیا جاتا۔ مگر اب حال میں پریوی کونسل نے ایک مقدمہ میں یہ تصفیہ کر دیا ہے کہ ماں کا ایسا حصہ اُس کا استری دھن نہ کہلائیگا[4] چونکہ یہ پریوی کونسل کا فیصلہ ہے اس لیئے اختلاف ہائیکورٹوں کا اِس سے دور ہو جاتا ہے اور غالباً اِس کی پابندی جملہ ہائیکورٹ پر ہے۔

**استری دھن کی توریث کے قواعد۔ (۱) متاکشرا۔ یاتک (جو بوقت شادی دیا گیا ہو)**

(۱) بیٹیاں (غیر شادی شدہ / شادی شدہ — غریب / امیر)

(۲) نواسی۔ بالاصول اگر مختلف البطن ہوں۔ اِن کو نواسہ پر ترجیح ہے[5]

(۳) نواسے۔ حصہ بالاصول پائیں گے اگر مختلف البطن ہوں۔

(۴) بیٹا[6]

---

[1] ۵ انڈین کیسز ۲۰۸ - ۵۱۹ - [2] ۲۴ الہ آباد ۸۲ - ۶۷ -

[3] ۵ اکلکتہ ۲۹۳ - ۱۱ کلکتہ ویکلی نوٹس ۲۳۹ - [4] ۳۴ الہ آباد ۲۳۴ (پریوی کونسل) ۱۴ انڈین کیسز ۱۰۰۰ -

[5] ۲۸ مدراس ۱۷ - ۲۱ مدراس ۵۸ -

[6] ۲۷ مدراس ۳۰۰ -

(۵) پوتے۔ اِن کا حصہ بھی بالاصول ہوگا۔

(۶) سوگن کی ناکتخدا بیٹی۔

(۷) (الف) اگر شادی پسندیدہ طریقہ سے انجام پائی ہو تو شوہر اور اُسکے قریب ترین سپنڈ رشتہ دار مثلاً سوتیلا بیٹا اور پوتا۔ دوسری بیوی[1] (سوگن) سوتیلی بیٹی۔ ساس۔ خسر جیٹھ اور دیور۔ شوہر کے دوسرے گوتری۔ اور شوہر کے بندہو رشتہ دار[2] بنرجی صاحب کی رُو سے سوتیلی بیٹی کو سوتیلی بیٹے پر ترجیح ہے۔ (طبع دوئم صفحہ ۳۸۸)

(ب) اگر شادی ناپسندیدہ طریقہ سے انجام پائی ہو اُس کے باپ کی خاندان کے رشتہ دار مثلاً ماں۔ باپ۔ بھائی۔ بھتیجے۔ سوتیلی ماں۔ بہن اور بہن کا بیٹا[3] پہلے باپ کے ورثار اور اُس کے بعد ماں کے ورثا باپ کی بہن کو باپ کے چچا کے گوتری رشتہ داروں پر جو ۵ یا ۶ درجہ دور کے ہوں ترجیح حاصل ہے[4]

(ج) ایا تاک۔ اِس کی وراثت کا سلسلہ بھی وہی ہے جو یاتک کیلئے مقرر ہے۔

(د) سلاک جبکہ شادی شدہ عورت کی جائداد ہو حقیقی بھائی۔ ماں۔ باپ۔ باپ کے عزیز و اقارب[5] جبکہ ناکتخدا عورت کی جائداد ہو تو معطی

---

[1] ۳۰ بمبئی ۴۳۱۔

[2] ۲۹ مدراس ۳۵۸۔ ۱۱ انڈین کیسنر ۸۷۔ ۳۲ بمبئی ۴۰۹۔

[3] ۳۰ بمبئی ۲۳۹۔

[4] بمبئی ہائی کورٹ ۲۴۴۔

[5] شادی اور استری دہن مصنفہ بنرجی صاحب صفحہ ۳۶۹۔ طبع دوئم "ہندولا" مصنفہ بھٹاچاری صاحب طبع دوئم صفحہ ۵۷۔

پر جائداد عود کرتی ہے۔
منو۔ جو جائداد شادی کے وقت مان کو دی گئی ہو اُس کی مالک ناکتخدا بیٹیان ہونگی۔ جو مان کی دولت سے اُس کا قرضہ ادا کرنے کے بعد باقی رہے اُسکی بیٹیان پاوینگی۔ اگر بیٹیان نہ ہون تو اُن کی اولاد پاویگی۔
یاجناولک۔ مان کی جائداد سے قرضہ ادا کرنے کے بعد بقیہ بیٹیان آپس مین تقسیم کرتی ہین۔ بیٹیان نہ ہونے کی صورت مین ذکور اولاد مالک ہوگی۔
بودہائن۔ لڑکیان اپنی مان کے زیور پائین گی یا اور جو کچھ بطور تحائف ملا ہو۔
برہسپتی۔ ماسی۔ مامی۔ بوا۔ ساس اور بھابھی برابر مان کے ہین۔ اگر اِن کے کوئی صحیح النسب بیٹا نہ ہو یا اور کوئی اولاد ذکور نہ ہو نہ نواسہ یا نواسہ کے اولاد ہو تو اُن کی بہن کی اولاد ذکور وغیرہ وارث ہون گی شادی شدہ عورت کی جائداد اُس کے بیٹون کو حاصل ہوتی ہے۔ لیکن اُسکی بیٹی اگر ناکتخدا ہو مساوی حصہ پائیگی۔ اگر اُس کی شادی ہوگئی ہو تو اُسکی مان کی دولت نہ ملیگی۔
گوتم۔ عورت کی جائداد اولاً اُس کی ناکتخدا بیٹیون کو حاصل ہوتی ہے اور اُس کے بعد ایسی بیٹیون کو جن کی سگائی ہوگئی ہو اور اخیر مین جن کی شادی ہوگئی ہو۔
کاتیاین۔ بیٹیان موجود نہ ہونیکی صورت مین شادی شدہ عورت کی جائداد اُس کے بیٹے کو حاصل ہوگی۔
نارد۔ شادی شدہ عورت کی جائداد اُن کی اولاد کو حاصل ہوتی ہے اور اگر کوئی ذکور اولاد نہ ہے اور شادی برہم طریقہ یا دوسرے پسندیدہ طریقہ سے انجام پائی ہو تو شوہر وارث ہوگا۔ دوسری قسم کی شادی ہوئی ہو تو

والدین وارث ہون گے۔
منو۔ مگر دولت جو اُس طریقہ یا دوسرے طریقۂ شادی کے وقت حاصل ہوئی ہو لاولد فوت ہونیکی صورت مین اُس کے باپ اور مان کی جائداد ہو جاتی ہے۔
(شلک) وشنو۔ شلک قسم کا استری دہن مان باقی ہے مان نہونیکی صورت مین بھائی۔
سانگہہ۔ محبت کرنے والا اپنی ایسی عورت کی وفات پر جس کے ساتھہ اُس کی سگائی ہوئی ہو اُس کو دیئے ہوئے تحفہ تحائف واپس لے سکتا ہے۔ اِس کا مطلب اُس سے ہے جو شادی کی رسم پوری ہونے کے قبل ہی فوت ہو جائے۔
میو کہا کی رُو سے طریقۂ وراثت۔ میو کہا جو کچھہ یاتک شادی کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہو صرف ناکتخدا بیٹیون کو ملتا ہے نہ کہ بیٹے کو۔ اُسکی رُو سے استری دہن کی دو تقسیم کیجاتی ہین اول بمفہوم صحیح یعنی اصطلاحی دوئم بمفہوم غیر صحیح۔
(الف) یاتک۔ اولاً بیٹیان وارث ہوتی ہین۔ ترتیب وہی ہے جو متاکشرا کی رُو سے معین ہے۔
(ب) الواد ہیکا۔ اور پرتی دت کے بیٹے اور بیٹیان مساوی حقدار ہوتی ہین[1] بیٹیون مین ناکتخدا کو شادی شدہ پر ترجیح ہوتی ہے بمقابلہ ایسے لڑکے کے جو زناکاری سے پیدا ہوا ہو شوہر کی وراثت کے لیئے

[1] ۳ بمبئی لاء رپورٹر ۲۰۱۔ ۴ ۳ بمبئی ۳۸۵۔ ۹ بمبئی ۱۵۔

ترجیح حاصل ہے [1]

(ج) بجز سلک کے دوسری قسم کی جائداد یعنی استری دہن بمفہوم غیر صحیح مثلاً جائداد جو شوہر کی دوسری شادی ہونے پر یا بذریعہ صنعت وحرفت یا بوقت تقسیم علیٰ ذالک حاصل ہو بیٹوں کو بہ ترجیح بیٹیوں کے حاصل ہوتی ہے استری دہن بمفہوم صحیح کی صورت میں اُناث کو ذکور پر ترجیح حاصل ہے۔ استری دہن بہ مفہوم غیر صحیح کی صورت مین ذکور اولاد کو اُناث پر ترجیح حاصل ہے بعض حالتوں مین وے مساوی کے حقدار ہوتے ہین لیکن جب تک عورت کے بیٹے یا بیٹیوں مین سے کوئی بھی باقی رہے خاوند وارث نہین ہوتا ہے [2] اولاد خواہ ذکور ہو یا اُناث کسی کے نہ ہونے کی صورت مین توریث کا انحصار طریقۂ شادی پر ہوتا ہے۔ جو ورثاء مستحق ہوتے ہین وہ اُسی کے وارث ہین۔ بیٹے اور بیٹیاں کسی کے نہ ہونے کی صورت مین استری دہن بمفہوم صحیح وغیر صحیح ہر دو کے ورثاء ایک ہی ہین بجز اس کے کہ ذکور اور اُناث اولاد کے ما بین آخر الذکر کو استری دہن بہ مفہوم صحیح کے متعلق حق مرجح حاصل ہے اور اول الذکر کو استری دہن بہ مفہوم غیر صحیح کے متعلق حق مرجح حاصل ہے یہ میتوکھشا کی رُو سے ہے۔

(د) سلک ترتیب وار حقیقی بھائی۔ ماں اور باپ کو حاصل ہوتا ہے دایا بھاگ۔ اس کی رُو سے زیادہ تر ترتیب وہی ہے بجز اس کے کہ بانجھ اور بیوہ بیٹیوں کا حق شادی شدہ اور با اولاد بیٹیوں کے بعد

---

[1] ۱۲ بمبئی لاء رپورٹر ۵۴۴ ۔ [2] ۱۷ بمبئی ۷۰۸ ۔ ج ۱۹ مدراس ۱۱۰ ۔

رکھا گیا ہے۔

**طوائف کی وراثت** - محض اس امر سے کہ کسی ہندو عورت نے اپنے شوہر کو چھوڑ دیا اور فاحشہ ہوگئی زوجین کے مابین تعلق اس طرح منقطع نہیں ہوجاتا کہ شوہر استری دہن کا وارث نہ ہوسکے یعنی زوج بیوی کے چھوڑ کر چلے جانے کے بعد کی کمائی کا بھی وارث ہوتا ہے۔ کلکتہ مین طے ہوا ہے کہ بے عصمتی کی وجہ سے عورت کا تعلق اپنے شوہر اور باپ کے خاندان سے وراثت کے لیئے منقطع نہیں ہوجاتا ہے[۵۱] اور ایسی جائداد جو عورت طوائف ہونیکے بعد حاصل کرے استری دہن ہے[۵۲] مدراس ہائیکورٹ مین بھی یہہ طے ہوا ہے کہ طوائف ہوجانے سے وراثت کی غرض کے لیئے تعلق خون منقطع نہیں ہوجاتا ہے[۵۳] الہ آباد بھی متفق ہے[۵۴]

**کیا موروثی جائداد استری دہن ہے۔** بنگالہ اور مدراس مین ایسی جائداد استری دہن نہیں ہوتی ہے خواہ ذکور سے وراثتاً حاصل ہوئی ہو یا اُناث سے[۵۵] یہہ اُس صورت سے بھی متعلق ہوتی ہے جبکہ بیٹی نے ماں کی جائداد ترکہ مین پائی ہوئے[۵۶] لیکن بمبئی مین ہر صورت مین استری دہن ہوتی ہے بجز اس کے کہ شوہر سے جائداد حاصل ہوئی ہوئے[۵۷] اور صورت

---

[۵۱] ۳ انڈین کیسز ۳۷۴ - ۱۹ انڈین کیسز ۱۲۹ - خ ۹ انڈین کیسز ۶۵۷ -

[۵۲] ۹ انڈین کیسز ۶۵۷ -

[۵۳] ۲۳ مدراس ۱۷۱ - ۱۸ انڈین کیسز ۶۰۱ - خ ۱۲ مدراس ۲۷۷ - ۳ مدراس ۱۳۳ -

[۵۴] ۲۹ الہ آباد ۴۴ -

[۵۵] ۲۹ مدراس ۳۵۱ -

[۵۶] مدراس لا ٹائمس ۱۹۴ -

[۵۷] ۱۷ بمبئی ۶۷۱ - ۲۱ بمبئی ۷۳۹ - ۳۱ بمبئی ۴۵۴ - ۷ بمبئی لارپورٹر ۴۵۵ - ۱۶ انڈین اپیل ۱۰ -

آخر الذکر مین جائداد اُس کی وفات کے بعد اُس کے ورثار کو نہین ملتی ہے۔ بلکہ آخری ذکور قابض کے ورثار کو ملتی ہے۔ پس صرف مغربی ہند مین مرد سے وراثتاً حاصل کی ہوئی عورت کی جائداد استری دہن مین شمار کیجاتی ہے۔ دوسرے حصص ہند مین متاکشرا کی رو سے ایسی جائداد جو بیٹی کو باپ سے یا بہن کو بھائی سے ملے اُس کا استری دہن نہین ہوتی ہے[۱] بمبئی مین عدالتون نے یہان تک قرار دیا ہے کہ عورت سے حاصل کی ہوئی جائداد مین قطعی حقوق حاصل ہوتے ہین[۲] باوجود فیصلہ جات پریوی کونسل کہ سلسلۂ نظائر سے طے شدہ مسئلہ کے خلاف تجویز کرنا صحیح نہین ہے بمبئی ہائی کورٹ اپنی رائے پر قائم ہے[۳] مؤلف کی رائے مین جیسا بینرجی صاحب اپنی تصنیف "شادی اور استری دہن" طبع سوئم بصفحہ ۳۱۳ مین تحریر فرماتے ہین کم از کم ممالک محروسہ سرکار عالی مین جہان کوئی سلسلۂ نظائر ایسا نہین ہے صحیح تعبیر متاکشرا پر عمل ہونا چاہیئے جبکہ یہان کی عدالتین برٹش انڈیا کے فیصلہ جات تسلیم کرنے پر مجبور نہین ہین۔

بے عصمتی کا اثر۔ عورت کی بے عصمتی استری دہن کی توریث کی مانع نہین ہے[۴]

ناکتخدا عورت کا استری دہن۔ (۱) اس مین منسوبہ خاوند یا باپ کے خاندان کے دیئے ہوئے زیورات اور تحفہ تحائف اور ایسی جائداد جو

---

[۱] ۶ انڈین اپیل ۱۵۔
[۲] ۵ بمبئی ۶۶۲۔ ۱۱ بمبئی ۲۶۲۔
[۳] ۳۱ بمبئی ۳۵۴۔
[۴] ۱۱ الہ آباد ۴۶۔ ۳۰ کلکتہ ۹۲۱-۳۲ کلکتہ ۴۷۷۔ ع ۳۳ کلکتہ ۵۵۰۔

عورتون سے وراثتاً حاصل ہو شامل ہین۔

(۲) ترتیب وراثت - بھائی - ماں اور باپ کو سلسلہ وار ملتی ہے مگر یہہ فہرست مکمل نہین ہے۔ باپ کے نہ ہونے کی صورت مین اسکے عزیز وارث ہون گے اور عزیزون کی فہرست مین دادی کا نام بہن اور دادا کی پہلے درج ہے[1] بیشک دادی کو ایسی جایداد مین قطعی حقیت حاصل ہوتی ہے۔ جایداد جو ناکتخدا عورت کو اُس کے منسوبہ شوہر نے دی ہو اُس کی وفات کے بعد دینے والے کو حاصل ہو جاتی ہے۔ ناکتخدا عورت کے استری دھن کی وراثت کے لیئے دادی کی بہن کو بمقابلہ نانی کے ترجیح حاصل ہے[2]

اپنے استری دھن پر عورت کا اقتدار تصرف - اقتدار تصرف کے لحاظ سے جایداد کی تین اقسام کیجا سکتی ہین۔ (۱) ایسی جایداد جسپر عورت کو کامل اختیار حاصل ہوتا ہے۔ (۲) ایسی جایداد جو اسکی ہوتی ہے مگر شوہر کی نگرانی مین رہتی ہے۔

(۳) تیسرے ایسی جایداد جو محض اصطلاحاً استری دھن ہے لیکن اُسپر اختیار تصرف صرف محدود اغراض کے لیئے حاصل ہوتا ہے۔

قسم اول جملہ اقسام کے سا دیک پر مشتمل ہے۔ یعنی ایسے عطایا ئے منقولہ اور غیر منقولہ جو بجز شوہر کے دوسرے محبت کرنے والے رشتہ دارون سے حاصل ہوا اور ایسا منقولہ عطیہ جو شوہر سے حاصل ہوا ہو۔ ان کو وہ اپنی مرضی پر صرف کر سکتی ہے۔ اور کسی دوسرے کو حق تصرف حاصل نہین

---

[1] ۵۴ بمبئی ۱۹۳ - [2] ۳۲ بمبئی ۴۰۹ -

ہوتا ہے یہانتک کہ شوہر بھی اُس کے تصرفات پر اعتراض نہین کر سکتا - ایسی ڈگری ہین جو شوہر کے خلاف صادر ہوئی ہو وہ قرق نہین ہو سکتی - مگر کتب ہین یہہ رعایت درج ہے کہ اگر ضرورت ناگزیر در پیش آوے تو شوہر مجاز ہے کہ اُسے استعمال کرے مثلاً بزمانہ بیماری - قحط - دیوالہ نکل جانیکی حالت مین لیکن مزید بر آن شوہر پابند ہے کہ جسقدر جلد ہو سکے ادا کر دے -

کاتیان - عورتین جن کو ساودیک جائداد عطا ہوئی ہو اُس جائداد کی حد تک شاستروں مین خود مختار تسلیم کی گئی ہین کیونکہ وہ اُن کی پرورش کے لیئے اُن کے عزیزون کے جانب سے دیا جاتا ہے تاکہ وہ خوش وخرم زندگی بسر کرین ... نہ شوہر نہ بیٹا - نہ باپ اور نہ بھائی کو حق حاصل ہے کہ کسی عورت کی قانونی جائداد استعمال یا منتقل کرین - لیکن ایسی جائداد پر جو اُسے ہنر کے ذریعہ سے مثلاً رنگ سازی یا کشیدہ کاری کر کے حاصل ہو یا بطور دوستانہ شوہر یا والدین کے عزیزون کے سوائے کسی اور سے حاصل ہو صرف اُس کے شوہر کو تملیک حاصل ہوگی - دوسری جائداد کے بارہ مین اُسے اختیار ہے کہ بلا حصول اجازت وہ منتقل کرے -

وشنو - عورت ساودیک جائداد اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرتی ہے - متو - ایسے زیورات جو بزمانہ زندگی شوہر عورت نے استعمال کیئے ہون اُس کے ورثا تقسیم نہ کرین گے - جو تقسیم کرین گے وہ ذات باہر ہو نگے - یاجنا ولک - شوہر اپنی بیوی کی ایسی جائداد کی تلافی کرنے کا ذمہ دار نہین ہے جو اُس نے قحط کے زمانہ مین - مذہبی فرائض کی انجام دہی کے لیئے

---

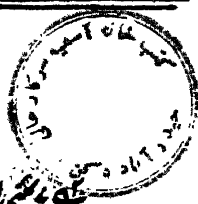
سلہ ۸ بمبئی ہائیکورٹ ۱۳۹ -

بیماری مین یا حراست کے زمانہ مین لیا ہو۔

(۲) دوسری قسم مین اُس کی ذاتی مکسوبات جو بذریعہ صنعت حاصل کیجائے اور شخص غیر کا دیا ہوا ہبہ شریک ہین۔ اِس مین بیشک اُس کو قطعی حقوق حاصل ہوجاتے ہین مگر ایسی صورت مین شوہر کی نگرانی قائم رہے گی یعنی وہ بلا لحاظ مصیبت کے اُس کو استعمال کر سکتا ہے۔ اُس کی وفات کے بعد اُس کے ورثار مالک ہوتے ہین۔

(۳) تیسری قسم مین یعنی ایسی جائداد جسپر اُسے محدود اختیار حاصل ہوتا ہے غیر منقولہ سادیک ہوتا ہے جو شوہر سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کو وہ مجاز نہین ہے کہ شوہر کی اجازت صریحی کے بغیر وہ منتقل کردے۔ اِس کو استری دھن اِس وجہ سے کہتے ہین کہ اُس کی وفات کے بعد وہ اُس کے شوہر کے خاندان کے ورثار کو حاصل ہوتی ہے۔ یہہ صورت اُس وقت صادق آتی ہے جبکہ بیوی کو جائداد غیر منقولہ بذریعہ وصیت شوہر حاصل ہو اور وصیت مین حق انتقال عطا نہ کیا گیا ہو[1]

بجز سادیک کے دوسری قسم استری دھن کو بزمانہ ازدواج عورت بلا اجازت شوہر کی منتقل نہین کر سکتی۔ اور اسیطرح اگر وہ اپنے شوہر کے حین حیات فوت ہوجائے تو بذریعہ وصیت بھی اِس طرح منتقل نہین کر سکتی کہ شوہر کی مرضی کے خلاف ہو۔ یہ ثابت ہونا چاہیئے کہ شوہر وصیت پر رضامند تھا[2]



[1] ۷ بمبئی ۹۴۔

[2] ۷ بمبئی لا رپورٹر ۹۳۲ - ۳۰ بمبئی ۲۲۹۔

# ضمیمہ

## نظائر ممالک محروسۂ سرکار عالی

| مضمون نظائر | حوالہ | صفحہ درج کتاب |
|---|---|---|
| **باب اول** | | |
| ممالک محروسۂ سرکار عالی کے ضلع گلبرگہ مین شاستر مہاراشٹر مروج ہے۔ | ۴ دکن لارپورٹ ۳۳۸- | ۱۲و۷۰ |
| مرہٹواڑی مین دہرم شاستر بمبئی اور تلنگانہ مین قانون مدراس مروج ہے۔ | ۱۵ آئین ۳۹- ۱۱ آئین ۴۴- | ۱۲و۷۰ |
| رائچور کا جو ملک کرناٹک سے متعلق ہے فرقہ دراوڑ مین داخل ہے متاکشرا اور اسمرتی چندر کا وغیرہ مروج ہین | ۲ آئین ۳۶۹- ۴ مقنن ۵۴- | 〃 |
| سرسوتی ولاس اور اسمرتی چندر کا مہاراشٹر مین مروج نہین ہین بلکہ ستا چہرم مروج ہے۔ | ۱ آئین ۱۵۱- ۳ مخزن ۱۰۵- | 〃 |
| مرہٹواڑی مین شاستر ویہوار میو کہا مروج ہے۔ | ۱۹ آئین ۳۲۷- | 〃 |
| سکھون سے شاستر کے احکام متعلق ہونگے۔ | ۶ آئین ۱۲۵- | ۳۴ |
| **باب دوئم۔ (شادی)** | | |
| شودرون مین صغرسن لڑکی کی شادی کر دینا ضروری ہے | ۱۵ آئین ۲۴۲- | ۳۸ |
| کسی نابالغہ کی شادی شاستر آبلا رضامندی والدین جائز نہین ہوسکتی۔ | ۹ آئین ۶۷ | ۴۰ |
| قوم راجپوت مین جبکہ باہمی رضامندی سے بیوہ سے | ۱۴ آئین ۵۰۸- | ۴۸ |

| | | |
|---|---|---|
| شادی کر لیجائے تو شاستراً یہہ ازدواج ناجائز نہین ہے | | |
| قوم شودر مین مختلف ذات محض اس بناء پر کہ ایسے | ۳ مخزن ۶۱ - ا آئین ۲۱۳ - ۹ مقنن | ۵۸ |
| صفات زوج مین موجود نہین ہین جن کا خیال بوقت | ۸۷ - | |
| شادی کیا گیا تھا وجہ انفساخ ازدواج نہین ہے | | |

## باب سوئم (ولایت)

| | | |
|---|---|---|
| شاستراً نابالغ کی مرضی کو ولایت مین کچھہ دخل نہین ہے | ۱۵ مقنن ۲۷۸ - ۷ آئین ۳۶۹ | ۵۴ |
| ماں کو حق ولایت حاصل ہے اگرچہ وہ نابالغہ ہی کیون نہو | ایضاً | ۵۵ |
| شاستراً زوجہ کا عام اس سے کہ وہ بالغ ہو یا نابالغ | | |
| قانونی محافظ شوہر ہے - وہ اُس کو حسب خواہش | | ۴۵ |
| رکھہ سکتا ہے - ماں پر اُس کا حق مرجح ہے - | | |

## باب چہارم (تبنیت)

| | | |
|---|---|---|
| قوم شودر مین بیوہ کو شوہر کی اجازت بغرض تبنیت ضروری | تشریح جلد ۹ صفحہ ۸۰ ۸۴ سنہ ۱۳۱۸ ف | |
| نہین ہے اور بیوہ کا لیا ہوا متبنیٰ اُس کے شوہر کا ہی | آئین جلد ۱۷ صفحہ ۲۵۳ سنہ ۱۳۱۹ ف | ۷۰-۷۳ |
| متبنیٰ سمجھا جائیگا - | ۳ دکن لا رپورٹ ۸۳ - | |
| حسب احکام میتوکھشا بیوہ کو بلا اجازت بھی متبنیٰ لینے کا اختیار ہے | ۱۴ آئین ۲۹۱ - | ۷۳ |
| تلنگانہ مین تبنیت کے لیئے اجازت شوہر کی ضرورت ہے | ۱۵ آئین ۳۹ - | " |
| از روئے میتوکھشا جو مرہٹواری و گجرات مین مروج ہے | آئین جلد ۱۴ صفحہ ۳ سنہ ۱۳۱۶ ف | ۷۳-۷۴ |
| صرف اُس صورت مین جبکہ شوہر نے قبل وفات ممانعت | | |
| کر دی ہو بیوہ متبنیٰ نہین لے سکتی - ورنہ متبنیٰ لینے کیلئے | | |
| اجازت کی کوئی ضرورت نہین ہے - | | |
| جن ممالک مین متاکشرا رائج ہے وہاں بجز بمبئی کے | ۱ آئین ۴۳۵ - ۱۰ مقنن ۱۴۱ | ۸۰ |
| یہہ تجویز کیگئی ہے کہ اگر بیوہ بعد وفات شوہر بلا اجازت | | |
| شوہر متبنیٰ لے تو اُسکو سپنڈ دن کی رضامندی حاصل | | |

| | | |
|---|---|---|
| کرنا لازم ہے۔ | | |
| بھائی یا مان کا لڑکے کو تبنیت مین دینا۔ | فیصلجات جلد ۳ صفحہ ۸۸ و مقنن جلد ۱ صفحہ ۹۴ سنہ ۱۲۹۷ ف۔ | ۹۲-۹۳ |
| جبکہ تبنیت کے لیئے منظوری سرکار ضروری ہو اور نہ ملیگی تو عدالت سے ڈگری اثبات تبنیت نہین دیجا سکتی۔ | ۹ آئین ۵۵۔ | ۹۶ |
| از روئے شاستر ایک قوم کا لڑکا دوسری قوم مین متبنی نہین ہو سکتا۔ | ۵ آئین ۳۰۰-۱۳ مقنن ۵۶۹۔ | رر |
| یہہ مسئلہ کہ متبنی کی مان متبنی گیرندہ باپ کے نکاح مین بطور جائز اسکے ایسی عورت سے متعلق نہین ہو سکتا جسکی شادی ہو چکی ہو کیونکہ بعد ازدواج ہر عورت کے متعلق یہہ قیاس کیا جائیگا کہ شادی ناکحین ہے | ۸ مجموعہ فیصلجات ۶۲-۲ مخزن ۱۔ | ۹۸ |
| گوکل جگ مین سوائے بارہ قسم کے بیٹون کے کوئی اور بیٹا بہ حیثیت متبنی وارث نہین ہے مگر شاستر مین یہہ حکم بھی ہے کہ علاوہ اقسام مذکورہ کے کسی اور قسم کا بیٹا رواج کی بنا پر وارث ہو سکتا ہو تو وہ بھی صحیح ہے ایسا شخص جسکی مان سے شادی نہ ہو سکے متبنی خلاف حکم شاستر ہے بالخصوص جب کوئی رواج بھی ثابت نہ کیا جاوے۔ | ۳ آئین ۹۳-۲۰ مقنن ۴۷۷- ۴ مخزن ۲۸۳۔ | ۹۸ |
| کائستہ قوم شودر ہین لہذا ان مین زناربندی نہین ہوتی ہے اور نواسہ و بھانجہ کی تبنیت بھی انہین جائز ہے | ۳ آئین ۳۳۸-۱۱ مقنن ۳۲۵- ۵ مخزن ۲۳۶۔ | |
| گو بڑے لڑکے کا متبنی دینا دینے والے کے لیئے جائز نہین ہے لیکن بعد وقوع جائز سمجھا جائیگا و نیز زیادتی عمر ہم گوتر ہونیکی حالت مین قابل لحاظ نہین ہے | مخزن جلد ۴ صفحہ ۲۴۹ مقنن جلد ۹ صفحہ ۳۳۸ سنہ ۱۳۰۹ ف۔ ۲ مقنن ۱۳۱۔ | ۱۰۱ |

| | | |
|---|---|---|
| مسئلہ امر واقعی کا اطلاق ہوگا۔ | | |
| محض ہونجہ کا ہونا ثابت نہ ہونے سے مدعی کا دعوی خارج نہ ہونا چاہیئے | ۴ مقنن ۲۸۹۔ | ۱۰۱ |
| عام طور پر اکلوتا بیٹا متبنیٰ ہو سکتا ہے طریقہ تبنیت دو سے کھشیان یہان جاری ہے۔ | ۵ مخزن ۲۹۶ | ۱۰۳ ، ۱۱۰ |
| تبنیت کا قبول ہونا باعتبار شہادت جو دوسرے مقدمہ مین لی گئی ہو لائق تسلیم ہے۔ | ۱۳ آئین ۳۵۷۔ | ایضاً |
| مارواڑیون مین گیت گوانا۔ تارچیل تقسیم کرانا حجام کو پگڑی دینا۔ ارتی تڑون کی رسم ادا کرنا عام خوشی کی رسم ہین محض تبنیت کے لیے مخصوص نہین ہین اگرچہ جواز تبنیت کے لیے تحریر لازمی نہین ہے تاہم مارواڑیون مین لوسے فیصدی تبنیتین بجز تحریر دستاویز وقوع مین نہین آتین۔ | ۱ دکن لا رپورٹ ۱۸۱ - ۱۸ آئین ۲۳ (اجلاس کامل)۔ | ۱۰۵ |
| جب کوئی کھتری سکھون مین شامل ہو کر کسی کو متبنیٰ لے تو اس سے وہ قواعد شاستر جو کھتریون مین مروج ہین متعلق نہ ہونگے بلکہ وہ عام قواعد شاستر متعلق شودر کا پابند ہے اور جب تک یہہ ثابت نہ ہو کہ کس نے متبنی دیا محض ثبوت تبنیت سے تبنیت کا وقوع نہ سمجھا جائیگا۔ | ۱۳ مقنن ۷۰۔ | ۱۰۵ |
| اقوام شودر مین رسوم کی ضرورت نہین ہے محض لینا و دینا کافی ہے اور اس سے تبنیت مکمل ہو جاتی ہے | ۳ آئین ۲۳۳ - ۱۱ مقنن ۱۳۷ - ۵ مخزن ۱۹۲۔ | ۱۰۵ ، ۱۰۶ |
| جب مدعی کی تبنیت کو ایک ایسا شخص تسلیم کرے جو بحالت نہ موجود ہونے مدعی کے وہ وارث ہوتا تو | | ۱۲۳ |

| | | |
|---|---|---|
| تبنیت ثابت قرار دیجائیگی۔ | | |
| جب لڑکا دوسرے خاندان مین متبنی جائے تو اُس کے اصلی خاندان کے رشتہ دار وارث نہین رہتے۔ | ۱۹ آئین ۱۲۳- | ۱۲۹ |
| دکن کے سکھہ کی رسم و رواج تبنیت پنجاب سے متعلق نہین ہین اِس لیئے سکھہ باشندگان دکن کی تبنیت کے متعلق دکن کے سکھہ باشندون کی رسم و رواج ثابت ہونے چاہیئن۔ | ۱۵ آئین ۳۳۹ | ۱۳۱ |
| سکھون سے عام شاستر کے احکام متعلق ہون گے اِس لیئے شودر چھتری سکھہ کا متبنی نہین ہوسکتا۔ | ۶ آئین ۱۲۵ | |
| منظوری کا اثر وقوع تبنیت سے ہوگا گو منظوری بعد مین حاصل کیجائے۔ | ۵ آئین ۹۰۵- ۱۳ مقنن ۳۴۳/۷ | |
| سنی سنائی شہادت بمقدمات تبنیت جائز نہین ہے۔ | ۱۳ آئین ۱۵۶- | |
| معاش مشروط الخدمت کے لیئے تبنیت بلاحصول منظوری سرکار بیکار ہے۔ | ۱۵ آئین ۶- | |
| گواہی اہل برادری یا اشخاص موجودہ بوقت وقوع تبنیت کا ہونا ضروری ہے۔ | ۳ دکن لا رپورٹ ۵۷ و سنہ ۱۳۲۲ ف- | |
| شودرون مین رسوم تبنیت کی ضرورت نہین ہے ریڈی قوم شودر ہے۔ بموجودگی متبنی بیوہ جائداد زیربار سوأخذہ نہین کرسکتی۔ | ۱۹ آئین ۱۳۱- | |
| متبنی باپ کی زندگی مین دعوی نہین کرسکتا جبکہ بلا اجازت سرکار تبنیت وقوع مین آئے۔ اور جائداد متدعویہ عطیہ سرکار ہو۔ | ۱ مخزن ۱۸۹- | |
| جبکہ تبنیت بلا منظوری سرکار عمل مین آئے تو متبنی کو | دکن لا رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۴۴ سنہ ۱۳۲۲ ف اجلاس کامل۔ | |

| متن | حوالہ | صفحہ |
|---|---|---|
| اراضیات انعام دادگان پر دخل نہین دلایا جاسکتا البتہ استقرار حق کی ڈگری ملسکتی ہے۔ | | |
| تثبیت کا اثر تاریخ انتقال سے ہوگا۔ | ۳ دکن لارپورٹ ۳۳۸۔ | ۳۴۴ |

## باب پنجم (خاندان مشترکہ)

| متن | حوالہ | صفحہ |
|---|---|---|
| ہندو خاندان کی نسبت تاوقتیکہ خلاف مین ثابت نہو قیاس شاستری یہہ ہے کہ وہ مشترکہ ہے اسلئے بار ثبوت اس امر کا کہ خاندان وجائداد منقسمہ ہے اوس شخص کے ذمہ ہوگا جو منقسم ہونا بیان کرتا ہے محض اس امر سے کہ بوجہ ضرورت فریقین مختلف مقامات پر سکونت پذیر ہین یہہ قیاس رفع نہ ہوگا۔ اسی طرح بحث میعاد پیدا نہین ہوتی جب تک تقسیم ثابت نہو | ۱۳ آئین ۳۰۰-۴۳-۷ آئین ۱۰۷-۱ ۳ دکن لارپورٹ ۵۵۔ | ۱۳۹ ۱۴۰ |
| جبکہ شہادت سے مدعی کی قرابت اور دعوے سے سات سال قبل تک فریقین کا یکجا رہنا ثابت تہا تو تجویز ہوئی کہ ایسی صورت مین بار ثبوت تقسیم جائداد خاندانی کا مدعی علیہ کے ذمہ ہے اور جب تک تقسیم ہونا ثابت نہ ہو مدعی علیہ یہہ نہین کہہ سکتا کہ فلان جائداد اوس کی مکسوبہ ہے۔ | ۱۲ آئین ۳۶۵۔ | ۱۳۹ |
| بار ثبوت۔ اہل ہنود مین کوئی شخص اپنے حصہ جائداد کا دعوی کرے لیکن بوقت دعوی خاندان سے علیحدہ ہونے کا اقبال ہو تو اوس اقبال کے باعث خاندان کی اندرون میعاد تک مشترکہ رہنے کا بار ثبوت اوسپر ہوگا | مجموعہ مفید دکن جلد ہفتم صفحہ ۳۱۶ مخزن احسب ۳۳۳ مجموعہ فیصلجات جلد ۷ حسب ۳۱۲ سنہ ۱۳۰۱ف۔ | ۱۳۹ |
| بار ثبوت۔ انقسام خاندان کا بار ثبوت جبکہ وہ حقیقی بہائی ہون اوس شخص پر ہوگا جو ادعا کرے محض اسوجہ سے | ۱۲ آئین ۹۴-۶ آئین ۱۰-۴ آئین ۱۳-۱ مخزن ۲۹۸-۱۱ مقنن ۴۱۷ | ۱۳۹ |

| | | |
|---|---|---|
| کہ فریقین مختلف مقامات مین بوجہ تعلق ملازمت رہتے ہین بار ثبوت اشتراک خاندان کا مدعی پر وارد نہین کیا جا سکتا ہے۔ مگر بادی النظری انقسام ثابت ہونیکی صورت مین اشتراک کا بار ثبوت مدعی پر ہوگا۔ | | |
| جب تک کہ یہہ امر ثابت نہ ہو کہ جائداد خاندان ہنود مین تقسیم ہو گئی ہے اور ہر ممبر کو علیحدہ حصہ ملگیا ہے عام اصول دہرم شاستر کی رو سے قیاس یہہ ہے کہ جائداد خاندان مشترکہ ہے اور ہر ممبر خاندان کا اُس مین حصہ ہے۔ | آئین جلد ۱۵ حسب ۱۵۷ سنہ ۱۳۱۲ ف | ۱۳۹ |
| خاندان مشترکہ ہنود مین کوئی رکن خاندان جائداد پیدا کرے تو اُس سے کل ارکان خاندان مستفید ہو سکتے ہین اِس لیئے مدعی کو جو جائداد خاندانی سے حصہ کا دعوی کرتا ہو یہہ ثابت کرنا ضرور نہین ہے کہ مورث اعلیٰ یا کسی خاص مورث نے جسکے سلسلہ مین وہ دعویدار ہے جائداد پیدا کی ہے۔ | ۱۱ آئین ۲۵۳ ۔ | ۱۴۰ |
| جبکہ اراضی کا پٹہ مدعی علیہا کے شوہر کے نام تھا اور سکونت مدعی کی علیحدہ تھی اور اُس کی مقبوضہ اراضی علیحدہ تھی قبضہ مدعی مسلمہ نہ تھا تجویز ہوئی کہ عدالتہائے ماتحت کی یہہ رائے صحیح ہے کہ اشتراک خاندان قائم نہین ہے اور تقسیم جائداد مورث کی ثابت کرنا ضروری نہین ہے۔ | آئین جلد ۶ حسب ۲۱۳ سنہ ۱۳۱۳ ف<br>مقنن جلد سوم حسب ۳۰۶ سنہ ۱۲۹۸ ف<br>۱۴ آئین ۳۳ - ۱۱ مقنن ۳ ۹۶ ۔ | ۱۴۰<br>۱۴۱ |
| مگر محض پٹہ بموجودگی برادر کلان بوجہ برادر خورد کے نام ہونا مستلزم تقسیم نہین ہے۔ | ۳ دکن لا رپورٹ ۲۴۳ ۔ | |

| | | |
|---|---|---|
| جب فریقین یکجا رہتے اور کاروبار کرتے ہون اور چچا بھتیجے آپس مین ہون تو یہہ نہین کہا جاسکتا کہ خاندان منقسم ہے۔ | ا دکن لا رپورٹ ۶۴۴ | ۱۴۲ |
| کسی رکن خاندان کے علحدہ رہنے سے خاندان مشترکہ مین کوئی فرق نہین پڑتا اگر ایک رکن خاندان کو قرضہ سے اقبال ہے تو دوسرے شرکاء خاندان کو اُس مطالبہ کی نسبت اعتراض کا حق نہین ہے۔ خاندان اجمالی کی رقم سرمایہ خاندان تصور کیجاتی ہے اگر کوئی رکن رقم مذکور وصول کرے اور سرمایہ خاندان مین شریک نہ کرے تو بوقت تقسیم اُس کے حصہ سے منہا کر دیا جاسکتا ہے۔ | | ۱۴۲ |
| ایک رکن کے لیئے ہوئے قرضہ کا بار صرف اُس کے حصہ کے لیئے ہے۔ | آئین جلد ۴ صفحہ ۸۶ ۱۳۰۸ف | ۱۴۲ |
| جب یہہ خیال ہو کہ خاندان اجمالی کا مشترکہ قرضہ ہے اور ایک مدعی علیہ زر مندرجہ تمسک کو قبول کرتا ہے دیگر مدعی علیہم عذر علحدگی ثابت نہین کر سکتے تو ڈگری اجمالی صادر کرنا قرین عدل ہے۔ | مقنن جلد ۱۴ صفحہ ۲۲۸ ۱۳۱۰ف | ” |
| وہ جائداد کہ جو ایک بھائی نے اپنی تنہا کوشش سے اور بلا صرف سرمایہ خاندانی پیدا کی ہو اور جسمین دوسرے بھائی نے محض اعانت کی ہو مکسوبہ ذاتی ہے لیکن وہ جائداد کہ جو دو بھائیون نے بحالت اشتراک خاندان اپنے وطن سے دور جاکر پیدا کی ہو اور ایک کی لیاقت اور دوسرے کی محنت کام مین آئی ہو جائداد مشترکہ ہے | ۱۷ آئین ۵۱۲۔ | ۱۴۳<br>۱۴۴<br>۱۴۶<br>۱۵۱<br>۱۵۴ |

| | | |
|---|---|---|
| اسیطرح جبکہ فریقین مشترکہ مال لیکر آئے ہون اور اُسکی سرمایہ سے بیوپار کرین خاندان مشترکہ ہونا قیاس کیاجائیگا | ۱۸ آئین ۵ ۳۹۵- | |
| جائداد مشترکہ وہی ہے جو سرمایہ مشترکہ فریقین یا فریقین کے ہنر یا محنت سے حاصل کی گئی ہو جب یہہ امر ثابت ہو کہ مدعی بزمانہ حصول جائداد نابالغ تھا تو حصول جائداد مین مدعی کے ہنر یا محنت کو دخل نہین ہوسکتا تھا سرمایہ مشترکہ ہونیکا بار ثبوت ایسی صورت مین ذمہ مدعی ہے۔ | ۱۱ تشریح ۳۷۹-۱۲ تشریح ۱۱۵- اجلاس کامل - ادکن لا رپورٹ ۵۹۸- | ۱۴۳ ۱۴۵ |
| مدعی نے رسوم دیسمکھی وغیرہ معاش کا دعوی اس بنا پر کیا کہ وہ مشترک ہے اور بیان کیا کہ وہ مدعی علیہم سے علیحدہ ہے اور کل مدعی علیہم یکجا سکونت رکھتے ہین تجویز ہوئی کہ ایسی حالت مین قیاس نسبت اشتراک قائم نہین رہا۔ بلکہ قیاس عدم اشتراک جائداد کا ہوتا ہے یہہ ثابت کرنا مدعی کا کام تھا کہ درحقیقت وہ شریک ہے۔ | ۱ آئین ۳۹- ۹ مقنن ۱۰۲- ۳ مخزن ۶۲- | |
| خاندان مشترکہ و سکونت یکجائی فریقین سے جائداد فریقین کا مشترک ہونا خیال کیا جائیگا۔ | ۳ مخزن ۲۷۶- | |
| جبکہ مدعی علیہ عرصہ دراز سے قابض اراضی تھا اور فریقین کی سکونت علیحدہ علیحدہ تھی مدعی بیدخل تھا تو تجویز ہوئی کہ بار ثبوت اس امر کا کہ مدعی شریک اراضی ہے مدعی پر ہے۔ | ۶ آئین ۸۹- | |
| کھیت کا پٹہ ایک بھائی کے نام ہو اور دونون بھائی علیحدہ علیحدہ کاشتکاری کرتے ہون تو قیاس شریک خاندان | مخزن جلد ۳ صفحہ ۲۶۸ - مقنن جلد ۹ صفحہ ۳۳۵ سنہ ۱۳۰۳ ف۔ | |

| | | |
|---|---|---|
| کا باقی نہیں رہتا۔ | | |
| جب ڈگری بمقابلہ خاندان مشترکہ صادر ہوئی ہو تو یہ عذر بصیغۂ اجرا کہ کوئی حصہ مدیون کا نہیں ہے اور کوئی حصہ معین بھی نہیں ہے قابل قبول نہیں ہے یہ عذر بصیغۂ نمبری ہونا چاہیئے۔ | دکن لا رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۴۸۴ ۱۳۲۲ف۔ | |
| نفقہ کی ڈگری جو خاندان پر بالاجمالی صادر ہوئی ہو بمقابلہ کسی ایک رکن کے جاری ہو سکتی ہے۔ | آئین جلد ۱۳ صفحہ ۶۶۳ ۱۳۱۵ف | |
| خاندان اجمالی ہو اور منجملہ چند ارکان کے کسی نے آراضی کاشت کا راضی نامہ دیا ہو تو ایسے اقرار سے کوئی ذمہ داری جائداد مذکور پر عائد نہیں ہو سکتی۔ | آئین جلد ۱۷ صفحہ ۱۵۲ ۱۳۱۹ف | |
| اگرچہ قیاس شاستری یہ ہے کہ یہ ہندو خاندان اجمالی ہے مگر جیسا جیسا درجہ قرابت دور ہوتا جاتا ہو ویسے ویسے یہہ قیاس نہایت کمزور ہوتا جاتا ہے۔ | آئین جلد ۲ صفحہ ۳۹۷ - ۵ مخزن ۶۰ - ۱۱ مقنن ۱۴۰۱۔ | |

## باب ششم (قرضہ)

| | | |
|---|---|---|
| اگر قبل وفات پدر بذریعۂ تقسیم کوئی جائداد پسر کو ملے تو وہ مدیون کا متروکہ نہیں قرار دی جاسکتی نہ دین مذکور کی ادائی اُس جائداد سے کرائی جاسکتی ہے۔ | ۱۲ آئین ۲۸۵۔ | 189 |
| ایک دستاویز سے معلوم ہوتا تھا کہ قرضہ جائز طور پر لیا گیا ہے مگر مدعی علیہ یعنی وارث مدیون متوفی کا عذر تھا کہ قرضہ قانونی اور شاستری ضرورت کے خلاف لیا گیا تجویز ہوئی کہ اِس کا بار ثبوت ذمہ مدعی علیہ ہے | ۱۲ آئین ۳۹۰۔ | 189 |
| قرضہ خلاف تہذیب ہونیکا بار ثبوت پسروں پر ہے بیٹے جب کسی ایسی جائداد کو واپس لینا چاہیں جو آئی | ۳ دکن لا رپورٹ ۱۶۷۔ | 189 |

| | | |
|---|---|---|
| باپ نے بلا ضرورت شاستری منتقل کی ہے تو جو روپیہ کہ باپ نے بمعاوضہ جائداد حاصل کیا ہو اوس کی واپسی کے بیٹے ذمہ دار ہین۔ | | |
| ہنود جب دہرم شاستر پسر اپنے پدر کے قرضہ کا ذمہ وار ہے تا وقتیکہ وہ یہہ ثابت نہ کرے کہ قرضہ خلاف اخلاق اغراض کے لیئے لیا گیا تھا۔ | ۳ دکن لا رپورٹ ۲۳۴- | 189 |
| جب قرضہ بحالت اشتراک بطور جائز لیا جائے اور بعد تقسیم عمل مین آئے تو قرضہ کی ادائی سے بوجہ اسکے کہ تقسیم ہو گئی سبکدوشی ناممکن ہے۔ | ۱۲ آئین ۷۶۹- | 189 |
| ہنود خاندان مشترکہ مین جب کوئی رکن فوت ہو جائے تو اوس کے حقوق جائداد مشترکہ سے ساقط ہو جاتے ہین۔ اور اوس کے بیٹے کے حصہ پر ڈگری کا اجرا ممکن نہین ہے جب تک کہ وہ بھی فریق مقدمہ نہ رہے ہون۔ | ۱۰ آئین ۵۱۵ سلا ۱۳۱۳ ف - ۱۱ آئین ۲۷ اجلاس کامل- | 192<br>196 |
| نابالغ کے ولی نے بحیثیت منتظم خاندان قرضہ لیا ہو تو صرف اسقدر ثابت کرنا کافی نہین ہے کہ بغرض پرورش و تعلیم نابالغ لیا گیا تھا بلکہ یہہ ثابت ہونا چاہیئے کہ جن ذرائع سے نابالغ کی پرورش و تعلیم ہوتی تھی وہ کلیتاً مسدود ہو گئے اور دوسرے طور پر انتظام ناممکن تھا۔ | ۲۶ آئین ۴۶۹- | 193<br>194 |
| جبکہ ایک رکن خاندان مشترکہ نے جو منتظم امور خانگی تھا بحالت اشتراک دستاویز قرضہ مرتب و مکمل کی اور اسیطرح جو قرضہ بحالت اشتراک لیا جاوے اوس کی ذمہ داری دوسرے ارکان پر لازم ہے۔ | ۱۰ مقنن ۲۳۰ - ۴ مخزن ۱۳ - | ایضاً |
| شاستراً منتظم خاندان ہنود کے لیئے ہر قرضہ کی | ۵ آئین ۶۴۷ - ۳ مقنن ۲۰۸ - | 194<br>195 |

| | | |
|---|---|---|
| ذمہ داری دیگر افراد خاندان پر ہے تاوقتیکہ تقسیم ثابت نہ ہو کوئی شخص نہین کہہ سکتا کہ کوئی خاص حصہ اُسکا ہے۔ | | |
| جب تک کہ خاندان کا اشتراک اور یہہ ثابت نہ ہو کہ رقم مدعی علیہم کے کام مین آئی ہے جملہ ارکان خاندان مشترکہ ذمہ دار نہین ہین۔ البتہ جس شخص نے قرض لیا وہ ذمہ دار ہے۔ | ۲۳ دکن لارپورٹ ۶۶ | ۱۹۴ |
| **باب ہفتم (تقسیم جائداد)** | | |
| جس حال مین کہ دستاویز سے تقسیم ثابت ہے اور اُسکی تنسیخ کا ثبوت کافی نہین ہے بلکہ مشتبہہ ہے تو جائداد منقسمہ قرار دیجائیگی۔ | مجموعہ فیصلہ جات جلد ۳ صہ ۱۲۴ مقنن جلد ۳ صہ ۱۳۳ سنہ ۱۲۹۹ ف | ۲۹۰ |
| اگرچہ فریقین مین فارغخطی ہو چکی ہو تو جس سے قبل کی نزاعین طے ہو گئی ہون تاہم بلحاظ تعلقات فریقین جو باپ و بیٹے تھے یہہ قرار دیا گیا کہ جو جائداد غیر منقسمہ رہی ہو وہ تقسیم کر دی جائے۔ | آئین جلد ۹ صہ ۴۹ سنہ ۱۳۱۱ ف | ۲۰۹ – ۲۱۳ |
| جبکہ یہہ ثابت ہو کہ ایک بھائی فارغخطی کے ذریعہ دوسرے بھائی کو مکان دیکر زر نقد حاصل کیا تھا تو قیاس انقسام خاندان کا ہوگا۔ | آئین جلد ۳ صہ ۱۵۳ مقنن جلد ۱۲ صہ ۱۵ سنہ ۱۳۰۶ ف۔ | ۲۱۰ |
| جب حصص کا تعین ہو چکا ہو اور فریقین علیحدہ رہتے ہون تو اُس عام قیاس کی تردید ہو جاتی ہے جو ہندو خاندان کی اشتراک کا ہے۔ | آئین جلد ۵ صہ ۱۵۳ اجلاس کامل۔ | ۲۱۰ |
| تاوقتیکہ تقسیم جائداد کے متعلق قوی شہادت پیش نہ ہو تو محض اراضیات کے پٹہ کا بڑے بھائی کی موجو... | دکن لارپورٹ جلد ۱ صہ ۳۹۵ سنہ ۱۳۳۰ ف۔ | ۲۱۷ – ۲۱۸ |

| | | |
|---|---|---|
| کے نام ہوجانا مستلزم قیاس انقسام نہین ہے۔ | | |
| دستاویز متعلقہ خاندان کا اجمالی ہونا ثابت ہو تو محض خور ونوش وسکونت علحدہ ثبوت کافی تقسیم جائداد کا نہین ہے۔ | مخزن جلد ۳ صفحہ ۱۱ سنہ ۱۳۰۳ ف | ۳۱۴ |
| صرف کسی شخص کے علحدہ ہوجانے سے تاوقتیکہ جائداد کی تقسیم نہ خاندان کا علحدہ ہونا قرین قیاس نہین ہے۔ | مقنن جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۳ سنہ ۱۳۰۵ ف | ۳۱۴ |
| ہندو خاندان مشترکہ مین پوتا بموجودگی بیٹے یعنی اپنے باپ کے تقسیم نہین کرا سکتا۔ | آئین جلد ۱۱ صفحہ ۶۱ | ۳۲۸ |
| ایک شریک بلا شرکت جملہ حقدارون کے تقسیم کا دعوی نہین کر سکتا اگر کوئی مدعی ہونا نہ چاہے تو وہ بزمرہ مدعا علیہم شریک کیا جا سکتا ہے۔ | مجموعہ فیصلجات جلد ۸ صفحہ ۱۲۳ مقنن جلد ۸ صفحہ ۱۹۶ مخزن جلد ۲ صفحہ ۱۲۲ سنہ ۱۳۰۱ ف ۵ مخزن | ۳۳۶ |
| دعوی تقسیم جائداد ہو تو کل جائداد کو دعوے مین شریک کرنا چاہئے۔ مدعی کے قبضہ مین جزو جائداد ہو تو وہ بھی شریک دعوی کرنا ضرور ہے ورنہ دعوے چل نہین سکتا۔ | مقنن جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۵ آئین جلد ۲ صفحہ ۱۰۵ مخزن ۴ صفحہ ۱۲۲ | ۳۳۶ |
| **باب نہم (نان ونفقہ)** | | |
| دھرم شاستر کی رو سے نواسے کا کوئی حق خاندان مشترکہ سے نفقہ پانے نہین ہے۔ | ۱۳ آئین ۱۶۶۔ | ۳۱۶ |
| بیوہ کی شادی ثابت ہونیکی صورت مین حق نان ونفقہ حاصل ہے اگر بیوہ خاندان اجمالی اہل ہنود کی حق مین کوئی دستاویز بخصوص حق نفقہ تحریر کیجائے تو وہ دستاویز بلا بدل نہین ہے کیونکہ شاستر آ وہ مستحق خور ونوش | آئین جلد ۵ صفحہ ۴۲ سنہ ۱۳۰۷ ف مقنن ۳۷۰۔ | ۳۱۶ |

| | | |
|---|---|---|
| خاندان اجمالی سے ہے۔ | | |
| آشنا کو یار سے کے متبنی فرزند کے مقابلہ مین حق نان و نفقہ حاصل نہین ہے۔ | ۳ مخزن ۲۳ - ۹ مقنن ۳۱۱ | ۳۱۷ ۳۱۸ |
| عدم حاضری طاعت سے وجوب نفقہ ساقط نہین ہوتا۔ | ۱۴ آئین ۳۳۵ - ۳۳۵ | ۳۲۱ |
| بیوہ بہو کو صرف جائداد موروثی خاندان مین حق نان و نفقہ حاصل ہے مورث کے نواسہ کے مقابلہ مین اُسے حق ملکیت جائداد مین حاصل نہین ہے نہ اس وجہ سے کہ بیوہ کا حق نان و نفقہ جائداد سے متعلق ہے۔ جائداد کی بیع نواسہ سے کی ہونا جائز ہے۔ | ۱۲ آئین ۲۰۲ - ۴۰۲ | ۳۲۳ |
| نان و نفقہ کا تعین بلحاظ حیثیت محول خاندان ہونا چاہیئے | ۵ آئین ۸۶۴ - ۱۱ آئین ۱۱ - ۱۷ آئین ۱۶۶ - | ۳۲۷ ۳۲۸ |
| نابالغ کی منصرام کی ماں کو بموجودگی اس کے معاہدہ کرنے کا حق نہین ہے۔ صرف نان و نفقہ کی مستحق ہے۔ | آئین جلد ۱۱ صفحہ ۴۸ ۱۳۱۴ ف | |
| بیوہ کا حق نکاح ثانی سے زائل ہو جاتا ہے۔ | ۹ آئین ۱۶۰ - | |
| **باب دہم (وراثت)** | | |
| جب ہندو اسلام قبول کرے اور بحالت مسلم فوت ہو تو فرزندان و قرابتداران ہنود کو کوئی حق نہین ہے۔ | آئین جلد ۲ صفحہ ۱۶۸ مقنن جلد ۱۵ صفحہ ۱۷۶ ۱۳۰۹ف - | ۳۵۳ |
| علاتی بھائی کا بیٹا شاستر گ وارث ہے مدعی کو تارک الدنیا ہونے کا ثبوت ذمہ مدعی علیہ ہے محض شادی نہ کرنے سے اس کی نسبت یہ قیاس قائم نہین ہوتا کہ وہ تارک الدنیا ہے۔ | مجموعہ فیصلجات جلد ۳ صفحہ ۱۹۶ مقنن جلد ۴ صفحہ ۱۱۷ ۱۲۹۰ ف | ۳۵۵ ۳۸۰ |
| بموجودگی دختر نواسہ کا کوئی حق نہین ہے۔ | ۱۵ آئین صفحہ ۱۴۵ ۱۳۱۷ف - | ۳۹۲ |

| مسئلہ | حوالہ | نمبر |
|---|---|---|
| از امنیات العامی مین خلف اکبر کو کوئی زیادہ حصہ نہ ملیگا | آئین جلد ا صفحہ ۳۰۱ مقنن جلد ۹ صفحہ ۴۹ ۔ مخزن جلد ۳ صفحہ ۲۵ سنہ ۱۳۰۳ ف ۔ | ۳۶۶ |
| مدعی کل جائداد کا مستحق بمقابلہ اپنے چچا کے پوتے کے ہے جبکہ وہ اپنے باپ کا حصہ طلب کرتا ہے گو وہ لونڈی ہی کے پیٹ سے ہو ۔ | مقنن ۱۰ صفحہ ۲۸۲ سنہ ۱۳۰۴ ف | ۳۶۹ |
| پسر غیر صحیح النسب وارث نہین ہے ۔ | آئین جلد ۵ صفحہ ۲۸ سنہ ۱۳۰۷ ف احلاس کامل ۔ | ۳۷۰ |
| سوائے بنگالہ کے اور ممالک مین بیوہ متوفی رکن خاندان مشترکہ کو جائداد خاندان مین کوئی حق وراثت حاصل نہین ہے صرف نان و نفقہ پاسکتی ہے ۔ | مقنن ۳ صفحہ ۲۴ سنہ ۱۲۹۷ ف ۔ | ۳۷۳ |
| چند بیوہ ہون تو جائداد مساوی حصون مین تقسیم ہوگی | آئین جلد ا صفحہ ۱۵ سنہ ۱۳۰۳ ف ۔ مخزن جلد ۴ صفحہ ۱۰ سنہ ۱۳۰۳ ف ۔ | ۳۷۴ ۳۷۴ |
| شاستراً برادر علاتی کو بعد تقسیم مثل برادر عینی کے حصہ نہین ملتا ہے ۔ | آئین جلد ۷ صفحہ ۳۶ مقنن جلد ۵ صفحہ ۴۲ سنہ ۱۳۰۹ ف ۔ | ۳۸۶ |
| خاندان منقسمہ کا ایک بھائی مرجائے تو دوسرے بھائی کو بمقابلہ برادر زادگان حق مرجح حاصل ہے ۔ | آئین جلد ۳ صفحہ ۹۳ مقنن جلد ۱۱ صفحہ ۲۰ مخزن جلد ۵ صفحہ ۱ سنہ ۱۳۰۵ ف | ۳۸۸ |
| شاستراً بھاوج کو کوئی حق قائم مقامی یا وراثت حاصل نہین ہے ۔ | آئین جلد ۵ صفحہ ۷۵ مقنن جلد ۱۳ صفحہ ۵۵ سنہ ۱۳۰۷ ف ۔ | ۳۹۳ |
| ہنود خاندان مین بہن وارث قرار دی گئی ہے ۔ | آئین جلد ۴ صفحہ ۴۹ سنہ ۱۳۱۰ ف | ۳۹۵ |
| دھرم شاستر کی رو سے بموجودگی بہنون کے بھانجی کو کوئی حق نہین ہے ۔ | آئین جلد ۹ صفحہ ۲۵۷ سنہ ۱۳۱۳ ف ۔ | ۳۹۶ |
| باپ کا بھانجہ بحیثیت ہندو بعدم موجودگی ورثا قریب | آئین جلد ۱ صفحہ ۲۱ سنہ ۱۳۱۳ ف ۔ | ۳۹۷ ۴۰۲ |

| | | |
|---|---|---|
| وارث ہے۔ مگر واپنچیدکو صرف پانچ صورتون مین محروم الورث قرار دیسکتا ہے۔ (۱) جبکہ جائداد مشترکہ کا تغلب کیا ہو (۲) جبکہ قمار بازی کا عادی ہو۔ (۳) جبکہ شراب خوار ثابت ہو۔ (۴) جبکہ زنا کار ثابت ہو۔ (۵) جبکہ حکومت گورو کی تحقیر کرے۔ علاوہ اسکے اگر محروم الورث قرار دیا جائے تو رواج اعلیٰ ترین شہادت سے ثابت کرنا چاہیے۔ | آئین جلد ۱۴ صـ ۱۷۲ ۱۶ اسلسلہ ۱۸۸۱ ضمیمہ ابتدائی دیواتی۔ | ۴۰۵ |
| داسی پتر کی لفظ مین نہ صرف لونڈی کی اولاد داخل بلکہ وہ اولاد جو کہ داشتہ سے ہوئی ہو اس لفظ کے معنی مین داخل ہے۔ اور جب کوئی صحیح النسب بیٹا موجود ہو تو اس کے حصہ سے نصف اگر وہ نہ ہو تو بصورت متوفی کے عورت سکے بیٹون یا نواسون کی موجودگی کے داسی پتر نصف کا حقدار ہوگا۔ جب شہادت سے یہہ امر ثابت ہو کہ ایک عورت ایک شخص کے پاس بطور اسکی زوجہ کے بیس سال تک رہی تھی اور تمام تقاریب قوم مین اس کی عورت کے ساتھ جایا کرتی تھی ایسی اثناء مین اس کے اولاد پیدا ہوئی جسکو شخص مذکور نے اپنی اولاد تسلیم کیا تھا تو تجویز ہوئی کہ بصورت نہ ہونے کافی شہادت تردیدی خلاف اس کے اولاد اسی شخص کی خیال کیجائے گی | ۶ آئین ۳۹۹-۱۴ مقنن ۴۰۵۔ | |
| ایک بیوہ کا چچیرا بھائی بمقابلہ اس بیوہ کے شوہر کے دوسری عورت کے بہ بنا وراثت مالک نہین ہوسکتا | آئین جلد ۲ صـ ۱۶۱ مقنن جلد ۱ صـ ۹۴ مخزن جلد ۳ صـ ۹ سنہ ۳۰۲ اف | |

| متن | حوالہ | دفعہ |
|---|---|---|
| مالک اخیر سے اُسکو کوئی حق نہین ہے۔ | | |
| **باب ہشتم (انتقال جائداد)** | | |
| اگر جائداد مشترکہ ثابت نہ ہو تب بھی بیوہ شخص ہندو از روے شاستر مجاز نہین ہے کہ بغیر ضرورت شدید کے جائداد منتقل کرے۔ | آئین جلد ۲ صفحہ ۴۱۴ مقنن جلد ۱ صفحہ ۱۱۳ مخزن جلد ۴ صفحہ ۱۲۲ سنہ ۱۳۰۳ف۔ و تشریح ۳۰۔ | ۴۱۵ |
| از روے دھرم شاستر بیوہ کو جائداد غیر منقولہ منتقل کرنیکا اختیار نہین ہے اگر کوئی جزو جائداد منتقل کرے تو ارکان خاندان کے اعتراض پر وہ قابل تنسیخ ہے | آئین جلد ۲ صفحہ ۲۹۲ مخزن جلد ۲ صفحہ ۱۱۵ سنہ ۱۳۰۰ف۔ | ۴۱۵ |
| بیوہ کو صرف حین حیاتی حق ہوتا ہے بجز خاص ضرورتوں کے و بضرورت شاستری کے جائداد بیوہ منتقل نہین کرسکتی۔ لہذا قرضہ ڈگری بیوہ کی ادائی کیلئے جائداد مقبوضہ بیوہ متعلقہ خاندان ذمہ دار نہین ہے۔ | آئین جلد ۳ صفحہ ۱۶۵ سنہ ۱۳۱۵ف ۱۹ آئین ۳۔۲۷۳۔۳ دکن لا رپورٹ ۶۔۲۳۶۔۳۔۴۔۵۔۱۸ مقنن ۶ | ۴۱۵ |
| جب جائداد استری دھن نہ ہو تو بیوہ کو صرف آپ حین حیاتی حق رہے گا منتقل کرنیکا حق نہین ہے۔ البتہ نان و نفقہ کا حق ہے۔ | مقنن جلد ۷ صفحہ ۱۶۲ سنہ ۱۳۱۱ف | ۴۱۵ |
| اگر ضرورتاً بیوہ جائداد منتقل کرے اور وارث کوئی اعتراض نہ کرے تو ایسا انتقال درست ہے۔ | آئین جلد ۴ صفحہ ۲۶ مقنن جلد ۱ صفحہ ۶۷ مخزن جلد ۴ صفحہ ۲۵۴ | ۴۱۶ ۴۲۵ |
| اخراجات شادی دختر کے لیے جائداد منتقل ہو تو ضرورت شاستری سمجھی جائیگی۔ | آئین جلد ۵ صفحہ ۲۳ سنہ ۱۳۰۷ف | ۴۱۸ ۴۱۹ |
| اگر بیوہ بمعاوضہ مال خدمات کے جو اُسکی حفاظت ذاتی کے واسطے ضروری ہون جائداد منتقل کرکے وارث بعیدی کے مقابلہ مین ایسا انتقال ممنوع نہین ہے | مقنن جلد ۲۶ صفحہ ۴۵ سنہ ۱۳۲۱ف | ۴۱۹ |

| | | |
|---|---|---|
| شاستر اً بضرورت نفقہ بیوہ جائداد منتقل کرسکتی ہے۔ | آئین جلد ۹ صفحہ ۳۵ سنہ ۱۳۰۸ ف ۱۸ آئین ۱۸۔ | ۴۲۰ |
| جائداد مشترکہ خاندان کی ہو اور ضرورت شاستری بتلا کر جائداد بیوہ نے منتقل کی ہو اور بعد معلوم ہو کہ ضرورت شاستری نہ تھی تو انتقال کالعدم ہے۔ | مخزن جلد ۵ صفحہ ۵۶ مقنن جلد ۱۱ صفحہ ۹۲ سنہ ۱۳۰۵ ف۔ | ۴۲۲ |
| بیوہ نے ضرورت شاستری بتلا کر جائداد منتقل کی۔ مدعی اپنے کو بالغ کے شوہر کا چچا بتلا کر بمقابلہ بالغ و مشتری تنسیخ انتقال کی نالش کی۔ بالغ نے ضرورت شاستری (ادائے قرضہ شوہر کے لیے جائداد منتقل کرنا ثابت کر دیا۔ تجویز ہوئی کہ انتقال جائز ہے۔ | آئین جلد ۷ صفحہ ۲۰۱ سنہ ۱۳۱۹ ف | ۴۲۲ |
| وارث عودی کو بہ حیات بیوہ جائداد منتقلہ بیوہ کی نسبت نالش دخلیابی کا استحقاق حاصل نہیں ہے بعد وفات بیوہ نالش ہوسکیگی۔ | ۵ آئین دکن صفحہ ۸۳۹ - ۳ دکن لارپورٹ صفحہ ۲۴۸ سنہ ۱۳۲۲ ف | ۴۳۳ |
| اگر مدعیان یا وارثان مدعیان بروقت انتقال منجانب بیوہ رضامندی ظاہر کریں تو وہ بمنزلہ اس کے ہے کہ انتقال ضروریات خاندانی کے لیے عمل میں آیا تھا لہذا اب کوئی حق مدعی کو نہیں ہے کہ دعوی کرے۔ | ۳ دکن لارپورٹ صفحہ ۳ سنہ ۱۳۲۳ ف ۶ آئین ۳۴۹ - ۱۴ مقنن ۳۶۹ - | ۴۳۴ |
| خاندان مشترکہ میں ایک شریک کل مکان دوسرے شریک کو ہبہ کرنیکا مجاز نہیں ہے۔ | ۱۵ مقنن ۴۴۳ - | ۴۴۷ |
| جب جائداد موروثی کو باپ بموجودگی پسر بلا ضرورت شاستری منتقل کرے تو بیٹا ایسے انتقال کا پابند نہیں ہے۔ | ۱۴ آئین صفحہ ۱۱۶ ۱ مقنن صفحہ ۶۱۹ سنہ ۱۳۰۵ ف | ۴۵۵ |

| خاندان مشترکہ کا ایک بھائی دوسرے بھائی کی بلا رضامندی جائداد موروثی منتقل کرے تو ایسا انتقال ناجائز ہے۔ | آئین صـ ۱۳۴ ۹ مقنن صـ ۴۸ سنہ ۱۳۰۳ف۔ | ۴۵۹ |
|---|---|---|
| جو ہبہ کہ بسن یا غصہ یا نہایت ہی مسرت میں کیا جاتا ہی ناجائز ہے۔ | ۴ آئین صـ ۳۸۹ ۵ مخزن صـ ۲۳۱ | ۴۷۴ ۴۷۵ |
| یہہ اعتراض کہ انتقال جائداد منجانب بیوہ ناجائز ہے سوائے وارث کے دوسرا شخص نہین کرسکتا۔ | ۲ آئین صـ ۳۰۴ ۴ مخزن صـ ۲۴۹ سنہ ۱۳۰۳ف۔ | |
| شاستر آ بیٹی کو جو اولاد ہے بنسبت انتقال جائداد وہی حقوق حاصل ہین جو کہ بیوہ کو ہوتے ہیں، اگر بیٹی انتقال جائداد موروثی کا کرے تو صرف تاحیات دختر وہ نافذ رہیگا۔ اور بعد وفات دختر وہ وارث مابعد کو ملیگی۔ | ۵ آئین صـ ۸۳۸ سنہ ۱۳۰۷ف۔ | |
| ایک رکن خاندان کی وفات پر اسکی زوجہ (ب) قابض ہوئی اسکی وفات کے بعد اسکی دختر نے بمقابلہ شخص ثالث قابض جائداد نالش دخلیابی دائر کی جوابدہی ہوئی کہ مکان (ب) سے اس کو بذریعہ ہبہ ملا ہے اور اپیل مین یہہ بھی عذر ہوا کہ وہ (ب) کا متبنی ہے تجویز ہوئی کہ (ب) کو صرف حق حین حیاتی تھا اسلئے وہ ہبہ کی مجاز نہ تھی متبنی ہونیکا عذر جدید ہے۔ اس سبئے اسپر توجہ نہین کیجاسکتی | ۱۴ آئین صـ ۱۱۴۳ سنہ ۱۳۱۶ف۔ | |
| شاستر آ زوجہ کی موجودگی مین کسی جائداد کا انتقال باعث بطلان انتقال نہین ہے۔ | ۲ آئین صـ ۱۳۴۱ ۱۰ مقنن صـ ۳۵۷ ۴ مخزن صـ ۱۷۹ سنہ ۱۳۰۲ف | |
| بحالت موجودگی پسر یا متبنی بیوہ نے اگر کوئی جائداد منتقل کی جو تو اسکا اثر خلاف متبنی نہین ہوسکتا۔ | ۱۷ آئین صـ ۲۶۴ سنہ ۱۳۱۹ف ۶ آئین صـ ۱۳۱ | |
| شاستر آ بیٹی کا نواسہ بند ہو ہی اور بیٹی جب کوئی جائداد موروثی منتقل کرے انتقال صرف بیٹی کی زندگی تک باقی رہیگا۔ | ۶ آئین صـ ۴۳۱ سنہ ۱۳۱۱ف۔ | |

# فہرست مضامین ردیف وار


| مضمون | صفحہ | مضمون | صفحہ |
|---|---|---|---|
| (الف) | | اغراض تبنیت۔ | ۶۹ |
| اپرنتی بندہ وسپرتی بندہ وراثت۔ | ۴۳۷ | اقرار صحت قرضہ۔ | ۵۹ |
| اثر سببے عصمتی۔ | ۳۷۷ | اقرار تقسیم۔ | ۲۱۵ |
| اتحاد مکرر کا اثر۔ | ۲۵۰ | اقسام اولاد۔ | ۳۰ |
| اختیارات ولی جنکی پابندی نابالغ پر لازم ہے | ۵۸ | اقسام شادی۔ | ۳۶ |
| اخراجات خاندان۔ | ۱۶۹ | آمدنی سے مستفید ہونا۔ | ۲۱۷ |
| استرداد ہبہ۔ | ۲۸۰ | اقتدارات انتقال بذریعہ وصیت۔ | ۳۰۱ |
| استرداد وقف۔ | ۲۹۵ | انتقال منجانب منتظم۔ | ۳۹۹ |
| استرداد وصیت۔ | ۲۹۹ | اُناث کا متبنیٰ لینے کا حق۔ | ۷۳ |
| اشخاص جو ولی ہو سکتے ہیں۔ | ۵۲ | اُناث کے نام پر جائداد خریدنا۔ | ۲۱۹ |
| استری دھن کی تعریف۔ | ۴۳۷ | اُناث ورثا۔ | ۴۰۹ |
| استری دھن کے متعلق عورت کا اقتدار تصرف۔ | ۴۵۲ | ایسی بیوہ جسنے سر منڈوایا ہو۔ | ۹۲ |
| | | ایکٹ وصیت ہند۔ | ۳۱۱ |
| استری دھن کی توریث کے قواعد۔ | ۴۴۵ | ایک عرصہ سے علیحدہ قابض رہنا۔ | ۲۱۷ |
| اشخاص تقسیم کنندہ کے حقوق۔ | ۲۳۳ | ایسے قرضہ کی ادائی کی ذمہ داری جو بہ حیثیت ضامن لیا گیا ہو۔ | ۱۸۶ |
| اشخاص مستحق نان ونفقہ۔ | ۳۱۶ | | |
| اصول متعلقہ وراثت۔ | ۳۳۹ | (ب) | |
| اغراض شادی۔ | ۲۵ | باپ کے قرضہ کی ادائی کی بیٹے پر ذمہ داری | ۱۸۰ |

| مضمون | صفحہ | مضمون | صفحہ |
| --- | --- | --- | --- |
| باپ کی وفات کے بعد بیٹون کے مقابلہ مین اُسکی ڈگری کی تعمیل۔ | ۱۸۵ | بیوہ کے مشتری یا منتقل الیہ کا فرض۔ | ۴۲۲ |
| | | بیوہ کے مقابلہ مین ڈگری۔ | ۴۲۵ |
| باپ کی ذمہ داری بیٹے کے قرضہ کی متعلق۔ | ۱۹۷ | بیوہ ڈگری یا صلح سے وارث کو کب پابند کر سکتی ہے۔ | ۴۲۶ |
| باپ کا اختیار متعلق انتقال ذریعہ ہبہ۔ | ۲۵۳ | | |
| بقایاء نان و نفقہ۔ | ۳۳۳ | بیوی کا حق علحدہ رہکر نان و نفقہ پانیکی متعلق۔ | ۳۲۲ |
| بنگال اور بنارس مین اجازت شوہری۔ | ۹۲ | | |
| بہن کے حق کی نوعیت۔ | ۳۶۶ | (پ) | |
| بیٹے کی جائداد۔ | ۳۰۹ | | |
| بیٹے کے حق کی بنیاد۔ | ۳۷۶ | پوتے بھتیجے وغیرہ کی ذمہ داری۔ | ۱۹۰ |
| بیٹے کا اپنے حق سے دست بردار ہونا۔ | ۳۶۶ | (ت) | |
| بیٹے کی ذمہ داری کی ابتدائی تاریخ۔ | ۱۷۹ | تبنیت جو ناجائز ہو باوجود غیرہ کیوجہ سے عمل مین آگئے | ۱۱۸ |
| بیوہ کا ازدواج ثانی کرنا۔ | ۴۸ | | |
| بیوہ کا متبنی لینے کا حق۔ | ۴۳ | تجدید قرضہ۔ | ۶۰ |
| بیوہ پر متبنی لینا فرض نہین ہے۔ | ۸۳ | تعریف ہندو۔ | ۳۴۳ |
| بیوہ متبنی لیکر دوسرون کو اُن کے محصلہ استحقاق سے کن صورتون مین محروم کر سکتی ہے۔ | ۸۴ | تقسیم کسے کہتے ہین۔ | ۲۰۷ |
| | | تقسیم کب تازہ کیجا سکتی ہے۔ | ۲۴۱ |
| | | تقسیم نہ کرنیکا اقرار۔ | ۴۴۲ |
| بیوہ کے متبنی لینے کے متعلق اقرار کا اثر | ۱۲۰ | | |
| بے عصمتی کا اثاث کے حق نان و نفقہ پر اثر | ۳۲۴ | (ث) | |
| بے عصمتی کے باعث محروم الورثی۔ | ۳۵۳ | ثبوت رواج۔ | ۱۶ |
| بے نامی معاملات۔ | ۲۹۶ | ثبوت وقف۔ | ۲۸۶ |
| بیٹے کا اپنے حق سے دست بردار ہونا | ۳۶۶ | ثبوت وصیت۔ | ۳۰۱ |
| بیوہ مان وغیرہ کے حق کی نوعیت۔ | ۴۱۰ | (ج) | |
| بیوہ کا اقتدار انتقال۔ | ۴۱۴ | جائز شادی کے لوازمات۔ | ۳۴۲ |

جائداد کا بیچ کرنا۔ — ۶۰
جائداد موروثی کس حد تک استری دھن ہے۔ — ۴۵۰
جائز تبنیت کے لوازمات۔ — ۷۷
جائداد خاندانی مین بیٹے کا حصہ منتقل کرنیکے متعلق باپ کے اقتدارات۔ — ۱۹۸
جائداد کا معلق نہ رہنا۔ — ۲۳۸
جینون کی تبنیت۔ — ۱۳۱

(ح)

حالات جن سے انقسام ثابت نہین ہے۔ — ۲۱۸
حق کب زائل ہوجاتا ہے۔ — ۵۸
حق قبضہ۔ — ۱۶۴
حقوق جو تقسیم سے پیدا ہوتے ہین۔ — ۲۴۴
حق کلانیت۔ — ۳۶۸
حق ترجیح متعلقہ وراثت۔ — ۳۷۸
حق متبنیٰ گیرندہ مان۔ — ۳۸۶
حقیقی اور علاتی رشتہ داری۔ — ۳۸۹

(خ)

خاندان منقسمہ اور مشترکہ مین بیوہ کا متبنیٰ لینا۔ — ۷۶
خارج المیعاد دیون سے اقبال اور انکو تازہ کرنا۔ — ۱۷۰
خاندانی مکان سکونتی مین بیوہ کو رہنے کا حق — ۳۳۳
خاص قواعد توریث متعلقہ جینی وسکھ۔ — ۳۴۸
خارج از ذات۔ — ۳۵۲
خدمت مذہبی کا انتقال۔ — ۲۹۲
خلاف ورزی سگائی کے نتائج۔ — ۳۳
خلاصہ متعلق اجازت شوہری در بارہ تبنیت — ۸۳

(د)

دایا بھاگ کی رُو سے وراثت استری دھن — ۴۴۹
دادی کا متبنیٰ لینا۔ — ۸۹
دتک اور کرتیرما تبنیت کا فرق۔ — ۱۲۹
دھرم شاستر کی بناء۔ — ۱۰
دھرم شاستر کے خصوصیات۔ — ۲
دھرم شاستر کے مختلف ذرائع — ۲
دھرم شاستر کا اطلاق کس پر ہوتا ہے — ۱۹
دو بیوگان ہونیکی صورت مین حق تبنیت۔ — ۷۴

(ڈ)

ڈگری متعلق تقسیم۔ — ۳۱۱
ڈگری بمقابلہ مہنت مٹھ۔ — ۲۹۵

(ذ)

ذمہ داری قرضہ کب عائد ہوتی ہے۔ — ۱۸۸
ذمہ داری قرضہ بالذات۔ — ۱۹۵

(ر)

رواج کی عظمت۔ — ۱۶
رسوم واشامپ۔ — ۱۳۳

(ز)

زمانۂ نابالغی۔ — ۵۱

(س)

سپردِ ثالثی و دعویٰ کرنا۔ ۱۷۱
سکھ کی تبنیت۔ ۱۳۱
سکلیہ و ساما نودک۔ ۳۴۷
سنیاسی۔ ۳۴۹، ۳۵۵
سنیاسی کے ورثاء۔ ۴۰۵

(ش)

شادی و سگائی مین فرق۔ ۳۲
شادی کے متعلق قیاس۔ ۴۳
شجرۂ سپنڈ۔ ۳۴۱
شرکار خاندان کے حقوق۔ ۱۵۹
شریک حصہ دار کا اپنا حق بیع کرنا۔ ۲۱۸
شریک خاندان کیجانب سے انتقال۔ ۲۵۸
شریک خاندان کی جانب سے ہبہ۔ ۲۷۷

(ط)

طریقۂ تبنیت الاتم۔ ۱۳۰
طریقۂ تقسیم۔ ۲۴۴
طلاق۔ ۴۴
طوائف کا متبنیٰ لینا۔ ۹۱

(ع)

عام اصول متعلقہ نان و نفقہ۔ ۳۱۳
عام اصول وراثت۔ ۳۹۰
عدالتی کارروائی متعلق نابالغ۔ ۶۱
عذرات جو منجانب فرزند دربارۂ قرضہ پیش ہوسکتے ہین۔ ۱۸۴
عورتون کے معاملات۔ ۵۰
عورتون کے حق مین وصیت۔ ۳۰۶

(غ)

غیر اشخاص کا قرضہ ادا کرنیکی ذمہ داری کی وجہ۔ ۱۷۷
غیر صحیح النسب اولاد۔ ۳۶۹
غیر منقسمہ شریک کے ورثاء۔ ۴۰۴

(ف)

فرزند نامزدہ کی صورت مین بیوہ کا حق ۱۲۰
فیصلۂ ثالثی متعلقہ تقسیم۔ ۲۱۸

(ق)

قانون دم دوپٹ۔ ۶۳
قانون دم دوپٹ کہان رائج ہے اور اُس کا اثر کہان ہوتا ہے۔ ۶۶
قانون سمرتی متعلق ہبہ۔ ۲۷۲
قاعدۂ توریث۔ ۳۹۳
قرض لینا اور جائداد منتقل کرنا۔ ۱۷
قرضہ جات رہن۔ ۱۹۰
قرضہ جائداد کے ساتھ ہے۔ ۳۰۵

(ک)

کاروبار خاندانی۔ ۱۷۶
کتب مستند متعلق تبنیت۔ ۷۰
کثرت ازدواج و ازدواج ثانی۔ ۴۸

کری تریما تبنیت۔ ۱۲۷
کسی شریک کیجانب سے دست برداری ۱۶۱
کون جائداد قابل تقسیم ہین۔ ۲۴۵
کون بکرہ اتحاد کر سکتے ہین۔ ۲۴۹
کون متبنی لے سکتا ہے۔ ۷۰

(گ)

گر بھاری گوسائین۔ ۴۰۷
گوسائین۔ ۱۳۲
گوترج سپنڈ بنا ہو۔ ۳۴۰

(ل)

لنگایت۔ ۱۳۲
لوازمات تقسیم۔ ۲۰۹
لوازمات ہبہ۔ ۲۷۰

(م)

مان کا کریا کرم۔ ۳۶۷
مان کے حق کی بنیاد۔ ۳۸۳
مان کا حصہ بوقت تقسیم۔ ۴۴۴
متبنی لینے والی بیوہ آخری ذکور قابض کی بیوہ ہونی چاہیئے۔ ۸۴
متبنی کون دیسکتا ہے۔ ۹۲
متبنی مان کسے کہتے ہین۔ ۱۱۵
متبنی فرزند و صلبی فرزند کے حصص۔ ۱۱۸
متبنی لینے کی اجازت ۱۲۴

متبنی مان کے انتقالات مین متبنی بیٹے کا حق اعتراض۔ ۱۲۶
متوفی شریک کے قرضہ کے متعلق پسماندہ شریک کی ذمہ داری۔ ۱۹۲
متاکشرا کی رو سے طریقۂ وراثت استری دھن۔ ۴۴۵
محض تبنیت بغیر فعل ظاہری کے تقسیم کے لیئے کافی ہے۔ ۲۱۱
محدود جائداد کا ہبہ۔ ۲۸۳
محروم الورثہ۔ ۳۴۹
مدراس و پنجاب مین اجازت شوہری کی ضرورت۔ ۸۰
مذہبی و خیراتی اوقاف۔ ۲۸۴
معاوضہ بابت انتظام۔ ۱۶۹
معاملات رہن پر قانون دمبدوپت کا اطلاق۔ ۶۶
مقدار نان و نفقہ۔ ۳۲۷
مقررہ سلسلۂ ورثاء خاندان منقسمہ ۳۶۲
مقدمات تبنیت کے لیئے میعاد۔ ۱۳۲
مکرر ازدواج بیوہ۔ ۲۵۵
مکرر متحد شریک کے ورثاء۔ ۴۴
مکان کے لیئے علحدہ جگہ خریدنا۔ ۲۱۶
منتقل الیہ کی حیثیت۔ ۲۶۱

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| منتظم کی حیثیت۔ | ۱۶۵ |
| منتظم کسے کہتے ہین۔ | ۱۶۴ |
| منتظم کب علحدہ کیا جا سکتا ہے۔ | ۱۶۷ |
| منتظم خاندان حساب فہمی کا کس حد تک ذمہ دار ہے۔ | ۱۶۷ |
| منتظم خاندان کے دیون کی ذمہ داری۔ | ۱۹۳ |
| موقوفہ جائداد کا انتقال۔ | ۲۹۴ |
| موقوفہ جائداد کی وراثت کے قواعد۔ | ۴۰۷ |
| میوکہا کی رُو سے طریقہ وراثت استری دھن کا۔ | ۴۴۸ |
| **(ن)** | |
| نابالغ کی خواہشات۔ | ۵۸ |
| نابالغ کی نگرانی کا حق۔ | ۵۸ |
| نابالغ کی اپنے افعال کی بابتہ ذمہ داری۔ | ۶۱ |
| ناکتخدا عورت کی جانب سے تبنیٰ لیا جانا۔ | ۹۰ |
| ناکتخدا عورت کا استری دھن۔ | ۴۵ |
| ناپاکی کا اثر۔ | ۹۱ |
| نابالغ بیوہ۔ | ۹۱ |
| ناجائز تبنیت کا اثر۔ | ۱۱۶ |
| ناجائز تبنیت کی صورت مین امر مانع تقریر مخالف۔ | ۱۲۳ |
| ناجائز وصیت۔ | ۳۱۰ |
| ناقابل تقسیم جائداد۔ | ۳۰۶، ۲۷۰ |
| ناقابلیت رفع ہونے کا اثر۔ | ۴۵۹ |

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| نمونہ ڈگری۔ | ۱۸۸ |
| نوعیت وقف۔ | ۲۰۵ |
| **(و)** | |
| واقعات جن سے ہبہ ناجائز نہین ہوتا ہے۔ | ۲۷۵ |
| وارث عودی کی حقیت کی نوعیت۔ | ۴۲۷ |
| وجوہات علحدگی۔ | ۴۹ |
| وجوہات محروم الورث۔ | ۳۵۰، ۴۲۵ |
| وراثت تنظی۔ | ۳۹۱ |
| وراثت وذکرہ اور تقسیم مین فرق۔ | ۳۳۶ |
| وراثت بند ہو۔ | ۳۴۴، ۳۰۰ |
| وراثت بیوہ۔ | ۳۷۳ |
| وراثت بیٹیان۔ | ۳۷۶ |
| وراثت نواسے | ۳۸۰ |
| وراثت نواسی۔ | ۳۸۲ |
| وراثت والدین۔ | ۳۸۲ |
| وراثت بھائی۔ | ۳۸۶ |
| وراثت بھائی کے بیٹے کی۔ | ۳۸۸ |
| وراثت بھائی کے پوتے کی۔ | ۳۹۰ |
| وراثت بھائی کی بیٹی کی۔ | ۳۹۰ |
| وراثت دادا کی۔ | ۳۹۰ |
| وراثت گوتج سپنڈ۔ | ۳۹۲ |
| وراثت بہن۔ | ۳۹۵ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| وراثت علاتی بہن۔ | ۳۹۷ | وصیت۔ | ۳۹۸ |
| وراثت پھوپھی۔ | ۳۹۷ | وصیت نامہ کی تعبیر۔ | ۳۱۱ |
| وراثت چچا۔ | ۳۹۸ | (ہ) | |
| وراثت طوائف۔ | ۴۰۳ | ہبہ بجانب منتظم خاندان۔ | ۱۷۶ |
| وراثت برہم چاری۔ | ۴۰۴ | ہبہ بمرض الموت۔ | ۲۷۶ |
| وراثت مہنت۔ | ۴۰۶ | ہبہ کرنے اور قبول کرنیکا اختیار۔ | ۲۷۶ |
| ورثاء عودی کی جانب سے تنسیخ تبنیت کی نالش۔ | ۱۳۲ | ہبہ بنام جماعت۔ | ۲۸۱ |
| | | ہبہ مشترکہ میں حق پسماندگی۔ | ۲۸۳ |
| وصیت جسمیں تقسیم کی ہدایت ہو۔ | ۲۱۷ | | |